تاریخ ابنِ خلدون
قبل از اسلام
ترجمہ
علامہ حکیم احمد حسین عثمانی
نفیس اکیڈمی - کراچی

تاریخ ابنِ خلدونؒ

قبل از اسلام

تاریخ الانبیاء

حصہ اوّل

علامہ ابن خلدون کی شہرہ آفاق تاریخ کا پہلا حصہ جس میں مورخ نے حضرت نوح علیہ السلام سے جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بعد تقریباً چھٹی صدی عیسوی تک کے حالات وانساب درج کیئے ہیں۔ انبیاء بنی اسرائیل و عرب اور ملوک یمن و بابل و نینوا و موصل و فراعنہ مصر، عمالقہ وغیرہ وغیرہ کے انساب و حکومت اور ان کے سچے اور صحیح واقعات بیان کیئے گئے ہیں۔

تصنیف

رئیس المورخین علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون (۷۳۸، ۸۰۸)

ترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ کراچی (پاکستان)

قیمت گیارہ روپے پچاس پیسے

کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر من احوال العرب والعجم والبربر و من عاصرہم من ملوک التتر یعنی علامہ ابنِ خلدون کی کتاب التواریخ کا اردو ترجمہ

بہ اہتمام

خالد اقبال گاہندری

ٹیلیفون ——— ۵۱۳۳۰۳

مطبوعہ
ایجوکیشنل پریس - کراچی

تاریخ قبل از اسلام

از

چوھدری محمد اقبال سلیم گاھندری

تاریخ ابن خلدون کے دو ابتدائی حصے اب پیش کئے جا رہے ہیں۔ فوراً آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ تاریخ ابن خلدون کے سات حصے، بعد اسلام کے جب پیش کئے جا چکے تو ان ابتدائی حصوں کی اشاعت دیر میں کیوں عمل میں آئی۔ اس سوال کا جواب خود ابن خلدون کی تاریخ ہے۔ اسلام سے پہلے کی جو تاریخ ہے وہ حقیقتاً منضبط یا مکتوبہ تاریخ نہیں ہے بلکہ افسانوی اور قیاسی حصہ اس میں ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ ابن خلدون جیسا عظیم الشان مورخ سلسلۂ کلام کو نزول قرآن تک ملانے کے لئے انتہائی تحقیق و تلاش کے ساتھ اس حصہ کو مکمل کرتا ہے۔ مگر دنیا کی کوئی تاریخ اسلام کے بعد کی تاریخ کے برابر مرتبہ میں نہیں پہونچ سکی۔ اس لئے خود ابن خلدون نے بھی جب یہ تاریخ لکھنی شروع کی تھی تو سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کی تھی۔ جب اس کی اشاعت کا آغاز کیا تو ادارہ نے وہی حصہ پہلے شائع کیا جو ابن خلدون نے خود پہلے لکھا تھا۔ اور یہ سب سے زیادہ صحیح طریقہ کار ہماری نظر میں تھا۔

بہرحال یہ اس وقت بھی مقصود تھا کہ آخر میں یہ دونوں حصے جو قبل از اسلام کی تاریخ سے

متعلق ہیں جن میں علم الانساب اور قومی ونسلی روایات کا بڑا حصہ محفوظ ہوگیا ہے شائع کر دیا جائے لوگوں کا تقاضا بھی اس سلسلہ میں شدید ہے۔ ہم خوش ہیں کہ تاریخ ابن خلدون کا ترجمہ اس دونوں حصوں کی اشاعت کے ساتھ مکمل ہوگیا ہے۔

تاریخ ایک ایسا فن ہے کہ جس میں گزشتہ واقعات، اس کے علل واسباب سے بحث کی جاتی ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہے کہ ابن خلدون سب سے بڑا فلسفی مورخ ہے۔ اس نے قبل از اسلام کے ان تمام حالات اور افسانوں کو جو بنی اسرائیل کی کتابوں میں اور مختلف اقوام کی روایات میں موجود تھے فلسفیانہ ترتیب اور منطقی اسباب وعلل کے ساتھ مرتب کرکے اس خوبی سے پیش کر دیا ہے کہ دنیا کے تمام مورخین نے اس کو نشان راہ بنا کر مختلف زبانوں میں تاریخیں لکھی ہیں اور پورے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ابن خلدون کے بعد دنیا میں کوئی مورخ ایسا نہیں ہے جس کے سامنے رہنمائی اور استفادہ کے لئے یہ دو حصے موجود نہیں تھے۔ اس لئے ان دو حصوں کی حیثیت اصل اصول تاریخ کی ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس سے خاطر خواہ علمی فائدہ اٹھائیں گے۔

وما توفیقی الا باللہ

ابتدائی حصّہ

تاریخ ابن خلدون، تاریخ الانبیاء

باب اوّل
انساب عالم ۲۳
حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ ۲۳
طوفانِ نوحؑ ۲۴
حضرت نوحؑ کی اولاد ۲۴
آل سام بن نوحؑ ۲۴
شجرۂ نسب بنی سام ۲۷
یافث کی اولاد ۲۶
شجرۂ نسب بنی یافث ۲۸
حام کی اولاد ۲۸
قبط بن قوط ۲۹
شجرہ نسب بنی حام ۳۰
باب دوم
عرب کا محل وقوع ۳۳
عربوں کے چار طبقے ۳۳
عرب کی وجہ تسمیہ ۳۴
عرب عاربہ ۳۴
عرب مستعربہ ۳۴
قبیلہ جرہم ۳۵
عرب تابعہ ۳۶
عرب مستعجمہ ۳۶
ترتیب کتاب ۳۷
عرب عاربہ کی اصل ۳۸
قوم عاد ۳۹
باغ ارم ۴۰
شداد بن بداد ۴۲
حضرت ہودؑ ۴۲
حضرت ہودؑ کا زمانۂ نبوت ۴۳
یعرب بن قحطان ۴۷
یثرب کا بانی ۴۷
عبد ضخم ۴۸
قوم عاد اور حضرت ہودؑ
کا شجرہ ۴۹
باب ۳
ثمود ۵۰
حضرت صالحؑ ۵۰
شاہانِ قوم ثمود ۵۲
بنی جادیس ۵۶
بنی طسم کا قتل عام ۵۶

رباح بن مرہ کا بنی جدیس پر حملہ ۵۷
بنی جدیس کی تباہی ۵۷
شجرۂ نسب قوم ثمود و صالحؑ ۵۸

باب ۴

عمالقہ ۵۹
عمالقہ کا نسب ۵۹
بنی اسرائیل کی فتوحات ۵۹
عمالقہ کا مصر پر قبضہ ۶۰
عمالقہ کا زوال ۶۰
آل امیم ۶۱
شجرۂ نسب عمالقہ ۶۲
حضرت شعیبؑ ۶۲
جرہم کی ولایت حجاز ۶۵
عمرو الاشنب کی امارت ۶۵
ذو عیص بن ذو عیص والئی
حضرت موت ۶۶
حماد بن بدعیص کا فارس پر حملہ ۶۶
بنی جرہم کے متعلق روایت ۶۷
آل سبا ۶۷

باب ۵

حضرت ابراہیم علیہ السلام ۶۸
قحطان اور عربی زبان ۶۸
حضرت ابراہیمؑ کا نسب ۶۸
آزر ۶۹
حضرت ابراہیمؑ کے متعلق توریت کی روایت ۶۹
شہر بابل کی تعمیر ۷۰
عامر بن شالخ اور نمرود کی جنگ ۷۰
آلِ عابر بن شالخ ۷۰
حضرت ابراہیمؑ کی جائے پیدائش ۷۱
حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش ۷۱
حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت ۸۰
حضرت سارہؓ ۸۰
حضرت ابراہیمؑ کی مصر میں آمد ۸۱
حضرت سارہؓ کی گرفتاری و رہائی ۸۱
حضرت ہاجرہؓ ۸۲
حضرت ابراہیمؑ کی کنعان میں آمد ۸۳
حضرت لوطؑ کی علیحدگی ۸۴

باب ۶

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ۸۵
حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش ۸۵
حضرت ہاجرہؓ کی روانگی مکہ ۸۵
حضرت ہاجرہؓ کی پریشانی ۸۶
چشمۂ زمزم ۸۶
بنی جرہم کی آمد ۸۷
ولادت اسحاقؑ کی بشارت ۸۷
حضرت ابراہیمؑ کا عمارہ کے متعلق حکم ۸۸
حضرت اسمٰعیلؑ کا عقد ثانی ۸۹
تعمیر کعبہ ۹۰
حکم قربانی ۹۲
حضرت سارہؓ کی وفات ۹۷
حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ۹۷
حضرت ابراہیمؑ کی وفات ۹۸
حضرت اسمٰعیلؑ کی وفات ۹۹
بنی اسمٰعیل ۹۹

باب ۷

حضرت یعقوب علیہ السلام ۱۰۱
حضرت یعقوبؑ و عیصو میں مخاصمت ۱۰۱
حضرت یعقوب کی اولاد ۱۰۲
حضرت یعقوبؑ کی مراجعت کنعان ۱۰۳

حضرت اسحاقؑ کا انتقال ۱۰۳
حضرت یوسفؑ ۱۰۳
حضرت یعقوبؑ کی وفات ۱۲۱
حضرت یوسفؑ کی وفات ۱۲۱
بنی یعقوبؑ ۱۲۲
مصر میں حضرت یوسفؑ کی حیثیت ۱۲۲
آل عیصر بن اسحاقؑ ۱۲۳
بنی عیصر کا زوال ۱۲۳
آل مدین بن ابراہیمؑ ۱۲۴
حضرت لوطؑ ۱۲۴
آل لوطؑ ۱۲۷
ناحور برادر ابراہیمؑ کی اولاد ۱۲۸
شجرۂ نسب بنو ابراہیمؑ ۱۲۹

باب ۸

عرب مستعربہ و ملوک تبابعہ ۱۳۰
عرب مستعربہ کی وجہ تسمیہ ۱۳۰
قحطان کے متعلق مختلف آراء ۱۳۰
بنو قحطان اور عرب عاربہ میں
چشمک ۱۳۱
یعرب بن قحطان ۱۳۱
حمیر بن سبا ۱۳۲
وائل بن حمیر و سکسک بن وائل ۱۳۲
یعصر بن سکسک ۱۳۲
نعمان بن یعصر ۱۳۲
بنی کہلان اور بنی حمیر میں
مخاصمت ۱۳۳
حسان بن عمرو کے متعلق روایت ۱۳۳
ملوک تبابعہ ۱۳۴
سیلاب کی تباہی ۱۳۴
تبابعہ کی وجہ تسمیہ ۱۳۵
حرث رائش ۱۳۶
ابرہہ ذوالمنار ۱۳۶
افریقش بن ابرہہ ۱۳۶
بربر کی وجہ تسمیہ ۱۳۶
عبد بن ابرہہ ۱۳۷
ملکہ بلقیس ۱۳۷
حضرت سلیمانؑ کا یمن پر تسلط ۱۳۷
سمرقند کی وجہ تسمیہ ۱۳۸
شمر مرعش ۱۳۸
تبان بن اسعد ۱۳۸
جرہ کی وجہ تسمیہ ۱۳۸
تبان اسعد کی فتوحات ۱۳۸
تبان اسعد کے یہودی ہونے
کا واقعہ ۱۳۹
تبان اسعد کی مکہ میں آمد ۱۴۰
تبان اسعد کی مراجعت
یمن ۱۴۰
تبان اسعد کے اشعار ۱۴۰
تبان اسعد کا قتل ۱۴۱
ربیعہ بن نصر کا خواب ۱۴۱
حسان بن تبان کا قتل ۱۴۱
عمرو تبان ۱۴۲
یمن پر عبد کلال کا قبضہ ۱۴۲
مرثد بن عبد کلال ۱۴۳
لخنیعہ کا قتل ۱۴۳
زرعہ تبع بن تبان ۱۴۳
اہل نجران کا قبول عیسائیت ۱۴۳
ذونواس کا نجران پر حملہ ۱۴۴

باب ۹

ملوک حبشہ ۱۴۵
ذونواس کا نجران پر
فوج کشی ۱۴۵
نجاشی کا یمن پر حملہ ۱۴۵
ذونواس کا خاتمہ ۱۴۶
ابرہہ کا یمن پر قبضہ ۱۴۶
ارباط کا قتل ۱۴۶
بنی حمیر پر ظلم و تشدد ۱۴۷

بنی حمیر کی تذلیل و اہانت ۱۴۷
ابرہہ کی حجاز پر فوج کشی ۱۴۷
ابرہہ کا پیغام ۱۴۸
عبد المطلب کا ابرہہ سے مطالبہ ۱۴۸
عبد المطلب کی پیش کش ۱۴۹
ابابیلوں کی آمد ۱۴۹
یمن کی حبشی حکومت کا خاتمہ ۱۵۰
سیف بن ذی یزن ۱۵۵
سیف بن ذی یزن کی کسریٰ سے امداد طلبی ۱۵۵
کسریٰ کی یمن پر فوج کشی ۱۵۵
کسریٰ کی فوج کشی دوسری روایت ۱۵۶
وہرز دیلمی اور مسروق بن ابرہہ کی جنگ ۱۵۷
مسروق بن ابرہہ کا قتل ۱۵۷
سیف بن ذی یزن کو اکابرین کا خراج تحسین ۱۵۸
باذان کی امارت یمن ۱۵۸

باب ۱

ملوک بابل، موصل و نینویٰ ۱۵۹
کنعان بن کوش بن حام ۱۵۹
واقعہ بلبلہ ۱۵۹
موصل بن جرموق کا بابل پر قبضہ ۱۵۹
نینویٰ کی تعمیر ۱۶۰
زان بن ساطرون ۱۶۰
زان بن ساطرون کا قتل ۱۶۰
سنجاریف ۱۶۱
سنجاریف کی بیت المقدس پر فوج کشی ۱۶۱
سنجاریف کا خاتمہ ۱۶۱
نمرود ۱۶۱
بخت نصر کا بیت المقدس پر حملہ ۱۶۳
ایرانیوں کا بابل پر تسلط ۱۶۳
سریانینیئن ۱۶۳
بنط
نمرود کے متعلق طبری کا بیان ۱۶۴
بابل ۱۶۴
نمرود کے متعلق دوسری روایت ۱۶۴
ملوک بابل و موصل کا مذہب ۱۶۵
شجرۂ نسب ملوک بابل، ۱۶۶
موصل و نینویٰ ۱۶۶

باب ۲

ملوک قبط ۱۶۷
قبطی ۱۶۷
قبطیوں کی سیاسی حالت ۱۶۷
قبطیوں کی اصل ۱۶
مصر بن بیصر ۱۶۸
ابو الاقباط قبط بن مصر ۱۶۸
شداد بن مدار کی مصر پر فوج کشی ۱۶۸
اشمون بن قبط ۱۶۹
حکیم الملوک کلکی بن صربیا ۱۶۹
فرعون اوّل ۱۶۹
حوریا بنت نخرطیش ۱۶۹
حوریا اور جیرون ۱۷۰
ولید بن دومع عمالقہ کا مصر پر قبضہ ۱۷۰
اطفیر عزیز مصر ۱۷۰
حضرت یوسفؑ کی وزارت ۱۷۰
معدانوس بن دارم ۱۷۰
ہوب کی جابرانہ حکومت ۱۷۱
حالیطا العجوزہ ۱۷۱
دلوکہ کا طلسمی مکان ۱۷۱

فرعون الاعرج ۱۷۲
بخت نصر کا اسرائیلیوں پر ظلم وستم ۱۷۲
بخت نصر کا مصر پر حملہ ۱۷۲
مقوقش ۱۷۳
مقوقش کی معزولی ۱۷۳
اہل مصر کے لیے رسول اللہ ﷺ کی وصیت ۱۷۳
مصر پر عمرو بن العاصؓ کا قبضہ ۱۷۴
مقوقش کی بحالی ۱۷۴
قبطیوں کا زوال ۱۷۴
شہر عین شمس ۱۷۴
مصر کی وجہ تسمیہ ۱۷۵
ملوک قبط کا شجرۂ نسب ۱۷۶

باب ۱۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۷۷
حضرت یعقوب بن حضرت اسحٰقؑ ۱۷۷
بنی اسرائیل پر فرعون کا عتاب ۱۷۷
حضرت موسیٰؑ ۱۷۸
حضرت موسیٰ کی گرفتاری کا حکم ۱۷۹
حضرت موسیٰؑ کا نکاح ۱۸۰
حضرت موسیٰ کی تبلیغ دین ۱۸۰
حضرت موسیٰ کو ہجرت کا حکم ۱۹۰
بنی اسرائیل کو ہدایات ۱۹۰
عید الفصیح ۱۹۱
بنی اسرائیل کی ہجرت ۱۹۱
فرعون کا تعاقب و غرقابی ۱۹۱
بنی اسرائیل کا دامن کوہ طور میں قیام ۱۹۲
احکام عشرہ کا نزول ۱۹۲
احکام عشرہ کے نزول کے متعلق روایت ۱۹۲
حضرت موسیٰؑ کی بے ہوشی ۱۹۳
حضرت ہارونؑ کی قائم مقامی ۱۹۴
گئوسالہ کی پوجا ۱۹۴
حضرت موسیٰؑ کی خفگی ۱۹۴
حضرت شعیبؑ کی آمد
قبۂ عبادت ۱۹۸
بنی اسرائیل کی روانگی شام ۱۹۹
بنی اسرائیل کی پریشانی ۱۹۹
بنی اسرائیل کا بیت المقدس جانے سے انکار ۲۰۰
بنی اسرائیل پر عتاب الٰہی ۲۰۱
مخالفین حضرت موسیٰؑ کی تباہی ۲۰۱
حضرت ہارونؑ کی وفات ۲۰۱
بنی اسرائیل کے معرکے ۲۰۲
بنی اسرائیل پر عذاب ۲۰۳
بنی اسرائیل کی بنی مدین پر فوج کشی ۲۰۳
حضرت موسیٰؑ کی وفات ۲۰۴
بلعام بن باعور ۲۰۵
بنی اسرائیل کا شام پر قبضہ ۲۰۶
حضرت یوشعؑ کی شامی عمالقہ سے جنگ ۲۰۶
عمالقہ کا نسب ۲۰۷
بنی اسرائیل کی حجاز پر فوج کشی ۲۰۷

باب ۱۳

امارت بنی اسرائیل ۲۰۸
بنی اسرائیل کی سیاسی حالت ۲۰۸
فتح اریحا ۲۰۹
شاہان شام کی اطاعت ۲۰۹
حضرت یوشعؑ کی وفات ۲۰۹
کالب بن یوفنا ۲۰۹
فتح غزہ وعسقلان ۲۱۰
کوشان شقنائم کا بنی اسرائیل پر تسلط ۲۱۰
بنی اسرائیل کی کوشان سے جنگ ۲۱۰

بنی موآب کی تاراجی	۲۱۰
بنی اسرائیل پر یافین کا غلبہ	۲۱۱
دافور کاہنہ کا کارنامہ	۲۱۱
کدعون بن یواش	۲۱۲
ابوملیخ بن کدعون	۲۱۲
طولاع ابن فو اسبط	۲۱۲
بنی اسرائیل کی گمراہی	۲۱۳
بقتاح کا سبط منسی کی کارگذاری	۲۱۳
الیصان سلمون بن نحشون	۲۱۳
بنی فلسطین کا بنی اسرائیل پر غلبہ	۲۱۴
حضرت شمسونؑ بن بانوح	۲۱۴
میخائل بن راعیل	۲۱۴
عالی بیطات بن حاصاب	۲۱۵
تابوت شہادت	۲۱۵
حضرت شموئیلؑ بن القنا کی تولیت	۲۱۵
حضرت شموئیلؑ بن القنا	۲۱۶
شجرۂ نسب بنی اسرائیل	۲۱۷
باب ۱۴	
ملوک بنی اسرائیل	۲۱۸
بنی اسرائیل کی حضرت شموئیلؑ سے درخواست	
طالوت کی فتوحات	۲۱۸
حضرت شموئیلؑ کی علیحدگی	۲۱۹
حضرت شموئیلؑ کی وفات	۲۱۹
حضرت داؤدؑ اور جالوت کی جنگ	۲۱۹
حضرت داؤدؑ	۲۲۰
حضرت داؤدؑ کے قتل کا منصوبہ	۲۲۰
حضرت داؤدؑ کی روانگی فلسطین	۲۲۰
بنی اسرائیل کی شکست	۲۲۰
حضرت داؤدؑ کی امارت	۲۲۱
لیشوشات بن طالوت کا قتل	۲۲۱
حضرت داؤدؑ کی فتوحات	۲۲۱
حضرت داؤدؑ کا قبہ میں مسجد بنانے کا ارادہ	۲۲۲
الیشلوم بن داؤدؑ کی سرکشی	۲۲۲
الیشلوم کا قتل	۲۲۲
زبور کا نزول	۲۲۳
حضرت داؤدؑ کی وفات	۲۲۳
حضرت سلیمان علیہ السلام	۲۲۴
تعمیر بیت المقدس	۲۲۵
غیفتہ البنان	۲۲۵
قربانی	۲۲۶
ملکہ بلقیس	۲۲۶
ملکہ بلقیس کی اطاعت	۲۲۸
یمن پر قبضہ کرنے کی دوسری روایت	۲۲۹
یربعان بن نباط کا فرار	۲۲۹
حضرت سلیمانؑ کی وفات	۲۲۹
شجرۂ نسب حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ	۲۳۰
رجعم بن حضرت سلیمانؑ	۲۳۱
شاہ مصر شیشاق کی بیت المقدس پر فوج کشی	۲۳۱
افیاذ بن رجعم	۲۳۱
اسا بن افیاذ	۲۳۲
یہوشاط بن اسا	۲۳۲
اروم کی بدعہدی	۲۳۲
بنی مواب پر فوج کشی	۲۳۳
اخزیاہو کی جزیرہ و موصل پر فوج کشی	۲۳۳
اخزیاہو کا خاتمہ	۲۳۴
غثلیات بنت عمری کی حکومت	۲۳۴
لواش بن اخزیاہو	۲۳۴
بیت المقدس کی تاراجی	۲۳۵
عزیاہو کی امارت	۲۳۵
مختلف واقعات	۲۳۵

- یورب بن عزیاہو ۲۳۷
- احاز بن یوآب ۲۳۷
- خرقیاہو بن احاز ۲۳۸
- سنجاریف کا محاصرہ بیت المقدس ۲۳۸
- سنجاریف کا خاتمہ ۲۳۸
- منشا بن خرقیاہو ۲۳۹
- یوشیا بن اموان ۲۳۹
- فرعون اعرج ۲۳۹
- بخت نصر کا حملہ ۲۴۰
- بنی اسرائیل کی غلامی ۲۴۰
- ہیکل کی تاراجی ۲۴۱
- بخت نصر کی قدس شریف پر فوج کشی ۲۴۱
- صدقیاہو پر عتاب ۲۴۱
- تباہی یروشلم کی دوسری روایت ۲۴۱
- فرعون اعرج کا قتل ۲۴۲
- جدلیا بن احان کی حکومت ۲۴۲
- بنی اسرائیل کی مراجعت بیت المقدس ۲۴۳
- بخت نصر کا نسب ۲۴۳
- بخت نصر کے متعلق بنی اسرائیل کی روایت ۲۴۴
- کورش کے متعلق مختلف روایات ۲۴۴

- بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر ۲۴۵
- کیرش بن کیکو کا بنی اسرائیل سے حسن سلوک ۲۴۵
- حضرت دانیال کی امارت ۲۴۵
- یربعام کی بیعت ۲۴۶
- یوناذاب بن یربعام ۲۴۶
- یعشا بن احیاء ۲۴۶
- ایلیا بن یعشا کا قتل ۲۴۷
- صمی بن کسات کا قتل ۲۴۷
- بنی اسرائیل میں اختلاف ۲۴۷
- حضرت ایلیاؑ کی علیحدگی ۲۴۸
- اساط عشرہ پر عذاب ۲۴۸
- احاب بن عمری ۲۴۸
- حضرت عاموصؑ کی شہادت ۲۴۹
- متفرق واقعات ۲۴۹
- اخزیا بن یہورام کا قتل ۲۴۹
- بنی احاب کا قتل عام ۲۴۹
- یواش کا بیت المقدس پر حملہ ۲۴۹
- یربعام بن یواش اور امصیا کی جنگ ۲۵۰
- زکریا بن یربعام کا قتل ۲۵۰
- فتح برصا ۲۵۰
- فول کی موصل پر فوج کشی ۲۵۰

- باقح بن اصلیا کا قتل ۲۵۰
- ہوشیع کی اسیری ۲۵۱
- متفرق واقعات ۲۵۱
- اہل سامرہ پر عذاب ۲۵۱
- شجرہ ملوک اسباط عشرہ ۲۵۲

باب ۱۵

- امارت بنی حسمنانی ۲۵۳
- یوسف بن کریون ۲۵۳
- اسبیانوس کی گرفتاری و رہائی ۲۵۳
- بنی حسمنانی و بنی ہیرودس ۲۵۴
- حضرت ارمیاؑ کی پیش گوئی ۲۵۴
- حضرت یعشیا بن امصیا کی بشارت ۲۵۵
- بنی اسرائیل کی مراجعت بیت المقدس ۲۵۵
- بیت المقدس کی از سر نو تعمیر ۲۵۵
- اہل سامرہ کی تعمیر بیت المقدس میں مزاحمت ۲۵۶
- بلتنصر بن بخت نصر ۲۵۶
- بلتنصر کا قتل ۲۵۷
- کورش کا بنی اسرائیل سے حسن سلوک ۲۵۷

وزیر ہامان کی بنی اسرائیل سے مخاصمت ۲۵۷
سکندر اور کاہن اعظم ۲۵۷
سکندر کی خواہش ۲۵۸
سکندر کی بنی اسرائیل پر نوازشات ۲۵۸
اموال ہیکل کی ضبطی کا منصوبہ ۲۵۹
توریت کا یونانی ترجمہ ۲۵۹
یہودیوں پر جبر و استبداد ۲۶۰
متیتیا اور فیلقوس کی جنگ ۲۶۰
یہوذ بن متیتیا اور نیقانور کی جنگ ۲۶۱
بنی اسرائیل کی فتح ۲۶۱
بیت المقدس کی تطہیر ۲۶۱
عید العساکر ۲۶۱
رومیوں کا ابتدائی دور ۲۶۲
انطیوخوش افطر کی یہوذ بن متیتیا پر فوج کشی ۲۶۲
یہوذ بن متیتیا اور انطیوخوس میں مصالحت ۲۶۲
دمتریاس کا انطاکیہ پر حملہ ۲۶۳
یہوذ اور نیقانور ۲۶۳
نیقانور کی شکست و قتل ۲۶۳
یہوذا کا خاتمہ ۲۶۳
یوناتال اور لیعتزوس کی جنگ ۲۶۴
شمعون اور دمتریاس کی جنگ ۲۶۴
محاصرۂ قلعۂ داخون ۲۶۴
دمتریاس اور ہرقانوس میں مصالحت ۲۶۵
ہرقانوس کا اہل رومہ پر حملہ ۲۶۵
ہرقانوس کا سرداران رومہ سے مصالحت ۲۶۵
بنی حسمانی کا پہلا بادشاہ ۲۶۵
سامرہ کی تسخیر ۲۶۶
بنی اسرائیل کے فرقے ۲۶۶
ہرقانوس کا فرقہ ربانیین سے برہمی ۲۶۶
ارستبلوس بن ہرقانوس ۲۶۶
انطغنوس بن ہرقانوس کے خلاف سازش ۲۶۷
ارستبلوس کی پشیمانی و انتقال ۲۶۷
اسکندر بن ہرقانوس ۲۶۸
سرحدی امراء کی اطاعت ۲۶۸
ربانیین کی شورش و سرکوبی ۲۶۸
دمتریاس اور اسکندر کی جنگ ۲۶۸
دمتریاس کا قتل ۲۶۸
اسکندر کی وفات ۲۶۹
ہرقانوس وارستبلوس ۲۶۹
پسران سکندر ۲۶۹
ہرقانوس اور ارستبلوس میں اختلاف و مصالحت ۲۶۹
انطفتر ابوہیرودس ۲۷۰
انطفتر کی معزولی ۲۷۰
انطفتر کی ریشہ دوانی ۲۷۰
ہرقانوس کی سرقمہ سے امداد طلبی ۲۷۱
ہرقانوس کی عہد شکنی ۲۷۱
باغیوں کی سرکوبی و اطاعت ۲۷۱
فمیقوس اور انطفتر کے مابین سازش ۲۷۱
ارستبلوس کی مصالحت کی پیشکش ۲۷۲
فمیقوس کے افسر کا قتل ۲۷۲
فمیقوس کا ہیکل پر قبضہ ۲۷۲
فمیقوس کی مراجعت ۲۷۲
اسکندر کا بیت المقدس پر قبضہ ۲۷۳
اسکندر کی امان طلبی ۲۷۳
ارستبلوس کا فرار و گرفتاری ۲۷۴
ارستبلوس کا خاتمہ ۲۷۴
تلمائی شاہ مصر کی معزولی و بحالی ۲۷۴

اموال ہیکل پر عرنبوس کا قبضہ	۲۷۴
رومی سپہ سالار کسا کی کارگزاری	۲۷۵
یولیاس قیصر (جولیس سیزر)	۲۷۵
یولیاس قیصر کی فتوحات	۲۷۶
شاہ ارمن متروات کی اطاعت	۲۷۶
انطفنوس بن ارستبلوس کا خاتمہ	۲۷۶
ہرقانوس اور انطفتر کی بحالی	۲۷۶
خرقیا کا قتل	۲۷۷
ہرقانوس کا قیصر سے تجدید معاہدہ	۲۷۷
قیصر کا قتل	۲۷۸
انطفتر کا قتل	۲۷۸
ملیکا اور کیادس کا قتل	۲۷۸
ہرقانوس کی اوغسطش سے تجدید معاہدہ کی درخواست	۲۷۸
کلبطرہ (قلوبطرہ)	۲۷۹
انطفنوس کا بیت المقدس پر حملہ	۲۷۹
ہرقانوس کا انجام	۲۸۰
ہیرودس کی قیصر روم سے امداد طلبی	۲۸۰
انطیانوس کی پیشقدمی	۲۸۱
ہیرودس کا محاصرہ بیت المقدس	۲۸۱
انطفنوس کی شکست	۲۸۱
سیسا کا بیت المقدس پر قبضہ	۲۸۱
بنی حسمنائی کا زوال	۲۸۲
باب ۱۶	
امارت ہیرودس	۲۸۳
ہرقانوس کی شاہ عرب سے امداد طلبی	۲۸۳
بنی حسمنائی کا آخری تاجدار	۲۸۴
اسکندر بن ارستبلوس	۲۸۴
اسکندر کی گرفتاری و رہائی	۲۸۵
ارستبلوس کا خاتمہ	۲۸۵
انطیانوس اور اغسطش میں کشیدگی	۲۸۵
ہیرودس کے خلاف سازش	۲۸۶
انطیانوس کا قتل	۲۸۶
ہیرودس کی قیصر سے معذرت خواہی	۲۸۶
قلوبطرہ کا قتل	۲۸۷
سوماصوری اور یوسف کی سازش کا انکشاف	۲۸۷
یوسف اور سوماصوری کا قتل	۲۸۷
مریم اور سکندرہ کا خاتمہ	۲۸۷
کرسوس کا قتل	۲۸۸
بنی حسمنائی کے سازشیوں کا قتل	۲۸۸
ہیرودس کے خلاف عوام میں ناراضگی	۲۸۸
بیت المقدس میں قحط	۲۸۹
بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر	۲۸۹
اسکندر اور ارستبلوس کی ہیرودس سے ناراضگی	۲۸۹
اسکندر اور ہیرودس میں مصالحت	۲۹۰
انطفتر کی ریشہ دوانی	۲۹۰
قددو اور سلومنت کی سازش کا انکشاف	۲۹۰
اسکندر و ارستبلوس کا قتل	
اسکندر اور ارستبلوس کی اولاد سے حسن سلوک	۲۹۱
قددو کی اسیری و خاتمہ	۲۹۱
انطفتر کی سازش کا انکشاف	۲۹۱
انطفتر کا قتل	۲۹۲
ارکلاوش کی جانشینی	۲۹۲
ارکلاوش کی روم میں طلبی و مراجعت	۲۹۲
ارکلاوش کی معزولی و اسیری	۲۹۳
انطیفش کیخلاف علماء یہود کا احتجاج	۲۹۳

طبر یانوس کا یہودیوں پر		قیصر کا بلاد یہود کی تاراجی		طیطوس کا بیت المقدس	۳۰۰
ظلم و تشدد	۲۹۳	کا حکم	۲۹۶	پر دوسرا حملہ	
انطیفش کی جلاوطنی	۲۹۳	یہودیوں کی دفاعی تیاریاں	۲۹۶	بیت المقدس کی ناکہ بندی	۳۰۰
بیت المقدس میں قربان گاہ		یوسف بن کریون کی گرفتاری		کاہنوں کا قتل	۳۰۰
اور بت خانہ کی تعمیر	۲۹۳	دجال بخشی	۲۹۷	محصورین کی دردناک	
قربان گاہ اور بت خانہ کا		یوحنان کی اردم سے		حالت	۳۰۱
انہدام	۲۹۴	امداد طلبی	۲۹۷	طیطوس کا بیت المقدس	
بلاد یہود اور ارمن میں		عنائی کاہن کی اسنبانوس		پر قبضہ	۳۰۱
طوائف الملوکی	۲۹۴	سے اعانت طلبی	۲۹۸	ہیکل کی تاراجی	۳۰۱
فیلقوس کے سپہ سالار کا		بیت المقدس کی تاراجی	۲۹۸	طیطوس کی مراجعت	۳۰۲
بیت المقدس سے اخراج	۲۹۴	شمعون کا یہودیوں سے		مقتولین کی تعداد	۳۰۲
فیلقوس کے سپہ سالار کی اعزیابس		ناروا سلوک	۲۹۸	امارت یہود کا خاتمہ	۳۰۲
سے ملاقات	۲۹۵	اسنبانوس اور نطاؤس		شجرۂ ملوک بنی ہیرودس	۳۰۳
دمشق و قیساریہ کے یہودیوں		کی جنگ	۲۹۸	شجرۂ ملوک بنی حشمنائی	
کا قتل عام	۲۹۵	طیطوس کا محاصرہ بیت المقدس	۲۹۹		
رومی سپہ سالار اور مازار کی		یہودیوں کی شدید			
جنگ	۲۹۵	مدافعت	۲۹۹		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ترجمہ جو آپ لوگوں کے روبرو پیش کئے جانے کی عزت حاصل کر رہا ہوں۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی کی معتبر تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر کی کتاب کی ابتدائی جلد کا ترجمہ ہے جو ماہ جنوری ۱۸۹۷ء سے اکتوبر ۱۸۹۸ء تک رسالہ الاسلام الٰہ آباد میں شائع ہوا ہے۔ مقدمہ[1] کا ترجمہ میں نے فی الوقت قصداً ترک کر دیا ہے۔ اگر اللہ جل شانہ نے اس ترجمہ کو پورا کر دیا تو وہ بھی بعد اختتام ترجمہ تاریخ ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔

میں نے اکثر مقامات پر جہاں علامہ نے کسی واقعہ کو اس کی شہرت کی وجہ سے مختصراً بیان کیا ہے وہاں تاریخی مضامین اور معتبر تواریخ سے وہ واقعہ اخذ کر کے اکثر حاشیہ میں اور شاذ و نادر متن میں بڑھا دیا میں نے مختصر کا اختصار کسی جگہ نہیں کیا البتہ بعض مقامات پر اختلاف آراء سے قطع نظر کر کے صرف علامہ کی تحقیق لکھ دی ہے۔

اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے جناب عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کے بعد تقریباً چھٹی صدی عیسوی تک کے حالات اور انساب لکھے ہوئے ہیں۔ انبیاء بنی اسرائیل و عرب علیہم السلام اور ملوک یمن و بابل و نینویٰ و موصل و فراعنہ مصر و عمالقہ وغیرہ وغیرہ کے انساب و حکومت اور ان کے سچے اور صحیح واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ

الٰہ آبادی ۲۰ر اکتوبر ۱۹۲۳ء

[1] نفیس اکیڈمی مقدمہ کا ترجمہ دو حصوں میں شائع کر دیا ہے ——— خالد اقبال گاہندری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

علّامہ ابن خلدون

علّامہ نے اپنی سوانح عمری تاریخ کے آخر میں تحریر کی ہے۔ لیکن ہم اسے ترجمہ تاریخ سے پہلے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اس وجہ سے کہ جس کی تاریخ کا ترجمہ شائقین کی خدمت میں پیش کئے جانے کی عزت حاصل کر رہا ہوں اس کی سوانح عمری سے واقفیت خواہ مختصر طور پر کیوں نہ ہو بظاہر ضروری معلوم ہوتی ہے لہذا ہم بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلّہ بہت ہی اختصار کے ساتھ علامہ موصوف کی سوانح عمری دایرۃ المعارف اور نیز علامہ کی تاریخ سے اخذ کر کے تحریر کرتے ہیں۔ آیئے کسی قدر حصہ اپنے قیمتی وقت کا صرف کر کے اس باغ کی بھی سیر کر لیجئے جہاں کہ علامہ سا ہونہار نونہال نشو و نما پا کر ایک ایسا خوش نما سایہ دار درخت ثابت ہوا ہے کہ جس کے سایہ میں حشر تک دنیائے تاریخ کی آئندہ نسلیں آرام سے بیٹھ کر مستفید ہوں گی۔

نام و نسب و ولادت

مشہور مورخ ابن خلدون کی کنیت ابو زید نام عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن حسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن خلدون الاشبیلی المغربی الحضرمی ہے اور حضر موت (بلادِ یمن) کے رہنے والے وائل بن حجر کی نسل سے تھے جو بلادِ عرب میں معروف اور جنہیں جناب رسول مقبول صلعم کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ ابو محمد بن حزم، کتاب الجمہرہ سے وائل کا نسب اس طرح پر نقل کرتا ہے:۔

وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل ابن النعمان بن ربیعہ بن حرث بن عوف بن عدی
بن مالک بن شرجیل بن حرث ابن مالک بن مرۃ بن حمیر بن زید بن الحضرمی بن عمر بن عبد اللہ
بن عوف بن جروم بن جرہم ابن عبد شمس بن زید۔ بن لوی بن شیث بن قدامہ"
بن الجب بن مالک بن لوئی بن قحطان۔

ابوعمرو بن عبد البر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے کہ وائل جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت میں وفد کے ساتھ آئے تھے جناب موصوف نے وائل کے بیٹھنے کیلئے اپنی چادر بچھا دی تھی اوراس پر انہیں بٹھایا تھا اور یہ دعا فرمائی تھی اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِی وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَوَلَدِہٖ وَوَلَدِ وَلَدِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اے خدا برکت دے وائل بن حجر میں اور اس کے لڑکے اور لڑکے کے لڑکے میں روز حشر تک[1]

تیسری صدی کے آخر میں جس وقت امیر عبد اللہ مروانی کے اقبال کا پھریرا کامیابی کے ساتھ ہوا میں اڑ رہا تھا اس وقت اس مورخ کا جد اعلیٰ خلدون ابن عثمان حضر موت (بلاد یمن) سے اندلس میں آیا اور قریہ قرمونہ میں جہاں اس کے ہم قوم مقیم تھے کچھ روز قیام کرکے اشبیلیہ چلا آیا۔ ابن حیان اور ابن حزم وغیرہ تحریر کرتے ہیں کہ خلدون کا خاندان اشبیلیہ میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ حکومت بنو امیہ کے ابتدائی دور سے طوائف الملوکی تک ریاست وحکومت کا مالک رہا۔ گو اخیر دور میں اس خاندان سے امارت وشوکت جاتی رہی تھی لیکن جب ابن عباد کا اشبیلیہ پر قبضہ ہوا تو پھر بنو خلدون رتبہ وزارت سے مشرف کئے گئے۔ ساتویں صدی کے وسط میں جس وقت جلالقہ ابن اوفونش کے حملوں سے اشبیلیہ پائمال ہونے لگا اور اکثر قبائل عرب کمزور اور فنا ہو چلے تو اس وقت بنو خلدون اشبیلیہ سے جلا وطن ہو کر سبتہ میں چلے آئے پھر کچھ عرصہ بعد یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر تونس میں آبسے۔ ابو یحییٰ سلطان تونس بنو خلدون کی اس درجہ عزت کرتا تھا کہ جب کبھی وہ تونس سے باہر جاتا تھا تو بنو خلدون کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتا تھا۔ لیکن اس خدمت سے علامہ کے والد محمد بن ابوبکر محمد نے کنارہ کشی کی اور اپنے اسلاف کا طریقہ کار چھوڑ کر علم و

---

[1] اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضر موت میں بطور جاگیر انہیں زمین بھی مرحمت فرمائی تھی۔

فضل میں اعلیٰ درجہ کا کمال پیدا کیا اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ ابتدائے رمضان ۷۳۲ھ میں علامہ پیدا ہوا اور ۷۴۶ھ میں اس کے والد کا انتقال ہوا۔

تعلیم و سفر

اس نے علامہ ابو عبداللہ محمد بن نزال انصاری سے قرآن شریف تھوڑا تھوڑا کرکے قرأت سبعہ کے ساتھ اور کتاب التفسیر لاحادیث الموطا کتاب التمہید۔ کتاب التسہیل، مختصر ابن خطیب وغیرہا پڑھیں اسی اثناء میں علوم عربیہ اپنے والد اور دیگر علماء مثلاً شیخ ابو عبداللہ محمد عربی، ابو عبداللہ شواش، ابو العباس وغیرہم سے کتب درسیہ اصول اور فقہ ابو عبداللہ بن محمد عبداللہ الحیانی اور ابو القاسم محمد سے معانی۔ تفسیر، فلسفہ، منطق، ریاضی، حساب اور علوم لغت و ادب، ابو عبداللہ محمد بن بحر سے حاصل کئے کتب اشعار ستہ اور حماسہ اور کچھ اشعار متنبی کے اور چیدہ چیدہ اشعار کتاب اغانی کے حفظ کئے۔ اور احادیث شریف کی اجازت امام المحدثین ابو عبداللہ بن محمد جابر سے حاصل کی اور انہی سے علامہ کو اجازت عامہ حاصل ہوئی ۷۵۳ھ میں ابو محمد بن تافراکین کے ساتھ ٹونس سے بلاد ہوارہ چلا آیا اس مقام پر سواریوں سے لڑائی ہوئی تمام مال و اسباب لٹ گیا۔ علامہ جان بچا کر انتہائی بے سروسامانی سے محمد بن عبدون مالک سبطہ کے پاس چلا گیا۔ ابن عبدون نے پورا سامان سفر درست کرکے ایک قافلے کے ساتھ مغرب کی طرف روانہ کر دیا۔ مقام قفصہ پہونچکر فقیہ محمد ابن مزنی کے انتظار میں کچھ روز ٹھہرا رہا جب محمد ابن مزنی قفصہ آگیا تو اس کے دوسرے روز یہ دونوں رفیق زاب کی طرف روانہ ہوئے مقام بسکرہ تک دونوں کا ساتھ رہا۔ موسم سرما کا زیادہ حصہ یہیں گذرا سردی پورے طور سے ختم نہ ہوئی تھی۔ ابھی گلابی جاڑا باقی تھا کہ بسکرہ سے علامہ تلمسان چلا آیا اور ذی علم ابن ابو عمرو کی صحبت اختیار کرکے علوم باطنی کی تحصیل و تکمیل میں مصروف ہوا۔

۷۵۵ھ میں سلطان ابو عنان المرینی جس وقت فاس میں آیا تو اس نے علامہ کی خداداد قابلیت کی یہ قدر افزائی کی کہ اسے گمنامی سے نکال کر توقع سے زیادہ اس کا احترام کیا اور اپنے انشاء توقیع کا اسے میر دفتر مقرر کرلیا۔ علامہ نے اس کی تعریف میں قصیدہ بھی بوقت ملازمت پیش کیا تھا یہاں بھی اس نے باوجود اس عہدہ کے تعلیم و تعلم سے اپنے کو غافل نہ رکھا۔ مشائخین علم ابو عبداللہ بن محمد ابن الصفاء مراکشی، ابو عبداللہ المغربی التلمسانی، ابو عبداللہ محمد ابن احمد

شریف العلوی۔ ابو القاسم محمد ابن یحییٰ برجی۔ ابو عبد اللہ محمد ابن عبد الرزاق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خدمت میں بغرض استفادہ حاضر ہوتا رہا۔

قید اور رہائی

اوائل ۷۵۷ھ سے حاسدین کی آنکھوں میں علامہ کا یہ رتبہ کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا۔ سلطان سے وقتاً فوقتاً برائیاں اور غیبت کرنے لگے لیکن سلطان کو اس کی طرف سے کوئی بدگمانی پیدا نہیں ہوئی۔ اتفاق سے انہی واقعات کے دوران علامہ کے رسمی تعلقات امیر محمد والی بجایہ سے بڑھ گئے اس وجہ سے کہ زمانہ حکومت موحدین میں علامہ کے خاندان کو اس کے خاندان سے بہت زیادہ تعلق تھا حاسدین نے مناسب موقع پا کر سلطان سے شکایت کی کہ "امیر محمد صاحب بجایہ بھاگنے والا ہے اور ابن خلدون اس کا مشیر و معین ہے۔" سلطان نے بلا تحقیق واقعہ دونوں کو قید کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کا مشیر آزاد کر دیا گیا۔ لیکن یہ ناکردہ گناہ بدستور پابہ زنجیر رہا۔ یہاں تک کہ سلطان کے انتقال کے بعد۔ وزیر حسن بن عمرو نے اخیر ۷۵۹ھ میں قید سے رہا کیا۔ علامہ نے اپنے وطن کا قصد کیا لیکن وزیر موصوف نے روک لیا اور اسے اس کے عہدے پر بحال کر دیا اس کے بعد ۷۶۰ھ میں سلطان ابو سالم مرینی لے آیا۔ ملک گیری کی غرض سے اندلس سے تلمسان میں آیا اور علامہ کو اپنے ہمراہ تلمسان سے فارس لے آیا۔ اتفاق زمانہ اسے کہتے ہیں کہ چند روز بھی آزادی سے بسر نہ کرنے پایا تھا کہ خطیب ابن مرزوق۔ سلطان پر غالب آیا اور اس بے چارہ کو پھر قید کی سیر کرنی پڑی۔ کچھ عرصہ بعد وزیر عمرو بن عبد اللہ نے پرانے تعلقات کے باعث اسے قید سے آزاد کر کے اس کے عہدے پر بحال کیا۔

سفر و سیاحت

اوائل ۷۶۴ھ ہجری میں اس کا دل اندلس کے پُر فضا مقامات کی سیر پر مائل ہوا۔ حالانکہ وزیر عمر نے اس ارادے کی مخالفت کی۔ لیکن اس کے مشتاق دل نے اسے چین سے نہ رہنے دیا۔ جبل الفتح (جبل الطارق) کی خوشنما اور پُر فضا مقامات کی سیر کرتے ہوئے ۸ ربیع الاول سنہ مذکور میں غرناطہ پہونچا۔ سلطان ابو عبد اللہ المخلوع نے اس کی تشریف آوری کو غنیمت شمار کر کے انتہائی خوشی اور مسرت سے اس کا استقبال کیا اور اپنے خاص محل میں ٹھہرایا۔ بظاہر یہاں کی سکونت سے یہی اندازہ

ہوتا تھا کہ اب علامہ غرناطہ ہی میں پیوند زمین ہوگا۔ لیکن کسی غیر ضروری اور خلاف توقع وجہ سے دل برداشتہ ہو کر غرناطہ سے رخصت ہوا اور فاس ہوتا ہوا ۷۷۶ھ میں تلمسان پہونچا ان تمام مقامات پر علامہ کی بڑی آؤ بھگت ہوئی۔ بڑے بڑے معزز عہدوں سے ممتاز کیا گیا۔ حکام نے مقبولیت اور اعزاز کی آنکھوں سے دیکھا درحقیقت وہ اسی امر کا مستحق تھا کہ وہ سلاطین اور عام خلائق کے درمیان ایک دوسرے سے تعلق اور محبت پیدا کرنے کا واسطہ ہوتا امیر ابو عبداللہ کا اس کو اپنا حجابہ (وکیل) بنانا نہایت صحیح اور امراء کا اسے اپنا سفیر مقرر کرنا بے حد موزوں تھا۔

تاریخ کی تالیف

تلمسان ہی کے لئے یہ شرف حاصل ہونا لکھا تھا کہ علامہ نے بعد سفر و سیاحت کے اس مقام پر جم کر چار برس تک قیام کیا اور یہیں اس نے اپنی معتبر و معتمد مشہور تاریخ لکھنی شروع کی۔ مقدمہ تاریخ خاطر خواہ مرتب کر کے بیماری کی شدت کے باعث سلطان ابی حمو سے اجازت لے کر ۷۸۰ھ میں ٹونس کی طرف اس غرض سے چلا آیا کہ انتقال کے بعد اپنے بزرگوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ ٹونس کی آب و ہوا اصل جائے پیدائش ہونے کی وجہ سے اس کے رگ و ریشہ میں ایسی سرایت کئے ہوئے تھی کہ تھوڑے ہی دنوں میں صحیح و درست ہو کر حسب معمول درس و تدریس اور تالیف میں مشغول ہوگیا۔ اخبار بربر۔ زناتہ۔ دولتین عباسیہ و امویہ اور ماقبل الاسلام کے حالات یہیں تحریر کئے۔

سفر اسکندریہ و حج کعبہ

شعبان ۷۸۴ھ کی کسی تاریخ میں جس وقت کہ سلطان ٹونس دوسرے سفر کی تیاری کر رہا تھا علامہ بھی حاسدین کے حسد کے باعث دل برداشتہ ہو کر سلطان کی اجازت سے اسکندریہ روانہ ہوا۔ چالیس روز کے بعد اسکندریہ پہونچا ایک مہینہ کامل حج بیت اللہ کے خیال سے ٹھہرا رہا۔ لیکن اتفاق زمانہ نے حج سے روک کر اسے قاہرہ پہونچا دیا۔ ابتداء دار العلوم جامع ازہر میں جس کی شہرت آج تک آپ لوگوں کے کانوں کو محظوظ کر رہی ہے۔ درس و تدریس میں مصروف ہوا۔ کچھ عرصہ بعد سلطان مصر نے طلب کر کے ۷۸۶ھ میں مذہب مالکیہ کا قاضی مقرر

کیا اسی زمانہ میں اس کے اہل وعیال مغرب سے براہِ دریا مصر آ رہے تھے۔ لیکن مصر کے قریب پہونچ کر ہوائے مخالف سے تمام کشتی والے غرق ہو گئے۔ علامہ کو اس اچانک حادثہ نے کچھ ایسا پریشان کیا کہ اس نے قاہرہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن تاہم تین برس تک سلطان اور احباب کے کہنے سننے سے قاہرہ میں ٹھہرا رہا۔ رمضان سنہ ۷۸۹ھ ہجری میں حج کرنے کے لئے گیا۔ سنہ ۷۹۰ھ ہجری ماہ جمادی الاوّل یا ثانی میں حج کر کے مصر واپس آیا اور اپنی معتبر و معتمد تالیف (یعنی تاریخ) کو سنہ ۷۹۷ھ میں ختم کر کے سلطان ابو فارس عبدالعزیز ابن السلطان ابوالحسن المزنی کی خدمت میں پیش کیا اس کے بعد اہل اندلس اور مغرب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے سینکڑوں خطوط لکھے لیکن اس نے مصر سے سفر تو کجا بلکہ اندلس کے خیال سے حرکت تک بھی نہ کی۔ یہاں تک کہ سنہ ۸۰۸ھ ہجری میں رحمت الٰہی سے جا ملا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ علی الآئہ ونصلی علی سید انبیائہ وعلی آلہٖ واحبائہٖ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدونؒ

باب اوّل
انساب عالم
کتاب ثانی جلد اوّل

یہ بات باتفاق علماء نسب ثابت ہو چکی ہے کہ ابوالبشر (آدمیوں کے باپ) آدم علیہ السلام ہیں اور انہیں کے اولاد کی نسل سے نوح علیہ السلام تک تعمیر عالم اور زمین آباد ہوتی رہی اور ضرورت اور تقاضائے وقت کے لحاظ سے انبیاء مثلاً شیثؑ ، ادریسؑ اور ملوک ہوتے رہے جب ان لوگوں میں بت پرستی۔ شرک۔ کفر اور الحاد حد سے بڑھ گیا تو نوح علیہ السلام کی دعا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا۔ (ترجمہ۔ اے پروردگار زمین پر کسی کافر کے گھر کو نہ چھوڑ) سے عالم گیر طوفان آیا اور سوائے اہلِ کشتی کے کوئی متنفس اس جانکاہ عذاب سے جان بر نہ ہوا۔ چونکہ کشتی والوں نے نہ تو اپنے بعد کوئی اولاد چھوڑی نہ ان کے توالد و تناسل کا سلسلہ چلا نتیجتہً تمام اہلِ عالم نوحؑ کی نسل سے ہیں اور جناب موصوف تمام عالم کے ابوالبشر ثانی ہیں ان کا نسب توریت کی اور ماہرینِ انساب کے اتفاق سے نوح ابن لامک (یا ملک) ابن متوشلخ ابن خنوخ (یا اخنوخ یا اشنخ یا اخنخ) ابن یرد (یا یرو) ابن مہلائیل (یا ماہلائل) ابن قائن (یا قینن) ابن انوش ابن شیث ابن آدم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ شیثؑ کے معنی عطیتہ اللہ کے ہیں۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ ادریس نبی کا نام خنوخ تھا لیکن اور اہل انساب اس کے مخالف ہیں۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ ادریس نبی وہی ہیں جو فن حکمت میں ہرمس حکیم کے نام سے مشہور ہیں واللہ اعلم ان اسماء میں اختلاف اس وجہ سے ہوا

ہے کہ اہلِ عرب نے اسماء مذکورہ کو اہلِ توریت سے لیا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ اہلِ توریت کے مخارج حروف اور اہلِ عرب کے مخارج حروف میں بہت بڑا فرق ہے۔

طوفان نوح

زند خوانانِ فارس اور ہند وانانِ ہند طوفان کے واقعے سے انکار کرتے ہیں لیکن بعض علماء فارس یہ کہتے ہیں کہ طوفان صرف بابل کی سرزمین میں آیا تھا حالانکہ کتب سماویہ اس طوفان عالمگیر کی پورے طور سے شہادت دے رہی ہیں نوح علیہ السلام کے صرف تین لڑکوں سام۔ حام۔ یافث سے دنیا کی تمام قومیں پیدا ہوئیں۔ یافث بڑے حام چھوٹے سام منجھلے تھے۔

حضرت نوح کی اولاد

طبری نے باب احادیث مرفوعہ میں ایسا ہی نقل کیا ہے اور بیان کیا ہے سام ابوالعرب (پدر عرب) اور یافث ابو الروم (پدر روم) اور حام ابو الحبش والزنج (پدر حبش و زنگ ہے اور بعض میں یوں مذکور ہے کہ سام ابوالعرب و الفارس والروم (پدر عرب و فارس و روم) اور یافث ابو الترک والصقالبہ و یاجوج و ماجوج (پدر ترک و صقالبہ و یاجوج ماجوج) اور حام القبط والسودان والبربر (پدر قبط و سودان و بربر) ہے۔ اسی طرح ابن مسیب اور وہب ابن منبہ سے روایت کی جاتی ہے۔ بہرحال اگر یہ احادیث صحیح مان لی جائیں تو یہ اجمالی انساب ہیں۔ محققین انساب نے جو انساب کی شاخیں ذکر کی ہیں ان کے لئے کوئی صحیح نقل ہونی چاہیئے۔ طبری نے لکھا ہے کہ نوح کا ایک لڑکا کنعان جسے عرب یام کہتے ہیں طوفان میں ہلاک ہوا اور دوسرا لڑکا عابر نامی قبل طوفان انتقال کر چکا تھا۔ ہشام نے لکھا ہے کہ نوح کے ایک لڑکا اور تھا جس کا نام بوناطر تھا جس شے پر تمام علماء تاریخ نے اتفاق کیا ہے کہ وہ یہ ہے کہ سلسلہ توالد و تناسل انہی تین لڑکوں حام۔ سام۔ یافث سے چلا اور یہی ابوالبشر ثانی نوح علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام عالم کے مورث اعلیٰ ہیں۔

آل سام بن نوح

سام بن نوح کی اولاد سے عرب اور ابراہیم اور ان کے لڑکے ہیں ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ ان کے

پانچ لڑکے ارفخشذ ۔ لاوذ ۔ ارم ۔ اشوذ ۔ غلیم تھے گو اولاد لاوذ ابن سام کا توریت میں کچھ ذکر نہیں ہے ۔ لیکن ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ لاوذ سے طسم ۔ عملیق ۔ جرجان ۔ فارس چار لڑکے پیدا ہوئے عملیق سے جاسم کا گروہ ہے جن میں سے فراعنہ مصر ۔ کنعانین ۔ برابرہ شام بنی لف ۔ بنی ہزال ۔ بنی مطر ۔ بنی ارزق ۔ بدیل ۔ راحل ۔ ظفار ہیں ۔ ارم ابن سام کے چھ لڑکے عبیل ۔ عبدضخم ۔ عوص ۔ کاثر ۔ ماش (یا میشخ) حول ہوئے عاد بن عوص زمین احقاف میں حضر موت کے گرد و نواح میں رہتا تھا ۔ اور اولاد کاثر سے ثمود ۔ جدیس ۔ جرموق ہیں ۔ ثمود کا مسکن شام و حجاز کے درمیان بمقام حجر میں تھا ۔ طبری روایت کرتا ہے کہ عاد ۔ ثمود ۔ عبیل طسم ۔ جدیس ۔ امیم ۔ عملیق کو اللہ تعالیٰ نے زبان عربی سکھلائی تھی ۔ یہی لوگ عرب عاربہ کہلاتے ہیں اور کبھی یقطن کو بھی عرب عاربہ شمار کیا جاتا ہے اور عرب عاربہ کو عرب بادیہ بھی کہتے ہیں ۔ ان کا وجود اب کہیں نہیں پایا جاتا ۔ سب کے سب ہلاک ہو گئے ۔ ہشام ابن محمد کا یہ خیال ہے کہ نبطی اولاد نبط بن ماش بن ارم سے اور سریان بنی سریان بن نبط سے ہیں ۔ اشوذ ابن سام کے چار لڑکے ایران ۔ نبط ۔ جرموق ۔ باسل ہیں ۔ ایران سے فارس و کرد اور خزر ۔ بنیط سے نبط اور سریان ۔ جرموق سے جرامقہ اور اہل موصل ۔ باسل سے اہل دیلم اور اہل جبال ہیں (بکذا رواہ ابن سعید) غلیم ابن سام کے لڑکے فارس اور لاوذ ہیں اور لاوذ کے تین لڑکے طسم ۔ امیم ۔ عملاق مشہور ہیں ۔ ارفخشذ ابن سام یہ وہی بزرگ ہے جسے عالم میں یہ شرف حاصل ہوا کہ اس کی نسل سے انبیاء کرام و رسل عظام ہوئے اس کے خاندان میں جس طرح نبوت کا سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلتا نظر آتا ہے ۔ اسی طرح سلطنت نے بھی اس کا ساتھ دیا ہے ۔ اس کی پشت سے شالخ اور شالخ کی پشت سے عابر پیدا

نوٹ :- کنعان کا ذکر توریت میں یونہی آیا ہے اور قرآن میں اس کا نام تو نہیں آیا ہے لیکن اس کے واقعات جو نوح کے ساتھ پیش آئے تھے وہ مذکور ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہی کنعان ہے ۔ کیونکہ کنعان کے سوا نوح کا کوئی لڑکا غرق طوفان نہیں ہوا اور یہ ان کا صلبی لڑکا تھا قرآن میں اس پر ابن کا لفظ اطلاق کیا گیا ہے اور عرب ابن صلبی لڑکے کو کہتے ہیں نہ کہ ربیب کو ۔

ہوا عابر کے دو لڑکے تھے۔ ایک فالغ اور دوسرا یقطن۔ محققین انساب کے نزدیک اسی کو قحطان کہتے ہیں کیونکہ عرب نے یقطن کو معرب کرکے قحطان بنالیا ہے۔ فالغ سے ابراہیم اور ان کی نسلیں ہیں جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ اور یقطن سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں۔ توریت میں ان میں سے تین مرداو۔ معربہ۔ مضاض کا ذکر ہے۔ حالانکہ جرہم۔ حضور، سالف، سبا۔ حضرموت۔ بباراح۔ اوزال۔ وفلا۔ عوثال۔ افیماتیل۔ ابوفیر۔ جوبلا۔ یوفاف اسی یقطن ابن سام کی نسل سے ہیں حضور اور سالف اہل سلفات کے مورث اعلیٰ ہیں اور سبا یمن وحمیر و تبابعہ کے۔ ابوقیر ہندوسندھ کا جد اعلیٰ ہے۔ (شجرہ نسب بنی سام)

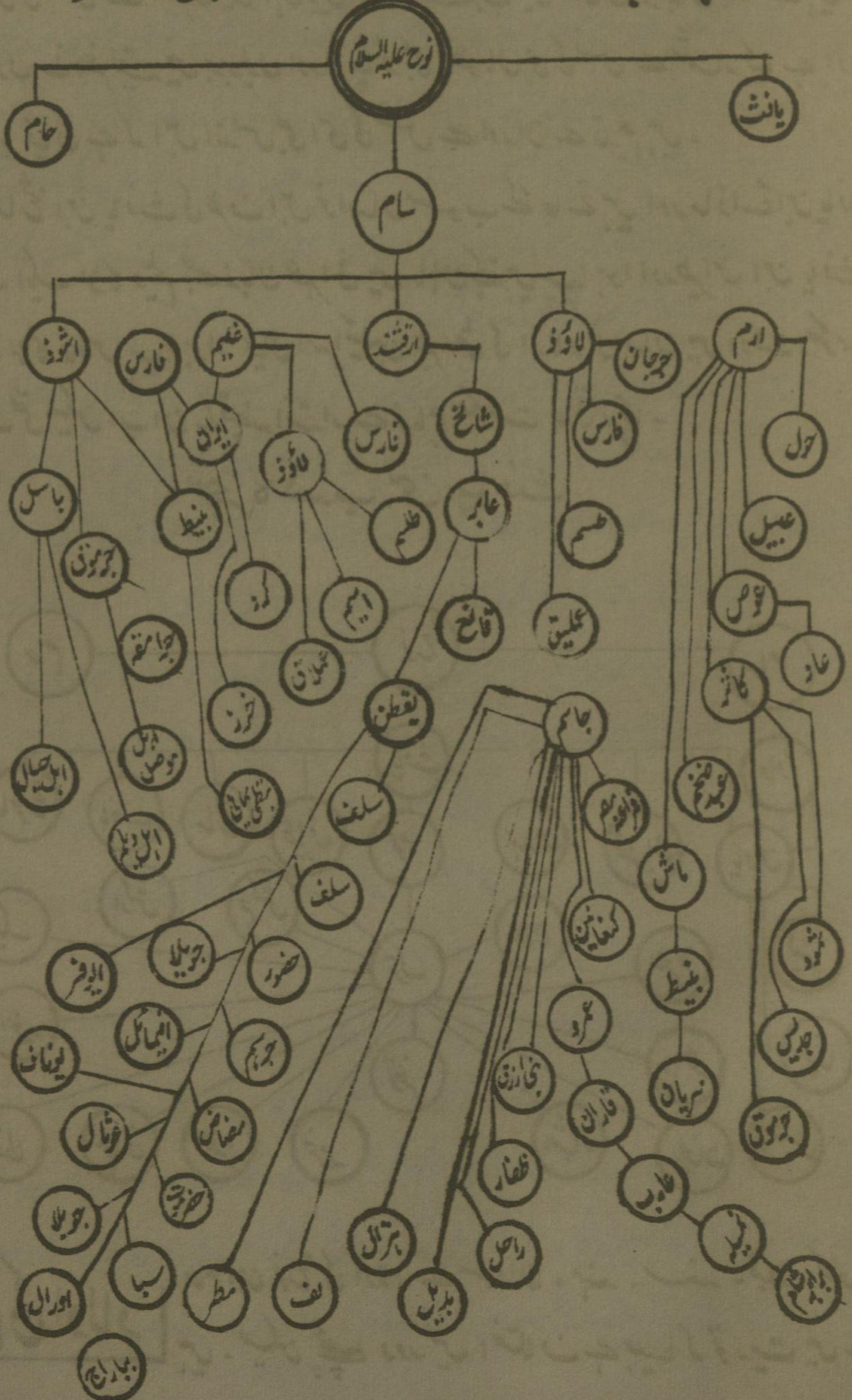
یافث کی اولاد

یافث ابن نوحؑ کی اولاد سے باتفاق اہل انساب اہالیان ترک۔ چین۔ صقالیہ۔ ترک۔ یاجوج و ماجوج ہیں اور ان دو پچھلوں (یاجوج و ماجوج) میں کچھ اختلاف ہے جیسا کہ اب بیان کیا جائے گا۔ یافث کے سات لڑکے کومر۔ یاوان۔ ماغوغ۔ قطویال۔ ماشخ۔ ماذاتے۔ طیراش تھے۔ جیسا کہ توریت میں ہے اور ابن اسحاق نے بھی انہی کا ذکر کیا ہے اسرائیلیات کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ توغرما ابن ترک ابن کومر سے اہل خزر اور اشبان ابن ترک سے صقالیہ اور ریفات ابن ترک سے فرنج ہیں ترک کی تمام شاخیں کومر کی اولاد سے ہیں علامہ ابن سعید ترک کو عامور ابن سویل ابن یافث کی طرف منسوب کرتا ہے حالانکہ عامور اور کومر، دو شخص نہیں ہیں۔ کومر کو عامور بھی کہا کرتے تھے۔ ہمارے خیال میں پھر بھی ان دونوں روایتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کیونکہ علامہ ابن سعید کی تحریر صاف طور سے شہادت دے رہی ہے کہ عامور یافث کا پوتا ہے اور توریت سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کومر یافث کا لڑکا ہے واللہ اعلم۔ بحقیقۃ الحال کومر ابن یافث سے ترک پیدا ہوا اور ترک کے اجناس سے غوز، خزر۔ قفچاق (یا خفشاخ) یمک۔ علان جس کو آز بھی کہتے ہیں۔ شرکس (یا چرکس) ازکش طغرغر (جس کو تتر بھی کہتے ہیں اور ارض طمغاج میں رہتے تھے) خطا[9]۔ الغز[10]۔ توغرما[11]۔ اشبان[12] ریفات[13]۔ صیاطلہ[14]۔ ہیں۔

طغرغر تاتاریوں کا اور الغز سلجوقیوں کا اور ھیاطلہ خلجیوں کا اور ریفات فرنج

کا۔ اور خرز ترکمان کا مورث اعلیٰ ہے۔ لیکن بعض علماء نسب کی تحریروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ترکمان اولاد توغرما سے بین یاوان ابن یافث کے (جس کو یونان بھی کہتے ہیں) چار لڑکے داؤد بن الیشا۔ کتم۔ ترشیش پیدا ہوئے۔ کیتم کو علماء نسب ابوالروم (پدر روم)

شجرہ نسب بنی سام



اور ترشیش کو اہل طرسوس کا مورث اعلیٰ بتلاتے ہیں اور ماغوغ ابن یافث کی نسبت عام طور سے یہ مشہور ہے کہ یاجوج اسی کی اولاد سے ہیں۔ اہروشیوش مورخ روم نے قوط اور لطین کو بھی ماغوغ کی اولاد سے شمار کیا ہے۔ قطوبال ابن یافث کی اولاد نے بھی خوب نسلی ترقیاں کیں۔ اس کی نسل سے مشرق میں اہل چین اور مغرب میں المان (جرمن) والے ہیں۔ بعض لوگوں نے افریقہ میں بربریوں اور فرنج کو بھی قطوبال ہی کی نسل سے شمار کیا ہے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل اندلس بھی اسی کی نسل سے اور ان سے قدیم ہیں۔

ماشخ ابن یافث کی طرف اہل خراسان منسوب کئے جاتے ہیں اور ماذائے ابن یافث سے صرف ایک لڑکا دیلم جسے زبان عبرانی میں ماہان کہتے ہیں پیدا ہوا اور طیراخ ابن یافث سے ایک لڑکا فارس پیدا ہوا۔ بخیال اسرائیلین طیراش کی اولاد خراسان میں دولت وحکومت کی مالک تھی لیکن اب ان کے قبضہ اقتدار سے زمام حکومت جاتی رہی۔

شجرہ نسب بنی یافث



حام کی اولاد حام ابن نوحؑ کی اولاد سے سوڈان۔ ہند۔ سند۔ قبط۔ کنعان ہیں۔ لیکن پچھلے دور میں اختلاف ہے جیسا کہ توریت میں ہے،

ان کے چار لڑکے ۔ مصر (یا مصرائم) کنعان ۔ کوش ۔ قوط تھے ۔

مصر ابن حام کے سات لڑکوں میں سے لہابیم ۔ بفتوحیم ۔ لودیم کا کچھ حال نہ تو کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے اور نہ ان کا کچھ ذکر توریت میں ہے ۔ باقی رہے کسلوحیم ۔ فتروسیم کفتوریم ۔ عنامیم ۔ یہ سب اسکندریہ اور اطراف اسکندریہ میں آباد و سکونت پذیر ہوئے ۔ کنعان ابن حام کے بارہ لڑکے مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہیں ۔ (۱) صیدون ۔ اطراف صیدا میں اس کی نسل پھیلی (۲) ایموری (۳) کرشان (ان دونوں کی اولادیں شام میں رہتی تھیں ۔ لیکن یوشیع کے غلبہ کے بعد افریقہ کی طرف چلی گئیں ۔ (۴) بوسا ۔ یہ بیت المقدس میں رہا اور یہیں اس کی نسل پھیلی ۔ داؤد کے غلبہ کے بعد اس کی اولاد افریقہ اور مغرب کی طرف بھاگ گئی ۔

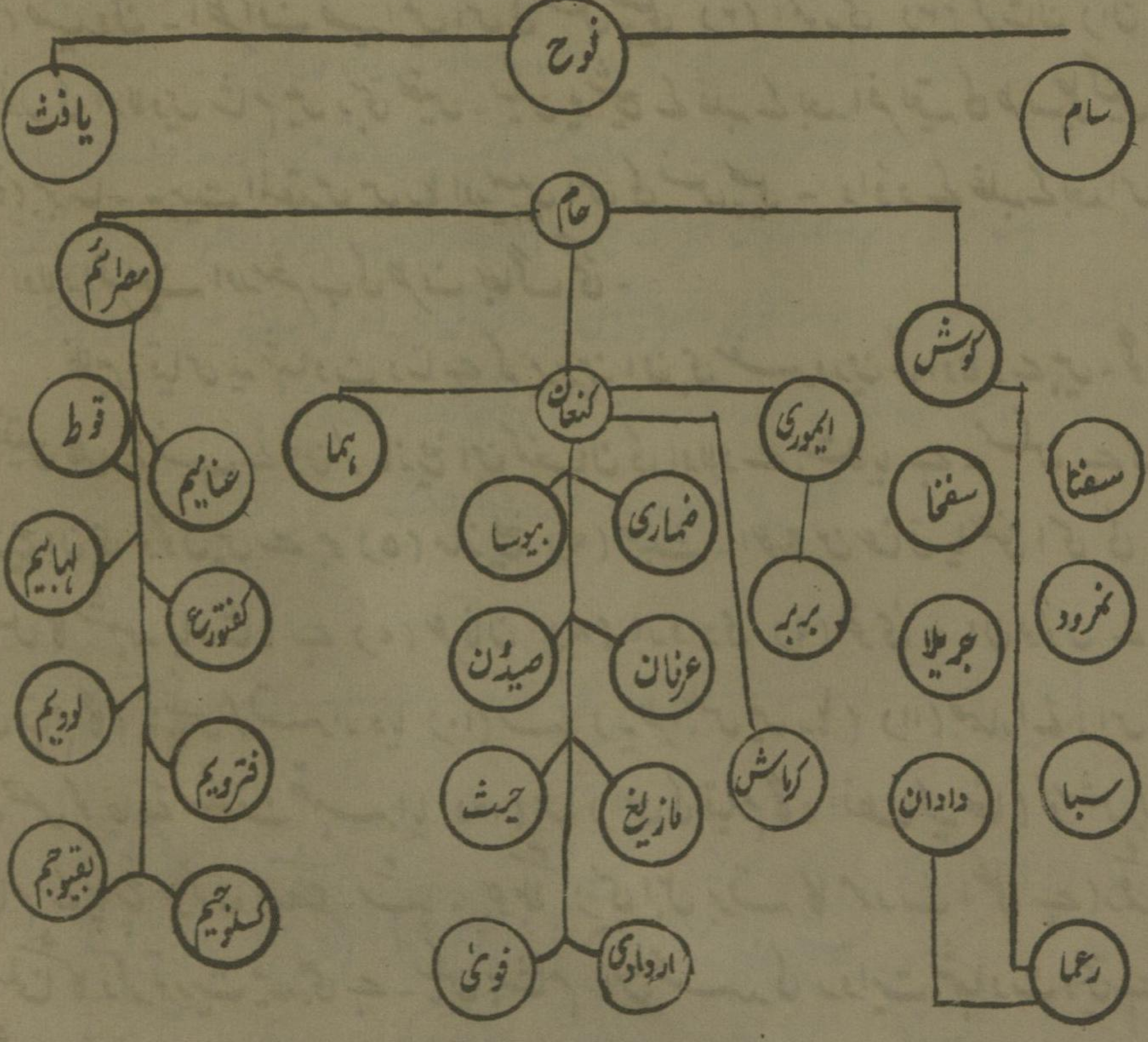
ظاہرا قیاس یہ شہادت دیتا ہے کہ بربرین ان ہی مفرورین کی اولاد سے ہیں ۔ گو محققین علمائے نسب نے ان کو مازیغ ابن کنعان کی اولاد سے بتلایا ہے ۔ ممکن ہے کہ مازیغ ان ہی لوگوں میں سے ہو (۵) مازیغ (۶) حیث ۔ اعوج بن عناق یا عنق اسی کی نسل کا مشہور بادشاہ ہے (۷) عرفان (۸) اروادی (۹) خوی ۔ ان لوگوں نے اپنی قیام گاہ نابلس کو قرار دیا (۱۰) سبا (یہ طرابلس میں رہا) (۱۱) ضمارائے (اس نے حمص کو جائے سکونت ٹھہرایا (۱۲) حما (اس کی قیام گاہ انطاکیہ تھا) کوش بن حام کے پانچ لڑکوں سفنا ۔ شبا ۔ جوبلا (یہی اہل برقہ کا مورث اعلیٰ ہے) رعمارہ سفخا کا ذکر توریت میں بھی ہے ۔ لیکن ہشام ابن محمد کی روایت شہادت دیتی ہے کہ نمرود کوش ابن حام کا چھٹا لڑکا ہے ۔

قبط بن قوط

قوط ابن حام سے ایک لڑکا قبط پیدا ہوا اور یہی بعض علماء نسب قبطیوں کے خیال میں قبطیوں کا جد اعلیٰ ہے ۔ سوڈانیوں اور حبشیوں کی نسبت طبری کی روایت کافی طور سے شہادت دے رہی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی جنس اور ایک ہی نخل کے شاخ یعنی حام ابن نوح کی اولاد سے ہیں ۔ ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ کنعان ابن حام کا ایک

لڑکا ان بارہ لڑکوں کے علاوہ کوشش نامی تھا۔ جس کی اولاد سے نمرود پیدا ہوا تھا۔

شجرۂ نسب بنی حام



نوح کا حلیہ

مورخ علامہ ابن خلدون نے شاید شہرت کی وجہ سے نوحؑ کے حالات تحریر نہیں کئے لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ شائقین فنِ تاریخ جنہیں زمانے نے اپنے اسلاف کے حالات سے واقفیت پیدا کرنے کی مہلت

نہیں دی وہ اس سے محروم رہ جائیں ۔ اس لئے ہم نوحؑ کے ان حالات سے جو کہ مشہور و معروف ہیں اعراض کر کے ضروری باتیں تحریر کرنا چاہتے ہیں ۔ عجب نہیں کہ ہمارے مشتاق ناظرین اپنا کچھ عزیز و قیمتی وقت ان حالات کے دیکھنے میں بھی صرف کریں ۔ سب سے پہلے نوح علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ ادریس کے بعد وہ نبوت سے سرفراز کئے گئے یہ پہلے نبی ہیں کہ ان کی شریعت نے آدم کی شریعت کو منسوخ کیا ۔ ان کی دعا سے کفار و ملحدین عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے سب سے پہلے آپ ہی نے نماز کے اوقات حکم خداوندی کے مطابق مقرر فرمائے ۔

نوحؑ کا چہرہ نرم اور سر بڑا طول کی جانب مائل تھا آنکھیں بڑی ۔ بازوؤں پر گوشت ۔ پنڈلیاں پتلی ۔ رانیں موٹی تھیں ۔ ماشاء اللہ جیسی آپ کی ڈاڑھی بڑی تھی ویسا ہی قد و قامت بھی موزوں تھا ۔ مزاج میں غصہ تھا ۔ پچاس برس کی عمر میں نبی ہوئے ۔ نوسو پچاس برس تک وعظ و پند کرتے رہے ۔ لیکن بدنصیب قوم نے گمراہی کفر و الحاد کو نہ چھوڑا ۔

آخرالامر آپ کی دعائے بد سے جس وقت آپ کی عمر چھ سو برس سے متجاوز ہو کر دوسرے مہینے کے سترہ دن کی ہو چلی تھی ایک عالم گیر طوفان آیا جس سے کفار ہلاک ہوئے اور مومنین نے نجات پائی ۔ طوفان کے واقعات کو ہم شہرت کے باعث ذکر نہیں کرتے ۔ ہاں البتہ اس قدر لکھ دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ پانی کا یہ طوفان ایک سو پچاس دن تک رہا ۔ دسویں رجب کو کشتی جس پر جناب نوحؑ اپنے اہل و عیال اور چالیس آدمیوں کے ساتھ سوار تھے جبل جودی (جودی کے پہاڑ) پر جو کہ سرزمین جزیرہ میں ہے اور دسویں محرم کو کشتی سے اتر کر قریہ قردی میں فروکش ہوئے اور اس کا نام نام سوق ثمانین رکھا اس وجہ سے کہ اس وقت وہ قریہ انہی اسی گھروں سے آباد کیا گیا تھا جو اس وقت تک اسی نام سے موسوم ہے ۔

الغرض کشتی سے اتر کر قیام پذیر ہونے کے بعد آپ نے اور اہل کشتی نے حکم

خداوندی کے مطابق قربانی کی اور جب رمضان کا مہینہ آیا تو آپ نے روزے رکھے اور طوفان کے بعد تین سو پچاس برس زندہ رہے۔ اس حساب سے آپ کی عمر پورے ایک ہزار سال کی ہوئی جیسا کہ کلام مجید فرقانِ حمید کی اس آیۂ کریمہ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا سے اپنی قوم میں نوحؑ ایک ہزار سال رہے باستثناء پچاس برس یعنی نو سو پچاس برس۔ یعنی نبوت کے بعد اور پچاس برس نبوت سے قبل ظاہر ہوتا ہے۔ آدم علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے وقت سے غرق ارض (یعنی طوفان) تک دو ہزار دو سو بیالیس برس ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

یہ ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ ہم لفظی ترجمہ نہ کریں گے اور نہ اختلافات سے کچھ بحث کریں گے لیکن کسی تاریخی واقعہ کو ترک بھی نہ کریں گے اکثر مقامات پر ہم اپنے مشہور مورخ ابن خلدون کی عبارت کی پابندی بھی نہ کریں گے لیکن اس سے مطلب خبط اور عبارت بے ربط نہ ہوگی۔ جس سے فن تاریخ کے قدر دانوں کی دلچسپی میں کمی واقع ہو۔ اب ہم ان تمام باتوں سے قطع نظر کرکے جن کا نفس تاریخ سے کچھ تعلق نہیں اور نہ اس سے آپ کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ عرب کے (جو کہ ہم لوگوں کے آباؤ اجداد کا اصلی مسکن ہے جس کے نام پر ہر مسلمان جان فدا کرنے کیلئے ہر وقت مستعد رہتا ہے اور جہاں ہمارے ہادیٔ برحق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے) حالات اسی طرح تحریر کریں گے جس طرح ہمارے مشہور مورخ نے اس کتاب میں اس کے تمام حالات کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا ہے۔

باب (۲)

عرب

عرب[ل] کے حدودِ اربعہ (چاروں حدیں) جہاں کہ بنی سام - بنی حام سے لڑ بھڑ کر بابل سے آنے والے ہیں یوں بیان کی جاتی ہیں کہ اس جزیرہ نما عرب کو پچھم کی طرف سے آبنائے باب المندب و بحر احمر (جس کے دوسری طرف افریقہ ہے) اور پورب سے خلیج فارس اور اُتر سے فلسطین و ملک شام اور دکھن سے بحر عرب گھیرے ہوئے ہے۔

عربوں کے چار طبقے

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عرب چار طبقوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے گروہ کو عرب عاربہ کہتے ہیں بمعنی ساختہ فی عروبیۃ کما یقال لیلٌ الیل صومٌ صایم او بمعنی الفاعلۃ للعروبیۃ والمبتدعۃ لہا (یعنی اس گروہ کو عرب عاربہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس گروہ کو عربیت میں بہت دخل تھا۔ جیسا کہ عرب تمثیلاً کہتا ہے لیلٌ الیَلُ صَومٌ صَائمٌ یا اس وجہ سے اس گروہ کو عرب عاربہ کا اطلاق ہوا کہ یہی گروہ عربیت کا بنانے والا اور موجد ہے) اور کبھی

ل پہلے یہ ملک بوسیلہ خاکنائے سوئز گوشۂ شمال و مغرب میں برِاعظم افریقہ سے ملا ہوا تھا لیکن نہر سوئز کے کھُد جانے سے یہ اس سے علیحدہ ہو گیا ہے لمبائی اس کی سترہ سو میل اور رقبہ دس لاکھ مربع میل ہے اب باشندوں کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتائی جاتی ہے۔ جس سے فی مربع میل - بارہ آدمیوں کی آبادکاری ہوئی۔

اس گروہ کو عرب بادیہ (بمعنی ہالکہ) سے بھی موسوم کرتے ہیں اس وجہ سے کہ دنیا میں کوئی شخص بھی ان کی نسل سے باقی نہیں رہا۔

عرب کی وجہ تسمیہ اب باقی رہی یہ بات کہ عرب کو عرب کیوں کہتے ہیں اسے عرب کے بجائے اگر کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے تو کیا حرج تھا۔ اس کی وجہ علامہ نیز اور مورخین نے یہ ظاہر کی ہے کہ یہ گروہ اپنے معاصرین میں بیان فصاحت و بلاغت کلام اور عمدہ گفتگو میں مشہور عالم تھے اور ظاہرا قیاس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ گو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نکتہ اس وجہ کے ظاہر ہونے کے بعد پیدا ہوا۔

عرب عاربہ بہرکیف یہ گروہ جس کو عرب عاربہ کہتے ہیں ان کی بہت سی شاخیں ہیں ازاں جملہ عبیل۔ جاریق۔ عبد ضخم۔ حضور۔ عاد اولی۔ ثمود۔ عمالقہ طسم۔ امیم۔ جرہم۔ حضرموت ہیں یہ اور عرب عاربہ سے جو لوگ بھی ان کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ سب کے سب لاوذ ابن سام ابن نوح کی اولاد سے ہیں۔

اس گروہ نے نہ تو اپنے رہنے کے لئے کوئی مکان بنایا تھا اور نہ بارہ مہینے کسی ایک مقام پر کبھی قیام کیا تھا۔ اگر آج ان کا مصلحت وقت کے تقاضے سے کسی صاف میدان میں قیام ہے تو کل بکریوں، اونٹوں کے خیال سے ہرے بھرے میدانوں میں ہوگا۔ کھانے پینے کے بھی زیادہ محتاج نہ تھے کہ خواہ مخواہ رزق کی جستجو میں سرگرداں پھرتے۔ وہ ہمیشہ اونٹوں۔ بکریوں کے دودھ اور گوشت سے اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ کبھی کبھی جنگلی میوؤں اور صحرائی پھلوں سے بھی اپنے وسیع دسترخوان کو زینت دیتے تھے غرضکہ مصلحت وقت اور ان کی ضرورتوں نے انہیں اقلیم ثالث میں بحر محیط کے درمیان مغرب سے اقصائے یمن تک اور مشرق میں حدود ہند تک رکھا اس گروہ میں بھی حسب ضرورت و مشیت ایزدی انبیاء کرام مبعوث ہوئے تھے جیسا کہ ہم آئندہ بالتفصیل بیان کریں گے۔

عرب مستعربہ دوسرا گروہ عرب مستعربہ کہلاتا ہے یہ گروہ جیسا کہ عرب عاربہ

سے نسباً قریب ہے ویسا ہی زماناً بھی اسے اس سے قرب حاصل ہے اس گروہ نے بھی خوب خوب ترقیاں کیں۔ دولت۔ حکومت۔ عزت نے بھی مدتوں اس گروہ کا ساتھ دیا۔ حمیر اور کہلان اسی گروہ کے نامی خاندانوں میں سے ہیں۔ یہی وہ گروہ ہے جس نے کہ عرب کے پہلے طبقہ (یعنی عرب عاربہ) پر غالب آکر ان کی حکومت اور دولت کا نام عالم ہستی کے صفحہ سے ایسا مٹا دیا کہ حشر تک نام کے سوا ان کا نشان کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکے گا۔

قبیلہ جرہم

جرہم[1] اسی دوسرے طبقے میں شمار کیا جاتا ہے جس میں کہ آنے والے طبقہ ثالثہ کے مورث اعلیٰ حضرت اسماعیل پرورش پائیں گے اور انہی سے عربی زبان سیکھیں گے اور انہی حجازیوں کی طرف مبعوث بھی ہونگے۔ ان کا مسکن وما وائے یمن تھا۔ یمن حدود جزیرہ نما عرب سے باہر نہیں ہے بلکہ اسی جزیرہ نما کا یہ بھی ایک ٹکڑا اور ایک حجاز کے جانب جنوب میں ہے۔ یہ لوگ اپنے ہر بادشاہ کو تبع کہتے تھے۔ کلام پاک[2]

[1] جرہم جو کہ عرب عاربہ کی نسل سے تھا وہ زمانہ عاد اولیٰ میں تھا اور یہ جرہم قحطان ابن عابر کا لڑکا ہے۔ علماء نسب نے اسے یمن کے عربوں سے شمار کیا ہے یعرب ابن قحطان نے اسے والی حجاز مقرر کیا تھا۔

[2] کلام مجید کے چھبیسویں پارہ سورہ قاف کے پہلے رکوع کی اس آیت میں مذکور ہے کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ط كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ یعنی تمہاری قوم سے پہلے اے محمد جھٹلا چکی نوح کی قوم نوح کو اور اہل رس اپنے نبی حنظلہ بن صفوان یا کسی اور نبی کو اور ثمود یعنی صالح کی قوم صالح کو، عاد ہود کو، اور فرعون موسیٰ کو اور لوط کے بھائی یعنی قوم لوط کو اور اہل ایکہ یعنی بن کے رہنے والے شعیب کو اور تبع کی قوم اور تبع کو ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو جیسا کہ جھٹلایا تم کو تمہاری قوم قریش نے پس واجب ہوا ان پر نزول عذاب۔

مفسرین رحمہم اللہ نے تحریر کیا ہے کہ تبع یمن میں ایک بادشاہ حمیری تھا جس کا نام اسعد بن ملکی کرب تھا اور اس کی کنیت ابوکرب تھی یہ ایمان لایا اور اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا لیکن قوم نے اسے بھی جھٹلایا۔

ربانی میں بھی اس قوم کا ذکر آ گیا ہے۔ قحطان وغیرہ اور تمام وہ لوگ جو کہ عرب تبابعہ سے ان کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ سب کے سب عابر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے شمار کئے جاتے ہیں۔

عرب تابعہ

تیسرے طبقہ کا نام عرب تابعہ عرب ہے اس کے مورث اسماعیل نہ تو جزیرہ نما عرب کے رہنے والے تھے اور نہ ان کی زبان عربی تھی ان کو ان کی ماں ہاجرہ علیہما السلام کے ساتھ ابراہیم حکم ربانی اور سارہ علیہما السلام کی خواہش سے مکہ مقام حجر میں چھوڑ آئے آپ نے بنی جرہم میں جس کا ذکر اجمالاً عرب مستعربہ میں ہو چکا ہے پرورش پائی آپ نے انہی سے عربی زبان سیکھی اسی خاندان میں آپ کی شادی ہوئی اسی سرزمین میں آپ کی آئندہ نسلوں نے نمایاں ترقیاں حاصل کیں۔ یہ تیسرا طبقہ جس کا نسباً فالخ ابن عامر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوحؑ سے متعلق ہے کیوں کہ طبقہ ثانیہ والے یعنی عرب مستعربہ سے زماناً اور نسباً بہت ہی قریب ہے کیونکہ طبقۂ ثانیہ والے عابر ابن شالخ کی اولاد سے ہیں اور طبقہ ثالثہ والے فالخ ابن عابر ابن شالخ کی نسل سے ہیں۔

چوتھا طبقہ جو کہ درحقیقت طبقہ ثالثہ کی اولاد و احفاد سے ہے عرب مستعجمہ کہلاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ظاہر کی جاتی ہے کہ جب اسلام کی عالمگیر روشنی نے عرب کو شرک و الحاد کی تاریکی سے نکال کر ایک نئے طرز کی دولت وحکومت کی بنا ڈالی اور اس طبقہ رابعہ کی ترقی کرنے والی نسلوں نے مشرق سے مغرب تک پھیل کر اپنی کامیابی کے پھریرے بڑے بڑے شاندار ممالک کے بلند میناروں پر اڑائے اور عجمیوں کی مخالطت اور میل جول نے ان کی اس زبان کو جو اصلی مادری زبان کے قائم مقام ہو رہی تھی ایسا کچھ متغیر و تبدیل کر دیا کہ بظاہر بالکل مخالف ہو گئی۔ اس وقت اس چوتھے طبقے کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو عرب مستعجمہ سے تعبیر کیا گیا۔ ایک بات یہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ (اولاً) عرب اب تک علی العموم ہر اس شخص کو جو کہ جزیرۃ العرب کا رہنے والا نہ ہو عجمی کہتے ہیں اور (ثانیاً) عرب تاریخی حالات کے اعتبار سے چار طبقوں پر تقسیم ہیں۔ ورنہ

بلحاظ زبان عرب کے دو ہی طبقے مشہور ہیں ایک عرب عاربہ دوسرا عرب مستعربہ۔

ترتیب کتاب پہلے ہم طبقہ اولیٰ یعنی عرب عاربہ کے انساب اور ان کی دولت وحکومت کے حالات بیان کریں گے اس کے بعد طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ بنی حمیر بن سبا کے انساب اور ان کے ملوک تبابعہ کی حکومت و دولت کے تذکرے لکھ کر ان کے معاصرین ملوک بابل سریانین و ملوک موصل و نینویٰ و قبط ملوک مصر و بنی اسرائیل صابئہ و فارس و دولت یونان و اسکندریہ اور قیاصرہ روم کے حالات و انساب لکھیں گے پھر طبقہ ثالثہ عرب تابعہ عرب یعنی قضاعہ و قحطان و عدنان اور ان کی دونوں شاخیں ربیعہ و مضر کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں گے سب سے پہلے قضاعہ کے انساب اور ان کی حکومت جو کہ آلِ نعمان کی حیرہ و عراق میں تھی اور ان کے مخالفین ملوک کندہ بنی حجر آکل المرار کی شام میں بنی غسنہ کی بلقاء میں اور اوس و خزرج کی مدینہ نبویہ میں تھی لکھیں گے اس کے بعد بنو عدنان کے انساب اور ان کی حکومت کا حال جو مکہ میں قریش کے قبضے میں تھی تحریر کریں گے اس کے بعد ہم اس شرافت وکرامت کو بیان کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے قریش کو نبوت و ہجرت کی قسم سے مرحمت فرمائی ہے اس قدر لکھنے کے بعد خلفاء اربعہ کے حالات اور ان کے زمانہ کے روت و فتوحات و فتن کے تذکرے تحریر کریں گے۔

پھر خلفائے اسلام بنی امیہ۔ عباسیہ۔ علویہ پھر دولت عبیدہ اسماعیلیہ کا جو کہ قیروان و مصر میں تھی پھر قرامطہ کا جو کہ بحرین میں تھی پھر دعات طبرستان و دیلم پھر علویہ کی اس حکومت کا بیان ہوگا کہ جو کہ حجاز میں تھی۔ پھر ان بنو امیہ کو لکھیں گے جو اندلس میں بنو عباس کے مخالف تھے پھر مستبدین دعوت عباسیہ یعنی ابن اغلب جو کہ افریقہ میں تھے اور بنی حمدان جو کہ شام میں تھے اور بنی مقلد جو کہ موصل میں تھے اور بنی صالح بن کلاب جو کہ حلب میں تھے اور بنی مروان جو کہ دیار بکر میں تھے اور بنی اسد جو کہ حلہ میں تھے اور بنی زیاد جو کہ یمن میں تھے اور بنی ہود جو کہ اندلس میں تھے ان کے حالات لکھیں گے۔

اور اس قدر لکھنے کے بعد ہم قایمین دعوت عبیدیہ یعنی صلیحیوں کے جو کہ یمن میں تھے اور بنی ابی الحسن کلبی کے حالات جو کہ صقلیہ اور اطراف مغرب میں تھے لکھ کر پھر ان لوگوں کے حالات لکھیں گے جو دولتِ عباسیہ کی دعوت عجم میں کر رہے تھے یعنی بنی طولون مصر میں اور بنی طغج و بنی صفار فارس و سجستان میں اور بنی سامان ماوراء النہر اور بنی سبکتگین غزنہ و خراسان میں اور غوریہ غزنہ و ہند میں اور کرو سی بنی حسنویہ خراسان میں۔

اس کے بعد ان دو اسلامی حکومتوں کا حال تحریر کریں گے جو دولت عرب کے بعد بڑی سلطنتوں میں شمار کی جاتی ہیں یعنی دیلم سے بنی بویہ اور ترک سے سلجوقیہ۔ ملوک سلجوقیہ کے متبعین بنی طغتگین شام میں اور قطلمش بلاد روم میں اور بنی خوارزم شاہ بلاد عجم و ماوراء النہر میں اور بنی سقمان خلاط و آرمینیہ میں اور ارتق ماردین میں بنی زنگی شام میں اور بنی ایوب مصر میں تھے۔

پھر ان ترک کے حالات لکھے جائیں گے جو ان کے ممالک کے وارث ہوئے اور اور انہوں نے حکومت اسلام خلافت عباسیہ سے لے لی۔ پھر ان کے اسلام میں داخل ہونے کی کیفیت بیان کی جائے گی اور یہ بنی ہلاکو عراق میں اور بنو ذوشیخان شمال میں اور بنی ارتنا بلاد روم میں اور بنی ہلاکو کے بعد بنی شیخ حسن بغداد میں اور بنی مظفر اصفہان و شیراز و کرمان میں اور بنی ارتنا کے بعد ملوک بنی عثمان ترکمان سے بلاد روم وغیرہ میں ہیں۔ اس کے بعد طبقہ رابعہ یعنی عرب مستعجمہ کے حالات لکھیں گے۔ جن کی دولت و حکومت کچھ مشرق و مغرب میں تھی جب ان کے حالات ہم لکھ چکیں گے تو بربر کا تذکرہ تحریر کریں گے۔ جن کی حکومت مغرب میں تھی اور وہیں ان کی حکومت و دولت کی فہرست بھی لکھیں گے۔ انشاء العزیز۔

عرب عاربہ کی اصل

نوح ؑ کے بعد عرب کا یہ گروہ سب سے زیادہ قوی اور عظیم الشان اور مقدم تسلیم کیا جاتا ہے لیکن ان کا زمانہ اس قدر بعید گزرا ہے کہ ان کے حالات و اخبار سے پورے طور پر اطمینان

نہیں ہو سکتا ۔ اگرچہ طبری کی کتاب یا قوتیہ اور کسائی کی کتاب البدر سے عرب عاربہ کے حالات پورے پورے معلوم ہو سکتے ہیں لیکن ان دونوں بزرگوں نے نہ تو تاریخ کے پیرائے میں لکھا ہے اور نہ صحت کا کوئی خاص التزام کیا ہے اس کے علاوہ اس سے بھی ہم قطع نظر کریں تو صرف ایک توریت باقی رہتی ہے ۔ اس میں بھی اگرچہ عرب کے اس گروہ کا کہیں ذکر و تذکرہ نہیں ہے ۔ لیکن چونکہ بنی اسرائیل کا زمانہ عرب عاربہ کے زمانہ سے بہت ہی قریب تھا ۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل اور علماء توریت کی روایتوں کو ہم قابل اطمینان و اعتبار سمجھ کر اس گروہ کی کیفیات معاشرت حکومت اور اختلافات کے حالات کو ان لوگوں سے نقل کرنا چاہتے ہیں جو اپنا قدیمی مذہب چھوڑ کر اسلام میں آگئے ہیں اور اسی کو ہم معتبر سمجھتے ہیں ۔

عرب عاربہ جزیرہ نما عرب کے رہنے والے نہ تھے اور نہ ان کے آبا و اجداد کا یہ مسکن و ماوا تھا ۔ یہ لوگ سرزمین بابل میں رہتے تھے ۔ معلوم نہیں کہ کب اور کیوں بنی سام اور بنی حام سے کسی قدر ناچاقی ہوئی اور تھوڑی بہت چل بھی گئی ۔ بنی سام بابل سے جزیرۃ العرب چلے آئے اور یہیں ان لوگوں نے بود و باش اختیار کی اس گروہ میں ہر قبیلے اور فرقے کے جدا جدا بادشاہ یا امیر ہوتے تھے یہاں تک کہ ان پر بنی یعرب بن قحطان غالب آئے اور جس طرح انتظام دنیا کے لئے ان میں امیر یا بادشاہ یکے بعد دیگرے ہوتے رہے اسی طرح دین و آخرت کی اصلاح کے لئے انبیاء علیہم السلام بھی مبعوث ہوتے تھے ۔

قوم عاد

سب سے پہلے عرب کا جو بادشاہ ہوا وہ عاد[1] ابن عوص ابن ارم ابن سام تھا ۔ اس کی قوم ارض احقاف میں یمن و عمان اور

---

[1] مسعودی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں سب سے پہلے عوض ابن ارم نے تین سو سال تک حکومت کی تھی ۔ اس کے بعد اس کا لڑکا عاد تخت نشین ہوا تھا ۔ واللہ اعلم

حضر موت کے درمیان رہتی تھی۔ اس کی ایک ہزار بیویاں تھیں اور چار ہزار لڑکے تھے۔ بارہ سو برس کی عمر پائی۔ بیہقی روایت کرتا ہے کہ اس کی عمر صرف تین سو برس کی ہوئی۔ عاد ابن عوص کے بعد اس کے تین لڑکے شداد۔ شدید۔ ارم یکے بعد دیگرے سلطنت و حکومت کرتے رہے۔ مسعودی کا بھی یہی خیال ہے کہ شداد، عاد کے بعد بادشاہ ہوا اور ممالک شام و ہند و عراق کو اس نے فتح کیا۔

باغ ارم

علامہ زمخشری اسی شداد ابن عاد کی نسبت تحریر کرتا ہے کہ اس نے صحرائے عدن میں مدینہ ارم بنوایا تھا جس میں سونے چاندی کی اینٹیں اور یاقوت و زبرجد کے دروازے تھے اور اس کا قصہ اس طرح بیان کیا ہے کہ شداد بن عاد سے ایک روز اس کے زمانے کے نبی نے جنت کی تعریف کر کے کہا کہ اگر تو بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی کرے گا تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ تجھے جنت دے گا۔ شداد نے کہا کہ "میں خود ویسی جنت بنا سکتا ہوں۔ مجھے تیرے اللہ کی جنت کی ضرورت نہیں ہے" شداد نے یہ کہہ کر صحرائے عدن میں ارم بنوایا۔ علامہ ابن سعید بیہقی سے روایت کرتا ہے کہ باغ ارمؒ کا بانی ارم بن شداد ابن عاد اکبر ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ صحرائے

ؒ ہمارا حافظہ اور محدود علم اگر صحیح بتلا رہا ہے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امام المفسرین قدوۃ المحققین قاضی ناصر الدین ابو الخیر شیرازی بیضاوی کا یہی خیال اسی کے قریب قریب ہے انہوں نے اپنی تفسیر موسومہ انوار التنزیل و اسرار التاویل میں صاف طور سے لکھ دیا ہے کہ آیہ کریمہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ میں ارم سے اولاد یا قبیلہ ارم مقصود ہے نہ کہ جنت جیسا کہ اس کا یہ بیان کہ (ارم) عطف بیان لعاد علی تقدیر مضاف ای سبط ارم (لفظ ارم عاد کا عطف بیان ہے۔ بہ تقدیر مضاف یعنی سبط ارم) اس تفسیر کے موافق آیہ موصوفہ کے یہ معنی ہوئے کہ آیا تو نے نہیں دیکھا کہ کیا کیا تیرے رب نے عاد کے

(اگلا صفحہ)

عدن میں نہ تو کوئی مدینہ ہے اور نہ ارم نام کا کوئی باغ ہے یہ سب بے اصل و خرافات قصّے ہیں اور ضعیف مفسرین کی من مانی اور دل بہلاؤ باتیں ہیں، اور ارم جو کہ قول باری تعالیٰ ارم ذات العماد میں مذکور ہے اس سے قبیلہ مراد ہے نہ کہ شہر و باغ۔

(بقایا پچھلا) ساتھ جو کہ سبط (اولاد) ارم سے تھا۔ گو انوار التنزیل ہی میں ارم والا مشہور قصّہ بھی مذکور ہے لیکن علامہ مفسر نے قیل کرکے اس قصّہ کو بیان کیا ہے جو کہ قول ضعف پر دلالت کرتا ہے اور علامہ جلال الدین محمد ابن احمد علی شافعی کی تفسیر سے بھی یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ آیۂ کریمہ مذکور میں ارم سے مقصود اولاد ارم ہے چنانچہ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ کی تفسیر میں فی بطشھم و قوتھم تحریر کرتے ہیں اگر علامہ موصوف کے خیال میں یہ بات پیدا ہو گئی ہوتی کہ ارم سے مقصود باغ یا جنت ارم ہے تو ہرگز ہرگز فی بطشھم و قوتھم نہ تحریر کرتے کیونکہ بطش (غصہ) اور قوت کی صفتیں انسان میں ہوتی ہیں نہ کہ جنت اور باغ یا کہ شہر میں الحاصل ان دونوں تفسیروں سے ارم (جنت مصنوعی) کا تو کچھ پتہ نہ چلا۔

باقی رہا کلام جاہلیت۔ ہاں کہیں کہیں یہ دیکھا گیا ہے کہ شعرائے جاہلیت تشبیھا کانہ ارمی کہا کرتے تھے جس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ ارم کوئی ایسا شخص یا قبیلہ تھا کہ جس سے عظمت و ہیبت و قوت میں تشبیہ دی جاتی ہے۔ مورخین کا یہ حال ہے کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں اس پر کچھ بحث نہیں کی اور اصل طبری ناپید ہے۔

اب اس مقام پر ایک یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ اگر کسی واقعہ کو مورخین نے ذکر نہ کیا ہو تو وہ سرے سے جھوٹا سمجھا جائے ممکن ہے کہ شداد ابن عاد یا کسی اور نے کوئی جنت بنوائی ہو اور زمانہ بعید گزرنے کی وجہ سے مورخین تک یہ خبر نہ پہونچی ہو۔ اس سوال کا صرف اسی قدر جواب دینا ہم کافی سمجھتے ہیں کہ اس آیت سے جس پر ارم کے قصّہ کی بنیاد رکھی گئی ہے جنت کا

(اگلا صفحہ)

مسعودی نے لکھا ہے کہ عوص کی حکومت تین سو برس تک رہی۔ اس کے بعد عاد ابن عوص حکمران ہوا اور جیرون ابن سعد ابن عاد انہی میں کا ایک بادشاہ تھا جس نے شہر دمشق کو تاخت و تاراج کیا اور سنگ مرمر اور قیمتی پتھروں سے ایک مکان بنوایا تھا جس کا نام اس نے ارم رکھا تھا۔ دمشق کے دروازوں پر اس کا اب تک وجود پایا جاتا ہے اس کو باب جیرون کہتے ہیں۔ کتاب الاغانی کے صوت اوّل کے کسی بیت میں اس کا ذکر آگیا ہے ابن عساکر نے بھی تاریخ دمشق میں جیرون کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جیرون کا ایک بھائی یزید تھا جس کے نام سے شہر یزید مشہور ہے۔ یزید اور جیرون دونوں سعد بن لقمان ابن عاد کے بیٹے ہیں۔ انہی دونوں کے سبب سے باب جیرون اور نہر یزید مشہور ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ باب جیرون سلیمان علیہ السلام کے غلاموں میں سے ایک کے نام پر زمانہ بنی اسرائیل میں موسوم ہوا ہے، جو کہ ان کے زمانہ حکومت میں کارپرداز تھا۔

شداد بن بداد

علامہ ابن سعید نے قبطیوں کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ شداد بن بداد بن ہداد بن شداد بن حاد نے قبطیوں سے خوب لڑائیاں کیں اور ان کے مقبوضات میں سے مصر، اسکندریہ وغیرہ کو لے لیا اور وہیں ایک شہر اون نامی آباد کیا جس کا ذکر توریت میں بھی آیا ہے پھر جب وہ انہی لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا تو قبطیوں نے اپنے بھائی بربریوں اور سوڈانیوں کو جمع کر کے عرب کو مصر سے نکال دیا اور مصر کو بدستور اپنے مقبوضات میں داخل رکھا۔

حضرت ہودؑ

کچھ عرصے بعد، شامت اعمال سے جب اس گروہ کے اقبال نے ان سے منہ پھیرنا چاہا تو ان میں بت پرستی پھیلنے لگی رفتہ رفتہ اس قدر

(بقیہ پچھلا) بنانا تو ثابت نہیں ہوتا اور نہ اس آیت سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ ارم سے وہی ارم مقصود ہے جس کا قصہ عوام میں مشہور ہو رہا ہے۔ باقی رہا باغ ارم کا وجود اس سے ہم انکار نہیں کرتے لیکن ارم بمعنی جنت کلام عرب میں اس وقت تک ہمارے نظر سے نہیں گزرا۔ (مترجم)

بت پرستی عام ہوئی کہ ہر کہ و مہ لکڑی اور پتھروں کے بتوں کی پرستش کرنے لگا۔ معبودِ حقیقی کو بالکل بھلا دیا۔ اپنی قوت اور توانائی پر ایسے نازاں ہوئے کہ سمجھانے سے بھی سمجھنے کی اُمید ان سے کم کی جاتی تھی۔ اللہ جل شانہٗ نے انہی سے ہود ابن عبداللہ بن رباح بن خلود بن عاد کو نبوت عطا فرمائی۔ بعض نسابین نے ہودؑ کا سلسلہ نسب اس طرح پر بیان کیا ہے کہ ہودؑ عابر کے بیٹے تھے اور عابر، شالخ کے اور شالخ ارفخشند ابن سام کے لڑکے تھے۔

(مترجم) ہودؑ آدم علیہ السلام کے بہت ہی مشابہ تھے۔ سر پر بکثرت اور گھونگریالے بال، حسین بلند قامت تھے۔ ہمیشہ تجارت کرتے تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ کس سن میں جناب موصوف کو نبوت دی گئی۔ لیکن اس قدر البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ خلجان اور لقمان بن عاد یا ابن صد ابن عاد کے عہد حکومت میں ہودؑ علیہ السلام قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے تھے جو کہ تیرہ قبیلہ تھے اور ان کے ممالک بہت سرسبز و آباد تھے۔ ہودؑ پچاس برس تک وعظ کرتے رہے اور وہ قوم یہی کہتی رہی ــــ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ (ترجمہ = تم ہمارے پاس کوئی دلیل تو لائے نہیں۔ ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو نہ چھوڑیں گے اور نہ تم پر ایمان لائیں گے)

قوم لقمان تو ہودؑ پر ایمان لائی اور خلجان کی قوم بدستور اپنے کفر و الحاد پر قائم رہی اور کہنے لگی۔ اِنْ نَقُولُ اِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ (ترجمہ۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ تم کو ہمارے بعض خداؤں نے جن کی تم پرستش نہیں کرتے ہو دیوانہ کر دیا ہے) ہود نے جب ان کے کفر و الحاد کو حد سے متجاوز ہوتے دیکھا تو بمجبوری جناب باری میں دعا کی۔ تین برس تک ایک قطرہ پانی کا نہ برسا۔ سارے چشمے خشک ہو گئے بھیڑ بکریاں تمام چوپائے مر گئے قحط نے سب کا حال پتلا کر دیا اس کے باوجود ہود کے اس کہنے پر اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلَى قُوَّتِكُمْ

(اگلا صفحہ دیکھیں)

(ترجمہ) اپنے خدائے برحق سے معافی چاہو اور اس سے رجوع کرو وہ تم پر آسمان سے پانی برسائے گا اور تمہاری قوتوں کو اور توانائی دے گا) بدنصیب قوم نے کچھ خیال نہ کیا اور نہ بت پرستی سے باز آئی۔ یہ عجیب قدرتی شے ہے کہ ابتدائے آفرینش سے جو لوگ سرزمین حجاز میں رہتے تھے جب ان میں سے کسی کو کوئی حاجت پیش آتی تھی تو وہ سرزمین مکہ میں جاتا۔ دعا کرتا۔ قربانی کرتا اللہ جل شانہ اس کی حاجت بر لاتا تھا۔ حالانکہ اس وقت تک نہ تو حرام شریف ہی کا کچھ وجود[1] تھا اور نہ یہ لوگ ایمان والوں میں سے تھے۔

چنانچہ قوم ہود نے اپنی قوم سے چند لوگوں کو بطور وفد جن میں نعیم ابن ہزال ابن ابن ہزیل ابن عبیل ابن صدابن عاد اور علقمہ ابن الخسری اور مرثد بن سعد اور لقمان بن لقیم کو ان میں سے دو مسلمان اور باقی سب کافر و بت پرست تھے۔ مکہ کی طرف روانہ کیا۔ تیسرے روز یہ لوگ مکہ پہونچ گئے اور معاویہ بن بکر کے مکان پر مقیم ہوئے معاویہ بن بکر انہی قوم میں سے تھا اس نے مہمانداری کے خیال سے کہا کہ تین روز ٹھہر کر آرام کرو جب سفر کی تکان دور ہو جائے اس وقت اطمینان کے ساتھ بحضور قلب دعا کرنا ان لوگوں نے شامت اعمال سے اسے قبول کر لیا۔

اتفاق کچھ ایسا ہوا کہ یہ لوگ دعوت و رقص و مے نوشی میں ایسے ڈوبے کہ اپنی پیاسی قحط زدہ قوم کو بھلا دیا۔ تین روز کا کیا ذکر ہے مہینوں گزر گئے۔ معاویہ بن بکر نے جب ان لوگوں کو عیش و عشرت میں اس قدر منہمک دیکھا اور یہ سمجھ لیا کہ یہ جس کام کے لئے آئے تھے انہوں نے بالکل بھلا دیا ہے۔ اپنی لونڈیوں کو چند[2] ایسے اشعار سکھلائے کہ جس سے یہ لوگ ہوشیار ہوئے اور اپنی غفلت اور خود فراموشی پر نادم ہوئے۔

---

[1] احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی اس وقت فرشتوں نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد آدم۔ نوح۔ ابراہیم نے اس کی تجدید کی اور یہ بھی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس مقام پر آج کعبہ ہے اسی مقام کی مٹی سے آدم کا پتلا تیار کیا گیا اور میدان عرفات میں حوا سے آپ کی ملاقات ہوئی اور جس طرح (بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵ پر)

مرثد بن اسعد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بھائیو مناسب یہ ہے کہ واپس چلو اور ہودؑ پر ایمان لاؤ تاکہ تم اور تمہاری قوم سختی اور مصیبت سے نجات پائے مرثد کے ساتھیوں نے یہ سمجھا کہ یہ کافر (یعنی مومن) ہوگیا ہے۔ ہمیں گمراہ کرتا ہے اس وجہ سے مرثد سے علیحدہ ہو کر دعا کرنے لگے۔ تین ساعت بعد ابر کے تین ٹکڑے ایک سرخ دوسرا سفید تیسرا سیاہ آسمان کے کنارے پر ظاہر ہوئے اور یہ ندا آئی کہ ان میں سے جسے چاہو اختیار کرلو۔ وفد نے یہ سمجھا کہ سفید ابر تو یقینی پانی سے خالی ہے سرخ ابر کا حال کچھ معلوم نہیں باقی رہا سیاہ ابر میں پانی کا ہونا ضروری ہے اسی خیال سے ان لوگوں نے سیاہ ابر کی خواہش کی اور ہنستے ہوئے مرثد کے پاس آئے اور کہا کہ لو وہ دیکھو سیاہ ابر خدا نے ہماری دعا سے بھیج دیا ہے اب قحط اور خشک سالی کی تکلیف جاتی رہے گی۔

یہ ابر جس وقت قوم عاد کے قریب پہونچا۔ ہودؑ تو سمجھ گئے کہ یہ عذاب قہر الٰہی ہے اور قوم عاد یہ سمجھی کہ یہ ابر پانی سے بھرا ہے خوشی خوشی اس کی طرف دوڑی۔ ہود نے ان لوگوں سے کہا

بقیہ حاشیہ ص۴۴

مشرکین مکہ کفر کے باوجود کعبہ کی عزت کرتے تھے اسی طرح سابقہ لوگوں کا حال تھا۔

۵ وہ اشعار جو معاویہ بن بکر کی لونڈیوں نے مجلس غنا میں گائے تھے ان میں سے چار اشعار یہ ہیں۔

الا یا قیل ویحک قم فهینم　　لعل اللّٰه یصحنا غماما
فیسقی ارض عاد ان عادا　　قد امسوا لا یبینون الکلاما
وان الوحش ارض جهارا　　ولا یخشی لعادی سهاما
وانکم لعنا فیما اشتهیتم　　نهارکم و لیلکم تماما

اے قیل تجھ پر تف ہو ٹھہر نرمی سے باتیں کر شاید خدا پانی برسائے تاکہ زمین عاد سیراب ہو کیونکہ عاد خشک سالی کی وجہ سے ایسے ہوگئے ہیں کہ بات تک نہیں کرسکتے وحشی جانور بے تکلف ان لوگوں کے پاس چلے جاتے ہیں اور عادیوں کے تیر سے نہیں ڈرتے اور تم یہاں عیش و آرام میں شبانہ روز گزار رہے ہو۔

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (بلکہ جس طرف تم عجلت سے جاتے ہو اس میں ہوا ہے اور وہی عذاب کا رنج دینے والا ہے) قوم عاد نے پہلے ہود کے اس قول کو بالکل لایعنی سمجھا لیکن جب پے در پے ہوا کے جھونکے آتے رہے تو یہ کہنے لگے کہ قاعدہ یہی ہے کہ آندھی پہلے آتی اور اس کے پیچھے پانی آتا ہے۔

ہود کا یہ کہنا کسی قدر صحیح ضرور ہے کہ یہ ہوا ہے اس کے بعد پانی ضرور آئے گا تمام لوگ گھروں سے پانی کی اُمید میں باہر آگئے ہود یہ سمجھے کہ یہ قوم منکر شاید اب اپنے افعال سے توبہ کرے اور خدائے واحد پر ایمان لائے لیکن جناب موصوف کا یہ خیال ہی خیال تھا ان کے دلوں پر تو مہریں لگادی گئی تھیں۔ آنکھوں پر پردے پڑے تھے۔ کیسے وہ دیکھتے سمجھتے ہوا نے سب کو زمین پر ایسے اٹھا اٹھا کر ٹپخنیاں دیں کہ ان کی ہڈیاں ٹوٹ ٹوٹ کر خاک ریز برباد ہو گئیں۔ جیسا کہ کلام ربانی کی آیہ کریمہ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ (اور قوم عاد میں جب کہ ہم نے بھیجی ان پر ہوائے بے منفعت کہ نہ چھوڑتی تھی کوئی چیز جس پر کہ یہ گزرتی، مگر یہ کہ کر ڈالتی تھی چور چور) سے مستفاد ہوتا ہے۔

اس بادِ صرصر نے جو کہ عذاب الٰہی کا ایک نمونہ تھی سات شب اور آٹھ دن میں عاد جیسی عظیم الشان قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ سوائے ہود اور ان لوگوں کے جو کہ جناب موصوف پر ایمان لائے تھے، کوئی بھی جان بر نہ ہوا۔ یہ وحشت افزا خبر جس وقت مکہ پہونچی مرثد نے اپنے ہمراہیوں سے ایمان لانے کے لئے کہا لیکن شامتِ ہمراہیوں نے ایک زبان ہو کر جواب دیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو قوم کی ہلاکت کے بعد زندگی کس کام آئے گی۔ یہ خیال ابھی تمام نہ ہونے پایا تھا کہ ہوا کے ایک سخت جھونکے نے ان لوگوں کو بھی پہاڑ سے نیچے پھینک دیا۔

ہود اپنے اس گروہ میں جو کہ ان پر ایمان لایا تھا پچاس برس تک اور رہے ان کے بعد صالح علیہ السلام کے زمانہ تک کوئی نبی نہیں ہوا۔ طبری کی بعض روایتوں سے یہ مفہوم ظاہر ہوتا ہے کہ ہود علیہ السلام نے ڈیڑھ سو برس کی عمر پائی اس طرح کہ پچاس برس کی عمر میں نبوت عطا ہوئی پچاس برس تک وعظ و پند کرتے رہے اور اس کے بعد پچاس برس اور زندہ رہے۔

عاد کے اس گروہ نافرجام کے بعد دولت و حکومت بنی لقمان میں رہی۔ ہزار برس یا اس سے زیادہ لقمان کی آئندہ نسلوں نے حکومت کی۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے کہ غضب و ظلم سے کشتیوں کا لینے والا ہدد بن بدد بن خلجان بن عاد بن رقیم بن عابر بن عاد اکبر تھا انتہی۔

یعرب بن قحطان

ایک مدت تک یہی قوم علی الاتصال تخت نشین حکومت وسلطنت رہی۔ ان پر یعرب بن قحطان غالب آیا اور یہ قوم حضر موت کے پہاڑوں میں چلی گئی اور ان کا زمانہ ختم ہو گیا۔ صاحب زجار نے لکھا ہے کہ ان کا بادشاہ عاد بن وقیم بن عاد اکبر وہی ہے جو یعرب بن قحطان سے لڑا تھا وہ کافر تھا مہتاب پرستی کرتا تھا۔ اور زمانہ نوح میں تھا۔ لیکن یہ روایت بعید از قیاس ہے کیونکہ ہود قوم عاد کے زمانہ آخری یا ابتداء عہد حکومت میں مبعوث ہوئے تھے اور یعرب قوم عاد کے زمانہ حکومت ختم ہونے کے وقت غالب آیا تھا۔ عبدالعزیز جرجانی نے لکھا ہے کہ قوم عاد سے یعمر بن شداد و عبد ابھر بن معدیکرب بن شمد بن شداد بن عاد وحناد بن میاد بن شمد بن شداد اور ان کے علاوہ اور بادشاہ بھی تھے جو فنا ہو گئے۔

یثرب کا بانی

عبیل۔ عاد بن عوص بن ارم بن سام کا جیسا کہ کلبی نے لکھا ہے اور عوص بن ارم کا بھائی تھا۔ جیسا کہ طبری نے لکھا ہے اور یہ مقام جحفہ مکہ اور مدینہ کے درمیان میں جو کہ آج کل میقات احرام ہے' رہتا تھا اس کا بڑا خاندان تھا۔ اس کے لڑکے اسی کے نام سے پکارے جاتے تھے

عرب عاربہ کے ایک قبیلہ کا یہ مورث اعلیٰ تھا اس قبیلہ کو بھی سیل نے تباہ اور نیست و نابود کیا ہے اور جس نے یثرب کو آباد کیا ہے وہ انہی میں سے تھا جیسا کہ مسعودی نے لکھا ہے کہ وہ یثرب بن بائلہ بن مہاہل بن عبیل عوص تھا اور سہیلی کہتا تھا کہ یثرب کا آباد کرنے والا عمالیق سے یثرب بن مہلائل بن عوص بن عملیق تھا۔

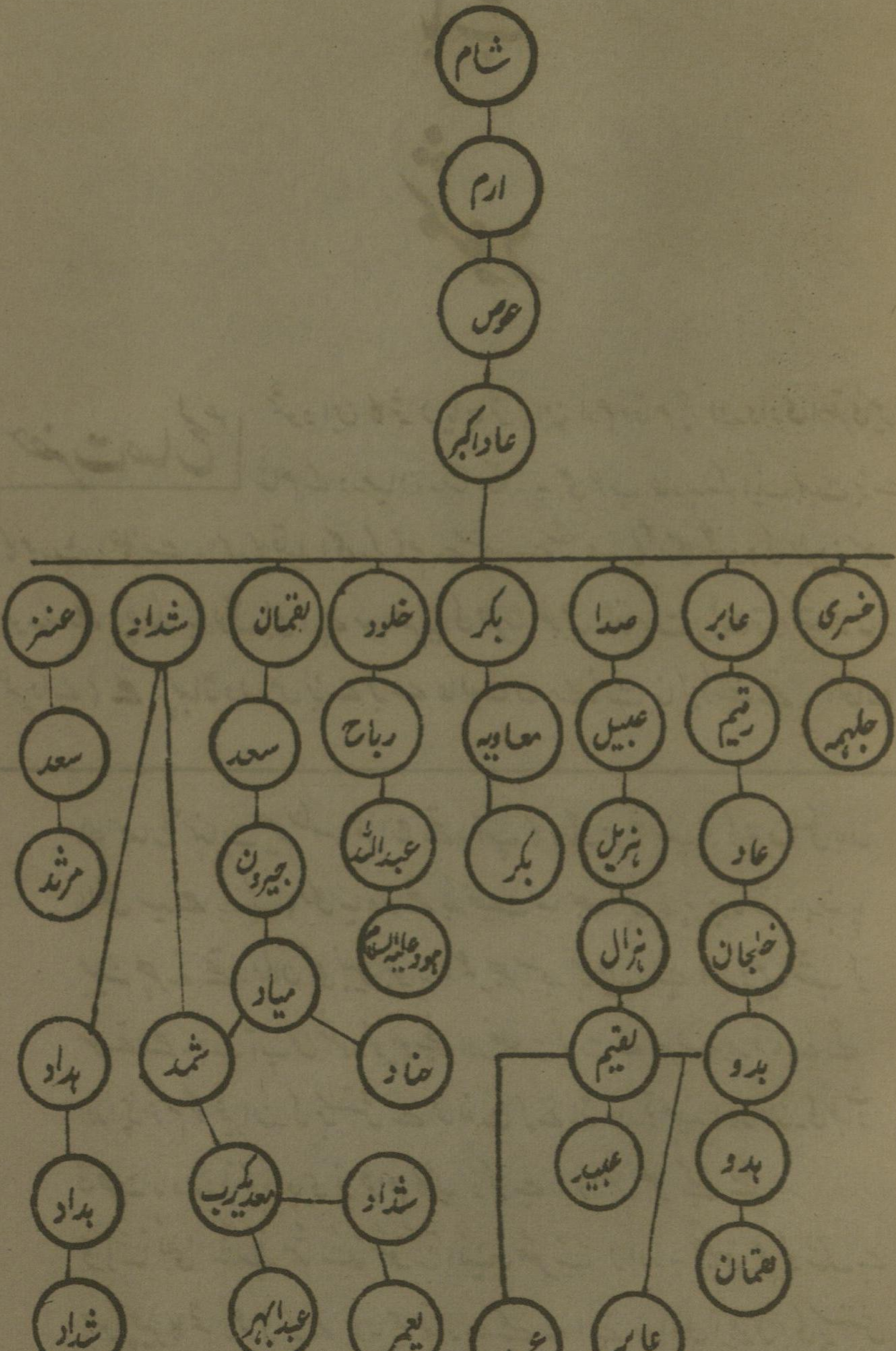
عبد ضخم

عبد ضخم بن ارض طائف میں رہتے تھے۔ یہ بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ ہلاک ہوئے جو کہ کفر و الحاد میں ڈوبے ہوئے تھے ان لوگوں کی عمریں بہت بڑی ہوتی تھیں قوت اور جسامت میں بے مثل تھے۔ سب سے پہلے جس نے عربی خط لکھا وہ یہی عبد ضخم ابن ادم ابن سام تھا۔

لہ اس قوم میں زیادہ تر جن بتوں کی جھوٹی خدائی پھیلی تھی اور عام طور سے انہی کی پرستش کھلم کھلا ہو رہی تھی ان میں ایک کا نام ضر تھا دوسرے کو ضمور کہتے تھے تیسرا الہبَہ کے نام سے مشہور تھا۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔

قوم عاد اور حضرت ہودؑ کا شجرہ نسب



باب ۳

ثمود

حضرت صالحؑ

ثمود ابن کاثر (یا جاثر) ابن ارم مقام حجر اور وادی القریٰ میں حجاز و شام کے درمیان رہتا تھا۔ یہ بھی عرب عاربہ کے ایک بہت بڑے قبیلہ کا مورث اعلیٰ ہے۔ اس کا قبیلہ اسی کے نام سے مشہور ہے[1] صالحؑ اسی گروہ کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ چونکہ یہ لوگ بھی اپنے معاصرین کی طرح طویل القامت (بڑے قد) کثیر الاعمار (بڑی عمر والے) تھے۔ پہاڑوں میں بڑے بڑے عالیشان مکانات بنا کر رہتے تھے۔ اٹھارہ میں

---

[1] صالحؑ نہایت حلیم منکسر المزاج تھے۔ آپ کا رنگ سرخ سفیدی کی طرف مائل بال بالکل سیدھے باریک بالکل سیاہ نہ تھے بلکہ خفیف سا بھورا پن ظاہر ہوتا تھا۔ برہنہ پا ہمیشہ پھرتے تھے۔ مکان کبھی نہیں بنوایا۔ عمر بھر مسجد ہی میں رہے اور وہیں شب کو سوتے تھے۔ جب آپ سن شعور کو پہونچے اور خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پرستش سے ممانعت کرنے لگے اور توحید اور اللہ کی عبادت کی طرف راہ نمائی کرنی چاہی تو عوام کا کیا ذکر ہے۔ خواص بھی کہنے لگے۔ وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَیْهِ مُرِیْبٍ (اور بہ تحقیق ہم کو شک ہے جس چیز کا تم دعویٰ کرتے ہو۔ ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں (بتوں) کی پرستش نہ چھوڑیں گے) ایک زمانہ تک وعظ و پند کرتے رہے لیکن سوائے رالبہ جندع بن عمرو اور چند آدمیوں کے جو اسی قوم میں سے تھے اور کوئی ایمان نہ لایا سب کے

(مسلسل)

مربع میں یہ خاندان آباد تھا۔ دولت۔ ثروت۔ قوت۔ حکمت سب کچھ تھی لیکن پانی کی ایسی کمی تھی کہ وادی القریٰ میں سوائے ایک چشمہ کے اور دوسرا کوئی چشمہ نہ تھا۔ سب سے پہلے اس قوم میں جس نے اپنے کو بادشاہ کے لقب سے مشہور کیا وہ عابر ابن ارم ابن ثمود

(گذشتہ سے پیوستہ) سب بدستور اپنے کفر و الحاد پر قائم رہے اور باتفاق یہ کہنے لگے کہ اگر تم نبی برحق ہو تو کوئی معجزہ دکھلاؤ۔ صالحؑ نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ قوم ثمود نے کہا۔ "بالفعل اس پہاڑ سے ایک ناقہ (اونٹنی) پیدا ہو اور اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی ہو۔ جس کے بال سرخ ہوں تاکہ ہم لوگ اس کا دودھ استعمال میں لائیں۔"

جناب موصوف نے دعا کی۔ اسی وقت پہاڑ سے ایک آواز آئی۔ اس کے بعد ایک پتھر کا ٹکڑا درمیان سے شق ہو گیا اور اونٹنی نکل آئی۔ بدنصیب تباہ ہونے والی قوم نے بے تامل کہنا شروع کر دیا کہ پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا بالکل خلاف عقل ہے صالحؑ پیغمبر نہیں ہیں بلکہ بہت بڑے ساحر ہیں۔ کفار آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ اونٹنی دو بار بولی اور بچہ کے ساتھ چرنے لگی۔ ملحدین یہ تعجب خیز معاملہ دیکھ کر کہنے لگے کہ صالحؑ کا اس سے زیادہ کیا جادو ہو سکتا ہے کہ اونٹنی کو پہاڑ سے پیدا کیا اور پھر اس کا بچہ چرنے بھی لگا۔ صالحؑ نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔

ان لوگوں کی یہ باتیں ہنوز ختم نہ ہونے پائی تھیں کہ اونٹنی بچہ کے ساتھ اس چشمہ پر آئی جو ملحدین کے قبضہ میں تھا اور سارا پانی پی گئی۔ اس دن تو یہ لوگ خاموش رہے۔ دوسرے روز صالحؑ سے اس کی شکایت کی۔ صالحؑ نے فرمایا کہ ایک روز اس چشمہ سے تم پانی پیا کرو دوسرے روز یہ اونٹنی پئے گی۔ لیکن دیکھنا کبھی بھول کر بھی اس اونٹنی کو مارنے کا خیال نہ کرنا۔ جب تک یہ اونٹنی تم میں رہے گی تم لوگ عذاب الٰہی سے محفوظ رہو گے لیکن بحکم ابن آدم حریص علیٰ ما منع (ابن آدم کو جس چیز کی ممانعت ہوتی ہے اسی کا حریص ہوتا ہے) عام طور سے اشیاء ممنوعہ کی طرف سب کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر کتب تواریخ کی ورق گردانی کی جائے (مسلسل)

تھا۔ اس نے اپنی قوم میں دو صدیوں تک برابر حکومت کی۔ اس کے بعد جندع ابن عمرو ابن دبیل ابن ارم بن ثمود بادشاہ ہوا اور تین سو برس تک سلطنت کرتا رہا۔ اسی کے عہد حکومت میں صالح ابن علیل ابن اسف ابن شالخ ابن علیل ابن کاثر ابن ثمود مبعوث

(گذشتہ سے پیوستہ) یا کسی قدر غور و تامل سے کام لیا جائے تو بیسیوں ہی کیا سینکڑوں اس کی نظیریں نظر آئیں گی۔ ہمارے ابوالبشر آدم علیہ السلام کو گیہوں یا کسی اور دانے کے کھانے کی ممانعت کی گئی تھی۔ قابیل سے کہا گیا کہ ہابیل کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔

یوسفؑ سے یعقوبؑ نے کہا تھا: لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ، (اپنے خواب کا حال اپنے بھائیوں سے نہ کہنا) اور یوسفؑ کے بھائیوں سے کہا گیا تھا: إِنِّي أَخَافُ أَن يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ (میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس کو (یوسف کو) بھیڑیا نہ کھا جائے) لیکن ان لوگوں نے جس چیز کی ممانعت کی گئی تھی اسی کی مخالفت کی علیٰ ہذا القیاس قوم ثمود نے بھی اپنے نبی صالحؑ کے کہنے پر خیال نہ کیا اور اونٹنی کے قتل پر تل گئے۔ اس وجہ سے کہ صالحؑ نے ایک زمانہ میں پیشین گوئی کی تھی کہ تم میں سے ایک شخص اس اونٹنی کو قتل کرے گا اور یہی نزول عذاب کا سبب ہوگا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اس کا نام بتلائیے۔ ہم اس سے قبل کہ وہ اس اونٹنی کو قتل کرے اسے مار ڈالیں گے۔ صالحؑ نے کہا ابھی وہ پیدا نہیں ہوا اس کا چہرہ سرخ ہوگا اور آنکھیں بلی کی سی ہوں گی۔"

سب نے یہ سنتے ہی اس وقت تو اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو لڑکا اس حلیہ کا پیدا ہو مار ڈالا جائے اور نو لڑکے یکے بعد دیگرے مارے گئے۔ لیکن آپس میں سرگوشیاں شروع ہوگئیں۔ بعض یہ کہنے لگے کہ صالحؑ کی بات بالکل لایعنی ہے ان کے کہنے پر عمل نہ کرو اور بعضوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ صالحؑ تمہاری قوم کا دشمن ہے، وہ اسی بہانہ سے ترقی نسل کو روکنا چاہتا ہے۔ غرض ہر ایک اپنی سمجھ کے موافق طرح طرح کے خیالات ظاہر کر رہا تھا کہ وہ لڑکا جس کی نسبت جناب موصوف نے

(مسلسل)

ہوئے تھے۔

شاہان قوم ثمود قوم ثمود کے نامی بادشاہوں میں رودبان بن ہمیخ بھی تھا۔ اس نے اپنی حکومت کو اسکندریہ تک بڑھا لیا تھا بلکہ یوں کہنا شاید نازیبا نہ ہوگا کہ رودبان نے اسکندریہ ہی کو اپنا دارالحکومت قرار دیا تھا اور موہب بن مرہ بن رحیب اور

(گذشتہ سے پیوستہ) پیشین گوئی کی تھی۔ پیدا ہوا اور قوم ثمود نے اس لڑکے کو قتل نہ کیا کچھ عرصہ بعد وہ لڑکا جس وقت سن شعور کو پہونچا تو ان نو۹ آدمیوں کی جن کے لڑکے مارے گئے تھے آنکھیں چلتے پھرتے اس لڑکے پر پڑتیں تو یہی کہہ اُٹھتے تھے کہ اگر ہمارے لڑکوں کو صالحؑ قتل نہ کراتا تو آج وہ اس سے بھی بڑے ہوتے۔ صالحؑ نے ہمارے ساتھ بہت بڑی دشمنی کی اس نے ہماری نسلی ترقی کی ریڑھ ماردی۔

رفتہ رفتہ اس سرگوشی کا یہ اثر پیدا ہوا کہ ان لوگوں نے صالحؑ کے قتل کرنے کی آپس میں سازش کرلی اور باہم عہد وپیماں کرکے سفر کے بہانہ سے گھر سے نکلے اور شہر کے باہر ایک پہاڑ کے درّہ میں اس غرض سے چھپ رہے کہ جس وقت رات کو صالحؑ شہر میں آنے لگیں فوراً قتل کر ڈالے جائیں۔ مثل ہے کہ چاہ کن را چاہ درپیش۔ اللہ جل شانہٗ نے ان پر پہاڑ پر سے ایسا پتھر گرادیا کہ سب کے سب دب کر مرگئے۔ جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیۂ کریمہ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ (دیکھا ان کے مکروفریب کا کیا نتیجہ ہوا ہم نے ان کو اور ان کی کل قوم کو تباہ کردیا) سے مفہوم ہوتا ہے۔

چند روز کے بعد دو چار آدمی اس راہ سے ہوکر گزرے اور ان لوگوں کو مردہ ایک پتھر کے نیچے دبا ہوا دیکھ کر شہر کی طرف واپس گئے اور اپنی قوم سے یہ حال بیان کیا سب متفق ہوکر صالحؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم نے پہلے ان بے چاروں کے لڑکوں کو قتل کرایا اور بعدہٗ ان کو بھی زندہ نہ دیکھ سکے اور شہر کے باہر بیجا کر مار ڈالا۔ یہ سب واقعے اس اونٹنی کی بدولت ہوئے ہم اسے اب زندہ نہ چھوڑیں گے صالحؑ (مسلسل)

اس کا بھائی ہو ہیل بن مرہ ثمودیوں کے اولعزم بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے بعض مورخین کا یہ خیال کہ اصحاب الرس جن کے نبی حنظلہ بن صفوان تھے اسی قوم سے ہیں بالکل صحیح اور ناقابل الاعتبار ہے کیوں کہ اصحاب الرس حضور کی اولاد سے ہیں جیسا کہ ہم بنی فالغ ابن عابر کے حالات

(گزشتہ سے پیوستہ) نے ہر چند سمجھایا لیکن ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔

آخر الامر اسی نوجوان گربہ چشم نے جس کی نسبت جناب موصوف نے پیش گوئی کی تھی اونٹنی کے مارنے کا بیڑہ اٹھالیا اور چشمہ کے قریب تلوار کھینچ کر اونٹنی کے انتظار میں بیٹھ رہا۔ اونٹنی اپنے بچے کے ساتھ جیسے ہی چشمہ کے قریب آئی اس نے دوڑ کر ایسا وار کیا کہ اونٹنی کا پاؤں کٹ گیا اونٹنی تو اسی جگہ تڑپنے لگی اور بچہ جان بچا کر اس پہاڑ پر بھاگ گیا جہاں سے اونٹنی بچہ کے ساتھ پیدا ہوئی تھی۔

صالحؑ یہ واقعہ سن کر شہر سے باہر آئے اور قوم ثمود کو نزول عذاب الہٰی سے آگاہ کیا بعض تو اپنے اسی خیال میں مست رہے لیکن اکثر گھبرا کر گلو خلاصی کی تدبیر پوچھنے لگے۔ صالحؑ نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو اگر وہ بچہ ہی تم کو مل جائے تو عجب نہیں کہ عذاب قہر الہٰی سے بچ جاؤ لوگ یہ سنتے ہی پہاڑ کی طرف دوڑے بچہ نے آسمان کی طرف دیکھا اور تین آوازیں دے کر غائب ہو گیا۔ اس وقت صالحؑ نے فرمایا۔ کہ تین روز تک تم لوگ دنیا میں اور رہو گے۔ چوتھے روز عذاب الہٰی نازل ہوگا اور ان تین دنوں میں تمہارے چہروں سے یہ تغیرات ظاہر ہوں گے پہلے روز تم لوگوں کا چہرہ زرد ہو جائے گا۔ دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائے گا اور چوتھے روز تم عذاب خداوندی میں گرفتار ہو جاؤ گے اور تم میں سے کوئی شخص سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لاچکے ہیں اس عذاب سے جانبر نہ ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کلام مجید میں مذکور ہے فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا (جب کہ آیا ہمارا امر (یعنی عذاب) بچا لیا ہم نے صالحؑ کو اور ان لوگوں کو جو کہ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت

(مسلسل)

میں بیان کریں گے۔ علیٰ ہذا بعض علماء نسب نے ثقیف کو اسی بقیہ ثمود کی نسلوں سے شمار کیا ہے۔ حالانکہ یہ قول محض بے اصل ہے۔ حجاج ابن یوسف کے روبرو جب یہ تذکرہ آجاتا تھا تو وہ اس کی تکذیب کرتا تھا اور اکثر اوقات عزمن قال وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ (پڑھا) کرتا ہے

(گزشتہ سے پیوستہ) سے) اس عذاب الٰہی سے کوئی کافر نہ بچا مگر ایک شخص جس کی کنیت ابو رغال تھی اس وقت وہ حرم شریف میں تھا جس وقت یہ خبر اس کے کانوں تک پہونچی فوراً وہ بھی مرگیا۔ اس قوم نے ایک ہزار سات سو شہر آباد کئے تھے اور ہر ایک سرسبزی و شادابی میں اپنی نظیر آپ تھا۔ یہ سب اسی عذاب و قہر کی نذر ہوگئے۔ نہ کوئی شہر بچا اور نہ کوئی گاؤں۔

اس واقعہ کے بعد صالح شام کی طرف چلے گئے اور فلسطین میں مقیم رہے۔ پھر مکہ میں واپس آئے اور یہیں انتقال کیا۔ بیس برس تک وعظ و پند کرتے رہے پچاس برس کی عمر پائی۔ چہار شنبہ کو اونٹنی ماری گئی اور یک شنبہ کو قوم ثمود ہلاک کی گئی۔

اونٹنی کے قتل کے اسباب مختلف بیان کئے گئے ہیں بعض مورخین یہ تحریر کرتے ہیں کہ قدار بن سالف ایک روز کسی جلسہ میں اپنے یاران طریقت کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا۔ اتفاق سے وہ دن اونٹنی کے پینے کا تھا۔ ان لوگوں کو مجبوری سے خالی شراب پینی پڑی۔ اسی وجہ سے جھلا کر باہم مشورہ کرکے اونٹنی کے قتل پر تیار ہوگئے۔ اور بعض ارباب تاریخ نے یہ بیان کیا ہے کہ قوم ثمود میں دو عورتیں ایک قطام دوسری قبال نامی تھی قطام پر تو قدار فریفتہ تھا اور قبال پر مصدع شیدا ہوگیا لیکن قطام اور قبال دونوں کو اپنے اپنے عاشقوں سے کچھ دلچسپی نہ ہوئی۔ قدار اور مصدع نے اپنے اپنے معشوق سے ملنے کی تمنائیں کیں۔ چونکہ ان دونوں کو ملنا نہ تھا غیر ممکن امر سمجھ کر اٹھیں کہ اگر تم دونوں آدمیوں کو ہم سے ملنا منظور ہے تو اونٹنی کو قتل کر ڈالو۔ قدار اور مصدع یہ سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی قوم کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔

وہ جس نے کہا ہے کہ ثمود باقی نہیں رہے یعنی ہلاک کر دیئے گئے) کہہ اُٹھا تھا۔ اہل توریت نہ عاد اور ثمود اور نہ ہودؑ اور صالح علیہ السلام اور نہ کسی عرب عاربہ کے حالات سے واقف ہیں بظاہر اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ توریت میں انہی لوگوں کا تذکرہ ہے جو کہ آدمؑ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان جو موسیٰؑ کے نسب میں واقع ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص موسیٰ و آدم کے نسب میں نہیں واقع ہوا۔

بنی جدیس

جدیس کی نسبت جس طرح ابن کلبی کی روایت اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ یہ ارم ابن سام کا لڑکا تھا اور یمامہ میں رہتا تھا اور ثمود ابن کاثر کے بھائیوں میں شمار کیا جاتا ہے اسی طرح طسم کے بارے میں اس کا بیان بتلا رہا ہے کہ یہ لاوذ ابن سام کی اولاد سے تھا اور مقام بحرین میں سکونت پذیر تھا لیکن طبری کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں (جدیس اور طسم) لاوذ ابن سام کی نسل سے ہیں اور یہ دونوں یمامہ میں رہتے تھے۔ طبری بروایت ہشام بن محمد کلبی بسند صحیح ابن اسحاق اور نیز علماء عرب سے بیان کرتا ہے کہ طسم اور جدیس دونوں یمامہ میں رہتے تھے۔ یمامہ بہت سرسبز شاداب شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔

بنی طسم کا قتل عام

بنی طسم میں ایک بادشاہ عشو نامی تھا اور اسی کو عملوق بھی کہتے تھے۔ وہ بنی جدیس کو بہت ذلیل و خوار سمجھتا تھا پھوٹی آنکھوں بھی عزت کی نظر سے نہ دیکھتا تھا اس کے ظلم اور تشدد کی کچھ انتہا نہ تھی اس نے ان کو اس قدر ذلیل و خوار کر رکھا تھا کہ بنی جدیس کی کوئی باکرہ عورت اپنے شوہر کے پاس اس وقت تک نہ جا سکتی تھی جب تک عملوق اس سے خلوت نہ کر لیتا تھا۔ ایک مدت تک یہی دستور جاری رہا۔ کچھ عرصہ بعد عفیرہ بنت غفار بن جدیس کی شادی ہوئی۔ عملوق نے حسب دستور سابق حمل درآمد کیا۔ اس کا بھائی اسود بن غفار اس امر سے بہت جھلّایا اور رؤساء جدیس کو ایک خاص جلسہ میں جمع کر کے کہنے لگا کہ تم لوگوں کو کچھ شرم نہیں آتی ہے۔ اس قدر ذلت و رسوائی کتے بھی پسند نہ کریں گے۔ تم میرا کہنا مانو آؤ میں تمہیں اس ذلت سے نکال کر عزت کے خوش نما باغ کی سیر کراؤں۔ حاضرین نے کہا کہ اس کی کیا صورت ہوگی

اسود نے کہا کہ عملوق کی اس قوم کے ساتھ دعوت کرو اور جب وہ کھانے میں مصروف ہوں تو ان کو نیست ونابود کر دو۔ ربّ نے اس امر پر اتفاق کر لیا اور جب عملوق اپنی قوم کے ساتھ کھانے میں مصروف ہوا، اسود نے حملہ کر کے عملوق کو قتل کر ڈالا۔ اور باقی ربّ کو روسا ربنی جدلیس نے نیست ونابود کر دیا۔

رباح بن مرہ کا بنی جدلیس پر حملہ

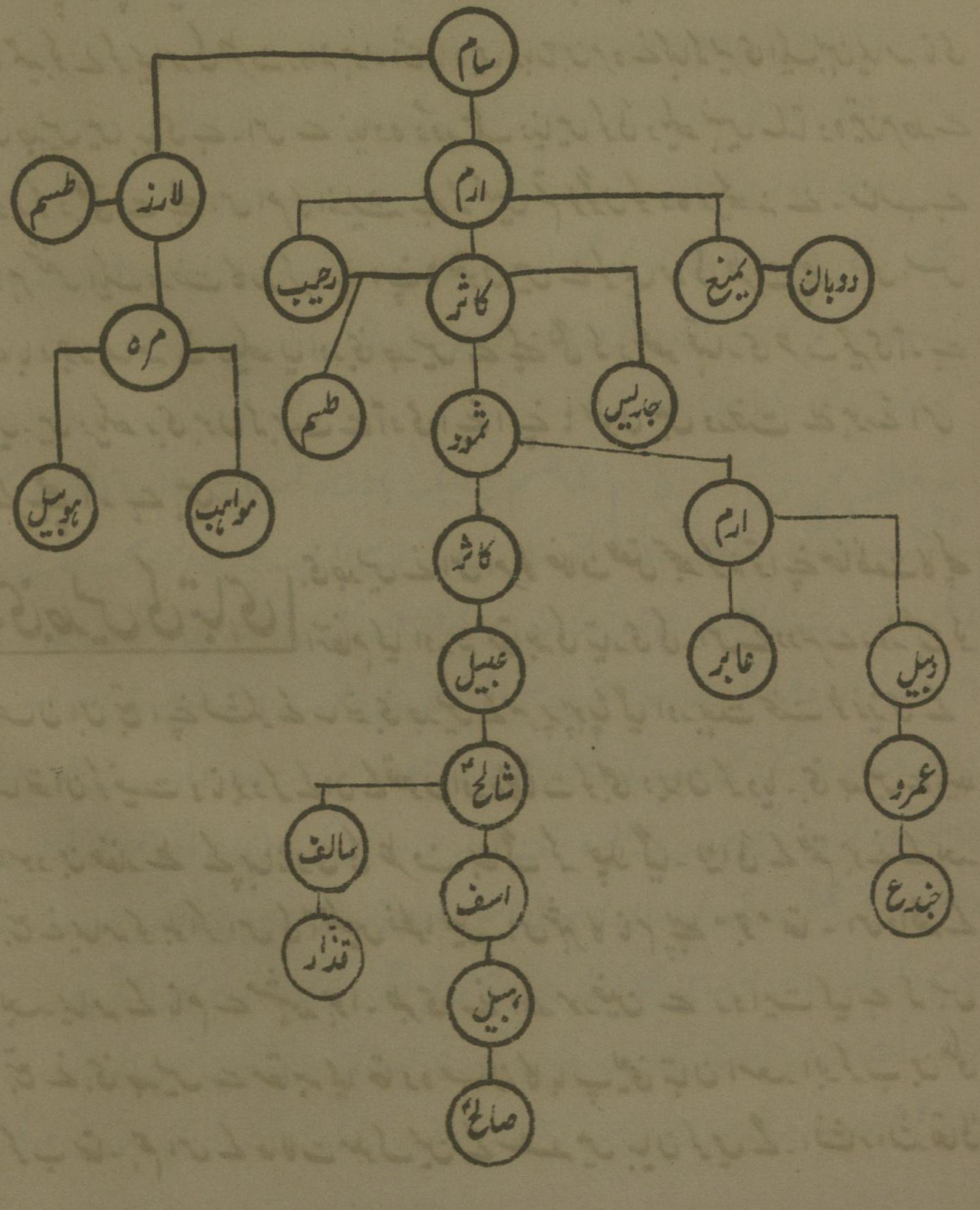
ان میں سے صرف رباح بن مرّہ بن طسم خدا جانے کس طرح اس واقعہ سے بچ کر حسان بن تبع کے پاس چلا گیا اس نے اس کا کمال خوشی سے استقبال کیا اور اس کی اعانت کی غرض سے بنی حمیر کو لے کر یمامہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنا راہ میں رباح بن مرہ نے کہا کہ میری ایک بہن یمامہ نامی بنی جدلیس میں بیاہی ہے۔ اس سے زیادہ دُور تک دنیا میں کوئی دیکھ نہیں سکتا وہ تین مرحلہ سے سوار کو دیکھتی ہے مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ کہیں تم لوگوں کو وہ دیکھ نہ لے۔ مناسب ہے کہ ہر شخص ایک درخت کاٹ کر اپنے اپنے ہاتھوں میں لے کر یمامہ کی طرف چلے۔ لیکن اس کے باوجود یمامہ نے دیکھ لیا اور بنی جدلیس سے کہنے لگی کہ دیکھو تمہاری طرف حمیری آرہے ہیں۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ بہت سے آدمی اپنے اپنے ہاتھوں میں درخت لئے ہوئے اس کے پیچھے آرہے ہیں۔

بنی جدلیس کی تباہی

بنی جدلیس نے اس امر کو خلاف عقل سمجھ کر نہ تو اپنے حفاظت کا کچھ انتظام کیا اور نہ مقابلہ کی تیاری کی۔ اس کے دوسرے روز صبح کو حسان ابن تبع اپنے لشکر کے ساتھ بنی جدلیس کے سر پر پہونچ گیا اور بہت سخت خونریزی کے ساتھ ان کو نیست ونابود کر کے ان کے قلعوں اور مکانات کو بھی ویران کر دیا۔ بنی جدلیس سے اکیلا اسود بن غفار طے کے پہاڑوں کی طرف بھاگ کر چلا گیا۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد تبع نے یمامہ کو بلوا کر اس کی آنکھیں نکلوالیں۔ اس شہر کا نام پہلے "جو" تھا۔ اس واقعہ کے بعد یمامہ کے نام سے مشہور ہوا۔ طبری نے اور مورخین سے روایت کیا ہے کہ جس تبع نے بنی جدلیس سے مقابلہ کیا تھا وہ حسان کا باپ یعنی تبان اسعد ابو کرب بن ملکی کرب تھا۔ ہم اس کے حالات ملوک یمن کے سلسلہ میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اور بعضوں نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ جس وقت حسان بن تبع بنی حمیر کے ساتھ یمامہ کی طرف روانہ ہوا تو اس نے مقدمۃ الحیش کا افسر عبد کلال بن منوب بن حجر بن ذی رعین کو مقرر کیا۔ رباح ابن مرہ نے اپنی بہن کا قصہ اسی عبد کلال سے بیان کیا تھا اور اس کی بہن کا اصلی نام زرقاء تھا اسی کو عنزہ اور یمامہ بھی کہا کرتے تھے۔

شجرۂ نسب قوم ثمود و صالحؑ



باب ۴

عمالقہ

عمالقہ کا نسب

عمالقہ عملیق بن لاوذ کی اولاد سے ہیں، بلند قامتی اور جسامت میں ان لوگوں کا تمثیلاً ذکر کیا جاتا ہے۔ طبری نے لکھا ہے کہ عملیق پدر عمالقہ ہے۔ اس کے قبائل مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اہالیان مشرق و عمان و بحرین و حجاز اور مصر میں فراعنہ اور شام میں جبابرہ جن کو کنعانین کہتے ہیں۔ ان ہی میں سے ہیں۔ بحرین اور عمان اور مدینہ میں جو لوگ ان میں سے رہتے تھے۔ ان کے مورث اعلیٰ کو جاسم کہتے تھے۔ بنی جاسم سے مدینہ میں بنی لف، بنی سعد بن ہزال بنی طہ بنی ارزق ہیں اور نجد میں انہی میں سے بدیل۔ راحل۔ غفار اور حجاز میں بنی ارقم اسی گروہ سے شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ نجد میں رہتے تھے اور ان کے بادشاہ کا نام ارقم تھا۔ اور طائف میں بنی عبد ضخم ابن عاد اولیٰ رہتا تھا۔ انتہی۔

بنی اسرائیل کی فتوحات

علامہ ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دارالخلافہ بغداد کے کتب خانہ میں تاریخ کی کتابیں دیکھی ہیں جن سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ عمالقہ کا مقام تہامہ (ارض حجاز) میں قیام رہا۔ اس وقت سے جبکہ یہ بنی حام کے ہاتھوں تنگ آکر بابل سے چلے آئے تھے یہاں تک کہ اسماعیلؑ سرزمین حجاز میں آئے اور اس گروہ میں سے اکثر جن کی قسمت میں دولت ایمان تھی جناب موصوف پر ایمان لائے اور حکومت و دولت کے ساتھ زندگی گذارتے رہے۔ یہاں تک کہ سمیدع بن لاوذ بن عملیق بادشاہ ہوا اور اسی کے زمانہ میں جرہم نے جو کہ قحطان کے قبیلہ سے تھے عمالقہ کو حرم سے نکال دیا

ان لوگوں میں سے بنی عبیل بن مہاییل بن عوص بن عملیق مدینہ میں جا بسے اور سرزمین ایلہ میں ابن ہومر بن عملیق قیام پذیر ہوئے اور یہاں کی حکومت اسی کی اولاد میں رہی یہ لوگ اپنے ہر بادشاہ کو سمیدع کہتے تھے آخری سمیدع ابن ہومر تھا جسے یوشعؑ نے قتل کیا تھا جبکہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کے بعد ممالک شام پر حملہ کیا تھا عمالقہ پر یوشعؑ اور بنی اسرائیل سے اس مقام پر بہت بڑی لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ عمالقہ پر یوشعؑ غالب آئے اور اریحا پر قبضہ کر لیا جو کہ بیت المقدس کے قریب ہے اس کے بعد بنی اسرائیل نے ممالک حجاز پر حملہ کر کے اسے بھی عمالقہ سے چھین لیا۔ یثرب اور اس کے بلاد اور خیبر وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ یہود قریظہ و بنی نضیر و بنی قینقاع اور تمام یہود حجاز انہیں لوگوں میں سے ہیں۔

عمالقہ کا مصر پر قبضہ

اس کے بعد ان کی حکومت دولت روم میں ہوئی اور اذینہ ابن السمیدع بلاد شام اور جزیرہ کا حکمران ہوا اس کے بعد حسان ابن اذینہ اور حسان بن ہدیاہ اور عمرو ابن طرف یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے عمرو ابن طرف اور جذیمۃ الابرش سے مدتوں سخت معرکہ آرائیاں رہیں نتیجۃً جذیمۃ الابرش کامیاب ہوا اور عمرو ابن طرف کو گرفتار کر کے بار حیات سے سبکدوش کر دیا انہی عمالقہ میں سے جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں۔ عمالقہ مصر ہیں۔ مصر پر عمالقہ اس وقت سے قابض ہوئے ہیں جبکہ کسی قبطی بادشاہ نے عمالقہ کے کسی بادشاہ سے جو کہ ان دنوں شام میں رہتا تھا اور اس کا نام ولید بن دومع تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کا نام ثوران ابن اراشہ بن فاران بن عمرو بن عملاق تھا کسی کام میں مدد کا خواستگار ہوا اور وہ بنظر اعانت مصر آکر رہ گیا اور قبط کو مصر سے نکال دیا تھا۔

عمالقہ کا زوال

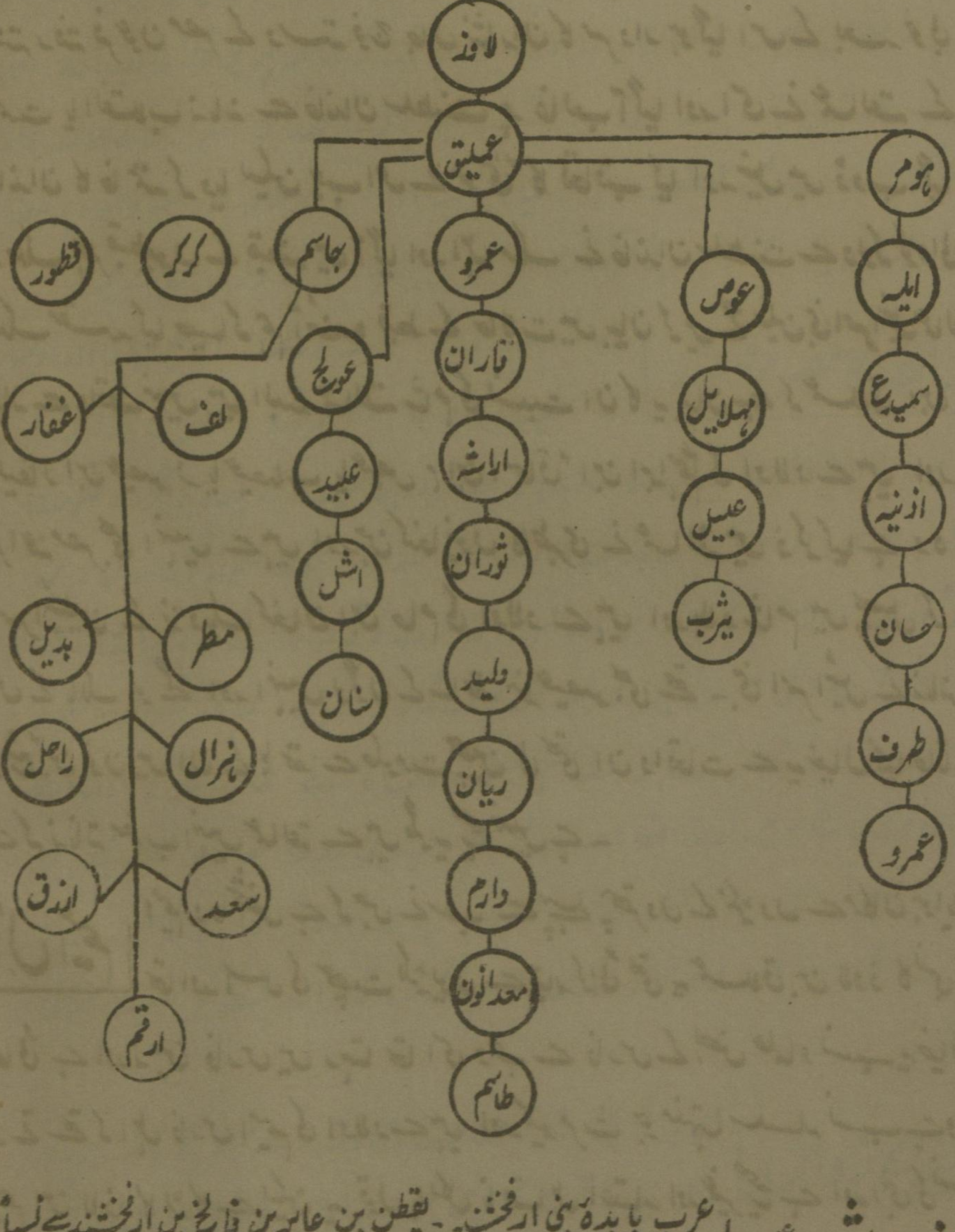
جرجانی کہتا تھا کہ عمالقہ اسی وقت سے مصر کے مالک ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ انہی میں سے ابراہیمؑ کا فرعون سنان ابن اشل ابن عبید ابن عولج ابن عملیق اور یوسفؑ کا فرعون ریان ابن ولید ابن ثوران اور موسیٰؑ کا فرعون ولید ابن مصعب ابن ابی اہون بن ہوان تھا بعضے کہتے ہیں کہ فرعون

موسیٰ قابوس بن مصعب بن معاویہ بن نمیر بن سلواس ابن فاران تھا اور عمالقہ میں سے جو کہ ریان ابن ولید کے بعد تخت نشین ہوا وہ طاشم ابن معدان تھا۔ انتہی کلام الجرجانی (جرجانی کا کلام تمام ہوا) اور اہل اثر ولید ابن مصعب کی نسبت جو کہ زمانہ موسیٰ میں فرعونِ مصر تھا یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ نجار تھا خاندان سلطنت سے نہ تھا رفتہ رفتہ فرعون مصر کے دستہ فوج جال نثاران کا سردار ہوگیا اس کے بعد خوبی قسمت یا انقلاب زمانہ سے خاندان سلطنت پر غالب آگیا اور اسی نے عمالقہ کے خاندان کا خاتمہ کر دیا لیکن جب اس نے موسیٰؑ کا تعاقب کیا اور نیل میں ڈوب گیا تو ملک پھر قبطیوں کے قبضہ میں آگیا اور اہل ملک نے خاندان سلطنت سے دلوکہ کو والی ملک مقرر کیا جیسا کہ ہم آئندہ قبط کے حالات میں بیان کریں گے لیکن بنی اسرائیل عمالقہ حجاز سے واقف نہیں ہیں البتہ عمالقہ شام کی نسبت ان کا یہ بیان ہے کہ عملاق ابن الیفاز ابن عیصو (یا عیصاب یا عیص) ابن اسحاقؑ ابن ابراہیمؑ کی اولاد سے ہیں اور فراعنہ مصر بھی انہیں سے ہیں اور جن کنعانیوں کا طبری نے عمالقہ میں ذکر کیا ہے وہ اسرائیلین کے نزدیک کنعان ابن حام کی اولاد سے ہیں اور بلاد شام میں پھیل کر اس کے مالک ہوگئے اور انہیں لوگوں کے ساتھ بنو عیصو بھی تھے۔ بنی اسرائیل نے زمانہ یوشعؑ بن نون میں ان کے ہاتھ سے حکومت چھین لی تھی ان واقعات سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ زنانہ مغرب انہیں عمالقہ سے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

آل امیم

امیم وہ شخص ہے کہ جس نے سب سے پہلے پتھروں کے ٹکڑوں سے مکان بنوایا تھا اور اس کی چھت لکڑیوں سے تیار کرائی تھی یہ عملاق بن لاوذ کا نسبی بھائی ہے اور زمین فارس میں رہتا تھا اسی وجہ سے فارس کے بعض علماء نسب یہ خیال کرتے تھے کہ اہل فارس امیم کی اولاد سے ہیں اور کیومرث جو منتہا سلسلہ نسب ہے وہ امیم ابن لاوذ کا لڑکا ہے لیکن یہ قول بالکل ناقابل اعتبار اور غیر صحیح ہے اور انہی کی نسل سے وبار ابن امیم بھی تھا جو کہ یمامہ اور شحر کے درمیانی علاقہ میں قیام پذیر ہوا تھا جس کی نسل کو باد صرصر نے ہلاک کیا۔ واللہ اعلم

شجرۂ نسب عمالقہ



حضرت شعیبؑ

عرب بائدہ بنی ارفخشد۔ یقطن بن عابر بن فالخ بن ارفخشد سے نسباً تعلق رکھتے ہیں ان کے نامی قبائل جرہم۔ حضور۔ حضر موت یسلف تھے حضور۔ دیار رس میں رہتے اور اہل کفر وبت پرست تھے ان کی طرف شعیبؑ بن ذی مہرع

مبعوث ہوئے ان کو ان لوگوں نے شامت اعمال سے جھٹلایا۔ ان پر ایمان نہ لائے انجام یہ ہوا کہ اور گروہوں کی طرح یہ بھی ہلاک ہو گئے۔

(مترجم) شعیبؑ کا نام تیرون تھا۔ ضیعون بن عنفا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم کے لڑکے تھے۔ بعضوں نے جناب موصوف کے باپ کا نام میکیل لکھا ہے جو کہ اولاد مدین بن ابراہیمؑ سے تھا اور بعض کتابوں میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شعیبؑ ان لوگوں میں سے کسی کی اولاد سے ہیں جو ابراہیمؑ پر ایمان لائے تھے اور ان کے ہمراہ سرزمین شام میں ہجرت کر کے چلے آئے تھے علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں تحریر کرتا ہے کہ شعیبؑ کی ماں لوط بن ہاران بن تارح کی بیٹی تھیں اس روایت کے اعتبار سے شعیبؑ و ابراہیمؑ ایک جدّی اور ایک ہی خاندان سے ہوئے لیکن ہم اپنے حافظہ پر بھروسہ کر کے کہہ سکتے ہیں کہ شعیبؑ۔ ابراہیمؑ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے آگے چل کر ایک مقام پر صراحتہً شعیبؑ کی نسبت وہو ابن نویل بن رعویل بن عیا بن مدین (وہ یعنی شعیبؑ م بیٹے تھے نویل بن رعویل ابن عیا بن مدین کے) تحریر کیا ہے۔

شعیبؑ حاضر جواب لطیفہ گو حق باتوں کے کہنے میں بالکل بے جھجک تھے۔ کسی کو آپ کے علاوہ نابینائی کے باوجود نبوت نہیں دی گئی۔ چنانچہ اللہ جلشانہ نے ان کی قوم کا یہ فقرہ "وَاِنَّا لَنَرٰكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا" اے ضریر البصر (ہم بیشک تجھ کو اپنے میں ضعیف یعنی بے بصر دیکھتے ہیں) حکایتہً کلام پاک میں ذکر کیا ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، شعیبؑ کا ذکر کرتے وقت ان کے بلیغ و فصیح ہونے کی وجہ سے اکثر فرمایا کرتے تھے ذالک خطیب الانبیاء یعنی یہ نبیوں کے خطیب ہیں۔ تاریخی کتب کی ورق گردانی سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ شعیب علیہ السلام اہل مدین اور اصحاب ایکہ اور اہل الرس کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ پہلے دو یعنی اہل مدین اور اصحاب ایکہ کا ذکر کلام مجید میں صراحت سے

آگیا ہے کہ آپ ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

باقی رہے اصحاب الرس ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود تو ہے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جناب موصوف ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے ہاں تاریخی کتابوں کے دیکھنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ شعیبؑ اصحاب الرس کی طرف بھی بھیجے گئے تھے چنانچہ خود علامہ ابن خلدونؒ نے اپنی معتبر تاریخ میں ایک مقام پر لکھا ہے وبعث الیہم نبی منہم اسمہ شعیب (اور بھیجا ان کی طرف یعنی اہل رس کی طرف ایک نبی جو کہ شعیبؑ نامی اور انہیں میں سے تھے)

اہل مدین اور اصحاب ایکہ بددیانتی کی طرف زیادہ مائل تھے۔ وہ دو ترازو اور دو وزن رکھتے تھے لینے کے وقت زیادہ لیتے اور دیتے ہوئے کم دیتے تھے اس کے علاوہ بت پرستی بھی کرتے تھے۔ راستوں پر بیٹھے رہتے تھے لوگوں کو شعیبؑ کے پاس آنے جانے سے روکتے تھے اور جو لوگ ایمان لاتے تھے انہیں تنگ کرتے تھے جب ان لوگوں کی شرارت سے شعیبؑ نے اپنا وعظ وپند نہ بند کیا اور کچھ لوگ آپ کی طرف مائل بھی ہو چلے تو ایک روز دو چار سردار مل کر شعیبؑ کے پاس آئے اور یہ دھمکی دی لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا (بے شک ہم تم کو اے شعیبؑ معہ ان لوگوں کے جو کہ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہوئے ہیں اپنے گاؤں سے نکال دیں گے یا تو تم ہمارے مذہب میں پھر لوٹ آؤ۔

شعیبؑ ان کی اس دھمکی کا کچھ خیال نہ کرکے برابر وعظ وپند کرتے رہے اس وقت مجبور ہو کر ان لوگوں نے یہ کہنا اور اس طرح ڈرانا شروع کر دیا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ (اگر تمہارے اعزہ اقارب زیادہ نہ ہوتے تو تجھ کو ہم سنگسار کر ڈالتے) وما علینا بعزیز (اور تو ہم پر غالب نہیں ہے یا تو ہم سے بزرگ نہیں ہے) اس بحث وتکرار اور بت پرستی وکفر کا انجام یہ ہوا کہ اللہ جل وعلی ذکرہ نے اس قوم پر عذاب یوم الظلہ نازل فرمایا جس سے شعیبؑ

اور ان لوگوں کے علاوہ جو آپ پر ایمان لائے تھے کوئی جانبر نہ ہوا۔

عبداللہ ابن عباسؓ آیۂ کریمہ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے گرمی اور تمازت اس قدر بڑھا دی کہ سب کے سب اپنے اپنے گھروں سے گھبرا کر باہر نکلے دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر ایک ابر دکھلائی دیا۔ دو چار آدمی اس کی طرف دوڑ کر گئے جب اس ابر کی وجہ سے آفتاب کی تمازت سے ان کو نجات ملی اور خنکی محسوس ہونے لگی تو ان لوگوں نے اپنی قوم کو بلایا تمام قوم اس ابر کے نیچے آ کر جمع ہو گئی تو اللہ جل شانہ نے اس ابر سے ان پر آگ برسا دی۔ سب کے سب وہیں جل کر خاک ہو گئے اور اہل مدین (جو کہ مدین ابن ابراہیمؑ کی اولاد سے تھے) ان پر بت پرستی اور بد دیانتی کی وجہ سے اللہ جل شانہ نے رجفہ (زلزلہ) کا عذاب نازل کیا تھا جس سے باستثناء مومنین اور شعیبؑ کے سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ اور اہل رس بت پرستی کرتے تھے۔ کفر والحاد میں ڈوبے ہوئے تھے، شعیبؑ نے مدتوں انہیں سمجھایا۔ آنے والے عذاب سے ڈرایا لیکن چونکہ ان کی قسمت میں بھی ہلاکت لکھی تھی شعیبؑ کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا اللہ جل شانہ نے ان کو بھی اسی طرح ہلاک و تباہ کر دیا جس طرح سے پہلا گروہ برباد کر دیا گیا۔ (مترجم)

جرہم کی ولایت حجاز

جرہم یمن میں رہتا تھا اس کی زبان عربی تھی یعرب ابن قحطان کا جس وقت دور دورہ ہوا اس وقت جرہم تو بلاد حجاز کا والی مقرر کیا گیا اور عاد بن قحطان شحر وغیرہ کا حاکم ہوا اور عمان کی ولایت یقطن بن قحطان کے سپرد کی گئی۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پہلے بنی جرہم بعد اس کے قطور بن کرکر بن عملاق کی اولاد قحط کی وجہ سے یمن سے مکہ یکے بعد دیگرے چلے آئے تھے اور یہیں مقیم رہے یہاں تک کہ اسمٰعیلؑ مکہ میں آئے اور جناب موصوف کو نبوت مرحمت فرمائی گئی۔ بنی جرہم آپ پر ایمان لائے۔ اور آپ کے بعد وہ بیت اللہ کے متولی رہے۔ یہاں تک کہ ان پر بنی خزاعہ غالب آ گئے۔ بنی جرہم مکہ سے نکل کر یمن آ گئے اور یہیں ہلاک ہوئے۔

عمرو الاشنب کی امارت

حضر موت زمانہ قریب ہونیکی وجہ سے عرب عاربہ میں شمار کئے

جاتے ہیں حالانکہ یہ عرب بایدہ سے نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی نسلیں آئندہ گروہ میں پائی جاتی ہیں۔ اس گروہ میں سب سے پہلے جس نے حکومت کی بنا ڈالی جس کا ذکر آج تک صفحۂ تاریخ میں موجود ہے وہ عمرو الاشذب بن ربیعہ بن یرام بن حضر موت تھا اس نے مدتوں سلطنت کی اپنے مقبوضہ ممالک کے حدود بڑھائے اس کے بعد اس کا لڑکا نمر الازج تخت حکومت پر بیٹھا عمالقہ سے ایک زمانہ دراز تک لڑتا رہا۔ اس نے سو برس تک بادشاہی کی اس کے بعد کریب ذوکراب بادشاہ ہوا۔ اس کے زمانہ حکومت کا حال کچھ معلوم نہیں ہوا۔ پھر مزالازج ثانی کریب ذوکراب کے بعد بادشاہ ہوا اور ایک سو تیس برس تک حکمران رہا۔ چونکہ اس کی مدت حیات میں اس کے بھائیوں اور لڑکوں کا انتقال ہو گیا تھا اس وجہ سے اس کے بعد مرثد ذومروان بن کریب بادشاہ ہوا اور ایک سو چالیس سال تک حکومت کرتا رہا۔ یہ پہلے مقام مآرب میں رہتا تھا پھر حضر موت آ گیا تھا اس کے بعد علقمہ ذوقیعان بن مرثد ذی مروان تیس برس اور ذوعیل بن ذی قیعان دس برس یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے۔

ذوعیل بن ذوعیل والئ حضر موت

ذوعیل بن ذوقیعان حضر موت چھوڑ کر صنعا چلا آیا تھا۔ اس نے فغفور چین پر فوج کشی کی اور اسے گرفتار کر کے قتل کیا اس کے بعد ذوعیل بن ذوعیل حضر موت کا حکمران ہوا۔ ملوک یمن میں سے یہ پہلا شخص ہے جو رومیوں سے لڑا۔ اسی نے یمن میں حریر اور دیبا رائج کیا تھا اس کے بعد بدعات بن ذوعیل نے چار برس حکومت کی۔ اس نے کوئی نئی شے ایجاد نہیں کی اور نہ اسے کبھی توسیع ملک کا خیال پیدا ہوا۔

حماد بن بدعیل کا فارس پر حملہ

اس کے بعد بدعیل بن بدعات تخت پر بیٹھا یہ ایک قلعہ بنوا کر اور چند عمارتیں ناتمام چھوڑ کر مر گیا۔ حماد بن بدعیل نے اس کے بعد اسی سال تک حکومت کی۔ اس نے فارس پر سابور ذوالاکتاف کے عہد حکومت میں حملہ کیا اور اسے ایسا پامال کیا کہ مدتوں حماد کی زیادتیوں کے آثار فارس کے کھنڈرات سے نمایاں رہے اس کے بعد یشرح ذوالملک بن ودب بن ذی حماد بن عاد بلاد حضر موت پر ایک سو برس

تک حکومت کرتا رہا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے فوج میں جاں نثاروں کا ایک خاص دستہ مقرر کیا اور آداب شاہی مرتب کئے۔ اس کے بعد منعم ابن ذوالملک دثار بن جذیمہ بن منعم اور یشرح بن جذیمہ بن منعم اور نمر بن یشرح اس کے بعد ساجن معروف بہ نمر یکے بعد دیگرے حسب ترتیب مذکور حکومت کرتے رہے اور ساجن کے زمانہ حکومت میں جلشہ یمن پر غالب آئے۔

بنی جرہم کے متعلق روایت

جرہم کی نسبت علامہ ابن سعید کی روایت یہ شہادت دے رہی ہے کہ جرہم کا ایک گروہ عاد کے زمانہ میں گذرا ہے جسے علماء نسب عرب عاربہ میں سے شمار کرتے ہیں اور یہ جرہم جو یمن میں رہتا اور قحطان ابن عابر کا لڑکا تھا اسے یعرب بن قحطان نے اپنے زمانہ حکومت میں حجاز کا حاکم مقرر کیا۔ اس کے بعد عبد یالیل اس کا لڑکا اس کے بعد عبدالمدان بن جرہم اور نفیلہ بن عبدالمدان اور عبدالمسیح ابن نفیلہ اور مضاض ابن عبدالمسیح اور حرث یکے بعد دیگرے حسب ترتیب مذکور والی حجاز ہوتے رہے ان لوگوں کے بعد جرہم بن عبد یالیل، اس کے بعد اس کا لڑکا عمرو ابن الحرث بعد اس کے بشیر ابن الحرث اس کا بھائی اور مضاض بن عمرو بن مضاض حاکم حجاز ہوئے۔ اسماعیل علیہ السلام نے جو کہ عرب کے تیسرے گروہ کے مورث اعلیٰ ہیں جرہم ثانی میں نشو ونما پائی تھی اور انہیں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اسی قبیلہ میں آپ کی شادی ہوئی تھی۔

آل سبا

اولاد سبا قبائل سابق کی طرح فنا نہیں ہوئی اور ان کی یادگار نسلیں یمن میں پائی جاتی ہیں اور وہی دوسرے طبقہ کی بولتی چالتی چلتی پھرتی تصویریں ہیں کسی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سبا کی نسبت دریافت کیا تھا کہ وہ مرد تھا یا کہ عورت یا کسی زمین کے ٹکڑے کا نام ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سبا ایک شخص تھا جس کے دس لڑکے ہوئے تھے۔ منجملہ ان کے چھ یعنی مذحج[1]۔ کندہ[2]۔ ازد[3]۔ اشعر[4]۔ انمار[5]۔ حمیر[6] یمن میں سکونت پذیر رہے اور چار یعنی لخم[1]۔ جذام[2]۔ عاملہ[3]۔ غسان[4] شام میں مقیم ہوئے۔

باب ۵

حضرت ابراہیم علیہ السلام

قحطان اور عربی زبان اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ قحطان سے پہلے زمانہ نوحؑ تک اس گروہ کے آباؤ اجداد لغات عربیہ سے واقفیت نہ رکھتے تھے جیسا کہ بذاتہ قحطان نے جو عرب کے دوسرے طبقہ کا مورث اعلیٰ ہے گروہ سابق سے عربی سیکھی اور رفتہ رفتہ وہی عربی لغت اس کی آئندہ نسلوں کی مادری زبان کے قائمقام مانی گئی اسی طرح اس کا بھائی فانغ ابن عابر اور اس کی اولاد ابراہیمؑ تک عجمی زبان بولتے تھے یہاں تک کہ اسماعیلؑ کا زمانہ آیا جو عرب کے تیسرے طبقہ کے جداکبر قرار دیئے جاتے ہیں اور انہوں نے جرہم سے زبان عربی کی تعلیم پائی اور وہی بنی اسماعیلؑ کی مادری زبان سمجھی گئی۔ اقتضائے مقام اور مناسبت کلام کے خیال سے عرب کے اس تیسرے طبقہ کا بھی نسب اسی مقام پر بیان کئے دیتے ہیں تاکہ گروہ سابق اور لاحق میں ایک انتظامی سلسلہ قائم ہو جائے اور انساب عالم کا پورا پورا احاطہ ہو جائے۔

حضرت ابراہیمؑ کا نسب ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے آباؤ اجداد عجمی تھے اور عجمی زبان بولتے تھے۔ لیکن چونکہ عالم میں آپ کا نسب کامل طریقہ سے محفوظ رہا اور بخیال بعض مورخین بنی آدم کی آئندہ نسلیں آپ کے اعقاب و اخلاف سے شمار کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے اسلاف عرب کے اس طبقہ کے معاصر بھی تھے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب ابراہیمؑ کا نسب اور ان کی اولاد کے حالات کتاب کی شرط ملحوظ رکھتے

ہوئے تحریر کئے جائیں۔ لہٰذا ہم سب سے پہلے اسمٰعیلؑ کا نسبی سلسلہ چھیڑنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے امور متعلقہ ضروریہ کا اظہار کرتے ہوئے جناب ابراہیمؑ کے اخبار و حالات لکھیں گے۔

آزر اسماعیل علیہ السلام، ابراہیمؑ کے خلف اکبر ہیں اور یہ آزر (جسے تارح یا تارخ کہتے ہیں) اور آزر ایک بُت کا نام تھا جس کے نام سے یہ ملقب ہوئے۔ ابن ناحور بن ساروخ (یا شوروخ یا ساروغ یا اشرغ) بن ارغو ابن فالخ (یا فالغ) بن عامر (یا عنبر) بن شالخ (یا شیلخ) بن ارفخشند بن سام بن نوح علیہ السلام کے لڑکے ہیں۔ علامہ ابو محمد کا یہ بیان ہے کہ میں نے اس نسب کو توریت میں دیکھا ہے ہو بہو ایسا ہی پایا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ بجائے ساروخ (اشرغ) کے شاروغ لکھا ہوا دیکھا ہے۔ طبری لکھتا ہے کہ شالخ اور ارفخشند کے درمیان ایک پشت اور گذری ہے جس کا نام قینن تھا۔ توریت میں اس کا ذکر اس وجہ سے نہیں کیا گیا کہ یہ ساحر تھا اس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ ابن حزم کہتا ہے کہ فالغ اور عابر کے درمیان بھی ایک نام ترک ہو گیا جو ملکصیدق کے نام سے مشہور تھا اور وہ عابر کا لڑکا فالغ کا باپ تھا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابراہیم کے متعلق توریت کی روایت توریت میں یہ ایک عجیب بات لکھی ہوئی ہے کہ نوحؑ کے انتقال کے وقت ابراہیمؑ ترپن برس کے تھے۔ کیونکہ ارفخشند صلب سام سے طوفان کے دو برس بعد پیدا ہوئے اور جب ارفخشند کی عمر پینتیس۳۵ سال کی ہوئی تو شالخ پیدا ہوا۔ شالخ کی عمر تیس۳۰ برس کی تھی کہ عابر پیدا ہوا اور پینتالیسویں۴۵ برس کی عمر میں عابر سے فالغ اور فالغ کی عمر تیس برس کی تھی کہ ارغو اور ارغو کی بتیس برس کی عمر میں شاروخ اور شاروخ کی تیس برس کی عمر میں ناحور اور ناحور کی انتیس برس کی عمر میں تارح پیدا ہوا اور جس وقت تارح کی عمر چھتر برس کی ہوئی جناب ابراہیمؑ پیدا ہوئے اس حساب سے زمانۂ طوفان سے ولادت ابراہیمؑ تک دوسو ستانوے۲۹۷ برس ہوتے ہیں۔ اور نوح طوفان کے بعد تین سو پچاس برس زندہ رہے۔ نوحؑ کے انتقال کے وقت ابراہیمؑ ترپن برس کے تھے اور آپ نے اپنے جد اعلیٰ کا زمانہ پایا ہے۔ بعض مورخین کی یہ رائے ہے کہ ابراہیم تمام بنی آدم کے جو ان کے بعد ہوئے ہیں جد اعلیٰ ہیں۔ اس اعتبار سے جناب موصوف تیسرے

جد اعلیٰ نوح و آدم علیہ السلام کے بعد قرار پائے۔

شہر بابل کی تعمیر

علامہ ابن سعید۔ کتاب البدء سے نقل کرتا ہے کہ جس نے اولاد حام ابن نوحؑ سے پہلے بادشاہت کی اور حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی وہ کنعان بن کوش بن حام بن نوح تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ کنعان کس وجہ سے کس زمانہ میں اپنی جائے ولادت شام سے زمین کے اس حصہ کی طرف چلا آیا۔ جس کو اب سرزمین بابل کہتے ہیں اور ایک شہر اٹھارہ کوس مربع میں بابل نامی آباد کیا اس کے بعد نمرود نامی اس کا لڑکا تخت حکومت پہ بیٹھا یہ بہت بڑا عظیم الشان بادشاہ ہوا اس نے اکثر معمورات عالم پہ قبضہ کر لیا۔ اس کی عمر نسبتاً دوسروں سے زیادہ ہوئی۔ بنی حام میں سے یہ پہلا شخص ہے کہ جس نے دین صابیہ اختیار کر لیا تھا اسی کی دیکھا دیکھی تھوڑے دن بعد۔ اولاد سام بھی اس مذہب کی طرف مائل ہو گئی تھی۔

عابر بن شالخ اور نمرود کی جنگ

سام ابن نوحؑ دجلہ کے شرقی جانب مقیم ہوا۔ یہ اپنے باپ کا جانشین اور وصی تھا۔ اس کے بعد ارفخشند ابن سام اس کی املاک کا وارث ہوا۔ ارفخشند روشن چراغ کو کہتے ہیں۔ یہ بہت بڑا عابد پرہیزگار متقی تھا۔ اس کے بعد شالخ ابن ارفخشند کا جانشین ہوا اور ایک مدت دراز تک زندہ رہا۔ اس کے بعد عابر ابن شالخ اس کی قائم مقامی پہ مامور ہوا۔ یہی کلدانیوں کو لے کر نمرود سے مقابل ہوا تھا لیکن نمرود اس پہ غالب آیا اور اسے کوثا سے نکال دیا۔ عابر ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے مجدل کی طرف جو فرات اور دجلہ کے درمیان واقع ہے چلا آیا۔

آل عابر بن شالخ

عابر عبرانیوں کا جد اعلیٰ ہے اس کی صولت و حکومت مجدل میں قائم ہوئی اس کے بعد فالغ ابن عابر اس کا وارث و جانشین ہوا۔ یہ وہی ہے جس نے اولاد نوحؑ پہ ملک کو تقسیم کیا تھا۔ اسی کے زمانہ میں نمرود نے بابل میں ایک بڑا محل بنوایا تھا جس کا ذکر مصحف پاک میں آ گیا ہے۔ فالغ کے بعد بخیال اکثر مؤرخین اس کا لڑکا ملکان جانشین ہوا۔ اسی کے زمانہ میں نبطی اور جرامقہ اس خاندان پہ غالب آئے اور مجدل میں اپنے رعب و صولت کا سکہ چلایا۔ ملکان اسی حالت میں ایک لڑکا اتیا نامی (جو خضر کہے جاتے ہیں) چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ باقی رہا ارغو ابن فالغ وہ اس واقعہ کے بعد کلواذا کی طرف چلا آیا اور

یہیں اس نے اپنے سچے دین کو خیر باد کہہ کر دین نبط یعنی صابیہ مذہب اختیار کیا اور ان میں اپنا نکاح کر لیا۔ اس کی نبطی بیوی سے اس کا لڑکا شاروخ اور شاروخ سے ناحور اور ناحور سے تارح پیدا ہوا۔ تارح ابن ناحور ہی کو آزر کہتے تھے۔ نمرود نے اسے کمال اخلاص سے اپنے بیت الاصنام (بت خانہ) کا داروغہ مقرر کیا اور نمرود ملوک جرامقہ سے ہے اس کا نام ناصد تھا اور کوش ابن حام کا لڑکا تھا۔ انتہی کلام ابن سعید (کلام ابن سعید کا تمام ہوا)۔

حضرت ابراہیمؑ کی جائے پیدائش

تارح جسے آذر کہتے ہیں بروایت توریت اس کے تین لڑکے ابراہیمؑ، ناحورؑ، ہارانؑ تھے۔ ہاران اپنے باپ کی حیات میں اپنا ایک لڑکا لوطؑ چھوڑ کر مرگیا۔ لوطؑ اس روایت کے مطابق ابراہیمؑ کے بھتیجے ہیں۔ مؤرخین ابراہیمؑ کے مولد (جائے پیدائش) میں اختلاف کرتے ہیں۔ طبری کہتا ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ ابراہیم اطراف کوثا (سرزمین سواد) میں پیدا ہوئے اور یہ قول ابن اسحاق کا ہے۔ اور کوئی یہ کہتا ہے کہ حران میں پیدا ہوئے تھے اور کسی کا یہ خیال ہے کہ بابل میں پیدا ہوئے۔ اور عامہ سلف اس کے قائل ہیں کہ ابراہیمؑ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام کے زمانہ میں پیدا ہوئے جب کہ کہان (جمع کاہن) بتلا رہے تھے کہ ایک ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو دین شاہی کا مخالف ہوگا اور بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ نمرود نے یہ سن کر لڑکوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش

آپ کی ماں نے ایک گڑھے میں جاکر وضع حمل کیا جب آپ بڑے ہوئے اور عنفوان شباب کو پہونچے اور ستاروں کو دیکھا تو ان سے ذات باری کو سمجھا اور نبوت حاصل کی تو آپ اپنے باپ کے پاس آئے اور اسے توحید کی طرف بلایا اس نے انکار کیا، آپ نے بتوں کو توڑ ڈالا۔ اس جرم میں نمرود کے سامنے پکڑ کر لائے گئے اور اس کے حکم سے آگ میں ڈالے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے ایسا ٹھنڈا کر دیا کہ جس سے ان کو مطلق اذیت نہ پہنچی جیسا کہ قرآن میں موجود ہے۔ نمرود نے یہ واقعہ عجیب دیکھ کر قربانی کرنے کے لئے کہا۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے کسی عمل کو قبول نہ کرے گا۔ جب تک تو ایمان نہ لائے گا۔ نمرود نے کہا مجھ سے یہی ایک کام نہیں ہو سکتا۔

مترجم: اکثر مورخین کا یہ خیال ہے کہ ابراہیم کے والد آذر نے اپنی

بی بی سے وضع حمل کا حال دریافت کیا تھا اور انہوں نے بڑی بے پروائی سے یہ کہہ دیا تھا کہ "ہاں میرے لڑکا پیدا ہوا تھا لیکن اسی وقت مرگیا"۔ آزر کو چونکہ بی بی پر زیادہ اعتماد تھا اس وجہ سے اس واقعہ کی اس نے زیادہ تفتیش نہ کی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آزر کو ابراہیمؑ کی پیدائش کا حال معلوم تھا۔ لیکن اس نے نمرود کے خوف سے اس واقعہ کو چھپایا۔ ابراہیمؑ جب تک گڑھے میں رہے اس وقت تک آپ کی والدہ اکثر آپ کو دیکھنے جایا کرتیں اور دودھ پلا آیا کرتی تھیں۔ جناب موصوف ایک دن میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر اور لڑکے ایک مہینہ میں نشوو نما پاتے ہیں۔

تھوڑے دن میں آپ جوانی کے قریب پہونچ گئے اور اپنے باپ آزر کے ہمراہ شام کے وقت گڑھے سے نکل کر ویرانہ سے مکان کو روانہ ہوئے راستہ میں جو جانور ملتا تھا اسے آپ دریافت کرتے تھے اور آزر کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ بکری ہے وہ اونٹ ہے اور یہ گائے ہے۔

ابراہیمؑ یہ سُن کر دل میں کہتے تھے کہ ان مخلوقات کا کوئی رب (پرورش کرنے والا) ضرور ہے جب رات ہوئی اور آسمان کی طرف آپ نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک ستارہ[1] نظر آیا آپ بے ساختہ کہہ اُٹھے ھٰذَا رَبِّیْ (یہ میرا رب ہے) جب وہ نظروں سے غائب ہوگیا تو آپ فرمانے لگے لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا) پھر تھوڑی دیر کے بعد جب ماہتاب کا نور نظر آیا اور اسے ستارہ سے زیادہ روشن پایا تو پھر بول اُٹھے ھٰذَا رَبِّیْ جب وہ بھی غائب ہوگیا تو فرمانے لگے لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ (یعنی اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو بلاشبہ میں بھی گمراہ قوموں میں شامل ہو جاتا) غرضکہ یہ پہلی رات جو کہ حضرت ابراہیمؑ کو آبادی میں ہوئی تھی گذر گئی اور صبح کو آفتاب کی تیز روشنی نظر آئی تو آفتاب کو دیکھ کر ھٰذَا رَبِّیْ ھٰذَآ اَكْبَرُ کہا جب شام ہوئی اور آفتاب بھی غروب ہوگیا

---

[1] علامہ ابن اثیر تحریر کرتے ہیں کہ وہ ستارہ مشتری تھا۔

تو آپ کے ذہن مبارک میں یہ خیال گذرا کہ جو متغیر ہے وہ ضرور ہے کہ حادث ہوگا اور جو حادث ہوگا وہ ہرگز ربوبیت کے قابل نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ یہ سب چیزیں ظاہر و غائب ہوتی رہتی ہیں تو ضروری ہے کہ ان کا ظاہر اور غائب کرنے والا کوئی اور ہوگا اور وہی پرستش کے قابل اور خدائی کے لائق ہوگا اسی وجہ سے آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا یَا قَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ (اے قوم میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو) اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (میں نے ان سب کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس کی طرف رُخ کیا جس نے کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ایک طرف کا ہوکر اور میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو کہ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں)

ابراہیمؑ کا ستارہ، ماہتاب و آفتاب دیکھ کر بار بار "هٰذَا رَبِّیْ" کہنا اور اس سے گریز کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ اپنے خالق کو نہ پہچانتے تھے یا کہ مشکوک حالت میں تھے جیسا کہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت کلام پاک کی یہ آیہ کریمہ دے رہی ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ (اور بے شک ہم نے ابراہیمؑ کو دیا علم و فہم اس سے پہلے کہ وہ بالغ ہوتے اور ہم اس بات کو جانتے تھے کہ وہ اس کا اہل ہے)

ہاں یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ جب آپ کو علم و فہم پہلے سے دے دیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ ستارہ یا ماہتاب و آفتاب کو دیکھ کر بار بار هٰذَا رَبِّیْ کہہ اُٹھتے تھے لیکن ساتویں پارہ کی اس آیہ کریمہ پر غور کرنے سے یہ شبہ پیدا نہیں ہوسکتا وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیمؑ کو سلطنت آسمانوں اور زمینوں کی تاکہ اس کو یقین ہو جائے (یعنی خطراتِ بشریہ رفع ہوکر اس کو یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہٗ واحد و خالق ہے)

ابراہیمؑ نے مدتوں اپنے اس خیال کو کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر جب آزر بت بنا کر فروخت کرنے کے لئے دیتا تھا بے تامل بازار میں بتوں کو بیچنے کے واسطے لے جاتے تھے اور آواز بلند سے فرماتے تھے مَنْ یَّشْتَرِیْ مَالَا یَضُرُّہٗ وَلَا یَنْفَعُہٗ (کون شخص ایسی چیز کو خریدے گا جو کہ نہ نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع) لوگ یہ سن کر متعجب ہوتے تھے اور ان کے پاس نہ جاتے تھے اور نہ ان سے بتوں کو خریدتے تھے جب شام ہوتی تو آپ نہر کی طرف جاتے اور بتوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کر پانی میں ڈبوتے اور مذاقاً اِشْرَبْ اِشْرَبْ (پی لے پی لے) کہتے تھے۔

رفتہ رفتہ لوگوں میں یہ باتیں مشہور ہو گئیں کچھ زمانہ تو اس میں گذرا۔ کہ لوگ ان باتوں کو اُن کے بھولے پن اور کھیل کود پر محمول کرتے رہے لیکن جب یہ خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور علانیہ توحید اور اللہ کی عبادت اور اس کے سچے دین کی تعلیم و دعوت کرنے لگے اس وقت لوگوں کے کان کھڑے ہوئے اور آپس میں اکثر جلسوں میں ان کے خلاف مشورے کرنے لگے سب سے پہلے جس کو ابراہیمؑ نے خدا کے سچے دین کی طرف بلایا وہ آپ کا باپ آزر تھا لیکن اس کی قسمت میں دولت ایمان نہیں تھی اس نے آپ کے کہنے پر خیال نہ کیا۔

اللہ جل شانہ نے ان سوالات و جوابات کو جو ابراہیمؑ اور ان کی قوم میں ہوئے تھے سترھویں پارہ سورۂ انبیاء میں اس طرح بیان فرمایا ہے اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ وَقَوْمِہٖ مَا ھٰذِہِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَھَا عٰکِفُوْنَ (جس وقت ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم یا نمرود بن کنعان اور اس کے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جن کی تم مجاورت کرتے ہو؟) قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَھَا عٰبِدِیْنَ (ان لوگوں سے ابراہیمؑ کا وہ اعتراض تو اُٹھ نہ سکا بوکھلا کر کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے پایا ہے اسی وجہ سے ہم بھی تقلیداً اُن کو پوجتے ہیں) قَالَ لَقَدْ کُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (ابراہیمؑ یہ ان کا لغو جواب سن کر بولے کہ جب تم لوگ ان بتوں کو تقلیداً پوجتے ہو تو بے شک تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلم کھلا گمراہی

میں تھے) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ (اور ان بت پرستوں کو ابراہیمؑ کے اس کہنے سے کہ "تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے) یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید مذاقاً نہ کہتے ہوں چنانچہ اس خطرہ کو ان لوگوں نے ظاہر کر دیا اور گھبرا کر کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس یہ سچی بات لے کر آئے ہو یا کہ مذاقاً کہہ رہے ہو) قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (ابراہیمؑ چونکہ تعلیم و ہدایت کے لئے آئے تھے اس وجہ سے ان لوگوں کے اس خیال کو کہ آپ نے مذاقاً نہیں کہا اس طرح رفع فرمایا کہ جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ خدا نہیں ہے بلکہ تمہارا رب وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں)

اس تقریر کے بعد ظاہرا وہ لوگ خاموش تو ضرور ہو گئے لیکن ادھر ان لوگوں کو یہ فکر ہوئی کہ ابراہیمؑ کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت دکھلانی چاہئے تاکہ اس خیالات اور خطرات رفع ہو جائیں اور ادھر ابراہیمؑ کو یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ان بتوں کی بے کسی اور بے بسی ان اندھوں پر ثابت کر دینی چاہئے تاکہ یہ خدا کو بھولے ہوئے گمراہ اپنے بے ہودہ خیال سے باز آ جائیں۔

چنانچہ جب ان لوگوں کی عید[1] کا دن آیا تو یہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ: ابراہیمؑ تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا اور ذلیل کہا کرتے ہو چلو آج ہم تمہیں اپنے خداؤں (بتوں) کا جاہ و جلال دکھلائیں ابراہیمؑ نے ان لوگوں کو اِنِّی سَقِیْم" (میں بیمار ہوں) کہہ کر ٹال دیا اور جب یہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس سے ناامید ہو کر جا رہے تھے جناب موصوف نے دبی زبان سے فرمایا وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ

---

[1] سال میں ایک دن یہ لوگ بتوں کو نہلاتے تھے اور اچھے کپڑے پہنا کر ان کے سامنے اچھے اچھے کھانے رکھتے تھے اور تکلف کا لباس پہن کر عید گاہ میں جاتے تھے اور جب لوٹ کر آتے تو بتوں کو سجدہ کر کے کھانے کو تبرکاً کھاتے تھے۔

اور اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا جبکہ تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے) ان کلمات کو دو ایک آدمیوں نے ان میں سے سُن لیا تھا۔

ابراہیم ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد بت خانہ میں گئے بہت بڑی زینت اور آرائش نظر آئی ایک بڑا بت ایک مرصع تخت پر رکھا ہوا تھا اور اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے بت مناسب طریقہ سے رکھے ہوئے تھے اور سب کے سامنے عمدہ عمدہ کھانے چنے ہوئے تھے پہلے تو آپ نے ان بتوں سے مذاقاً فرمایا اَلَا تَاْکُلُوْنَ (تم لوگ کیوں نہیں کھاتے ہو) جب اس کا جواب کچھ نہ ملا تو پھر دوبارہ آپ نے کہا مَالَکُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ (تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو) جب اس کا بھی کچھ جواب نہ بن آیا تو آپ ان بتوں کے توڑنے میں مصروف ہوئے جیسا کہ آیہ کریمہ فَرَاغَ عَلَیْھِمْ ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ (پھر متوجہ ہوا ان پر مارتا داہنے ہاتھ سے یا بقوتِ تمام) سے مفہوم ہوتا ہے۔ اس بت خانہ میں جس قدر بت تھے۔ بڑے بت کے علاوہ ان سب کو توڑ ڈالا اور اس کے کاندھے پر آپ اپنا تیشہ رکھ کر چلے آئے۔

جس وقت وہ لوگ عیدگاہ سے واپس آئے بتوں کو اس خراب حالت میں دیکھ کر چلا اُٹھے مَنْ فَعَلَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ (کس نے یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ کیا بے شک وہ ظالموں میں سے ہے) ایک نے ان میں سے کہا "کل کا ذکر ہے کہ ایک جوان جسے لوگ ابراہیمؑ کہتے ہیں ان کی برائیاں کر رہا تھا عجب نہیں کہ یہ فعل اسی کا ہو"۔ لوگوں نے اس واقعہ سے نمرود کو مطلع کیا۔ اس نے ابراہیمؑ کو بغیر کسی حجت اور دلیل کے دفعتہً گرفتار کر لینا معیوب سمجھ کر کہا "اچھا اُسے ہمارے سامنے لاؤ۔ شاید کچھ آدمی اس کی شہادت دے سکیں"۔

یہ سنتے ہی سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور انہیں نمرود کے دربار میں گرفتار کر لائے۔ نمرود نے دریافت کیا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَا یٰٓاِبْرٰھِیْمُ (اے ابراہیمؑ کیا تو نے ہمارے خداؤں (بتوں) کے ساتھ یہ کام کیا ہے) ابراہیم نے اس کے جواب میں صریحاً انکار نہ کیا بلکہ اشارتاً فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ کَبِیْرُھُمْ ھٰذَا فَسْئَلُوْھُمْ اِنْ کَانُوْا

یَنْطِقُوْنَ۔ (بلکہ کیا ہے یہ کام ان کے اس بڑے نے سوان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہوں) ابراہیمؑ کے اس خیال کے ظاہر کرنے سے بعض لوگوں کے چہروں پر فکر و تشویش کے آثار کسی قدر نمایاں ہوگئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے اِنَّکُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ (بے شک تم ہی بے انصاف والوں میں ہو)

پھر چند لمحہ بعد چونکہ شیطان نے اُن کی عقل کی آنکھوں پر ناحق شناسی کے پردے ڈال دیئے تھے ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر کہا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ (بے شک تجھ کو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں) اسی وجہ سے ان بتوں سے دریافت کرنے کو کہتے ہو۔ دیکھو ابراہیمؑ سچ سچ بتلاؤ کہ یہ کس کا کام تھا ابراہیمؑ ان لوگوں کی اس جہالت آمیز تقریر سن کر بولے اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا پھر تم سوائے اللہ کے کسی اور ایسے کو پوجتے ہو جو تم کو نہ نفع پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ تف ہے تم پر اور اس پر جس کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے کیا تم نہیں سمجھ سکتے ہو)

پھر نمرود ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر بولا "کیا تم نے اپنے اس رب کو دیکھا ہے جس کی عبادت کرتے ہو؟ اور وہ رب تمہارا کون ہے جس کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو؟"

ابراہیمؑ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ (میرا وہ رب ہے جو کہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ نمرود۔ "یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں" ابراہیمؑ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور نمرود نے اُن دو شخصوں کو طلب کیا جو واجب القتل ہو چکے تھے۔ ان دونوں میں سے ایک کے قتل کا حکم دیا اور دوسرے کی خطا معاف کر کے ابراہیمؑ سے متوجہ ہو کر بولا "ابراہیمؑ تم نے دیکھا کہ میں نے کیسے ایک کو مارا اور ایک زندہ کیا۔ اس اعتبار سے میں بھی مارنے اور زندہ کرنے والا ہوں۔ تمہارے رب میں مجھ سے زائد کوئی صفت نہیں ہے وہ بات بتلاؤ جو تمہارے رب میں ہو اور مجھ میں نہ ہو؟"

ابراہیمؑ نے کہا اِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ (بے شک اللہ تعالیٰ آفتاب کو مشرق سے طلوع کرتا ہے پس تو مغرب سے اس کو نکال)

نمرود سے اس سوال کا جواب کچھ بن نہ آیا اپنا سا منہ لے کر خاموش ہوگیا اور ابراہیمؑ نمرود کے دربار سے اُٹھ کر چلے آئے تب ان لوگوں میں مشورہ ہونے لگا۔ بعضوں نے قتل[1] کرنے کے لئے کہا اور کسی نے شہر بدر کرنے کی طرف اشارہ کیا اور اکثر لوگ اس رائے سے متفق ہوئے کہ جناب موصوف جلا دیئے جائیں چنانچہ نمرود نے بھی اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا اور لکڑیاں جمع کئے جانے کا حکم صادر کیا۔

ہمارے خیال ناقص میں نمرود کی سلطنت میں شاید ایسا کوئی شخص نہ تھا جس نے کم وبیش اس حکم کی تعمیل نہ کی ہو اس وجہ سے نہایت قلیل مدت میں بے انتہا لکڑیاں جمع ہوگئیں اور آگ مشتعل کی گئی جس وقت ابراہیمؑ منجنیق میں رکھ کر اس آگ میں جسے ایک عالم کے بت پرستوں نے مشتعل کیا تھا ڈالے گئے اس وقت عجیب کیفیت تھی سوائے ثقلین (یعنی جن وانس) کے تمام عالم زبان حال سے جناب باری میں کہہ رہا تھا: "اگر ابراہیمؑ آج جلا دیے گئے تو کوئی شخص دنیا میں تیرا نام لینے والا نہ رہ جائے گا۔ تو اگر ہم کو اجازت دے تو ہم ابراہیمؑ کی مدد کریں۔" جناب باری سے حکم ہوا اِنْ اِسْتَغَاثَ بِشَیْئٍ مِّنْکُمْ فَلْیَنْصُرُہٗ وَاِنْ تَمْ یَدْعُ غَیْرِیْ فَاَنَا لَہٗ (اگر وہ تم میں سے کسی سے مدد چاہے تو اجازت ہے کہ اُس کی مدد کرو اور اگر اُس نے میرے سوا کسی دوسرے کو نہ بلایا تو ہم اس کی مدد کو موجود ہی ہیں) اس اجازت کے بعد بعض نے ابراہیمؑ سے کہا اما الیک حاجۃٌ (کیا تم کو کچھ ضرورت ہے) لیکن ابراہیمؑ نے صاف ہی جواب دیا اما الیک فلا (ہاں ہے مگر تجھ سے نہیں) یہ ایک ایسا جواب دیا تھا جو درحقیقت لاجواب اور ان کی شان کے موافق تھا۔ کائنات سوائے جن وانس کے یہ تماشا حسرت وافسوس کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

جس وقت ابراہیمؑ آگ کے ڈھیر کے قریب پہونچے تو آسمان کی طرف سر اُٹھا کر جناب

---

[1] بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہیزن نامی ایک شخص ابراہیمؑ کے قتل پر مامور کیا گیا تھا۔ لیکن ہیزن جس وقت ابراہیمؑ کے قتل کو روانہ ہوا بمقتضائے الٰہی زمین میں دھنس گیا۔ واللہ اعلم۔

احدیت میں عرض کیا۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَاءِ وَاَنْتَ الْوَاحِدُ فِی الْاَرْضِ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (اے خدا تو اکیلا ہے آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں کافی ہے مجھ کو اللہ اور وہ بہت ہی اچھا وکیل ہے) ابھی آگ کے شعلوں کا آپ کے مبارک بدن پر اثر بھی نہ پہونچنے پایا تھا کہ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ (اے آگ سرد ہو جا اور سلامت رہ ابراہیم کے لئے) کے خطاب نے اس نار کو گلزار بنا دیا۔ جل جلالہ کی کیا شان ہے۔

مفسرین رحمہم اللہ اس امر پہ اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ اگر جل جلالہ عم نوالہٗ سَلَامًا کا لفظ بَرْدًا کے بعد نہ فرماتا تو ابراہیم کو شدت برد (سردی سے) روحانی صدمہ پہونچتا اور وہی روح کی جدائی کا باعث ہوتا اور اسی طرح اگر یہ حکم باری مطلق چھوڑ دیا جاتا اور "عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ" کے ساتھ مقید نہ کر دیا جاتا تو بے شک دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی اور آج آگ کا کہیں نام و نشان نہ ملتا۔ واللہ اعلم۔

نمرود کے دماغ میں مدتوں یہ خیال یقینی صورت اختیار کئے رہا کہ آگ نے ابراہیمؑ کا کام کر دیا ہو گا۔ لیکن ایک روز اتفاقاً اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو جناب موصوف کو بیٹھا ہوا دیکھ کر متعجب ہوا اور اس نے اسی وقت اپنی قوم کو طلب کر کے کہا مجھ کو شبہ سا ہو گیا ہے کہ ابراہیمؑ زندہ ہے اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرے لئے ایک ایسا اونچا مکان بناؤ کہ جس سے میں ابراہیمؑ کو دیکھ سکوں۔"

نمرود کی زبان سے یہ فقرہ تمام ہونے بھی نہ پایا تھا کہ لوگ دوڑ پڑے اور مکان بنانے میں مصروف ہو گئے زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ وہ مکان بن کر تیار ہو گیا اور نمرود اس مکان پہ چڑھ کر آگ کی طرف دیکھنے لگا اسے اس مرتبہ پہلے سے زیادہ تعجب اس وجہ سے ہوا کہ اس نے ابراہیمؑ کے پہلو میں ابراہیمؑ کی صورت و شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں دیکھتا رہا جب صبر نہ ہو سکا تو چلا کر کہنے لگا۔" اے ابراہیمؑ تیرا خدا بہت ہی بڑا ہے اس کی قدرت و عزت اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تجھ میں اور آگ میں حائل ہو گئی ہے

کیا تجھ میں اس قدر طاقت ہے کہ اس آگ سے تو صحیح وسالم نکل آئے۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا "کہ ہاں ممکن ہے جس خدا نے مجھے یہاں صحیح وسالم رکھا ہے۔ اس کی قوت و مدد سے میں باہر بھی آسکتا ہوں۔ ابراہیم یہ کہہ کر اُٹھے اور بہت اطمینان سے خراماں خراماں آگ کے ڈھیر سے باہر آئے۔ نمرود نے دریافت کیا کہ ابراہیمؑ تمہارے پاس تمہارے ہی ہم شکل کون شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ ملک الظل تھا اللہ جل شانہٗ نے اسے میرے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ مجھ سے باتیں کرے تاکہ تنہائی کی تکلیف مجھے نہ پہونچے۔ (مترجم)

حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت

اس واقعہ کے بعد نمرود نے ابراہیمؑ سے کہا "میں اس چیز کے عوض جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو تمہارے رب کے لئے قربانی کرنا چاہتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ جب تک تو اس ذات واحد پر ایمان نہ لائیگا اللہ جل شانہٗ تیری کسی عبادت کو قبول نہ کرے گا"۔ نمرود نے کہا "میں ایک یہی امر تو نہیں کر سکتا کیونکہ یہ میری شان کے خلاف ہے۔ اس کے بعد اس نے چار ہزار گایوں کی قربانی کی اور جناب موصوف کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی پھر اللہ جل شانہٗ نے ابراہیم کو ہجرت کا حکم دیا۔ چنانچہ اب آپ اپنے باپ تارح اور ناحور بن تارح اور ان کی بیوی ملکا بنت ہاران (تارح کے بھائی) اور لوط بن ہاران اور سارہؑ زوجہ ابراہیمؑ کے ساتھ کلدانیین کی سرزمین سے ہجرت کرکے حرانؔ[1] چلے آئے۔

حضرت سارہؑ

لوگوں نے کہا ہے کہ سارہؑ، ملکا بنت ہاران کی بہن تھیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ شاہ حران کی بیٹی تھیں۔ جب دین ابراہیمی قبول کرنے کی وجہ سے ان کی قوم نے ان پر طعنہ زنی کی تو ابراہیمؑ نے ان سے اس شرط پر عقد کر لیا کہ ان کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہ دے گا لیکن توریت میں ہے کہ سارہؑ سرزمین کلدانیین سے ابراہیمؑ کے ساتھ حرانؔ آئیں اور یہاں پر ابراہیمؑ سے ان کا عقد ہوا۔ سہیلی نے لکھا ہے کہ سارہؑ ہاران ابن ناحور کی بیٹی تھیں۔

---

[1] طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے یہی شہر آباد کیا گیا تھا۔ قدیم شہروں میں یہ شمار کیا جاتا ہے۔

جو ابراہیمؑ کے چچا تھے اور جس ہاران کے لوط لڑکے ہیں وہ تارح ابن ناحور کا لڑکا ہے اور زمانہ قیام حران میں تارح (آزر) کا دو سو پچاس برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔

حضرت ابراہیمؑ کی مصر میں آمد

پھر ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے کنعان کی طرف ہجرت کی (جہاں پر ان کی نسل کی ترقی کی ابتدا ہوئی اور یہی زمین تھی کہ جس کے دینے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا) پچھتر برس کی عمر میں آپ نے وہاں آ کر قیام کیا جہاں اب بیت المقدس ہے پھر تھوڑے دن بعد جب کنعان میں قحط پڑا تو آپ اپنے اہلبیت کے ساتھ مصر چلے آئے۔

حضرت سارہؑ کی گرفتاری و رہائی

اگرچہ ابراہیمؑ معہ اپنے اہل بیت کے مصر میں ایسے مقام پہ سکونت پذیر ہوئے تھے جہاں پہ آپ کو کوئی پہچانتا نہ تھا لیکن سارہؑ کا حسن و جمال کچھ ایسا معمولی تو تھا نہیں رفتہ رفتہ اُس کی خبر فرعون مصر کو پہنچی۔ اس نے ابراہیمؑ کو طلب کر کے سارہؑ کے بارے میں استفسار کیا ابراہیمؑ نے اس خیال سے کہ شاید یہ مجھ کو قتل کر کے سارہ کو بہ جبر نہ لے لے یہ کہہ دیا کہ میری بہن ہے لیکن فرعون نے اس پر خیال نہ کیا اور سارہ کو اپنے آدمیوں سے اپنی خلوت خاص میں گرفتار کر کے منگوا لیا۔ جب اس نے ایک بار یا بروایت مورخین تین بار سارہؑ کا قصد کیا تو اس کے ہاتھ ہر بار خشک ہو گئے یا کہ اس پر صرعی (مرگی والی) کیفیت طاری ہوگئی اور ہر مرتبہ سارہؑ کی دعا سے اپنی اصلی حالت پر آ گئے۔ تب چوتھے یا دوسرے بار اس نے سارہؑ سے اپنی اس بے جا دلیری کی معافی چاہی اور ہاجرہ[1] کو آپ کی نذر کر کے حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیج دیا۔

---

[1] ہاجرہ مادر اسماعیلؑ کا نام زبان عبرانی میں "ہاغار" ہے۔ رقیون بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں یہ رقیون شہر بابل کا رہنے والا تھا جو افلاس و تنگدستی کی وجہ سے بابل چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا اور اپنی ذاتی لیاقت و دانشمندی سے اراکین سلطنت میں داخل ہوگیا پھر رفتہ رفتہ مصر کا بادشاہ بن بیٹھا تھا سب سے پہلے جس کا لقب فرعون ہوا وہی شخص ہے۔ اسی کے عہد حکومت میں ابراہیمؑ فلسطین سے قحط کی وجہ سے معہ اپنے اہل بیت کے

(اگلا صفحہ)

حضرت ہاجرہؑ طبری نے لکھا ہے کہ جس فرعون نے سارہؑ کا ارادہ کیا تھا وہ سنان بن علوان برادر ضحاک تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ سنان۔ ملوک قبط سے ہے اس واقعہ کے بعد ابراہیمؑ اپنے اہل بیت کے ساتھ شام میں کنعان کی طرف چلے گئے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ جس نے

(گذشتہ سے پیوستہ) چلے آئے تھے ہکذا فی سفر البشار (سفر البشار میں ایسا ہی ہے)

عام طور سے اکثر لوگ بے سمجھے بوجھے کہا کرتے ہیں" ہاجرہ لونڈی تھیں" لیکن وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہاغار ورقیبون دونوں الفاظ عبرانی زبان کے ہیں اور عجب نہیں ہے کہ یہ اسی قبیلہ سے ہوں جس قبیلہ کے ابراہیم ہیں گو اس کی شہادت کافی نہیں مل سکتی۔ ہے اور بظاہر زمانہ قحط میں شاید اسی خیال سے کہ بادشاہ مصر آپ کی قوم وملک کا باشندہ ہے۔ ابراہیمؑ نے مصر جانے کا قصد کیا ہو جیسا کہ اکثر ہر شخص کو ایسے مواقع پر اس قسم کے خیالات پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔

مفسرین توریت نے ہاجرہؑ کو بادشاہ مصر کی بیٹی تحریر کیا ہے چنانچہ ربی شلومو اسحاق نامی مفسر توریت مقدس کتاب پیدائش کے سولہویں باب کی پہلی آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے" وہ فرعون کی بیٹی تھی جب دیکھا ان کرامات کو جو بوجہ سارہؑ واقع ہوئیں تب کہا بہتر ہے کہ میری بیٹی رہے خادمہ ہو کر ان کے گھر میں اس سے کہ رہے دوسرے گھر میں ملکہ ہو کر"۔

اس کے علاوہ اُس زمانہ کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت میں لونڈی وغلام دو طرح پر ہوتے تھے ایک تو خرید کرنے سے جسے عبرانی میں "سقنف کسف" کہتے ہیں دوسرے غنیمت جنگ سے اور وہ "شیبوث حرب" کہلاتے تھے تیسری صورت یہ تھی کہ ان کی اولاد لونڈی غلام کہے جاتے تھے جو درحقیقت تیسری قسم نہیں ہے بلکہ انہیں پہلی دونوں قسموں میں یہ داخل ہے اور اس قسم کے لونڈی غلام کو یلید بایث یعنی خانہ زاد کہا کرتے تھے لیکن ہاجرہؑ ان تمام باتوں سے پاک تھیں اور اسوقت تک ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں ثابت ہوئی پھر ان کو لونڈی کہنا زیادتی

(مسلسل)

سارہؑ کا قصد کیا تھا۔ اور جس کے ہاتھ خشک ہو گئے یا وہ صرع میں مبتلا ہو گیا تھا وہ شاہ اردن ہے اور اس نے بعد افاقہ ہاجرہؑ کو آپ کی خدمت کے لئے آپ کو دے کر رخصت کیا جو بعض ملوک قبط کی لونڈی تھیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی کنعان میں آمد

پھر ابراہیمؑ مصر سے نکل کر اپنے متعلقین کیساتھ کنعان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام حیرون میں (جس کو اب

(گذشتہ سے پیوستہ) نہیں ہے تو کیا ہے؟

اب رہا یہ امر کہ سارہؑ نے ان کو لونڈی کیوں کہا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جب دو عورتوں علی الخصوص دو سوکنوں میں تکرار ہوتی ہے تو جس کی زبان زیادہ چلتی ہے۔ وہ دوسرے کو حقارت سے کیا کچھ نہیں کہتی ہے لیکن اس کہنے سے وہ درحقیقت وہی نہیں ہو جاتی جو دوسری کہتی ہے اور اگر درحقیقت ہاجرہؑ لونڈی ہوتیں اور اسماعیلؑ لونڈی زادہ ہوتے تو سارہؑ ان دونوں ماں بیٹے کے نکال دینے یعنی طلاق دینے کی درخواست نہ کرتیں کیونکہ ان کی شریعت میں لونڈی اور لونڈی زادہ کو بیوی اور بیوی کے لڑکے کے ہوتے ہوئے میراث نہیں ملتی تھی سوائے اس کے اس کا باپ اپنے حالت حیات میں کچھ دے گیا ہو۔ اور اسی طرح زن مطلقہ اور اس کے لڑکے کو میراث پدر نہ ملتی تھی۔

پس اگرچہ ہاجرہؑ لونڈی ہوتیں اور اسمٰعیل لونڈی زادہ ہوتے تو اسحاقؑ کے پیدا ہونے کے بعد سارہؑ اس قدر ہاجرہؑ سے برہم نہ ہوتیں یہ فطرتی بات ہے کہ آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ املاک ابراہیمؑ کے مالک اسحاقؑ کے ساتھ اسمٰعیلؑ بھی ہوں گے اور اسی وجہ سے ان کے نکال دینے کی درخواست کی تھی پھر جب ابراہیمؑ کو اس سے کچھ پس و پیش پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ سارہؑ نے ہاجرہؑ کو لونڈی کہا تھا حکایتاً فرمایا اور تسلی دی کہ "اس لونڈی اور بچہ کی طرف سے رنج مت کر تو ان کو نکال دے میں اس لونڈی کے بچہ سے ایک قوم پیدا کروں گا" کتاب مقدس اور اس کی تفسیروں سے ہاجرہؑ کا لونڈی ہونا ثابت نہیں ہوتا کما سبق (جیسا کہ بیان ہوا)

مقام غلیل کہتے ہیں) پہنچ کر قیام کیا۔ یہ وہی مقام ہے جس کو صابئہ ہیکل مشتری اور زہرہ کہتے
تھے اور متبرک سمجھ کر عود وغیرہ جلاتے تھے۔ عبرانیوں نے اسی کا نام ایلیا (اللہ کا گھر) رکھا۔

حضرت لوطؑ کی علیحدگی

لوطؑ یہاں تک تو ابراہیمؑ کے ساتھ رہے لیکن اب یہ مویشیوں کی کثرت اور سبزہ زاروں کی قلت کی وجہ سے ابراہیم سے علیحدہ
ہو کر فلسطین کی طرف جانے والے ہیں۔ اگرچہ ہمارے مورخ نے ان کی سرگذشت اسی مقام
پہ تحریر کی ہے لیکن ہم ان کا حال مستقل طور سے آئندہ لکھیں گے۔ اس موقعہ پر اس دل چسپی
کو جو کہ ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے حال سے پیدا ہو رہی ہے ہاتھ سے نہیں دیا چاہتے۔

باب ۶

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

حضرت اسمٰعیل کی پیدائش

مصر سے واپسی کے بعد دسویں برس سارہؑ نے ابراہیمؑ کو ہاجرہ سے نکاح کرنے کی اجازت دی اس خیال سے کہ شاید اللہ جل شانہٗ انہیں سے کوئی لڑکا مرحمت فرمائے کیونکہ جناب ممدوح نے لڑکا ہونے کی دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اور سارہؑ کی عمر زیادہ ہو گئی تھی وہ لڑکا ہونے سے ناامید ہو چکی تھیں جب ابراہیمؑ نے ہاجرہ سے نکاح کیا تو آپ کی چھیاسی برس کی عمر میں اسمٰعیل ذبیح اللہ بطن ہاجرہ سے پیدا ہوئے۔ جناب باری سے یہ وحی نازل ہوئی کہ اس لڑکے کی بارہ اولادیں ہوں گی اور ہر ایک بڑے سلسلہ کا رئیس ہوگا۔ سارہؑ کو اس کے بعد غیرت نے اس پر مجبور کیا کہ انہوں نے ابراہیمؑ پر ہاجرہؑ کے نکالنے کا دباؤ ڈالا۔[1]

حضرت ہاجرہ کی روانگی مکہ

ابراہیمؑ کو سخت تردد کا سامنا ہوا۔ اللہ جل شانہٗ نے تسلی دی اور ارشاد کیا کہ سارہؑ کی اس بارے میں اطاعت کر۔ ابراہیمؑ سارہؑ کے کہنے سے ہاجرہؑ اور اسماعیل کو ایک خچر پر سوار کرکے کچھ تھوڑا سا زاد راہ لیکر روانہ ہوئے اور

---

[1] کامل ابن اثیر میں لکھا ہے کہ ولادت اسمٰعیل کے بعد سارہؑ کو بہت بڑا صدمہ ہوا اس کے بعد اللہ جل شانہٗ ان کے بطن سے اسحٰقؑ کو پیدا کیا جب یہ دونوں بھائی کچھ بڑے ہوئے تو آپس میں ایک روز کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی جس کی وجہ سے سارہؑ نے غصہ میں آکر ان ماں بیٹوں کے نکالنے کا دباؤ ابراہیمؑ پر ڈالا اور یہ کہا کہ ان کو کسی شہر یا آباد قریہ میں نہ ٹھہرانا اللہ جل شانہٗ نے مکہ کی طرف لیجانے کا حکم صادر فرمایا

جناب باری کے حکم سے سرزمین مکہ مقام زمزم میں ٹھہرا کر واپس ہوئے۔ ابراہیمؑ کی رخصت کے وقت پر ہاجرہؑ نے گھبرا کر ابراہیمؑ سے کہا "من امرك ان تتركنا بارض ليس فيها زرع ولا ماء" (کس نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو ایسی زمین میں چھوڑ جاؤ جہاں نہ کوئی درخت ہے اور نہ پانی ہے) ابراہیمؑ نے کہا "ربی امرنی" (میرے خدا نے یہ حکم دیا ہے) ہاجرہؑ نے جواب دیا فَإِنَّهُ لَنْ يُضَيِّعَنَا (وہ بیشک ہم کو ضائع نہ کرے گا) اور خاموش ہو کر بیٹھ گئیں۔ ابراہیمؑ نے واپسی کے وقت بشریت کے تقاضے یا الفت پدری سے مضطرب ہو کر یہ دعا کی رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ (اے رب میں نے اپنی ایک اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کہ کھیتی نہیں ہے۔ تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل رکھ اور ان کو روزی دے میووں سے شاید کہ وہ شکر کریں) اللہ جل شانہ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمالی۔

حضرت ہاجرہؑ کی پریشانی

ابراہیمؑ کے چلے جانے کے بعد بی بی ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ دونوں ماں بیٹے تنہا رہ گئے ایک شب روز میں یا اسی دن وہ پانی ختم ہو گیا جس کو روانگی کے وقت جناب ابراہیمؑ اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسمٰعیلؑ کو غلبہ تشنگی نے بیتاب کیا ہاجرہؑ بیتابانہ پریشان کبھی تو پانی کی تلاش میں کوہ صفا پر چڑھ جاتی تھیں جب وہاں پانی کا کچھ نشان نہ ملتا تھا تو اسی پریشانی کی حالت میں مروہ کی چوٹی پر پہونچ جاتی تھیں یہاں تک کہ سات مرتبہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کی چوٹیوں پر آگئیں آٹھویں بار شروع ہونے نہ پایا تھا کہ اپنے شیرخوار بچے کی رونے کی آواز سن کر دوڑ آئیں اسمٰعیلؑ اس وقت رو رہے تھے اور زمین پر پاؤں مار رہے تھے جس سے بعنایت الٰہی چشمہ زمزم ابل پڑا۔

چشمۂ زمزم

سدی سے روایت کی جاتی ہے کہ اسماعیلؑ کو ہاجرہؑ مقام حجر میں چھوڑ گئی تھیں۔ اور ان کے لئے ایک چھپر بنا دیا تھا اور جبرئیل نے آکر ہاجرہؑ کے بعد چشمہ کھول دیا تھا اور انہوں ہی نے جا کر ہاجرہؑ کو اس سے آگاہ کیا اور یہ بتلایا کہ اسی چشمہ سے اللہ کے مہمان سیراب ہوں گے اور تھوڑے دنوں بعد اس لڑکے کا باپ آئے گا اور دونوں مل کر اللہ تعالیٰ کا گھر بنائیں گے۔

پھر جرہم کا ایک گروہ یا ان کے اہل بیت اس طرف سے گذرے نشیبی مکہ میں قیام کیا چڑیوں کو اُڑتے ہوئے دیکھ کر تعجب سے کہنے لگے "اس وادی میں تو پانی نہیں ہے چڑیاں کیوں اُڑ رہی ہیں چند لوگ اس جستجو میں چل کر اور مقام حجر میں پہنچ کر ایک عورت اور ایک بچہ اور چشمہ کو دیکھا اور وہیں سب نے قیام کیا واللہ اعلم۔ الغرض ہاجرہؑ نے دوڑ کر اپنے بچے کو چپ کرا دیا اور اس اُبلتے ہوئے پانی کے چاروں طرف مٹی کی ایک مینڈھی باندھ دی۔ آنحضرت صلعم اکثر بوقت تذکرہ فرماتے تھے یرحمھا اللّٰہ لو ترکتھا لکانت عینا سائحۃ (اللہ ہاجرہؑ پر رحم کرے اور اگر وہ اس چشمہ کو بحالہ چھوڑ دیتیں تو وہ ایک چشمہ جاری ہو جاتا)

بنی جرہم کی آمد

پھر بنی جرہم جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے اس غیر ذی زرع سرزمین میں حیران پریشان پھر رہے تھے۔ پرندوں کو اُڑتے ہوئے دیکھ کر اُس طرف آئے جہاں پر ہاجرہؑ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں بنی جرہم نے پہلے تو چشمہ کو تعجب بھری نگاہوں سے دیکھا اس کے بعد جب اُن کی نظر بی بی ہاجرہؑ پر پڑی تو اور زیادہ متعجب ہوئے تھوڑی دیر سکوت کے عالم میں رہے اس کے بعد ان لوگوں نے ہاجرہؑ کی اجازت سے اسی مقام پر قیام اختیار کیا اور ظاہر ایہی گروہ فی الحال ان کی تنہائی کے رفع کرنے کا باعث ہوا۔ اسمٰعیل نے اسی گروہ میں پرورش پائی، جوان ہوئے اور ان ہی لوگوں سے زبان عربی سیکھی۔ ان لوگوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت کے ساتھ آپ کا عقد کر دیا۔ پھر ہاجرہؑ کا انتقال ہو گیا۔ اسمٰعیلؑ نے ان کو مقام حجر میں دفن کر دیا۔

ولادت اسحاق کی بشارت

جس وقت ابراہیمؑ بی بی ہاجرہؑ کو مکہ پہونچا کر شام کو واپس آئے اور بیت المقدس میں مقیم ہوئے اہل موتفکہ جہاں کہ لوطؑ اپنے چچا ابراہیمؑ سے علیحدہ ہو کر چلے گئے تھے۔ عیاشی اور گناہوں کے ارتکاب میں حد سے بڑھ گئے، لوطؑ نے ان کو سمجھایا اللہ کی طرف بلایا۔ ان لوگوں نے جھٹلانا شروع کیا تب ان کے ہلاک کرنے کو اللہ جل شانہٗ نے ملائکہ کو بھیجا۔ اور یہ سب ابراہیمؑ کی طرف ہو کر گذرے۔ ابراہیمؑ نے اُن کی دعوت کی تعظیم و خدمت میں بجان و دل مصروف ہوئے۔ سارہ کے ہنسنے اور ملائکہ کے بشارت و ولادت اسحاقؑ و یعقوبؑ کے واقعات پیش آئے۔ جیسا کہ قرآن[1] میں مذکور ہے

---

[1] قرآن شریف کے پارہ ۱۲ سورہ ہود میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے (اگلے صفحہ پر)

ولادت اسحاقؑ کی بشارت ملائکہ نے ابراہیمؑ کو اس وقت دی تھی جب کہ ان کی عمر سو برس کی ہو چکی تھی اور سارہؑ نوے برس کی تھیں۔

حضرت ابراہیمؑ کا عمارہ کے متعلق

اور اسحاقؑ کی ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ بنانے کا حکم دیا اس سے پیشتر جب اسمٰعیلؑ پندرہ برس کے ہو چکے تھے ہاجرہؑ کا انتقال ہو گیا۔ تجہیز و تکفین کے بعد اسماعیلؑ کا دل مکہ سے اُچٹ گیا اور اُنہوں نے شام کی طرف جانے کا قصد کیا لیکن بنی جرہم نے آپس میں مشورہ کر کے اسمٰعیل کو اس ارادہ سے روکا اور ان کا نکاح عمارہ بنت سعید بن اسامہ بن اکیل سے خاندان عمالقہ میں کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ) قوم لوطؑ کے ہلاک کرنے کو ملائکہ کو بھیجا اور وہ ابراہیم کے طرف سے ہو کر گذرے ابراہیمؑ نے ان کی دعوت کی عمدہ فربہ دُنبہ ذبح کیا دستر خوان پر بیٹھے تو ان لوگوں نے ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا۔ ابراہیمؑ کو اس سے خوف پیدا ہوا اس وجہ سے کہ اس زمانہ کا دستور تھا کہ جس سے دشمنی ہوتی یا دشمنی کرنی مقصود ہوتی تو اس کا کھانا نہ کھاتے تھے۔ ملائکہ نے انہیں خائف دیکھ کر کہا کہ "تم نہ ڈرو ہم اللہ کے بھیجے ہوئے قوم لوطؑ پر جا رہے ہیں"۔ سارہؑ کھڑی ہوئی تھیں ہنس پڑیں تب ملائکہ نے ولادت اسحاقؑ اور بعد اسحاقؑ کے یعقوبؑ کی ولادت کی بشارت دی۔ سارہؑ کا سن اس وقت نوے برس کا ہو چکا تھا اس لئے انتہائی تعجب یا جوش مسرت سے استعجاباً بول اٹھیں يَا وَيْلَتَىٰ ءَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ (کیا مجھ سے لڑکا پیدا ہو گا اور وہ آنحالانکہ میں بوڑھی ہوں؟ اور میرا شوہر بوڑھا ہو گیا ہے بیشک یہ ایک بات تعجب کی ہے) جبرئیل یا کسی اور فرشتہ نے جواب دیا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ (کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے) اور دوسرے مقام پر اس کے جواب میں ملائکہ نے کہا "كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ" (ایسا ہی تیرے رب نے کہا ہے) پھر ابراہیم سے مخاطب ہو کر اس شبہ و استعجاب کو جو کہ سارہؑ کو پیدا ہو گیا تھا اس قول سے رفع کر دیا۔ بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَانِطِينَ (ہم نے تجھ کو سچی بشارت دی ہے تو خدا کے فضل سے نا اُمید نہ ہو) اس کے بعد ملائکہ اہل موتفکہ کی طرف چلے گئے۔

اس کے بعد ابراہیمؑ اپنی بیوی سارہؑ سے دستور سابق کے مطابق اجازت لے کر مکہ آئے اس وقت ہاجرہؑ انتقال کر چکی تھیں اور اسمٰعیلؑ شکار کھیلنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ صرف عمارہ بنت سعد اسمٰعیلؑ کی بی بی گھر میں موجود تھیں۔ ابراہیمؑ نے عمارہ سے بھی چند باتیں دریافت فرمائیں کہ "تم کون ہو؟ اسمٰعیلؑ کہاں گیا؟ ہاجرہؑ کا کب انتقال ہوا؟" عمارہ نے کچھ ایسی ترش روئی سے جواب دیا کہ ابراہیمؑ ان کی بداخلاقی سے پریشان ہو گئے اور روانگی کے وقت کہہ گئے "اسماعیلؑ آئیں تو کہہ دینا کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کر دو۔" ابراہیمؑ کے چلے جانے کے بعد جس وقت اسمٰعیلؑ شکارگاہ سے واپس آئے اور عمارہ نے تمام واقعات بیان کئے اور یہ ظاہر کیا اُس پیر مرد نے یہ کہا ہے کہ "تم گھر کا دروازہ بدل دو۔" اسماعیلؑ نے عمارہ سے کہا وہ میرے باپ تھے وہ مجھے ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمہیں طلاق دے دوں۔ اس وجہ سے اب میں تم سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں۔"

حضرت اسمٰعیل کا عقد ثانی

عمارہ کی طلاق کے بعد اسمٰعیلؑ نے سیدہ بنت مضاض بن عمرو جرہمی سے عقد کیا۔ ایک عرصہ کے بعد پھر ابراہیمؑ تیسری بار سارہؑ سے اجازت لے کر اسمٰعیل کو دیکھنے کیلئے آئے۔ اسمٰعیلؑ اتفاق سے اس دن بھی موجود نہ تھے۔ سیدہ بنت مضاض نے بڑی خوشی سے استقبال کیا پانی گرم کر کے وضو کرایا، دودھ گوشت جو اس وقت موجود تھا خوشی سے پیش کیا اور معذرت کی کہ "یہاں گیہوں وغیرہ پیدا نہیں ہوتا ہم لوگ بھی دودھ اور خرما اور شکاری گوشت کھا کر گذارا کرتے ہیں۔" ابراہیمؑ بہت خوش ہوئے اور دعائے برکت کی سیدہ نے ہر چند روکا لیکن وہ کب رُک سکتے تھے۔ بی بی سارہؑ نے ٹھہرنے کی اجازت تو نہ دی تھی بہرحال سیدہ سے رخصت ہو کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور وقت روانگی فرما گئے کہ "جب تمہارا شوہر آئے تو میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھا ہے۔ میں نے پسند کیا اب اس کو کبھی تبدیل نہ کرنا۔" اسمٰعیل جس وقت شکار کھیل کر واپس آئے سیدہ نے کمال تعظیم سے ابراہیمؑ کا نام بتلایا اور تمام ماجرا لفظ بہ لفظ کہہ سنایا۔ اسمٰعیلؑ نے سُن کر فرمایا: "وہ میرے باپ تھے وہ مجھے ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے سے کبھی

---

[1] آپ لوگوں کو یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسمٰعیلؑ وہ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے اپنے باپ کے (مسلسل)

نہ جدا کروں ۔

تعمیر کعبہ ان واقعات کے بعد خانہ کعبہ بنانے کا حکم ہوا۔ ابراہیمؑ شام سے جبرئیل کے ساتھ مکہ آئے اور دونوں باپ بیٹوں یعنی ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے خانہ کعبہ اس طرح سے بنانا شروع کیا کہ ابراہیمؑ تو جوڑائی کا کام کرتے تھے اور اسماعیلؑ گارہ اور پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے یہ دونوں بزرگ بناتے وقت اپنے رب سے یہ دعا کرتے جاتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (اے ہمارے رب یہ کام ہمارا قبول کر بیشک تو سمیع و علیم ہے)

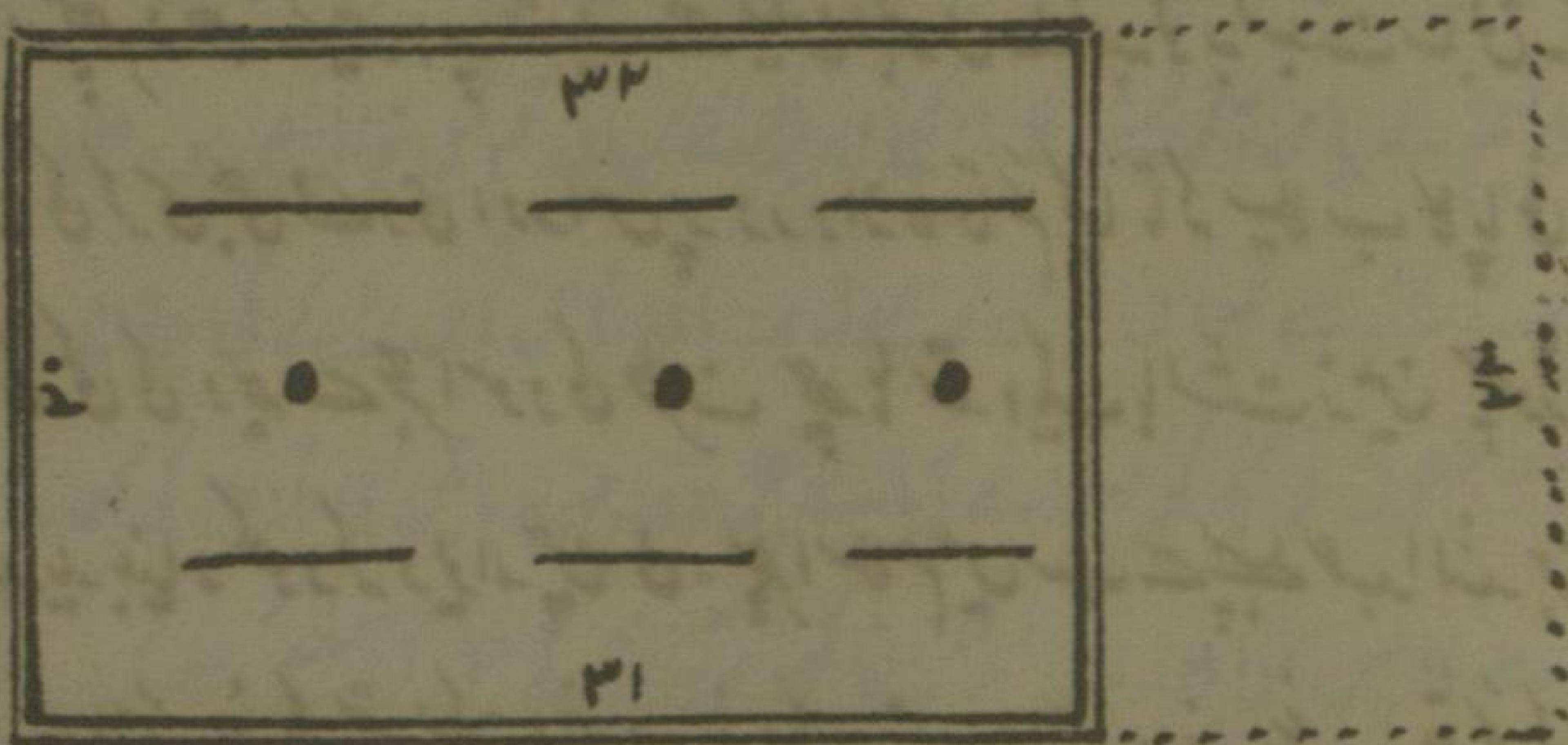
جس وقت دیوار کسی قدر بلند ہوئی اور ابراہیمؑ جوڑائی سے مجبور ہوئے تو ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کام کرنے لگے یہ وہی مقام ہے جس کو اب مقام ابراہیمؑ کہتے ہیں ۔ خانہ کعبہ جب تیار ہونے کے قریب پہونچا تو ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ سے کہا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا لاؤ تا کہ مقام رکن پر رکھ دوں جس سے لوگوں کو امتیاز باقی رہے ۔ علماء کہتے ہیں کہ بوقبیس نے آواز دی تھی کہ " میرے پاس تمہاری امانت رکھی ہے یہ لو " اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جبرئیل نے حجر اسود کا پتہ بتلایا تھا غرض جو کچھ ہوا اسمٰعیلؑ اس پتھر کو اٹھا لائے اور ابراہیمؑ نے اسے اٹھا کر مقام رکن پر رکھ دیا ۔ یہی حجر اسود ہے جس کا طواف

(بقیہ حاشیہ) کہنے سے اپنی بی بی کو طلاق دے دی وہاں بھی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اس وقت اسمٰعیلؑ صاحب وحی نہ تھے ۔ لیکن ابراہیمؑ پیغمبر اور صاحب وحی تھے ۔ ممکن ہے کہ ابراہیمؑ کو وحی یا بذریعہ الہام و القاء اس کی ہدایت کی گئی ہو اور اسمٰعیلؑ نے محض اس خیال سے کہ یہ صاحب وحی و پیغمبر کا ارشاد ہے تعمیل کیا ہو بہرکیف جو کچھ ہوا اسمٰعیلؑ کو ضرور اس امر میں سبقت کا اعزاز حاصل ہے ۔

(ابتداء تعمیر) لہ علامہ ارزقی فاضل ابن اسحاقؒ سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو نو گز بلند بنایا تھا جانب پیش دروازہ حجر اسود سے رکن شامی تک اس کا طول بتیس گز تھا اور عرض میزاب کی طرف سے رکن شامی سے رکن غربی تک جس کو اب رکن عراقی کہتے ہیں بائیس گز کا تھا جانب پشت اس کا طول رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس گز اور عرضاً رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز تھا دروازہ اس کا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا ۔ کیواڑ اور بازو نہیں لگائے گئے تھے اس مکان کے اندر جاتے ہوئے دائیں جانب ایک کنواں بنا دیا تھا اس غرض سے کہ بیت اللہ کے تحائف جو اطراف و جوانب سے آئیں اسمیں رکھے (مسلسل)

کے وقت بوسہ لیا جاتا ہے۔ بیت اللہ کے بننے کے بعد۔ ابراہیمؑ حسب حکم باری تعالیٰ مکہ مکرمہ کے نورانی پہاڑ کی بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور بآواز بلند فرمایا یَاأَیُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَنَا لَكُمْ بَيْتًا وَدَعَاكُمْ إِلَى حَجِّهِ فَأَجِيبُوهُ وائے لوگو بے شک اللہ نے تمہارے لئے گھر بنا دیا ہے اور

(گذشتہ سے پیوستہ) جائیں۔ اس پیمائش کے مطابق جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ ہم خانہ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کئے دیتے ہیں جس سے اس کی قطع بخوبی سمجھ میں آجائے گی دائیں طرف کا حصہ جو نقطوں سے گھرا ہوا ہے وہ ابراہیمؑ کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا لیکن قریش نے تعمیر کے وقت اس کو چھوڑ دیا تھا اور کعبہ کے اندر جو چھ نقط مستطیل ہیں وہ لکڑی کے ستون ہیں جو قریش نے قائم کئے تھے یہ اب نہیں ہیں جو تین نقطہ مدور ہیں وہ عبداللہ بن زبیرؓ کے بنائے ہوئے ستون ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔



اسمٰعیلؑ کے انتقال کے بعد بنی جرہم اس خانہ خدا کے متولی ہوئے ان کے زمانہ میں ایک پہاڑی نالہ آیا اور کعبہ میں پانی چڑھ گیا کعبہ منہدم ہو گیا تب بنی جرہم نے اسی بنیاد پہ کعبہ بنایا جس پر ابراہیمؑ نے تیار کیا تھا اس کے بعد جب عمالقہ نے بنی جرہم کو مغلوب کر دیا اور خانہ کعبہ کے مختار ہو گئے تو غالباً سیلاب ہی کی وجہ سے پھر انہوں نے خانہ کعبہ بنایا یہ عمالقہ۔ عمالقہ اولیٰ نہیں ہیں جو عرب البائدہ میں تھے ان کی طرف تعمیر کعبہ کی نسبت کرنی نہایت نادانی ہے اس وقت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ پیدا نہیں ہوئے تھے اسی وجہ سے بعض مورخین نے غلطی سے لکھ دیا ہے کہ "بنی جرہم سے پہلے عمالیق نے خانہ کعبہ بنایا ہے"۔ حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی پھر ان کے بعد قصی ابن کلاب نے کچھ بنایا غالباً اس کی تعمیر کی وجہ سیلاب ہی ہوگی۔ یہ تعمیر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے دو سو برس قبل از ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی ہے کیونکہ قصی آنحضرت صلعم کے چھٹی پشت میں پڑتا ہے اس نے ستون قائم

(مسلسل)

تم کو اس کے حج و زیارت کو بلایا ہے پس تم لوگ آجاؤ) اس کے بعد یہ دونوں بزرگ معہ ان لوگوں کے جو آپ پر ایمان لا چکے تھے مقامات منیٰ و عرفات کی طرف گئے۔ قربانی کی۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ بعد ازاں ابراہیمؑ شام کی طرف چلے گئے اور تا حیات ہر سال خانہ کعبہ کی زیارت و حج کو آتے رہے۔

حکم قربانی

خانہ کعبہ بنانے کے بعد ابراہیمؑ کو بذریعہ خواب جو کہ درحقیقت وحی تھی لڑکے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ ابراہیمؑ نے اس کی تعمیل کی اور جنت سے اس کا فدیہ آیا اور وہ لڑکا بفضلہ بچ گیا جیسا کہ کلام پاک کے نص صریح سے معلوم ہوتا ہے علماء نے اس میں اختلاف

(گذشتہ سے پیوستہ) کرکے کعبہ کو مسقف (چھت دار) بنایا تھا اس کے بعد قریش نے کعبہ تعمیر کیا۔ اس وقت آنحضرت صلعم پیدا ہو چکے تھے اور پتھر ڈھونے میں آپ شریک تھے لیکن انہوں نے کعبہ کو بہ نسبت سابق کے دگنا بلند کیا اور چھ ہاتھ ایک بالشت کی کرسی بھی دے دی اور اس پر دروازہ قائم کیا تاکہ سیلاب کا پانی اندر نہ جانے پائے اور شاید لکڑی کی کمی کی وجہ سے حجر اسود کی طرف چھ ہاتھ ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اس طرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوار چن لی۔ پھر اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کی تعمیر اس طرح کی جیسی ابراہیمؑ نے کی تھی لیکن انہوں نے ایک نیا دروازہ جانب غرب قائم کیا اور بلندی کا قریش کی بلندی سے بھی بڑھا دی یعنی ستائیس ۲۷ ہاتھ کر دی اور تین ستون چھت پاٹنے کے لئے بنائے۔ پھر ان کے بعد حجاج بن یوسف نے کعبہ بنوایا جیسا کہ کتب تواریخ میں ان دونوں کے بنانے کے اسباب و واقعات مذکور ہیں۔

ل تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ جناب ابراہیمؑ کے نزدیک جب یہ امر متحقق ہو گیا کہ حکم ذبح الٰہی ہے۔ وسوسہ شیطانی نہیں ہے تو آپ نے اپنے لڑکے اسمٰعیلؑ سے کہا کہ رسّی اور تبر لے کر ہمارے ساتھ اس پہاڑی کی طرف آؤ تاکہ لکڑیاں کاٹ لائیں۔ اسماعیلؑ یہ سنتے ہی رسّی اور تبر لے کر ابراہیمؑ کے پیچھے پیچھے چلے شیطان کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ کسی طرح ان میں سے کسی کو اس راہ سے پھیر دینا چاہئے اور اس خیال سے پہلے اسمٰعیلؑ کے پاس ایک بوڑھے آدمی کی شکل بنا کر آیا اور کہنے لگا "تم جانتے ہو کہ تم کو تمہارا باپ کہاں اور کس لئے لے جا رہا ہے؟" اسماعیلؑ نے فرمایا: "ہاں اس پہاڑی پر لکڑی کے لئے ہمیں لئے جا رہے ہیں۔" (مسلسل)

(باقی صفحہ ۹۳)

کیا ہے۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ تھے اور بعض کا گمان یہ ہے کہ اسحٰقؑ کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا یہ اختلاف صرف علماء کرام تک محدود نہیں رہا بلکہ صحابہ عظام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس میں شریک ہیں۔ ابن عباس۔ ابن عمر، الشعبی۔ مجاہد۔ حسن۔ محمد بن کعب القرظی رضی اللہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

شیطان افسوس اور حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھ کر بولا۔" واللہ تم بھی کس قدر بھولے ہو ارے صاحبزادے یہ تمہیں ذبح کرنے کو لئے جاتے ہیں۔" اسمٰعیلؑ نے دریافت کیا:" وہ مجھے کیوں ذبح کرنے کے لئے لئے جاتے ہیں حالانکہ مجھ پر ان سے زیادہ کوئی اور شفیق ہو نہیں سکتا"۔ شیطان نے کہا۔" ابراہیمؑ کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم صادر فرمایا ہے۔" اسمٰعیلؑ نے انتہائی بے پروائی سے فرمایا۔" اگر ایسا ہی امر ہے تو مجھے بسروچشم منظور ہے"۔ شیطان یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ پھر اس کو اسمٰعیلؑ سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اس کے بعد ابراہیمؑ کے پاس آکر کہنے لگا۔" کیوں بڑے میاں تم کس خیال میں ہو، بھلا خدا کو کیا غرض ہے کہ وہ لڑکے کے ذبح کرنے کے لئے کہے تم اس خیال کو چھوڑ دو اور ناحق اس لڑکے کی جان نہ لو۔"

ابراہیمؑ نے فرمایا" ملعون تو مجھ کو بہکانے آیا ہے چل دور ہو یہ باتیں کسی نادان کو سمجھانا۔ شیطان تو یہ باتیں سن کر ناکام یہاں سے واپس ہوا اور ابراہیمؑ نے کچھ دور آگے چل کر اسمٰعیلؑ سے کہا یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی (اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں اس میں تمہاری کیا رائے ہے؟) اسمٰعیلؑ بھی چونکہ خلعت نبوت سے سرفراز ہونے والے تھے بے تامل بول اٹھے یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ (اے باپ جس پر تم مامور کئے گئے ہو وہ کرو مجھ کو انشاء اللہ تعالیٰ صابر پائے گا۔

دونوں باپ بیٹے یہی باتیں آپس میں کرتے ہوئے جس وقت منیٰ میں اس مقام پر جہاں اب قربانیاں کی جاتی ہیں پہنچے۔ اور ابراہیمؑ چھری لے کر ذبح کرنے پر تیار ہوئے تو اسمٰعیلؑ نے گزارش کی" مناسب یہ ہے کہ آپ میرے چہرے کو زمین کی طرف کر دیجئے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے دامن کو سمیٹ لیجئے ہاتھ پاؤں کو میرے رسی سے باندھ دیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی نظر ذبح کے وقت میرے چہرے پر پڑے اور آپ کو محبت آجاوے اور یہ باعث کمی ثواب یا حکم رب کی تعمیل میں تاخیر کا باعث ہو۔" ابراہیمؑ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور نعم العون انت یا بنی علی امر اللہ (اے میرے بیٹے تو بہت ہی

(باقی اگلے صفحہ پر)

تعالیٰ عنہم اس امر کے قائل ہیں کہ اسمعیل ذبیح اللہ ہیں اس وجہ سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انا ابن الذبیحین (میں بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا) فرمایا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث ان کے دعوے کو پورے طور سے ثابت نہیں کر سکتی کیونکہ مجازاً فخر و مباہات کے وقت عام طور سے لوگ چچا کو بھی باپ کہہ دیا کرتے ہیں اور نیز ان کی یہ دلیل بھی قابل قبول عقل نہیں ہے کہ جناب باری نے ارشاد کیا ہے فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ (پس ہم نے اس کو یعنی سارہؑ کو اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی پیدائش کی خوشخبری دی) اگر ذبیح اللہ اسحاقؑ ہی تسلیم کر لئے جائیں تو ان کے بعد یعقوب کی بشارت کے کوئی معنی نہیں پیدا ہو سکتے کیونکہ شروع شباب میں حکم ذبح صادر ہوا تھا یہ حکم آئندہ یعقوبؑ کے پیدا ہونے کے منافی ہے اس وجہ سے کہ بشارت کی وجہ وہی علم الٰہی ہے جو پہلے سے نہ ذبح ہونے کو تسلیم کر چکا تھا اور یہ مان لیا تھا کہ یہ حکم محض بنظر امتحان ابراہیمؑ صادر کیا گیا ہے۔

اسحٰقؑ کے ذبیح اللہ ہونے کے بھی بڑے بڑے صحابہ کرام قائل ہیں۔ عباس۔ عمر۔ علی۔ ابن مسعود۔ کعب احبار۔ زید بن اسلم۔ مسروق۔ سعید بن جبیر۔ عطا۔ زہری۔ مکحول۔ سدی۔ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شہادتیں ملتی ہیں کہ اسحٰقؑ کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا۔ اور یہی

(گذشتہ سے پیوستہ) اچھا معین ہے خدا کی تعمیل ارشاد میں) کہہ کر ایسا ہی کیا جیسے کہ اسمٰعیلؑ نے عرض کیا تھا۔ جس وقت یہ دونوں خدا کے برگزیدہ بندے اپنے سچے خدا کا حکم بجا لانے پر تیار ہو گئے اور ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو زمین پر لٹا کر چھری کو گلے پر پھیرا اسی وقت بحکم باری جبرئیل نے چھری کو الٹ دیا اور جناب باری نے پکار کر کہا ”تم نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اس کی پوری پوری تعمیل کی۔ یہ ذبیحہ (دنبہ) تمہارے لڑکے کا فدیہ ہے اس کو بجائے اپنے لڑکے کے ذبح کرو تم دونوں اپنے اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ بروایت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ دنبہ اس واقعہ سے چالیس برس پہلے سے جنت میں چرا رہا تھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

صفحہ ہذا؎ پہلے ذبیح اللہ اسماعیل ہیں جو جناب رسالت مآب صلعم کے جد اعلیٰ ہوتے ہیں اور دوسرے ذبیح اللہ عبداللہ ہوئے جو آپ کے والد تھے۔

ذبیح اللہ ہیں۔ علامہ طبری کا خیال ہے کہ قول راجح یہی ہے کہ اسحٰقؑ ذبیح اللہ ہیں۔ کیوں کہ نص قرآن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مبشر بہ (جس کی بشارت دی گئی ہو) ذبیح ہو اور بشارت سوائے اسحٰقؑ کے ابراہیمؑ کے کسی اور لڑکے کے حق میں واقع نہیں ہوئی جیسا کہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت آیۂ کریمہ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ (پس بشارت دی ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی) دے رہی ہے کیونکہ یہ آیت اصل میں اس دعا کی قبولیت کی خبر دے رہی ہے، جو ابراہیمؑ نے بابل سے ہجرت کرنے کے وقت جناب باری میں کی تھی آپ لوگ یہ اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سب ماجرے ہاجرہؑ سے پہلے کے ہیں۔ کیونکہ ہجرت کے بعد ہاجرہؑ مصر میں سارہؑ کو دی گئیں اور مصر سے واپسی کے دس برس بعد ہاجرہؑ کو سارہؑ نے ابراہیمؑ کو دیا۔ اس صورت میں مبشر بہ ابن سارہؑ یعنی اسحاقؑ ہوں گے نہ کہ اسمٰعیلؑ اور وہی اس دلیل سے ذبیح اللہ ہوں گے باقی رہا یہ امر کہ ملائکہ نے جس وقت کہ وہ ابراہیمؑ کے یہاں مہمان تھے اور وہ قوم لوطؑ کے ہلاک کرنے کو جا رہے تھے سارہؑ کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دی تھی یہ اسی پہلی بشارت کی تجدید ہے جو کہ ہجرت کے وقت ابراہیمؑ کو دی گئی تھی۔ انتہیٰ کلام الطبری (کلام طبری ختم ہوا)

تحقیق ذبیح

آپ لوگوں کے ذہن میں ضرور یہ خطرہ گذرا ہوگا کہ ذبیح اللہ اسحاقؑ ہیں نہ کہ اسمٰعیلؑ جیسا کہ مورخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا طرز بیان شہادت دے رہا ہے حالانکہ شہرت پذیر امر یہ ہے کہ اسمٰعیل کیساتھ یہ واقعہ پیش آیا اور وہی مقام منا میں ابراہیمؑ کے ساتھ ذبح ہونے گئے بے شک یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن مجید کی نص صریح سے اگر اسماعیلؑ کا ذبیح اللہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا ہے تو اشارۃ النص سے ضرور ثابت ہو جائے گا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ نص صریح سے دونوں بزرگوں میں سے بالتخصیص ایک کا ذبیح اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا قول رسول صلعم اس سے جہاں تک ثابت ہوتا ہے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ ہیں۔

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ علامہ سا فاضل مورخ حدیث اَنَا ابْنُ الذَّبِيْحَيْنِ کے جواب میں کیوں یہ جواب دے رہا ہے کہ "لوگ عام طور سے فخر ومباہات کے وقت چچا کو بھی

(مسلسل)

باپ مجازاً کہہ دیا کرتے ہیں ورنہ آنحضرت صلعم نے اکثر فرمایا ہے انا سید ولد آدم ولا فخر (میں سردار اولاد آدم ہوں اور یہ کوئی فخر نہیں ہے) آپ لوگ یہ تو اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ اولاً جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ کو عام لوگوں میں شام کرنا ہی جادۂ اعتدال سے منحرف ہونا ہے ثانیاً جو شخص سرداری اولاد آدم کو مابہ الفخر نہ سمجھے وہ کیسے چچا کو باپ فخریہ کہہ سکتا ہے۔

دوسری دلیل میں جس کی طرح علامہ نے اپنا خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ اسحٰق کے بعد یعقوب کی بشارت ان کے ذبح کرنے کا حکم عالم شباب میں صادر ہوچکا تھا تب ہی صحیح ہو سکتی ہے اس لئے کہ علم الٰہی میں یہ امر مقدر تھا کہ اسحٰقؑ کے ذبح کرنے کا حکم واقعی نہیں ہے بلکہ جانچ اور امتحان کا ہے اس لحاظ سے یہ حکم بشارت یعقوبؑ کا منافی نہیں ہوسکتا اور علامہ طبری نے اپنے دعوے کی یہ شہادت پیش کی ہے کہ لڑکا پیدا ہونے کی بشارت ہاجرہ سے پہلے دی گئی تھی اس وجہ سے مبشر ابن سارہؑ ہوگا نہ کہ ابن ہاجرہ اور چونکہ علم الٰہی میں یہ امر مخفی تھا کہ اسحٰق ذبح نہ کئے جائیں گے صرف امتحاناً یہ حکم دیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے یعقوبؑ کی بشارت بھی صحیح ہو جائے گی۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم الٰہی میں یہ امر مستور تھا کہ ابراہیمؑ سرزمین شام سے مصر جائیں گے اور یہ واقعات پیش آئیں گے اور ہاجرہؑ کو سارہؑ لے کر ابراہیمؑ کے پاس واپس آئیں گی اور دس برس کے بعد سارہؑ بی بی ہاجرہؑ کو ابراہیمؑ کو دے دیں گی اور ان کے بطن سے اسمٰعیل پیدا ہوں گے اور وہی ذبیح اللہ ہوں گے اس صورت میں پہلی بشارت اسمٰعیل کی ولادت سے متعلق ہوگی اور دوسری اسحاقؑ کے ساتھ اور ذبیح اللہ پہلا مبشرؑ ہوگا نہ کہ دوسرا۔

اس کے علاوہ یہ امر قابل لحاظ ہے جناب باری عز اسمہٗ نے تئیسویں پارہ سورۂ والصافات میں ابراہیمؑ کے قصہ کو اس ترتیب سے بیان کیا ہے کہ پہلے جناب موصوف کے ابتدائی حالات کو بیان کرتے ہوئے بتوں کے توڑنے اور آگ میں ڈالے جانے کا حال ظاہر کیا ہے اس کے بعد یہ ظاہر کیا ہے کہ ابراہیمؑ نے ہجرت کے وقت لڑکے کی دعا مانگی تھی اور جناب باری نے اسے قبول فرما لیا تھا چنانچہ ہجرت کے ایک مدت بعد

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت سارہؑ کی وفات

ان واقعات کے بعد ایک سو ستائیس برس کی عمر میں بی بی سارہؑ کا قریہ جیرون بلاد بنی جیب کنعان میں انتقال ہوا۔ ابراہیمؑ نے عفرون بن صخر سے ایک قطعہ زمین باوجودیکہ وہ بلاقیمت دینے پر راضی تھا چار سو مثقال چاندی دے کر خریدا اور اس میں سارہؑ کو دفن کیا۔ ان کے بعد ابراہیمؑ نے قطورا (یا قنطورا) بنت یقطن کنعانیہ سے عقد کیا۔ حسب روایت توریت، اس کے بطن سے چھ لڑکے زمران، یقشان، مدان۔ مدین۔ اشبق۔ شوخ پیدا ہوئے۔ توریت میں لکھا ہے کہ یقشان کے دو لڑکے سبا۔ ودان پیدا ہوئے اور ودان سے اشور، لطوسیم، لامیم پیدا ہوئے اور مدین سے پانچ لڑکے عیفا۔ عیفین۔ حنوخ، ابیداع، الزاعا وجود میں آئے۔

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد

علامہ سہیلی کا یہ خیال ہے کہ ان لڑکوں کے علاوہ ابراہیمؑ کی ایک چوتھی بی بی حجین یا حجون بنت اہیب نامی سے اور پانچ لڑکے کیسان۔ فروخ۔ امیم۔ لوطان۔ نافس پیدا ہوئے تھے۔ علامہ طبری بنی قنطورا کا ذکر کرتے ہوئے یقشان کو لکھ کر تحریر کرتا ہے: "اور باقی سب ابراہیمؑ کی بی بی رعوہ نامی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔" ابراہیمؑ کے لڑکوں کی صحیح تعداد اس بنا پر تیرہ ہوئی۔ اسماعیل جو سب لڑکوں سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وہ لڑکا پیدا ہوا اور جب وہ بڑا ہوا تو اس کے ذبح کا حکم صادر ہوا۔ جب یہ دونوں باپ بیٹے تعمیل ارشاد الٰہی کے لئے مستعد ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فدیہ بھیج کر اس لڑکے کو بچا لیا۔ ان واقعات کے بعد صریحاً اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت دی جیسا کہ کلام پاک کے آیہ کریمہ شہادت دیتی ہے وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (اور ہم نے خوش خبری دی اس کو یعنی ابراہیم کو اسحاقؑ کی جو کہ نبی ہوگا نیک بختوں میں) کیا اس طرز بیان سے کسی کو مجال کلام رہ جاتا ہے؟ یہ بات نہایت قرین قیاس ہے کہ جب ابراہیمؑ اپنے پہلے لڑکے کے ذبح پر حسب حکم الٰہی مستعد ہوگئے اور امتحان میں پورے اتر گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے فدیہ بھیج کر ان کو بچا لیا اور کمال عنایت والطاف سے ایک اور لڑکے کی ولادت کی بشارت دی۔

بڑے تھے۔ بی بی ہاجرہؑ سے اور اسحاقؑ بطن سارہؑ سے اور چھ قنطوراؔ سے جیسا کہ توریت میں ہے اور پانچ لڑکے بروایت سہیلی حجبونؔ اور بخیال طبری رعوہؔ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

حضرت ابراہیمؑ کی وفات

چونکہ ابراہیمؑ نے اسحاقؑ سے اس امر کا اقرار لے لیا تھا۔ کہ کنعانیوں میں وہ شادی نہ کریں گے۔ اس وجہ سے مقام حران میں جو آپ کی اول ہجرت گاہ تھی اور جہاں آپ کے قبیلہ و قوم کے لوگ رہتے تھے اسحقؑ کو لے گئے اور رفقا بنت بتویل بن ناحور بن آزر سے اسحقؑ کا نکاح کر دیا۔ اسحقؑ اس وقت چالیس برس کے تھے ابراہیمؑ کی حالت حیات ہی میں یعقوبؑ اور عیصو توام پیدا ہو گئے تھے۔ اس کے بعد ایک سو پچھتر برس کی عمر میں ابراہیمؑ کا سرزمین شام میں انتقال ہوا اور سارہؑ بی بی کے پاس اسی زمین کے قطعہ میں دفن کئے گئے۔ اب اسی مقام کو خلیل کہتے ہیں۔ اللہ جل شانہ نے ان کی آئندہ نسلوں کو نبوت اور کتاب سے آخر زمانہ تک سرفراز فرمایا۔

---

[1] مناسب تو یہی تھا کہ جہاں اول اول ابراہیمؑ کا ذکر خیر آیا تھا وہیں ہم جناب موصوف کے وہ حالات جنہیں ہمارے مورخ نے بخیال طوالت ترک کر دیا ہے لکھ دیتے لیکن اس مقام پر بھی تحریر کرنا چنداں نامناسب نہیں ہے اول بآخر نسبتے دارد۔ ایک مشہور قول ہے۔ ابراہیمؑ اولوالعزم انبیاء میں سے ہیں۔ یہی ابوالانبیاء ہیں۔ ان پر بیس صحیفے نازل ہوئے تھے سب سے پہلے آپ ہی نے مہمانداری کی رسم نکالی ہے آپ ہی نے اول اول نناوے برس کی عمر میں ختنہ کرایا اور پانی سے استنجا کیا مسواک کی اور ناک کو پانی سے صاف کیا، مصافحہ اور معانقہ کے بھی آپ ہی موجد ہیں پاجامہ بھی آپ ہی نے بالہام ربانی سب سے پہلے بنایا۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایمان کی حفاظت اور اطاعت حق تعالیٰ کی خاطر اپنا وطن چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت کی۔ سبائک الذہب اور کامل ابن اثیر میں آپ کی عمر دو سو برس لکھی ہے۔ آپ کے انتقال کا قصہ موخر الذکر فاضل نے اس طرح بیان کیا ہے کہ چونکہ ابراہیمؑ نے خدائے تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ بغیر میری خواہش کے میری روح نہ قبض کی جائے۔ اس وجہ سے جب مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ ابراہیمؑ کی روح قبض کی جائے تو اللہ جل شانہ نے ملک الموت کو ایک بوڑھے مسلوب القویٰ شخص کی صورت میں ابراہیمؑ کے پاس بھیجا جناب موصوف اس وقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے جناب

(مسلسل)

حضرت اسمٰعیل کی وفات

اسمٰعیلؑ جیسا کہ قبل انتقال ابراہیمؑ مکہ میں رہتے تھے ویسا ہی بعد انتقال بھی مکہ میں رہے اور انہیں بنی جرہم میں نشو و نما پا کر ان کی اور نیز ان عمالقہ کی طرف جو اطراف مکہ میں رہتے تھے اور اہل یمن کی طرف مبعوث ہوئے ان میں سے کچھ لوگ تو ایمان لائے اور بعض بدستور کفر و الحاد ہی کے راستہ پر رہے وقت انتقال جیسا کہ توریت میں مذکور ہے آپ بنی جرہم میں بارہ لڑکے نبایوتؑ (جس کو عرب نابت یا نبت کہتے ہیں) قیذار[2] ۔ ادبیل[3] ۔ بسام[4] ۔ مشمع[5] ۔ دوما[6] ۔ مسا[7] ۔ حداد[8] ۔ تیما[9] ۔ یطور[10] ۔ نافس[11] ۔ قدما[12] چھوڑ گئے۔ ابن اسحاقؒ کی روایت شہادت دیتی ہے کہ اسمٰعیلؑ کی عمر ایک سو تیس[130] برس کی ہوئی۔ اور اپنی ماں کے پاس میزاب اور حجر اسود کے درمیان میں دفن کئے گئے۔ توریت میں ان کی عمر ایک سو سینتیس[137] سال لکھی ہے اور یہ لکھا ہے کہ ان کی اولاد جویلا سے شور قبالہ مصر تک اثور کی جانب آباد ہو گئی اور اہل توریت کے نزدیک جویلا سے جنوب برقہ اور شور سے ارض حجاز اور اثور سے بلاد موصل و جزیرہ مراد ہے۔

بنی اسمٰعیل

اسمٰعیلؑ کے بعد نابتؑ ابن اسمٰعیل بیت اللہ کا متولی ہوا اور مکہ میں اپنے

(گذشتہ سے پیوستہ) موصوف نے اس بوڑھے (ملک الموت) کو بھی دستر خوان پر بٹھلایا۔ ضعف و ناتوانی نے اس بوڑھے کو اس قدر مجبور کر دیا تھا کہ جس لقمہ کو وہ اٹھا کر منہ میں رکھنے کا قصد کرتا تھا وہ پہلے آنکھ تک پہونچ جاتا تھا پھر وہاں سے چھٹ کر کان میں داخل ہو جاتا تھا اس کے بعد منہ تک بہ ہزار خرابی پہونچتا تھا ابراہیمؑ یہ ماجرا دیکھ کر سخت متعجب ہوئے اور اس کا سبب دریافت کیا۔ اس بڈھے نے کہا کہ ضعیفی نے میرا یہ حال کر رکھا ہے ابراہیمؑ نے اس کی عمر دریافت کی اس بڈھے نے اپنے کو ابراہیمؑ سے دو برس بڑا بتلایا۔ ابراہیمؑ نے اپنے دل میں کہا۔ "اللہ اکبر میرے اور اس کی عمر میں صرف دو برس کی چھوٹائی بڑائی ہے۔ دو برس کی بڑائی میں اس کا یہ حال ہو رہا ہے۔ غالباً دو برس کے بعد میری بھی یہی کیفیت ہو گی" تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد یہ دعا کی اللھم اقبضنی الیک (اے خدا مجھ کو اپنی طرف کھینچ لے) وہ بڈھا (ملک الموت) اٹھا اور اس نے روح قبض کر لی۔ فیہ ما فیہ فتدبر۔

[1] اسماعیلؑ اور اسمٰعین دونوں لغت مروی ہیں یہ عجمی نام ہے اس کے معنی مطیع اللہ ہیں آپ ہی کی طرف نور نبی منتقل ہوا۔

بھائیوں کے ساتھ مقیم رہا۔ یہاں تک کہ ان کی نسل میں اس درجہ ترقی ہوئی کہ مکہ میں نہ سما سکے اور حجاز کے اطراف و جوانب میں پھیل گئے۔ بطون عدنان کی نسبت اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ نابت ابن اسمٰعیل کی طرف منسوب ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس قول سے اختلاف بھی کیا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ عدنانی عرب تمام قیذار ابن اسمٰعیلؑ کی اولاد سے ہیں حالانکہ علماء نسب نے سوائے نابت کے اسمٰعیل کے کسی اور لڑکے کی اولاد کا کچھ تذکرہ نہیں کیا۔ اکثر علماء کا خیال یہ بھی ہے کہ قحطانی عرب بھی اسماعیلؑ کی کسی اولاد کی نسل سے ہیں۔ اس لحاظ سے اسماعیلؑ تمام عرب کے (جو ان کے بعد ظہور میں آئے) مورث اعلیٰ اور جد اکبر ہوئے واللہ اعلم۔

باب

حضرت یعقوب علیہ السّلام

حضرت یعقوبؑ و عیصو میں مخاصمت

باقی رہے اسحاقؑ وہ فلسطین میں رہے۔ اور بڑی عمر پائی۔ اخیر عمر میں آپ نابینا بھی ہوگئے تھے چونکہ آپ نے یعقوبؑ کے لیئے دعائے[1] برکت کی تھی۔ اس وجہ سے عیصو برہم ہوکر یعقوبؑ کے قتل کے درپے ہوئے رفقا بنت تبویل نے یعقوبؑ کو اس سے آگاہ کر کے حرّان چلے جانے کی رائے دی۔ چنانچہ یعقوبؑ رات کو گھر سے نکل کر حرّان کی طرف روانہ ہوئے۔ شام سے صبح تک سفر کرتے تھے

---

[1] اس کا تفصیلی واقعہ یہ ہے کہ اسحاق نے نابینا ہونے کے بعد ایک روز عیصو سے کہا "اگر آج تم مجھ کو شکار کا گوشت کھلاؤ تو میں تمہارے حق میں وہ دعا کروں جو میرے باپ نے میرے حق میں کی تھی" عیصو تو یہ سن کر شکار کو چلے گئے اور یعقوب سے ان کی ماں نے کہا "بیٹا تم اپنی بکری ذبح کر کے کباب بناؤ اور اپنے باپ کے سامنے رکھ کر ان سے اپنے حق میں دعائے برکت لے لو" یعقوبؑ نے اپنی ماں کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ اسحاقؑ نے بہت شوق سے کھایا اور دعا دی۔ "اللہ تعالیٰ تیری نسل میں انبیاء و ملوک پیدا کرے" اس کے بعد عیصو شکار لے کر واپس آئے اسحاقؑ نے فرمایا کہ گو یعقوب تم سے سبقت لے گیا لیکن تاہم میں تمہارے حق میں یہ دعا کرتا ہوں کہ تمہاری نسل کی اس درجہ ترقی ہوگی کہ وہ ریت کے ذرّوں سے بھی زیادہ سمجھی جائے گی۔ عیصو اسی وجہ سے یعقوب سے کشیدہ ہوگئے اور ان کے قتل کی فکر میں ہوئے۔ اسحاقؑ کو عیصو سے زیادہ محبت تھی اور یعقوبؑ سے ان کی ماں رفقا بنت تبویل کو۔

جب صبح ہو جاتی تھی تو ٹھہر جاتے تھے اسی وجہ سے اللہ جل شانہٗ نے ان کو اسرائیل کے لقب سے یاد کیا ہے۔ رفتہ رفتہ تھوڑے دن بعد حران میں اپنے ماموں لابان بن تبویل کے پاس پہونچ کر مقیم ہوئے۔ لابان بن تبویل نے اپنی بڑی لڑکی لیا نامی کا نکاح یعقوبؑ سے کر دیا اور خدمت کے لئے زلفہ کو دیا اس کے بعد چھوٹی لڑکی راحیل نامی کو اپنے بھانجے یعقوبؑ کے نکاح میں دیا۔ اور جہیز میں بلہا کو دیا۔

حضرت یعقوبؑ کی اولاد

سب سے پہلے لیا سے روبیل اس کے بعد شمعون پھر لاوی اس کے بعد یہودا یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے۔ چونکہ راحیل سے اس وقت تک کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس وجہ سے اس نے اپنی بلہا خادمہ یعقوب کو ہبہ کر دی۔ جس کے بطن سے دان اور نفتالی پیدا ہوئے لیا نے بھی یہ دیکھ کر اپنی زلفہ خادمہ یعقوبؑ کو دے دی تھوڑے دن بعد اس کے بطن سے کاد اور آشر پیدا ہوئے اس کے بعد پھر لیا کے بطن سے یساخر اور زبولون ظہور میں آئے۔ یعقوبؑ کے دس لڑکے پورے ہو چکے تھے کہ راحیل نے جناب باری میں لڑکے کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کرلی اور ان کے بطن سے یوسفؑ صدیق پیدا ہوئے۔

حضرت یعقوبؑ کی مراجعت کنعان

یعقوبؑ بیس برس تک حران میں رہے اس کے بعد بحکم الٰہی کنعان کی طرف روانہ ہوئے اگرچہ لابان (یعقوبؑ کا ماموں) اس ارادے کا مخالف تھا چنانچہ واپس لانے کی غرض سے دو ایک منزل تک یعقوبؑ کے ساتھ ساتھ آیا لیکن جب اُس نے یعقوب کو واپس ہوتے نہ دیکھا تو ناچار بھیڑ بکریوں کا ایک گلہ دے کر حران کی طرف واپس ہو گیا اور یعقوب منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے روانہ ہوئے حتیٰ کہ عیصو کے شہر کے قریب پہونچے۔ عیصو ان دنوں جبل یسعین جو کہ سرزمین کرکؔ[1] اور شوبک میں واقع ہے رہتا تھا۔ عیصو نے بھیڑ بکریوں کا گلہ دیکھ کر چرواہوں سے دریافت کیا "یہ بھیڑ بکریاں کس کی ہیں" چرواہے چونکہ پہلے ہی سے سکھا دیئے گئے تھے ایک زبان بول اُٹھے "یہ بکریاں یعقوبؑ نامی عیصو کے چرواہے کی ہیں" عیصو یہ سن کر خاموش ہو کر چلا گیا۔ اس کے بعد یعقوبؑ نے کچھ بکریاں اور کچھ بھیڑ عیصو کے پاس ہدیہ بھیجیں جس سے عیصو کا دل یعقوب کی طرف سے صاف ہو گیا۔

---

[1] کرک وشوبک یہ دونوں مشہور شہر سرزمین شام میں عمان وایلہ کے درمیان واقع ہیں۔

حضرت اسحٰق کا انتقال

اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یعقوبؑ کو بذریعہ وحی مطلع کیا کہ "آج سے تمہارا نام اسرائیل ہوگا"۔ اس کے بعد یعقوبؑ نے ارشالیم (یروشلم بیت المقدس) پہونچ کر ایک کھیت خرید لیا اور یہیں سکونت اختیار کرلی۔ اس مقام پر راحیل پھر حاملہ ہوئیں اور مدت حمل گذر جانے کے بعد بنیامین یعقوب کے بارھویں لڑکے پیدا ہوئے اور راحیل نے زچہ خانہ میں انتقال کیا اور بیت اللحم میں دفن کی گئیں۔ اس کے بعد یعقوبؑ قریہ حبرون میں اپنے بزرگ باپ اسحٰقؑ کے پاس چلے آئے اور یہیں مقیم رہے یہاں تک کہ اسحٰقؑ کا ایک سو اسی برس کی عمر میں انتقال ہوگیا اور اپنے باپ ابراہیمؑ کی قبر کے پاس دفن کئے گئے۔

حضرت یوسفؑ

یعقوبؑ اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے اور ان کے تمام لڑکے ان کے پاس رہے یہاں تک کہ یوسفؑ بڑے ہوئے اور خواب کا حال بیان کیا پھر بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے گئے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا مسافروں نے نکال کر عربوں کے ہاتھ بیس مثقال پر فروخت کیا اور عربوں سے عزیز مصر نے خرید لیا۔ ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ عزیز مصر کا نام اطفیر بن رحیب تھا اور فرعون مصر ان دنوں عمالقہ میں سے ریان بن ولید بن دومغ تھا۔ الغرض یوسفؑ نے عزیز مصر کے یہاں پرورش پائی پھر زلیخا کے ساتھ چند واقعات پیش آئے قید میں رہے۔ قیدیوں کے خواب کی تعبیر بیان کی پھر بادشاہ مصر نے ان کو بخوف قحط، زمانہ قحط میں خزائن زراعت کا منتظم بنایا اور ملکی انتظام تمام ان کے سپرد کر دیا جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے یوسفؑ کی عمر اس وقت تیس برس کی ہو چکی تھی۔ بعضے کہتے ہیں کہ اطفیر کی معزولی کے بعد اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد یوسفؑ متولی وزارت ہوئے اور زلیخا سے عقد کر لیا اور اس کی تمام املاک کے مالک ہو گئے۔ یہی امور ان کے سب بھائیوں اور باپ کے ایک جا ہونے کے ظاہری اسباب ہیں۔ کیونکہ جب کنعان میں قحط پڑا تھا تو ان کے بعض بھائی غلہ وجنس لینے کے لئے مصر میں آئے یوسفؑ نے ان کی قیمت انہیں واپس کر دی تھی اور تمام بھائیوں کو بلوایا تھا اور یہی ان کے تمام بھائیوں اور باپ کے جمع ہونے کا سبب ہوا اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ یعقوبؑ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے

لہ علامہ ابوالحسن علی ابن ابوالکرم محمد شیبانی معروف بہ ابن اثیر جزری صاحب تاریخ کامل کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسحٰق کا وقت انتقال ایک سو ساٹھ برس کا سن مبارک تھا اور یعقوبؑ اس وقت ایک سو بیس برس کے تھے۔ واللہ اعلم

رویائے یوسفؑ

یوسفؑ کی عمر بارہ برس کی ہو چکی تھی کہ آپ نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے[1] اور آفتاب و ماہتاب مجھے سجدہ کر رہے ہیں، صبح ہوتے ہی یوسفؑ نے اپنے عالی قدر باپ یعقوبؑ سے خواب بیان کیا۔ یعقوبؑ نے اس خواب کی تعبیر تو بیان کر دی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی تاکید اً کہا "دیکھو خبردار اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ورنہ وہ لوگ حسد کی وجہ سے تمہارے ہلاک کرنے کا حیلہ ڈھونڈیں گے" پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ (یعنی جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے تجھ کو اس خواب کیساتھ برگزیدہ کیا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ نبوت اور اہم امور کے انتظام کے لئے تجھے ممتاز اور مختص کریگا اور سکھلائے گا تجھ کو احادیث کی تاویل یعنی خوابوں کی تعبیر اور پوری کر دے گا اپنی نعمت کو تجھ پر یعنی دینی اور دنیاوی دو نعمتوں کو ملا دے گا)

یعقوبؑ تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ باتیں تنہائی میں ہو رہی ہیں اور یوسفؑ کو منع کر دیا ہے لیکن بعد کو یہ معلوم ہوا کہ یوسفؑ کی سوتیلی ماں لیّا یہ باتیں سن رہی تھیں چنانچہ انہوں نے چراگاہ سے واپس ہونے کے بعد یوسفؑ کے سوتیلے بھائیوں سے تمام ماجرا بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے سن کر کہا:" یوسفؑ نے آفتاب سے باپ کو تعبیر کیا ہے اور ماہتاب سے تجھے مراد لیا ہے اور ستاروں سے ہمارے سوا اور کس کو مراد دے گا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ابن راحیل ہم پر اپنی فضیلت ثابت کیا چاہتا ہے افسوس ہے کہ ہم سے زیادہ ہمارا باپ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو پیار کرتا ہے حالانکہ وہ چھوٹے چھوٹے بچے کسی کام کے نہیں ہیں اور ہم قوی اور تن آور ہیں بے شک ہمارا باپ غلطی میں پڑا ہوا ہے۔ مناسب ہے کہ یوسفؑ کو قتل کر ڈالو یا ایسی زمین میں اسے چھوڑ آؤ کہ باپ سے وہ بالکل علیحدہ ہو جائے۔ اس کے بعد ہم سب باپ کے نزدیک محبوب ہو جائیں گے۔

یہوداہ نے جو سب بھائیوں میں عقلاً و فضلاً بڑا تھا کہا یوسفؑ کو قتل نہ کرو کیونکہ قتل

---

[1] وہ گیارہ ستارے جن کو یوسفؑ نے خواب میں دیکھے تھے۔ جریان۔ الطارق۔ الذیال۔ قابس عموران۔ الفیلق۔ المصبح۔ الفرمح۔ الفرغ۔ وثاب ذوالکفتین تھے۔

ایک گناہ کبیرہ ہے بہتر ہوگا کہ اسے کسی اندھے کنوئیں میں لے جا کر ڈال دو راہ گیر اسے نکال کر لے جاویں گے۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور آپس میں معاہدہ کر کے دسوں بھائی حضرت یعقوبؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے یَآ اَبَانَا مَالَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ (اے باپ ہمارے تجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ یوسفؑ پر ہمارا بھروسا نہیں کرتا حالانکہ ہم اس کے محافظ ہیں) اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (یوسفؑ کو ہمارے ساتھ صحرا کی طرف بھیج دے چرائے گا اور کھیلے گا درحالیکہ ہم اس کے نگراں رہیں گے)

حضرت یعقوبؑ ان کی چالاکیاں سمجھ کر بولے اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ (مجھ کو یہ خیال رنج دے رہا ہے کہ تم اس کو لیجاؤ اور مجھ کو خوف ہے کہ شاید تمہاری غفلت سے اس کو بھیڑیا کھا جائے) یعقوبؑ نے یہ جواب اس بنا پر دیا تھا کہ آپ نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا یوسفؑ ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہیں اور ان کو دس بھیڑیوں نے گھیر لیا ہے اور عنقریب اسے کھایا چاہتے ہیں۔ دفعتہً انہیں میں سے ایک بھیڑیے نے یوسفؑ کی حمایت کی ناگاہ زمین شق ہو گئی اور یوسف اس میں سما گئے۔ پھر تین دن کے بعد آپ زمین سے نکلے۔

یوسفؑ کے بھائیوں نے جس وقت اپنے باپ کا جواب مذکور سنا ایک زبان ہو کر بول اٹھے یہ عجیب بات ہے کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم قوی اور توانا ہوں اگر ایسا پیش آجائے تو ہم سے بڑھ کر اور کون بے حمیت ہو سکتا ہے۔ یعقوبؑ کو اس جواب سے کسی قدر اطمینان ہوا اور یوسفؑ نے بھی بمقتضائے سن جانے پر اصرار کیا ناچار یعقوبؑ نے اجازت دے دی چنانچہ یوسفؑ کپڑے پہن کر بھائیوں کے ساتھ چراگاہ تشریف لے گئے۔

جس وقت یہ دسوں بھائی یوسفؑ کو ہمراہ لئے ہوئے ایک سنسان میدان میں پہنچے سب نے آستین چڑھا چڑھا کر مارنا شروع کر دیا جب ایک ان میں سے آپ پر حملہ کرتا تھا تو دوسرے سے پناہ مانگتے تھے اور جب وہ بھی مارنا شروع کرتا تھا تو تیسرے سے پناہ مانگتے تھے یہاں تک کہ آپ کو قریب المرگ کر دیا۔ اس وقت یہودا نے کہا "تم نے تو عہد کیا تھا کہ ہم کسی قسم کی تکلیف نہ دیں گے اور نہ ماریں گے۔ اب یہ کیا کر رہے ہو اپنی اس حرکت سے باز آؤ" سب نے مارنے سے

ہاتھ روک لیا اور کنوئیں پر لے جا کر آپ کی قمیص اتاری، بازو باندھے۔ یوسفؑ نے کہا اِخْوَتَاهُ رُدُّوا عَلَىَّ قَمِيصِي اَتَوَارى بِهٖ فِي الْجُبِّ (اے بھائیو میرا قمیص مجھ کو دیدو تاکہ اس کنوئیں میں پہنے رہوں) بھائیوں نے جواب دیا کہ آفتاب و مہتاب، اور گیارہ ستاروں کو بلا وہی تجھے چھپائیں گے۔

یوسفؑ نے کہا بھائی میں نے کچھ نہیں دیکھا مجھ کو معاف کرو لیکن انہوں نے ایک بھی نہ سنی اور کنوئیں میں آپ کو رسی باندھ کر دور تک تو آہستہ آہستہ اتارا جب نصف کے قریب رہ گیا تو رسی چھوڑ دی۔ قدرت الٰہی سے ایک ٹکڑا پتھر کا پانی کے اوپر نکلا ہوا تھا جس پر یوسفؑ پہونچ کر ٹھہر گئے اور ظاہرا یہی سبب ان کی جانبری کا ہوا۔

پھر بھائیوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ یوسفؑ کنوئیں میں گرانے سے پہلے نیم جان ہو چکا تھا اور اب تو غالباً اس کی روح ضرور فنا ہو گئی ہو گی اور اس خیال کی تصدیق کے لئے یوسفؑ کو پکارا۔ یوسفؑ نے یہ سمجھ کر کہ شاید اب بھائیوں کو میرے حال پر رحم آیا ہے۔ مجھ کو اس تکلیف سے نجات دیں گے اور کنوئیں سے نکال لیں گے جواب دیا۔ نامہربان بھائیوں نے پھر مارنے کا ارادہ کیا لیکن یہودا نے انہیں اس فعل سے روکا اور ایک سکوت کے عالم میں سب کے سب واپس ہوئے۔

ادھر تو برادرانِ یوسفؑ اپنے بکریوں کے گلہ کی طرف واپس ہوئے اُدھر جناب باری نے یوسفؑ پر وحی نازل فرمائی "کہ ایک دن وہ بھی آئیگا کہ تو ان کو ان کے افعال کی خبر دے گا اور تیرا ایسا مرتبہ بڑھ جائے گا کہ تجھے نہ جانیں گے کہ تو یوسفؑ ہے" یوسفؑ کے بھائی بکریوں کے گلہ کے پاس آئے اور ایک بکری کو ذبح کر کے اس کے خون سے یوسفؑ کے پیراہن کو رنگا اور تقریباً عشاء کے وقت روتے ہوئے یعقوبؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے يَا اَبَانَا اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِيْنَ (اے ہمارے باپ ہم آگے بڑھ گئے اور یوسفؑ کو کپڑوں کے کے پاس چھوڑ گئے بھیڑیئے نے اُس کو کھالیا ہم ہرچند سچ کہیں گے لیکن تجھ کو یقین نہ ہو گا)

یعقوبؑ کو یہ سن کر سکتہ سا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اپنے غمگین دل کو سنبھال کر فرمایا

"یہ ایسا واقعہ نہیں ہوا بلکہ تم نے یہ کام اپنی طبیعت سے کیا ہے میں صبر کرتا ہوں صبر کا درجہ بڑا ہوتا ہے اچھا لاؤ اس کا قمیص مجھے دکھاؤ۔" یوسفؑ کے بھائیوں نے جس وقت قمیص دکھلائی یعقوبؑ غور سے دیکھ کر بولے "۔ تاللّٰہ ما رایت ذئبا احلم من ھذا اکل ابنی ولم یشق قمیصہ (خدا کی قسم ہے میں نے اس بھیڑیئے سا کسی کو حلیم نہیں دیکھا کہ اس نے میرے لڑکے کو تو کھالیا اور اس کی قمیص کو نہ پھاڑا) اور چیخ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بہت روئے اور قمیص کو بار بار اٹھا کر دیکھتے تھے اور آنکھوں سے لگا کر سونگھتے تھے

تین روز تک یوسفؑ کنوئیں میں رہے اس اثنا میں ایک فرشتہ نے آ کر بازو کھول دیئے چوتھے روز عرب کا ایک قافلہ مصر جا رہا تھا وہ اتفاقاً اس کنوئیں کے قریب پہونچ کر ٹھیرا اور دو شخصوں کو جن میں سے ایک کا نام مالک بن زعر اور دوسرے کا نام بشریٰ تھا پانی لینے کو بھیجا۔ مالک بن زعر نے پانی کھینچنے کی غرض سے کنوئیں میں ڈول ڈالا یوسفؑ اس کے ڈول و رسی کو پکڑ کر کنوئیں سے نکل آئے جس وقت مالک ابن زعر کی آنکھ یوسف پر پڑی پہلے کچھ جھجکا لیکن پھر سنبھل کر چلا اٹھا۔ یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلٰمٌ (اے بشریٰ یہ تو ایک لڑکا ہے)

علماء تاریخ نے بشریٰ میں اختلاف کیا ہے بعض کا تو خیال ہے کہ بشریٰ مالک ابن زعر کے ساتھی کا نام تھا جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے اور اکثر یہ فرماتے ہیں کہ بشریٰ سے مقصود کوئی شخص معین نہیں ہے اور نہ مالک ابن زعر کے ساتھی کا نام بشریٰ تھا۔ آیہ کریمہ میں بشریٰ کے معنی بشارت یعنی خوش خبری کے ہیں۔ واللّٰہ اعلم۔

الغرض مالک اور بشریٰ یوسفؑ کو امیر قافلہ کے پاس لائے قافلہ والے دیکھ کر بہت خوش ہوئے آپس میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اس اثنا میں یہودا آپہنچا اور یوسفؑ کو امیر قافلہ کے پاس بیٹھا ہوا دیکھ کر اپنے بھائیوں کو اس ماجرے سے آگاہ کیا چنانچہ دسوں بھائی امیر قافلہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ "یہ تو ہمارا غلام ہے اسے تم لوگوں نے کہاں پایا۔ وہ چار روز ہوئے کہ بھاگ آیا ہے۔ یوسفؑ ڈر کے مارے کچھ نہ بولے اور ان لوگوں نے امیر قافلہ کے ہاتھ ان کو بیس یا بائیس یا چالیس درہم کے عوض فروخت کر دیا اور دام کھرے کر کے چلتے پھرتے نظر آئے۔

یوسفؑ قافلہ کے ساتھ ساتھ مصر پہونچے مالک بن زعر بن واین بن عیفا بن مدین جس نے آپ کو آپ کے بھائیوں سے خریدا تھا نہلا دھلا اچھے کپڑے پہنا کر فروخت کرنے کی غرض سے بازار میں پیش کیا۔ اطفیر بن رحیب یا قوطیفر نے جو فرعون مصر کا وزیر عزیز مصر کے لقب سے مشہور تھا خرید لیا اور اپنے مکان پر لاکر اپنی بی بی زلیخا یا راعیل سے کہا اَکْرِمِیْ مَثْوٰہُ عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا (اس کو آرام وعزت سے رکھو عجب نہیں کہ آئندہ ہمیں نفع دے یا اسے ہم اپنا لڑکا بنا لیں۔

ان دنوں مصر کی فرعونیت عمالقہ کے خاندان میں تھی۔ ریان بن ولید بن ودمع کا فرعون تھا۔ علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ یہ فرعون مصر یوسفؑ پر جب کہ انہیں نبوت عطا ہوئی تھی ایمان لایا تھا اور آپ کی حالت حیات میں انتقال بھی کر گیا اس کے بعد قابوس بن مصعب مصر کا فرعون ہوا اور یہ باوجود دعوت ایمان یوسفؑ پر ایمان نہ لایا بعضے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ قابوس ہی موسیٰؑ کے زمانہ میں فرعون مصر تھا اور اس کی چار سو برس کی عمر ہوئی تھی اس دلیل سے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ جَآءَکُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ (اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف دلائل لیکر آئے) اس بنا پر اگر یوسفؑ اور موسیٰؑ کا فرعون ایک نہ ہوگا تو اس آیت کے معنی درست نہ ہوں گے میرے نزدیک ان کا یہ خیال ان کی نافہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اولاد کو ان کے آبا واجداد کے حال سے مخاطب کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

یوسفؑ جس وقت سن شباب کو پہنچے اور ابھی آپ کی عمر تیس برس سے زیادہ نہ ہوئی تھی اور علم وحکمت ونبوت سے سرفراز نہیں کئے گئے تھے کہ زلیخا آپ پر مائل ہو گئیں اور ایک دن خلوت میں بلا کر اپنا خیال ظاہر کیا یوسفؑ نے فرمایا مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیْ (خدا کی پناہ مانگتا ہوں بیشک وہ تیرا شوہر میرا مربی ہے) اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (بے شک اللہ ظالموں کو یعنی خیانت کرنے والوں کو فلاح نہیں دیتا) زلیخا نے چونکہ دروازے پہلے سے بند کرا دیئے تھے مطمئن ہو کر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی کبھی تو کہتی تھیں یَا یُوْسُفُ مَا اَحْسَنَ شَعْرَکَ (اے یوسفؑ تمہارے کیا اچھے بال ہیں) اور یوسفؑ فرماتے تھے ھو اول ینتثر من جسدی (وہی

سب سے پہلے میرے بدن سے پراگندہ ہونگے اور کبھی کہتی تھیں یا یوسف ما احسن عینک (اے یوسف تیری آنکھیں کیا اچھی ہیں) اور آپ یہ جواب دیتے ہیں ھی اول مایسیل من جسدی (یہی میرے جسم سے سب سے پہلے بہہ جائیں گے) زلیخا اس قسم کی چھیڑ چھاڑ کرتی رہیں تھوڑی دیر کے بعد یوسفؑ کی پاک طبیعت پر بھی میلان کا اثر نمایاں ہوا لیکن فضل الٰہی شامل حال تھا آپ پاک وصاف بچ گئے۔

ہمارے اس بیان سے کہ یوسفؑ کی پاک طبیعت پر بھی میلان کا اثر نمایاں ہوا ہرگز ہرگز یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ (عیاذاً باللہ) یوسفؑ بھی زلیخا کے ساتھ کسی فعل کے کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے۔ لیکن جبرئیل کی وجہ یا کسی اور ذریعہ سے بچ گئے۔ کیونکہ کلام ربانی کا طرز بیان اس کے خلاف شہادت دے رہا ہے یوسفؑ ہرگز ہرگز زلیخا کی طرح آمادہ و تیار نہیں ہوئے تھے اور نہ انہوں نے ازاربند کی گرہوں کو کھولنا شروع کیا تھا جیسا کہ بعضوں نے غلطی سے لکھ دیا ہے اور نہ پاجامہ کے کھولنے پر تیار ہوئے تھے اور نہ زلیخا نے ہفت خانہ اس لئے بنوایا تھا اور نہ اس مکان میں کوئی بت رکھا ہوا تھا جس پر زلیخا نے شرم وحجاب کی وجہ سے چادر ڈال دی تھی اور نہ یوسفؑ کے دل میں کسی فعل کے کرنے کا خطرہ گذرا تھا۔

ہاں یہ بات ضرور ہوئی تھی کہ زلیخا کی چھیڑ چھاڑ سے ایک قسم کا خیال پیدا ہوگیا تھا جسے آپ میل طبع سے تعبیر کیجئے اور چاہے قصد وارادہ سے تعبیر کیجئے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یوسفؑ کا یہ قصد اختیاری (یعنی عزم) نہ تھا بلکہ اس خیال کے ساتھ ان کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف بھی اپنا رنگ جمانا چاہتا تھا اور دونوں میں رسہ کشی ہو رہی تھی کہ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ بالکل اس سے مبرا رہے یہ لوگوں کی ایسی من مانی گھڑی ہوئی کہانیاں ہیں جن سے سلب ایمان کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

علماء تفسیر نے وہم بہا کے معنی قصد بہا (یعنی انہوں نے بھی اس کا قصد کیا) تحریر کیا ہے۔ عزم بہا نہیں لکھا کیونکہ قصد اور عزیمت میں بہت بڑا فرق ہے۔ عزیمت کا دل سے تعلق ہے اس کا درجہ قصد سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور قصد امور قلبیہ سے نہیں ہے اس کے علاوہ آیہ کریمہ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ سے یہ معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ

بے شک اس نے یعنی زلیخا نے قصد کیا اور یوسفؑ بھی اسی کا قصد کرتے لیکن انہوں نے اپنے رب کا برہان دیکھ لیا اور اس سے باز رہے۔

برہان کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال ظاہر کئے جاتے ہیں بعضے یہ کہتے ہیں کہ یوسف صدیقؑ نے یعقوبؑ کو انگشت بدنداں افسوس کرتے ہوئے دیکھا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ یوسفؑ صدیق نے یعقوب کو نہیں دیکھا تھا بلکہ ایک غیبی ندا آئی کہ یا یوسف تزنی وانت نبیؐ اے یوسفؑ تو زنا کے لئے آمادہ ہوا چاہتا ہے حالانکہ تو نبی ہے کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ یوسف صدیقؑ آیۃ لَا تَقْرَبُوْا الزِّنَا اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَاءَ سَبِیْلاً لکھی ہوئی دیوار پر دیکھ کر اس قصد غیر اختیاری سے باز رہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ یوسف صدیقؑ نے یہ نہ دیکھا تھا نہ وہ دیکھا تھا اگرچہ تقدیر الٰہی سے ایسے اسباب کا ظاہر و پیدا ہو جانا کچھ بعید نہیں ہے لیکن اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یوسف صدیقؑ کے خیال میں زلیخا کی چھیڑ چھاڑ سے جو ایک وسوسہ پیدا ہو رہا تھا اور ان کا وہ نورانی قلب جو آئندہ نور نبوت سے معمور ہونے والا تھا اس کے دفع کرنے میں سعی کر رہا تھا کہ بتائید غیبی و الہام الٰہی اس میں کامیاب ہو گئے ایک سیدھی بات کو ایسے پیرایہ سے ظاہر کرنا جس کے فہم سے ظاہر بینوں کو تردد ہو۔ دوراندیش عقل جائز نہیں رکھتی۔

الغرض یوسف صدیقؑ اپنے دامن عصمت کو زلیخا کے ہوا و ہوس کے ہاتھوں پاک و صاف بچا کر بھاگے زلیخا نے یوسفؑ صدیق کے پکڑنے کی کوشش کی اور اس تگ و دو میں یوسفؑ صدیق کی قمیص کا پچھلا دامن پھٹ گیا۔ اتفاق یہ کہ دروازہ جو کھلا تو اطفیر (زلیخا کا شوہر) زلیخا کے چچازاد بھائی سے کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا۔ زلیخا اور یوسفؑ دیکھ کر جھینپ سے گئے۔ یوسفؑ صدیق دل میں سوچ رہے تھے ابھی کوئی بات منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ زلیخا بول اٹھی مَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ بِاَھْلِکَ سُوْءً اِلَّا اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (کیا تعزیر اس شخص کی ہے جو تیرے اہل کی رسوائی کا خواہاں ہو سوائے اس کے کہ وہ قید اور عذاب میں مبتلا کر دیا جائے) یوسفؑ نے جواب دیا ھِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ (اسی نے خود مجھ کو معصیت کی طرف بلایا تھا) عزیز مصر یوسفؑ و زلیخا کی تقریر سن کر خاموش ہو گیا زلیخا کے چچازاد بھائی نے کہا "اس

میں سکوت و تامل کس امر کا ہے ان دونوں کی صداقت کی تحقیق بہت ہی آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یوسفؑ کا قمیص آگے سے پھٹا ہو تو زلیخا کا دعویٰ سچ اور قابل تسلیم ہے اور یہ جھوٹا ہے اور اگر قمیص کا پچھلا دامن چاک ہو گیا ہو تو وہ جھوٹی ہے اور یوسف کا دعویٰ سچا ہے۔ تحقیق و معائنہ سے یوسف صدیق صادق ٹھہرے زلیخا شرما گئیں۔ عزیز مصر نے یوسف کو اخفاء راز کی ہدایت کی اور زلیخا سے استغفار کرنے کو کہا۔

اس موقع پر یہ بھی دلچسپی کے لئے یہ قصہ گھڑ لیا گیا ہے کہ یوسفؑ صدیق کی گواہی ایک شیر خوار بچہ نے دی تھی لطف یہ ہے کہ اس بے اصل واقعہ پر آیۂ کریمہ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا سے استدلال کیا جاتا ہے اس آیت سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا کے خاندان میں سے کسی نے شہادت دی اس سے نہ تو بچہ مفہوم ہوتا ہے اور نہ بوڑھا پھر اس پر ایک حدیث بھی نقل کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچہ منجملہ ان شیر خوار لڑکوں کے تھا جو حالت شیر خوارگی میں بحکم الٰہی بولے تھے۔ گو قدرت خداوندی سے یہ امر بعید نہیں ہے لیکن اصل واقعہ وہی ہے جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

رفتہ رفتہ جب زلیخا کا عشق و راز افشا ہوا تو عورتوں[1] نے طعنہ زنی شروع کی۔ چند دنوں تو زلیخا ان کے طعنوں کا خاموشی سے جواب دیتی رہیں جب ان کی چھیڑ چھاڑ حد سے بڑھ گئی تو ایک روز مصری عورتوں کی دعوت کی کھانا کھانے کے بعد کچھ خربزے۔ ترنج، سیب، امرود منگوائے عورتیں چھریوں سے ترنج و سیب کو چھیلنے اور کاٹنے لگیں اور یوسف صدیق خوش نما لباس پہنے ہوئے زلیخا کے کہنے سے ان کی طرف سے ہو کر گذرے وہ عورتیں جمال یوسفی کو دیکھ کر ایسی محو تماشا ہوئیں کہ ترنج و سیب کے بجائے انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور بیتابانہ ایک زبان ہو کر بولیں حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ (حاشا للہ یہ آدمی نہیں ہے بیشک یہ فرشتہ ہے نیک خصلت ہے) تب زلیخا نے ان سے مخاطب ہو کر کہا فَذٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ (وہ یہی ہے جس کے لئے تم مجھے ملامت

[1] مفسرین تحریر کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ان پانچ عورتوں نے طعنہ زنی شروع کی تھی ایک حاجب کی بی بی دوسری کوتوال کی تیسری خانساماں کی چوتھی آبدار کی پانچویں سپہ سالار کی بی بی تھی واللہ اعلم۔

کیا کرتی تھیں۔

اس واقعہ کے بعد زلیخا نے یوسفؑ سے پھر دوبارہ اپنی خواہش پوری کرنے کی التجا کی اور یہ دھمکی دی کہ "اگر ہمارے حکم کی تعمیل نہ کرو گے تو تمہیں قید خانہ میں بھیج کر سخت ذلیل و رسوا کروں گی۔ یوسفؑ صدیق نے قید میں جانے کو اس فعل پر ترجیح دی اور جناب باری میں بخیال اقتضائے بشریت گذارش کی وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَھُنَّ اَصْبُ اِلَیْھِنَّ وَاَکُنْ مِّنَ الْجٰھِلِیْنَ (اے پروردگار عالم اگر ان عورتوں کے مکر سے مجھ کو محفوظ نہ رکھے گا تو میں عجب نہیں کہ ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور ناحق جاہلوں میں اپنے کو داخل کر دوں اس وجہ سے کہ میں بوجہ بشریت اپنی ذات پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔

جناب باری نے آپ کی دعا قبول کر لی اور ان کے مکر سے بچانے کی غرض سے یوسف صدیق قید خانہ میں بھیج دئے گئے تھوڑے دن بعد اسی قید خانہ میں فرعون مصر کے دو ملازم[1] (ایک خانساماں اور دوسرا شرابدار) خود بادشاہ کی زہر خورانی[2] کے جرم میں ماخوذ ہو کر داخل کئے گئے۔

یوسفؑ صدیق قید خانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہتے تھے کبھی نماز پڑھنے میں مصروف رہتے تھے اور کسی وقت قیدیوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے اور گاہے گاہے قیدیوں کے خوابوں کی تعبیریں بتلا دیا کرتے تھے جس وقت شرابدار اور خانساماں قید خانہ میں داخل ہوئے یوسفؑ صدیق کے اوصاف سے آگاہ ہو کر انہوں نے آپس میں امتحان کی غرض سے یہ مشورہ کیا کہ یوسفؑ صدیق سے جھوٹے خواب بیان کر کے تعبیر دریافت کرنی چاہئے چنانچہ پہلے شرابدار نے کہا "آج میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب بنا رہا ہوں"۔ اس کے بعد خانساماں نے کہا "میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیوں کا خوان ہے اور پرند اس کو کھائے لیتے ہیں"۔

یوسفؑ صدیق نے شرابدار کی خواب کی تعبیر یہ بتلائی کہ شرابدار تو اپنی ملازمت پر بحال کر دیا جائیگا اور خانساماں جس نے کہ روٹیوں کا خوان اپنے سر پر رکھا ہوا اور چڑیوں کو کھاتے

---

[1] خانساماں کا نام محلب اور شرابدار کا نام نبوش تھا۔

[2] قیصر روم نے فرعون مصر کو زہر دلانے کی غرض سے ایک شخص کو بھیجا تھا پہلے اس نے شرابدار کو ملانا چاہا جب وہ اس میں ناکام رہا تو اس نے خانساماں کو ملا لیا زہر دینے کی نوبت نہ آئی تھی کہ اس واقعات کی اطلاع فرعون مصر کو ہو گئی شرابدار و خانساماں دونوں مشتبہ ہونے کی وجہ سے قید کر دیئے گئے۔

ہوئے دیکھا ہے وہ دار پہ کھینچ دیا جائے گا۔ ان دونوں نے جس وقت یہ تعبیر سُنی معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے یہ جھوٹے خواب بیان کئے ہیں۔ یوسف صدیق نے کہا جس بارے میں تم مجھ سے دریافت کرتے تھے خواہ وہ سچ ہو یا جھوٹ یہی حکم ہوا ہے اتفاق یہ کہ بعد تفتیش و تحقیق حال یہی امر ظہور پذیر ہوا کہ شرابدار بحالہٖ اپنی ملازمت پر مقرر کیا گیا اور خانساماں کو سُولی دی گئی۔

قبل از رہائی یوسف صدیق نے شراب دار سے کہا تھا کہ جس وقت تم بحال ہو جانا اسوقت اپنے ولی نعمت سے میرا ذکر ضرور کرنا لیکن مشیت ایزدی اس وقت اس کے خلاف تھی شرابدار اپنا وعدہ بھول گیا۔ یوسف صدیق کا اُسے خیال تک نہ رہا۔

مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مقام پر یہ نکتہ تحریر فرماتے ہیں کہ یوسف صدیق قیدخانہ میں زیادہ مدت تک اس وجہ سے رہے کہ آپ نے مسبّب حقیقی کو بُھلا کر ظاہری سبب کو وسیلہ نجات بنا لیا تھا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ زلیخا انہیں قیدخانہ میں بھیج کر ایسا بھول جاتی کہ سات برس تک یہ قیدخانہ ہی میں رہتے اور شراب دار بھی انہیں فراموش کر دیتا۔ جناب باری تعالیٰ کو یوسف صدیق کے اس خیال پر جو ان سے بمقتضائے انسانیت ظاہر ہو گیا تھا تنبیہ کرنی تھی اس وجہ سے زلیخا اور شرابدار دونوں بھول گئے اور یہ سات برس تک قیدخانہ میں رہے۔

آٹھواں سال جب شروع ہوا تو مسبّب حقیقی نے وہ سبب پیدا کیا کہ جس میں یوسف کی کوشش کو کوئی دخل نہ تھا اور نہ ان کے خیال میں گذرا ہوگا اور وہ یہ تھا کہ فرعون مصر نے ایک شب یہ خواب دیکھا کہ "سات موٹی گائیں ایک نہر سے نکلیں پھر ان کے بعد ہی دوسری سات گائیں دُبلی پتلی اسی نہر سے آئیں اور ان پہلی موٹی تازی گایوں کو کھا لیا اور یہ بھی دیکھا کہ سات خوشہ سرسبز جن میں دانے بھرے تھے ان پر سات سوکھے خوشے جو ان کے بعد نمایاں ہوئے تھے غالب آ گئے"۔

صبح ہوتے ہی حکماء و منجمین سے تعبیر دریافت کی گئی وہ یہ تو نہ کہہ سکے کہ ہم اس کی تعبیر سے واقف نہیں ہیں یک زبان ہو کر بولے وَمَا نَحۡنُ بِتَاۡوِيۡلِ الۡاَحۡلَامِ بِعٰلِمِيۡنَ (اور ہم لوگ منامات باطلہ جھوٹے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے) یہ رویاء صادقہ (سچے خواب) نہیں ہیں بلکہ خیالات فاسدہ ہیں جو حالت بیداری میں انسان کے دماغ میں جمع ہو جاتے ہیں پھر وہی سونے میں خواب کی صورت دکھلائی دیتے ہیں فرعون مصر کی اس جواب سے تشفی نہ ہوئی اس کے چہرہ پر جیسا کہ اس سے پہلے تردد کے آثار

نمایاں تھے۔ ویسا ہی اس بخیر شافی جواب کے بعد ظاہر رہے۔ شرابدار کو اس ماجرے سے یوسفؑ صدیق یاد آگئے وہ فرعون مصر کی اجازت سے قید خانہ میں آیا اور جناب موصوف سے خواب کی تعبیر دریافت کی یوسفؑ صدیق نے اس کی یہ تعبیر کی "کہ سات برس تک حسب دستور تم لوگ کاشتکاری کرو گے، فصل اچھی ہوگی، پیداوارِ غلہ کی زیادہ ہوگی یہ تعبیر تو سات موٹی گایوں کی ہے پھر اس کے بعد سات سال قحط کے ایسے سخت و دشوار گزار آئیں گے جس میں تم لوگ اپنا یہ ذخیرہ کھا ڈالو گے یہ تعبیر ان سات گایوں کی ہے جو دبلی پتلی تھیں اور ان سات موٹی گایوں کو کھا لیا تھا۔ پھر ان سالوں کے بعد ایسے سال آئیں گے جس سے تم لوگ فائدہ اٹھاؤ گے۔ شرابدار خواب کی تعبیر سن کر اُلٹے پاؤں فرعون مصر کے پاس آیا اور تعبیر بیان کی۔

فرعون مصر اپنے خواب کی تعبیر سن کر یوسفؑ کا ایسا مشتاق ہوا کہ اسی وقت شرابدار کو یوسفؑ کے بلانے کو بھیجا۔ یوسفؑ نے شرابدار سے کہا اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ "(تو اپنے مالک کی طرف اُلٹے پاؤں لوٹ جا اور اس سے دریافت کر (کہ مجھ کو کس جرم میں قید کی سزا دی گئی) کیا حال ہے (یعنی کیا بیان ہے) ان عورتوں کا جنھوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے میرا پروردگار ان کے مکر کو خوب جانتا ہے کہ میں اس تہمت سے بری ہوں جس کے مواخذے میں گرفتار مصیبت ہوں۔

شرابدار نے یوسفؑ صدیق کا یہ پیام فرعون مصر سے جا کر کہہ دیا اس نے اسی وقت عزیز مصر کی عورتوں کو طلب کر کے اس واقعہ کی حقیقت دریافت کی ان عورتوں نے کانوں پہ ہاتھ رکھ کر کہا حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ (حاشا للہ یوسفؑ کی کسی برائی سے اس وقت تک ہم آگاہ نہیں ہوئے) فرعون مصر نے زلیخا کی طرف دیکھا زلیخا دبی زبان سے بولیں اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ (میں نے از خود یوسفؑ کی خواہش کی تھی اور بے شک وہ سچا ہے)

اب فرعون نے شرابدار کو بھیج کر قید خانہ سے یوسف صدیقؑ کو بلوایا اور عزیز مصر سے یوسف کو خرید کر آزاد کر دیا جیسا کہ اس آیہ کریمہ سے مفہوم ہوتا ہے وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ (اور فرعون نے کہا کہ اس کو (یعنی یوسف کو) میرے پاس لاؤ تاکہ اس کو میں اپنے لئے خلاص (آزاد) کر دوں۔ الغرض یوسف صدیقؑ فرعون مصر کے امین و معتمد بنائے گئے اور ہفت ساله

آئندہ قحط کا انتظام آپ کے سپرد کیا گیا۔

یوسفؑ صدیق ہر قسم کا غلہ خرید کرتے تھے اور اسے صاف کئے بغیر رکھا دیتے تھے۔ پھر دو برس بعد عزیز مصر کا انتقال ہو گیا۔ فرعون نے اس کی جگہ یوسفؑ کو مقرر کر کے زلیخا سے ان کا عقد کر دیا بعض لوگوں نے اس موقع پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ "زلیخا اس وقت بوڑھی ہو گئی تھیں خدا تعالیٰ نے نکاح کے بعد پھر جوان کر دیا" یہ بات اگرچہ بلحاظ تقدیر الٰہی ممکن الوقوع ہے لیکن اصلی واقعہ کو چھپا کر نئی بات بتلا دینا خلاف عقل ہے اصل بات یہ ہے کہ عزیز مصر عنین تھا اسو جہ سے بوقت نکاح یوسفؑ صدیق، زلیخا دوشیزہ تھیں اور یہی معنی جوان ہو جانے کے ہیں جیسا کہ کتب تواریخ ہمارے اس دعوے کی شہادت دے رہی ہیں۔ واللہ اعلم

الغرض ساتوں فراخی اور پیداوار کے سال گزر گئے اور دوسرے سات سال قحط کے آئے پہلا سال تو جوں توں کر کے گذر گیا دوسرے سال سے تمام عالم قحط سے مرنے لگا لوگ جوق جوق مصر میں غلہ لینے کے لئے آنے لگے یعقوبؑ کے بھی دسوں لڑکے مصر میں غلہ لینے کے لئے آئے۔ یوسف نے انہیں پہچان لیا کیونکہ ان کی حالت میں زمانہ نے کسی قسم کا تغیر پیدا نہیں کیا تھا۔ برخلاف یوسفؑ کے کہ زمانہ کی رفتار نے یوسفؑ کو بظاہر یوسفؑ نہ رکھا تھا نہ تو ان کا وہ لباس تھا اور نہ وہ صورت و شکل تھی بلکہ ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی تھی۔ یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے ان کا حال دریافت کیا پہلے تو انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں بتلائیں لیکن جب یوسفؑ نے ان کے حالات کی تکذیب کی تو انہوں نے اس طرح بیان کیا "اے عزیز مصر! دراصل ہم اپنے باپ کے بارہ بیٹے تھے ایک روز ہم اپنے ساتھ اپنے اس بھائی کو بھی چراگاہ لے گئے جس کو ہمارا باپ زیادہ عزیز رکھتا تھا اتفاق سے اس کو بھیڑیے نے کھا لیا۔ شمعونؑ آگے کچھ اور کہنے کو تھا کہ یوسف بول اٹھے فَاِلٰی مَنْ سَکَنَ اَبُوْکُمْ بَعْدَہٗ (پھر اس کے بعد تمہارے باپ کو تسکین کس سے ہوئی) شمعون نے کہا اِلٰی اَخٍ لَّنَا اَصْغَرَ مِنْہُ (جو اس سے ہمارا چھوٹا بھائی ہے)

یوسف یہ سن کر کچھ دیر تک خاموش رہے اس کے بعد سر اٹھا کر بولے "آئندہ جب تم ہمارے پاس آنا تو اسے اپنے ساتھ لانا ورنہ تم کو یہاں سے کچھ نہ دیا جائے گا۔" شمعون نے کہا "شاید ہمارا باپ اس کی جدائی نہ گوارا کرے اس وجہ سے ہم حتمی وعدہ نہیں کر سکتے" یوسفؑ بولے

"اچھا بہتر ہوگا کہ تم میں سے کوئی ہمارے پاس رہ جائے اس پر بھی یعقوب خاموش ہوگئے یوسفؑ نے واپسی کے وقت ان کی قیمتیں بھی انہیں کے اسباب میں رکھا دیں اس خیال سے کہ ان کی امانت داری و دیانت اس کے واپس کرنے پر ضرور مجبور کرے گی اور یہی دوبارہ اُن کے آنے کا سبب ہوگا۔"

چنانچہ جس وقت برادرانِ یوسفؑ یعقوبؑ کے پاس پہنچے عزیزِ مصر (یوسفؑ) کی تعریف کی اور کہا عزیزِ مصر (یوسفؑ) نے کہا ہے کہ "اگر تم اپنے اس بھائی کو آئندہ اپنے ہمراہ نہ لاؤ گے جسے تمہارا باپ زیادہ عزیز رکھتا ہے تو پھر یہاں سے کچھ نہ دیا جائیگا۔ یعقوبؑ نے کہا کہ کیا تم اس کی اسی طرح حفاظت کرو گے جیسا کہ اس سے پہلے اس کے بھائی یوسفؑ کی حفاظت کی تھی برادرانِ یوسفؑ یہ سن کر خاموش ہو رہے جب اسباب کھولا اور اس میں قیمتیں رکھی ہوئی دیکھیں تو سب کے سب بول اُٹھے یَا اَبَانَا مَا نَبْغِیْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا وَ نَمِیْرُ اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ كَیْلَ بَعِیْرٍ یعنی عزیزِ مصر نے ہماری بہت بڑی وقعت وعزت کی اس نے کتنی بڑی یہ رعایت کی کہ ہماری قیمتیں واپس کردیں آپ ہمارے ساتھ بھائی کو بھیجے۔ تاکہ اور غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں گے۔

یعقوبؑ نے ان کے کہنے کا خیال نہ کیا لیکن جب انہوں نے جناب موصوف کے کہنے سے عہد و پیمان کیا تو بنیامین کو شمعون وغیرہ کے ساتھ کر دیا اور چلتے وقت یہ وصیت کر دی کہ تم سب کے سب ایک ہی دروازہ سے شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے جانا۔ چنانچہ یہ گیارہ بھائی متفرق دروازوں سے یوسفؑ کے پاس گئے یوسفؑ نے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو پہچان لیا اور ان سب کو بہت خوشی اور کشادہ پیشانی سے ٹھہرایا کھانے کے وقت دو دو بھائی ایک ایک خوان پر بٹھلائے گئے جب بنیامین تنہا رہ گئے اور ان کی آنکھوں میں اس خیال سے آنسو بھر آئے کہ اگر میرا بھائی یوسفؑ آج زندہ ہوتا تو مجھے وہ اپنے ساتھ بٹھلاتا جناب یوسفؑ نے انہیں آبدیدہ دیکھ کر اپنے ساتھ بٹھا لیا اور کہا میں تمہارا بھائی ہوں" رات کو باتوں باتوں میں یوسفؑ نے بنیامین سے کہا کہ کیا تم اس بات کو پسند کر سکتے ہو کہ میں تمہارے اس بھائی کا جو غائب ہو گیا ہے قائم مقام ہو جاؤں۔ بنیامین نے جواب دیا واقعی

آپ سے بڑھ کر بھائی اور کیا سلوک کر سکتا ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ آپ یعقوبؑ اور راحیل سے پیدا نہیں ہوئے یوسفؑ کا دل پہلے ہی سے بھرا ہوا تھا۔ بنیامین کی زبان سے یہ کلمے سُن کر رو اُٹھے اور اُنہیں گلے سے لگا کر ظاہر کر دیا کہ میں ہی یوسفؑ ہوں لیکن بھائیوں سے ظاہر نہ کرنا۔

صبح کے وقت یوسفؑ جب اپنے نامہربان بھائیوں کو غلہ دینے لگے تو پیمانہ (جس سے غلہ ناپ کر دے رہے تھے) بنیامین کے اسباب میں رکھ دیا[1]۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ رخصت ہو کر چلے تو ایک منادی نے ندا کی کہ تم لوگ ٹھہرو بے شک تم لوگ چور ہو۔ ابناء یعقوبؑ نے جواب دیا کہ ہم لوگ نہ چور ہیں اور نہ فساد کرنے کی غرض سے یہاں آئے ہیں۔ خدام نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہو تو کیا سزا؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے اسباب میں پیمانہ پایا جائے وہی چوری کے جرم میں گرفتار کر لیا جائے یوسفؑ نے تفتیش شروع کی یکے بعد دیگرے تلاشی دینے لگے رفتہ رفتہ بنیامین کی باری آئی اور انہیں کے اسباب میں سقایا (پیمانہ یا پانی پینے کا برتن) نکلا اور یہی روک لیے گئے۔

ابنائے یعقوب نے ہرچند شور وغل مچایا اور چاہا کہ بنیامین کی جگہ ان میں سے کوئی روک لیا جائے لیکن یوسفؑ نے ایک بھی نہ مانی بنیامین تو اس بہانہ سے روک لیے گئے اور شمعون یہ کہہ کر مصر میں ٹھہر گیا کہ کیا تم بھول گئے ہو جو اپنے باپ سے عہد کر آئے ہو میں تو یہاں سے اس وقت تک نہ حرکت کرونگا جب تک کہ میرا باپ کہے گا یا اللہ حکم نہ دیگا تم لوگ جاؤ اور ماجرا بیان کرو۔

بقیہ ابنائے یعقوبؑ جس وقت مصر سے واپس ہو کر یعقوبؑ کے پاس پہونچے اور یہ ماجرا بیان کیا اس وقت یعقوب کے غمگین قلب پر جو اثر ہوا ہوگا اس کا اندازہ ناظرین بخوبی کر سکتے ہیں اس کے ظاہر کرنے اور بیان کرنے کی ہم کو حاجت نہیں ہے البتہ جناب یعقوبؑ نے غمزدہ دل کی تسلی کے لئے جو کلمات فرمائے تھے وہ یہ ہیں عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (شاید اللہ ان سب کو میرے پاس لائے بیشک وہ دانا اور حکمت والا ہے)

اس کے بعد یعقوب کی آنکھیں اسی رنج و صدمہ میں جاتی رہیں۔ ناتوانی حد سے بڑھ گئی۔

---

[1] بعض مورخین کا خیال ہے کہ بنیامین کو جب معلوم ہوا کہ عزیز مصر میرا بھائی یوسف ہے اور اس نے واپسی سے انکار کیا تو یوسفؑ نے بنیامین کے روکنے کا یہ حیلہ نکالا بنیامین اس حال سے واقف تھے۔

اُٹھنا بیٹھنا جبر گذرنے لگا۔ اکثر آپ یوسفؑ کو یاد کر کے رویا کرتے تھے اور لڑکے تسلّی اور تشفی دینے کے بجائے کہتے تھے:" خدا کی قسم تم یوسفؑ کا تذکرہ اس وقت تک ترک نہ کرو گے جب تک تم قریب ہلاکت نہ پہنچ جاؤ گے یا جان بحق تسلیم نہ ہو گے اور یعقوب ان کی باتوں کا یہ جواب دیتے تھے:" میں اپنا رنج وغم اللہ ہی سے کہتا ہوں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے:" کچھ عرصہ بعد یعقوبؑ نے پھر اپنے لڑکوں کو دوبارہ مصر کی طرف روانہ کیا ابناء یعقوبؑ نے جنہیں قحط اور فاقہ نے ناکارہ کر دیا تھا۔ مصر میں پہنچتے ہی عزیز مصر (یوسفؑ) سے کہا یَا اَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ (اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو قحط وفاقہ نے تباہ کر دیا ہے) وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ (اور ہم سب بہت ہی کم سرمایہ لے کر آئے ہیں) فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ (ہم کو بھر کر پیمانہ بنظر صدقہ دو اس میں شک نہیں ہے کہ اللہ صدقہ دینے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے) یوسفؑ کا دل یہ سُن کر بھر آیا آنکھیں پُرنم ہو گئیں بیتابانہ بول اُٹھے هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَاَخِیْهِ (کیا تم جانتے ہو یعنی کیا تم کو یاد ہے) کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا ہے؟) اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ (اب تم اس سے جاہل ہو یعنی آگاہ نہیں ہو) یوسفؑ کے بھائیوں نے غور سے دیکھا تو پہچان گئے (کیا بیشک تو ہی یوسفؑ ہے؟) یوسفؑ نے کہا ہاں میں ہی یوسفؑ ہوں اور یہ (بنیامین) میرا بھائی ہے تم لوگ اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرو اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگذر کریگا یہ مشیت ایزدی تھی جو کچھ واقع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا یہ اس کے احسانات کا ایک نمونہ ہے کہ میں اس درجہ عالی پر پہونچ گیا ہوں۔

۱؎ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ برادرانِ یوسفؑ اس مرتبہ چند کھوٹے درہم لائے تھے اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ اس مرتبہ نقدی تو کچھ لے کر نہ آئے تھے بلکہ کچھ گھی اور اُون وغیرہ لائے تھے۔

۲؎ بعض علمائے تاریخ یہ بیان کرتے ہیں کہ یوسفؑ کا دل اس واقعہ سے نرم نہیں ہوا تھا بلکہ یعقوبؑ کا خط دیکھ کر رو پڑے اور اپنے کو ظاہر کر دیا۔ ہم مضمون کی طوالت کے باعث اس خط کو نقل نہیں کرنا چاہتے۔ ناظرین معاف فرمائیں۔

یوسفؑ کے بھائیوں کو اس کے سننے سے ندامت ہوئی لیکن یوسف کی تسلی و تشفی سے وہ خیالات رفع ہو گئے اس کے بعد یوسفؑ نے اپنے نامہربان بھائیوں سے اپنے باپ یعقوبؑ اور خاندان کی کیفیت دریافت کی اور روانگی کے وقت غلہ دیا اور اپنے بزرگ باپ کے اطمینان کے لئے اپنی قمیص دی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی ہمارے بزرگ باپ کے منہ پر ڈال دینا ان کی بینائی دوبارہ واپس آ جائیگی اور تم لوگ کنعان سے اہل و عیال کیساتھ مصر چلے آؤ۔

ادھر تو ابنا یعقوبؑ قافلہ کیساتھ مصر سے روانہ ہوئے اُدھر کنعان میں جو مصر سے بارہ سو کوس کے فاصلہ پر تھا یوسفؑ کے پیراہن کی بو یعقوبؑ کے دماغ میں بحکم الٰہی پہونچی چنانچہ یعقوبؑ نے ان لڑکوں سے جو اس وقت موجود تھے فرمایا اِنِّی لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ (میں بے شک بوئے یوسفؑ سونگھتا ہوں) لَوۡلَا اَنۡ تُفَنِّدُوۡنَ (اگر تم لوگ عقل رفتہ و بدحواس مجھ کو نہ کہو) لڑکوں نے اپنے پچھلے کردار چھپانے کی غرض سے جواب دیا تَاللّٰہِ اِنَّکَ لَفِیۡ ضَلٰلِکَ الۡقَدِیۡمِ (خدا کی قسم تم اپنے اسی خیال کے پابند رہے ہو)

چالیس برس کا عرصہ گزرا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا اس کی ہڈیوں کا بھی نشان ڈھونڈے سے نہ ملے گا اور آپ آج کہتے ہیں کہ اس ہوا سے بوئے یوسفؑ آ رہی ہے یعقوب یہ سُن کر خاموش ہو رہے۔ تھوڑے دن بعد قافلہ کنعان میں داخل ہوا اور یہوداؔ پیراہن یوسف لئے ہوئے اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پیغام بری کا حق ادا کیا۔ یعقوبؑ پھولے نہ سمائے آنکھیں روشن ہو گئیں۔ سارا رنج و غم آن واحد میں ایسا دفع ہو گیا کہ گویا تھا ہی نہیں۔

اس کے بعد جناب موصوف نے لڑکوں سے مخاطب ہو کر کہا اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (کیا میں تم سے یہ نہیں کہتا تھا کہ میں منجانب اللہ وہ جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے ہو) ابھی کل کا ذکر ہے کہ تم لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور سر پیٹ آفتاب پر خاک ڈالکر کہتے تھے کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا۔ لڑکوں کو یہ سُن کر بہت بڑی ندامت ہوئی شرم سے آنکھیں نیچی

---

(۱) مورخین کا بیان ہے کہ چونکہ پیراہن خون آلودہ یہودا ہی چراگاہ سے لایا تھا اور اسی نے یہ خبر بد یعقوبؑ کے کانوں تک پہونچائی تھی۔ اسی وجہ سے وہ خوشی کے موقعہ پر بھی آپ ہی پیراہن لے کر یعقوبؑ کے پاس گیا۔ اسی کو قرآن مجید میں جناب باری نے "بشیر" سے یاد فرمایا بشیر کسی دوسرے کا نام نہ تھا۔

کرلیں، معافی چاہی - استغفار کی درخواست کی - اس کے بعد آپ نے یہودا سے دریافت کیا کَیْفَ تَرَکْتَ یُوْسُفَ (تو نے کس حال پر یوسف کو چھوڑا) یہودا نے کہا: "اس کو مصر کی شاہی کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں" یعقوب نے جھنجھلا کر کہا مَا اَصْنَعُ بِالْمُلْکِ عَلٰی اَیِّ دِیْنٍ تَرَکْتَہٗ (مجھ کو شاہی سے کیا غرض ہے اس کو کس مذہب پہ چھوڑ آیا ہے) یہودا نے گذارش کی علی الاسلام (مذہب اسلام کا پابند چھوڑ آیا ہوں) یعقوبؑ یہ سن کر بہت خوش ہوئے جناب باری میں سجدہ شکر ادا کرکے کہا اَلْاٰنَ تَمَّتِ النِّعْمَۃُ (اب نعمت الٰہی پوری ہوئی) کہ دینی اور دنیاوی نعمتیں خاطر خواہ ملیں -

الغرض یعقوبؑ اور ان کے لڑکے سامان سفر مہیا کرکے منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے مصر کے قریب پہنچے یوسف عمائدین مصر کے ساتھ استقبال کے لئے مصر سے باہر آئے یعقوب شاہی جلوس دیکھ کر یوسفؑ کو نہ پہچان سکے - یہودا سے دریافت کیا: "کیا یہ فرعون مصر ہے؟" یہودا نے کہا نہیں یہ آپ کا لڑکا یوسفؑ ہے" یعقوبؑ نے آگے بڑھ کے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُذْھِبَ الْاَحْزَانِ - (اے رنج والم کے دفع کرنے والے تجھ پر خدا کی رحمت نازل ہو) یوسفؑ جواب دیکر اپنے باپ سے لپٹ گئے اس کے بعد یوسفؑ نے سب سے خطاب کرکے کہا اُدْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ (تم لوگ مصر میں چلو انشاء اللہ تعالیٰ قحط و گرسنگی سے محفوظ رہوگے) اور اپنے باپ ماں کو عزت و تکریم کیساتھ ٹھہرایا -

یوسف کی ماں اور باپ اور گیارہوں بھائیوں نے یوسفؑ کو چونکہ عزیز مصر تھے تحیۃً اور تکریماً سجدہ کیا - یوسفؑ نے شکریہ ادا کرکے کہا یَآ اَبَتِ ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ (اے باپ یہ تاویل (تعبیر) اس خواب کی ہے جس کو میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا) یعقوبؑ اس کی تصدیق کرکے گذشتہ واقعہ دریافت کرنے لگے یوسفؑ نے ادب سے گذارش کی یا ابتی لا تسئلنے من صنع اخوتی ولکن سائنی عن صنع اللّٰہ بی (اے میرے باپ اس کو نہ دریافت کرو جو کہ بھائیوں نے میرے ساتھ کیا بلکہ اُس کو استفسار کیجئے جو خدا نے میرے ساتھ کیا) یہ کہکر کوئیں سے نکلنے اور مصر میں آنے اور عزیز مصر کے عہدہ پر پہنچنے کے حالات تفصیلاً یکے بعد دیگرے ترتیب وار کہہ سنائے -

یوسف و یعقوب علیہما السلام کے جدائی کے زمانے کو اگرچہ بعض مورخین نے اسی سال تحریر کیا ہے اور اس طرح سے حساب کا اندازہ کیا ہے کہ سترہ برس کی عمر میں یوسف کنوئیں میں ڈالے گئے اور ستانوے برس کی عمر میں اسی برس کے بعد اپنے باپ سے ملے اس کے بعد تئیس برس اور زندہ رہ کر ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال کیا اور بعضوں نے یوسف و یعقوب کے زمانہ مفارقت کو اٹھارہ برس میں محدود کیا ہے۔ بعض مورخین کے خیالات یہ شہادت دے رہے ہیں کہ یوسف مصر میں سترہ برس کی عمر میں داخل ہوئے اور تیرہ برس کے بعد فرعون مصر کے وزیر ہوئے اور بائیس برس کے بعد یعقوب و یوسف سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد یعقوب اپنے اہل و عیال کے ساتھ مصر میں سترہ برس اور زندہ رہے لیکن محققین علماء تاریخ یوسف کے خواب دیکھنے اور یعقوب کے مصر میں آنے کے زمانہ کی مدت چالیس برس بتلاتے ہیں واللہ اعلم (مترجم)

حضرت یعقوبؑ کی وفات

منزلیں طے کرنے کے بعد یعقوب بلبیس کے قریب پہنچے یوسفؑ یہ سُن کر بخیال بعض علماء تاریخ فرعون مصر کے ساتھ اپنے باپ کے استقبال کی غرض سے مصر سے باہر آئے اور سرزمین بلبیس اپنے بھائیوں کو رہنے اور منتفع ہونے کی غرض سے دیدی۔ یعقوبؑ کے ساتھ اُن ستر آدمیوں کے علاوہ جو آپ کے خاندان سے تھے ایوب نبی بن برجما بن زبرج بن رعویل بن عیصو بھی تھے یہ سب کے سب مصر مقام بلبیس میں مقیم ہوئے اس واقعہ کے سترہ برس بعد ایک سو چالیس برس کی عمر میں یعقوبؑ کا انتقال ہوا یوسف بہ اجازت فرعون مصر روسار مصر کے ساتھ یعقوبؑ کا تابوت (جنازہ) مصر سے لیکر روانہ ہوئے اثناء راہ میں کنعانیوں سے کچھ بحث و تکرار ہوئی لیکن بخیریت تمام سرزمین شام مدفن ابراہیمؑ و اسحاقؑ میں لے جا کر دفن کیا اور اُلٹے پاؤں مصر واپس آئے۔

حضرت یوسفؑ کی وفات

یعقوبؑ کے انتقال کے بعد ابناء یعقوبؑ مصر میں یوسفؑ کے پاس قیام پذیر رہے یہاں تک کہ یوسف کا ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال ہوا آپ کی نعش کو ایک تابوت میں رکھ کر بند کیا اور اسے نیل کے بعض علاقہ میں دفن کر دیا۔ یوسفؑ نے بوقت وفات یہ وصیت کی تھی کہ جس وقت بنی اسرائیل ارض موعودہ کی طرف روانہ ہوں اس وقت آپ کا تابوت بھی نکال کر ساتھ لے جائیں اور وہیں اُسے لے جا کر دفن کریں چنانچہ یہ وصیت برابر محفوظ چلی آئی یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے خروج کے وقت موسیٰؑ مصر سے نکال لے گئے۔

یوسفؑ کے انتقال کے بعد، اسباط سے آپ کے بھائی اور لڑکے فراعنہ مصر کے سایۂ عاطفت میں باقی رہ گئے رفتہ رفتہ ان کی نسلی ترقی اس حد تک پہونچی کہ اراکین دولت مصر نے ان کی کثرت سے ڈر کر انہیں دبانا اور ان سے خدمتی کام لینا شروع کر دیا۔

بنی یعقوب

مسعودی نے لکھا ہے کہ یعقوبؑ اپنے لڑکوں اور پوتوں کے ساتھ جس وقت یوسفؑ کے پاس آئے تھے ستر آدمی تھے لیکن جب موسیٰؑ کیساتھ دوسو دس برس کے بعد مصر سے نکلے ہیں اور ان کو تلیہ میں شمار کیا ہے تو صرف ان لوگوں کی تعداد جو مسلح ہو سکتے تھے چھ لاکھ یا اس سے کچھ زائد تھی ہم نے اس کی بابت مقدمۃ الکتاب میں بحث کی ہے اس مقام پر اس قصہ کو چھیڑ کر طول نہیں دینا چاہتے توریت میں اس تعداد کے منصوص ہونے سے یہ تعداد متحقق و متعین نہیں ہو سکتی کیونکہ مقام مبالغہ میں اظہار کثرت مقصود ہوتا ہے نہ کہ نص اعداد۔

یوسفؑ کے بہت سے لڑکے تھے لیکن ان میں سے مشہور دو ہیں ایک افرائیم دوسرے منشی اور یہ دونوں اسباط میں شمار کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے یعقوب کا زمانہ پایا تھا اور جناب موصوف نے انہیں اپنی اولاد میں شمار کیا تھا اور ان کے حق میں دعائے برکت کی تھی۔

مصر میں یوسفؑ کی حیثیت

بعض مورخین جنہیں تحقیق سے سروکار نہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ یوسفؑ آخر الامر مصر کے بادشاہ ہو گئے تھے لطف یہ ہے کہ اس کی تائید میں بعض ضعفاء مفسرین یوسفؑ کا یہ قول پیش کرتے ہیں رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ (اے رب تو نے مجھے ملک دیا ہے) حالانکہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز پر قبضہ کر لیتا ہے گو وہ کسی خصوصیت کی وجہ سے ہو وہ باعتبار استیلاء و غلبہ ملک کہلاتا ہے۔ مکان، گھوڑے خادم کے قابضین کو بھی ملک سے تعبیر کرتے ہیں اس کے کوئی معنی نہیں ہیں کہ ملک اور قدرت کا لحاظ نہ ہو اگرچہ وہ ایک ہی شاخ اور ایک ہی کے لئے ہو اس کو بھی بادشاہ کہہ دیں گے عرب کا یہ دستور قدیم الایام سے چلا آتا ہے کہ اہل قریٰ (گاؤں والوں) اور اہل مدائن (شہر والوں) کے روساء کو ملوک کہا کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں تم وزیر مصر کی نسبت کیا خیال کر سکتے ہو کہ عرب کے سادہ لوح آدمی انہیں بادشاہ کیسے نہ کہیں گے۔ خلافت عباسیہ میں اطراف بلاد کے عمال کو ملوک کہتے تھے اس صورت میں یہ استدلال کافی نہیں دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ لیکن یہ آیت بھی ان کی مستند نہیں ہو سکتی کیونکہ تمکین بغیر ملک کے بھی ہو سکتی ہے چونکہ یوسفؑ امور زراعت اور اس کے انتظام کے متولی ہوئے تھے جیسا کہ قرآن میں ہے "اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ" اس وجہ سے انداز قصہ سے بقرائن حال معلوم

ہوتا ہے کہ یوسفؑ سلطنت فرعون کے ناظم تھے نہ کہ جیسا لفظ ملک سے جو کہ ان کی دعا میں ہے بادشاہ ہو گئے تھے ہم اس دلیل سے جو کہ قرآن سے ثابت ہو گئی ہو ایسے متوہمات اور موضوع قصوں کی طرف مائل نہیں ہو سکتے اور توریت میں صاف لکھا ہے کہ یوسفؑ نہ تو بادشاہ ہوئے تھے اور نہ مصر کے وہ مالک بنے تھے اور یہ امر طبعی ہے کہ شوکت و تصرف کے لحاظ سے جس وقت یوسفؑ کے بھائی آئے تھے یوسفؑ نے اپنے اظہار اجلال کے لئے ملک کا لفظ کہہ دیا ہو جیسا کہ مقدمۃ الکتاب میں ہم لکھ آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

آل عیصو بن اسحاق

عیصو ابن اسحاقؑ جبال یسعین (بنی جوئی قبائل کنعان) میں مقیم ہوا جو جبال غرات کے نام سے مشہور اور تبوک و فلسطین کے درمیان واقع ہے اور جس کو ان دنوں بلاد کرک اور شوبک کہتے ہیں بروایت توریت ان کی نسلی شاخوں سے بنو لوطان، بنو شوبال، بنو صمعون، بنو عنا، بنو دیشوق، بنو یصر اور بنو دیسان کی سات شاخیں اور بنو دیشون سے اشبان موجود تھے عیصو نے پہلے ضا بن یسعین (بنی جوئی) کی لڑکی اہلیقاما سے نکاح کیا اس کے بعد عاذا بنت ایلول اور یاسمت بنت اسمٰعیل سے عقد کیا۔

عاذا کے بطن سے الیفاز عیصو کا لڑکا پیدا ہوا اس کے بعد بطن یاسمت بنت اسمٰعیلؑ سے رعویل اور بطن اہلیقاما سے یعوش یعلام، قورح تین لڑکے پیدا ہوئے۔

الیفاز خلف اکبر کے چھ لڑکے پیدا ہوئے تیمان۔ اومار۔ صفو۔ کعتام۔ قنال۔ عمالق اور یہ چھٹا لڑکا سریہ کے بطن سے ہے جس کا نام تمناع تھا اور رعویل بن عیصو کے چار لڑکے ناحت۔ زیدم۔ شمّا۔ مرا پیدا ہوئے

توریت میں لکھا ہے کہ عیصو کا نام ادوم تھا اسی وجہ سے بنی عیصو کو بنی ادوم کہتے ہیں بعض اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ ادوم اس پہاڑ کا نام ہے جہاں عیصو آ کر مقیم ہوا تھا اور ادوم عبرانی زبان میں جبل احمر کو کہتے ہیں جہاں نباتات کا نام و نشان نہ پایا جاتا ہو۔ اسی ادوم کے لفظ نے بعض مورخین کو اس مغالطہ میں ڈال رکھا ہے کہ قیاصرہ روم عیصو کی اولاد سے ہیں طبری کہتا ہے کہ روم اور فارس رعویل ابن یاسمت کی اولاد سے ہیں۔

لیکن یہ تمام روایتیں صحت اور صداقت سے منزلوں دور ہیں میرے نزدیک روم۔ رومس بانی رومہ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں نہ کہ ادوم (عیصو) کے جانب۔

بنی عیصو کا زوال

الغرض بنو عیصو نے سرزمین یسعین میں اس قدر نمایاں ترقیاں کیں کہ تھوڑے دن میں بنی جوئی (کنعانی) اور بنی مدین پر ان کے بلاد میں ایلہ تک غالب آ گئے اور ان میں تمدن و معاشرت کی بو آ گئی او بادشاہ اور امیر بھی ہوئے ان میں سے بالغ بن ساعور اور اس کے بعد یوب

بن زیدح تھا پھر اس کے بعد ہداد بن مداد ہوا ہے جس نے بنو مدین کو ان کے بلاد سے نکالا ہے ہداد کے بعد بنو عیصو میں نسلاً بعد نسل حکومت و دولت چلی آئی اور یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوتے رہے یہاں تک یوشع نے شام پر فوج کشی کی اور اریحا کو فتح کرلیا اور تمام بنو عیصو سے سلطنت و حکومت چھین لی اس واقعہ کے بعد بخت نصر نے قبضہ بیت المقدس کے وقت انہیں پامال کیا ان میں سے بعض یونان اور بعض افریقیہ چلے گئے عمالق بن الیفاز کی نسل سے بخیال اسرائیلین عمالقہ شام ہیں لیکن نسابین عرب اس سے اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عمالقہ شام عملاق بن لاوذ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

آل مدین بن ابراہیمؑ

اور مدین ابن ابراہیم نے لوطؑ کی لڑکی سے نکاح کیا اللہ جل شانہٗ نے ان کی نسل میں ایسی برکت عنایت فرمائی کہ شام کے بڑے بڑے قبائل انہیں کی نسل اور لواحقین سے ہیں اس کے پانچ لڑکے عیفا، عیفن، حنوخ۔ ابن ابخ الزاعا تھے اور اطراف شام میں بحیرۂ قوم لوطؑ اور حجاز کے قریب سرزمین معان میں رہتے تھے اور سرزمین کے یہی لوگ مالک تھے چند روز بعد جب بت پرستی اور خیانت کی طرف مائل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے شعیب بن نویل بن رعویل ابن عیا ابن مدین کو مبعوث کیا علامہ سہیلی کہتا ہے کہ یہ اہل مدین محضر بن جندل بن یعصب بن مدین کی اولاد سے ہیں اور شعیبؑ ان کے نسبی بھائی ہیں اور ان میں متعدد بادشاہ گذرے ہیں جو کلمات ابجد سے موسوم تھے دنیہ نظرؔ، ابن جلیب کتاب البدء میں شعیب کو نویب بن اعزم بن مدین کا لڑکا تحریر کرتا ہے اور سہیلی انہیں ابن عیفا تحریر کرتا ہے بہرکیف یہ وہی شعیب ہیں جن کے پاس موسیٰ ہجرت کرکے گئے تھے اور جن کی لڑکی سے آپ کا نکاح ہوا تھا اور جن سے آداب کتاب نبوت کی آپ نے تعلیم لی تھی جس کا تفصیلی بیان موسیٰ کے تذکرہ میں آئے گا۔

علامہ ضمیری کہتا ہے کہ جس سے موسیٰؑ نے مزدوری کرنے کا ٹھیکہ لیا تھا اور جس نے موسیٰؑ کا عقد کیا تھا وہ بثیر بن رعویل ہیں اور توریت میں آیا ہے کہ ان کا نام بثیر تھا اور رعویل ان کا باپ یا چچا تھا جو عقد نکاح کا متولی و وکیل ہوا تھا اور اسی مدین سے شام میں بنی اسرائیل لڑے تھے اور انہیں مغلوب کرکے ان کی حکومت چھین لی تھی۔

حضرت لوطؑ

لوطؑ ہاران بن آزر اور ابراہیمؑ کے لڑکے تھے اور قوم کی ہلاکت کے بعد فلسطین میں اپنے چچا ابراہیمؑ کے پاس چلے آئے یہیں ان کا انتقال ہوا۔

حسب تحقیق ان دنوں موتفکہ میں سدوم کے پانچ بڑے گاؤں تھے اور وہ سب خلاف وضع

فطرت فواحش کے مرتکب ہوتے تھے۔ لوطؑ نے انہیں خوب سمجھایا لیکن ان میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ نتیجتہً سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے اِلَّا مَاشَاءَ اللہ (مگر یہ کہ جس کو اللہ نے چاہا)

مترجم لوطؑ کی قوم کے حالات علامہ ابن خلدون نے اختصار کے ساتھ اوپر بیان کر دیئے ہیں اور ہم حسب وعدہ اب تحریر کرتے ہیں۔ اہل موتفکہ جب معصیت اور بت پرستی میں بے حد منہمک ہو گئے اور لوطؑ کے وعظ و پند سے متاثر نہ ہوئے بلکہ وقتاً فوقتاً جناب موصوف کو سخت سست کلمات سے یاد کرنے لگے تو جناب باری نے بہ دعائے جناب لوطؑ اس نا عاقبت اندیش قوم کو ہلاک کرنے کے لئے چار فرشتے بھیجے یہ فرشتے انسانی شکل میں متمثل ہو کر موتفکہ جاتے ہوئے ابراہیمؑ کے یہاں مہمان ہوئے جب دستر خوان پر بیٹھے تو ان ملائکہ نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا ابراہیمؑ کے دل میں ان کی طرف سے ایک خاص قسم کا خیال پیدا ہوا جسے ان ملائکہ نے جو آدمیوں کی شکل میں دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے اپنے اس کلام سے رفع کر دیا لَا تَخَفْ اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ (تو کچھ خوف نہ کر ہم سب قوم لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں)

اس کے بعد ملائکہ نے ولادت اسحاقؑ اور اسحقؑ کے بعد ولادت یعقوبؑ کی بشارت دی۔ سارہؑ کو یہ سن کر تعجب ہوا کیونکہ اس وقت ان کا سن اسی برس سے زیادہ ہو چکا تھا۔ ملائکہ نے کہا "تیرے رب نے ایسا ہی کہا ہے"

"پھر ابراہیمؑ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اسی قوم میں کہ جسے ہلاک کرنے کے لئے یہ ملائکہ جا رہے ہیں لوطؑ بھی ہیں اس وقت ملائکہ نے کہا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ (ہم جانتے ہیں جو اس میں رہتے ہیں ہم لوطؑ کو اور اس کے اہل کو نجات دیں گے) اور ابراہیمؑ سے رخصت ہو کر موتفکہ پہونچ کر لوطؑ کے مکان پر مقیم ہوئے۔

لوطؑ ان مہمانوں (فرشتوں) کے آنے سے بہت خوش ہوئے لیکن جب اہل موتفکہ کی بدافعالیوں کا خیال آیا تو دل ہی دل میں سوچنے لگے ابھی غور و فکر سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ لوطؑ کی بی بی نے لوگوں کو آگاہ کر دیا چنانچہ ان میں سے دس آدمی لوطؑ کے پاس آئے اور ان مہمانوں کو طلب کیا لوطؑ نے اولاً ان کو نصائح و پند سے سمجھانا چاہا لیکن جب وہ سمجھتے نظر نہ آئے تو مجبوراً فرمایا یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ

رَشِیدٌ (یہ لڑکیاں میری تمہارے لئے مباح ہیں (یعنی اپنے نکاح میں لاؤ) اللہ تعالیٰ سے ڈرو ان مہمانوں کے لئے مجھ کو رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی سمجھ دار آدمی نہیں ہے)

یہ دسوں آدمی لوطؑ کا یہ پیغام لے کر اپنی قوم کے پاس آئے انہوں نے اُن کو اُلٹے پاؤں پھر لوٹا دیا اور یہ پیغام بھیجا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ (تو بیشک اس امر کو جانتا ہے کہ ہم کو تیری لڑکیوں سے مطلقاً رغبت نہیں ہے اور تو ہمارے ارادوں کو خوب جانتا ہے کہ ہم کو عورتوں سے کوئی سروکار نہیں ہے) بہتر یہ ہے کہ ان مہمانوں کو تم اپنے مکان میں نہ ٹھہرنے دو یا انہیں ہمارے حوالے کر دو۔

لوطؑ یہ پیغام سُن کر سخت کش مکش میں پڑ گئے نہ انہیں اپنے گھر سے نکال سکتے تھے اور نہ ان کو اُن کے حوالے کر سکتے تھے اس پس و پیش میں تھے کہ ان دسوں میں سے کسی نے ان مہمانوں (فرشتوں) کی طرف ہاتھ بڑھایا اور جبراً لے جانا چاہا اللہ جل شانہٗ کے حکم سے یہ دسوں اندھے ہو گئے اور اپنا سا منہ لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور یہ ظاہر کیا کہ لوطؑ کے مہمان جادوگر ہیں انہیں نے ہمیں اندھا کر دیا۔

قوم لوطؑ سُن کر غصہ کے مارے جامہ سے باہر ہو گئی۔ اسی وقت لوطؑ کے پاس کہلا بھیجا کہ "اگر تم اپنے اہل و عیال کے ساتھ آج ہی شب کو ہمارے شہر سے نہ چلے جاؤ گے تو صبح ہم آکر تمہارے تمام اہل بیت کو اندھا کر دیں گے تم نے آج تک جو کچھ کیا اچھا کیا اب تم نے یہ شیوہ اختیار کر لیا ہے کہ جادوگروں کو اپنے گھروں میں ٹھہراتے ہو اور ہماری قوم کو نقصان پہنچاتے ہو۔

لوطؑ یہ سُن کر بہت ڈرے تب فرشتوں نے کہا اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ (ہم لوگ تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ لوگ تجھ تک نہ پہونچ سکیں گے (یعنی تم کو نقصان نہ پہونچا سکیں گے۔

"جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ" (ہم تیرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ان سے مجادلہ کریں) ان پر ہم عذاب و قہر الٰہی لے کر آئے ہیں" اَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ (اپنے اہل کو جب تھوڑی سی رات گذر جائے تو روانہ کر دو اور ان کے بعد تم بھی چلے جاؤ) ہم صبح ہوتے ہی ان کو عذاب الٰہی میں مبتلا کر دیں گے ان کو اس قدر مہلت نہ دیں گے کہ وہ صبح کو اُٹھ کر تمہارے مکان تک آئیں۔ لوطؑ یہ سُن کر مطمئن ہو گئے اور وقت کے منتظر رہے جس وقت شب کا ایک

حصہ گذر گیا تب اپنے اہل و عیال کیساتھ موتفکہ کو خیر باد کہہ کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور ان مہمانوں "فرشتوں" نے صبح ہوتے ہی موتفکہ کو اُلٹ پلٹ دیا جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا (پس جب کہ ہمارا عذاب آگیا ہم نے اس کے عالی کو اس کا سافل بنا دیا یعنی اُلٹ دیا) یہ واقعہ تو ان پر گذرا جو شہر موتفکہ میں تھے باقی رہے وہ لوگ جو کسی ضروری کام سے شہر کے باہر قریب قریب کے دیہاتوں میں یا اپنے باغات میں گئے تھے ان پر آسمان سے سنگباری ہوئی جس سے وہ بھی جانبر نہ ہوئے۔

لوطؑ اپنے اہل و عیال اور مومنین کیساتھ چلے جا رہے تھے اور ان کی بیوی جو ملحدوں سے در پردہ ملی ہوئی تھی مڑ مڑ کر دیکھتی جاتی تھی بحکم خدا آسمان سے اس پر بھی ایک ایسا پتھر گرا کہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکی اور وہیں اس کی روح پرواز کر گئی کَمَا قَالَ اللّٰہُ عزوجل لَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَکَ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ (جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی موتفکہ کی طرف نہ ملتفت ہوگا سوائے تیری عورت کے اور بے شک اس پر وہی (عذاب) نازل ہوگا جس میں اہل موتفکہ گرفتار ہوئے تھے۔

لوطؑ ایک شبانہ روز کی مسافت طے کرنے کے بعد اپنے چچا ابراہیمؑ کے پاس سرزمین فلسطین میں پہونچے اور وہیں تا زمانہ وفات مقیم رہے آپ کے مزاج میں بے انتہا سادگی تھی حلیم تھے گندمی رنگ موزوں قد تھا آنکھیں چمکدار بڑی بڑی تھیں بدن پر گوشت نہ بہت زیادہ اور نہ بہت کم تھا۔ (مترجم)

آل لوطؑ حسب روایت توریت لوطؑ کے دو لڑکے عمون اور موآئی تھے ان دو کی نسلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت مرحمت فرمائی کہ شام کے اکثر قبائل انہیں کی شاخ و پیوند سے ہیں آخر الامر ان کی آئندہ نسلوں نے سرزمین فلسطین چھوڑ کر اطراف بلقاء میں سکونت اختیار کر لی تھی اور بنی اسرائیل سے یہ اکثر مقابلہ کرتے رہتے تھے جسے ہم بنی اسرائیل کے تذکرہ میں بیان کریں گے انہیں میں سے بلعام بن باعور ابن رسیئوم بن برسیم بن موآئی مشہور زاہد تھا جس کا قصہ اور اس کی وہ دعا جو شاہ کنعان اور بنی اسرائیل کی لڑائی کے زمانہ میں شاہ کنعان کے کہنے سے کی تھی توریت میں مذکور ہے اور جسے ہم

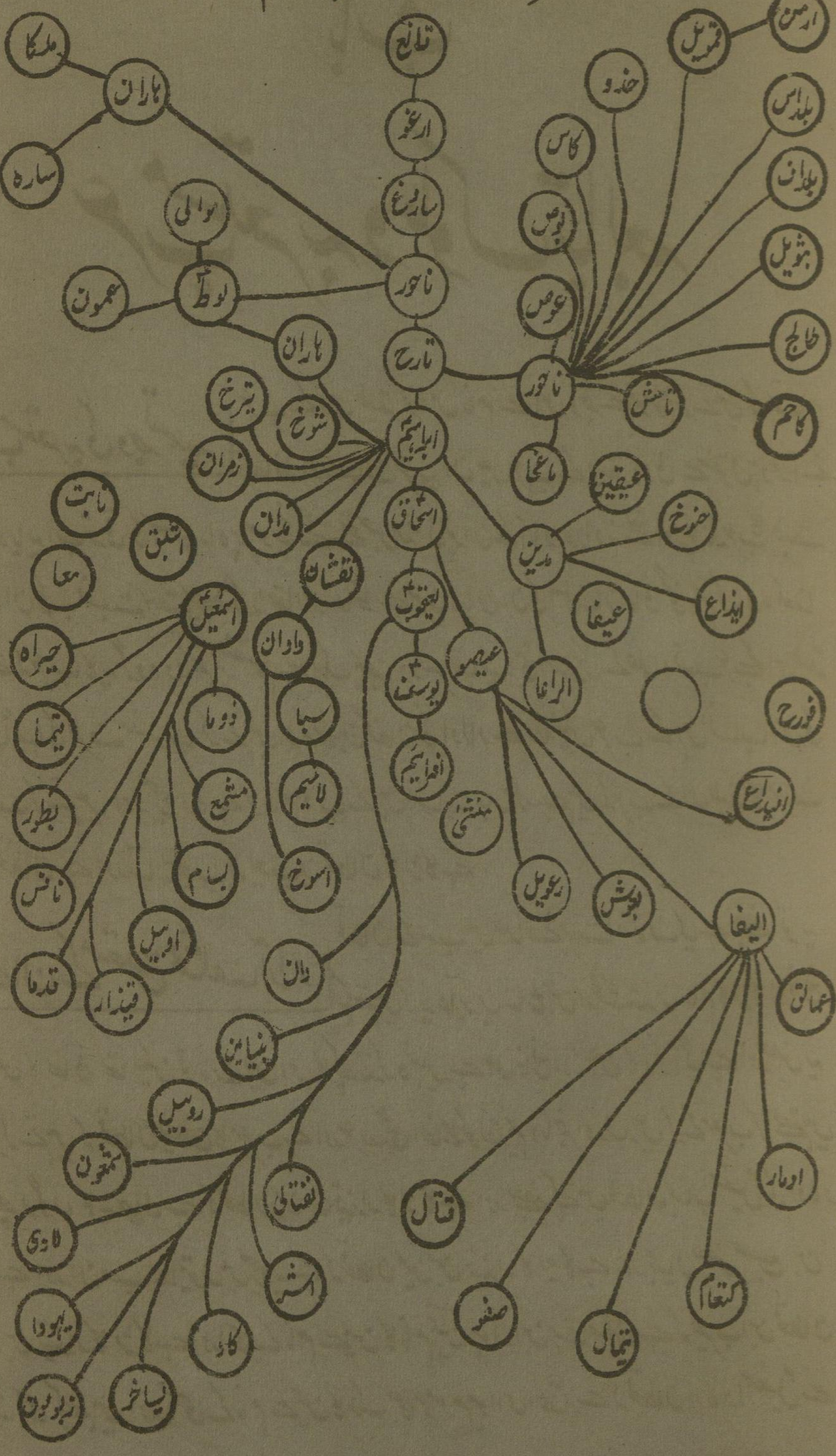
انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اس کے موقع پر تحریر کریں گے۔

ناحور برادر ابراہیمؑ کی اولاد

ناحور بن آزر برادر ابراہیمؑ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ابراہیمؑ کے ساتھ بابل سے ہجرت کر کے حران آئے اور حران سے ارض مقدسہ (بیت المقدس) آگئے اور وہیں مقیم رہے ان کیساتھ ان کی بیوی ملکا ہمشیرہ سارہ زوجہ ابراہیمؑ بھی تھیں حسب تصریح توریت بطن ملکا سے ان کے آٹھ لڑکے تھے عوص، بوص، قموئیل، (یہ ابوالارمن ہے) کاسؔ (اس کی نسل سے کسد اینین ہیں جن میں سے بخت نصر اور ملوک بابل تھے) حذو، بلداس، بلداف، بتوئیل اور بطن او دماسے جو ناحور کی حرم تھی چار لڑکے طالحؔ۔ کاحم۔ تاحش۔ ماغی ہیں۔ یہ سب ناحور برادر ابراہیمؑ کے لڑکے ہیں۔ جن کا ذکر توریت میں بھی آگیا ہے لیکن اس میں سے اب صرف ارمن قموئیل بن ناحور برادر ابراہیمؑ بن آزر کی اولاد ممالک آرمینہ جانب مشرق قسطنطنیہ مذہب نصرانیت پر موجود ہے اور باقی کا زمانہ درہم برہم ہو گیا اور دولت وحکومت بھی جاتی رہی وَاللّٰہُ وَارِثُ الْاَرْضِ وَمَنْ عَلَیْھَا وَھُوَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ اور اللہ زمین کا اور ان چیزوں کا وارث ہے جو زمین پر ہیں اور وہی خیرالوارثین ہے۔

یہاں تک تو عرب کے طبقہ اولیٰ اور ان کے معاصرین کے حالات ہم نے تحریر کیے تھے اب ہم عرب کے طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ کے انساب واحوال کی طرف آتے ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ الکفیل بالاعانۃ۔

شجرۂ نسب بنو ابراہیم ؑ



باب ۸

عرب مستعربہ و ملوک تبابعہ

عرب مستعربہ کی وجہ تسمیہ عرب کے اس طبقہ کو اس نام سے اس وجہ سے موسوم کرتے ہیں کہ تمام الفاظ اور لغات عربیہ ان میں عرب کے طبقہ اولیٰ سے منقول ہو کر آئے ہیں گویا یہ اب ترقی کی اس راہ پر پہونچ گئے تھے جس منزل پر ان کے آبا و اجداد نہ تھے اور چونکہ عرب کا طبقہ اولیٰ ان کی بہ نسبت بہت پہلے گزرا تھا اس لحاظ سے عربی زبان ان کی اصلی زبان مانی گئی۔ تم کو یاد رکھنا چاہئے کہ عرب کا یہ گروہ دو قسم پر منقسم ہے ایک یمنیہ دوسرا سبائیہ۔ بنی اسرائیل کے علماء نسب عرب کے اس طبقہ کو نسباً سبا کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کوش بن کنعان کی اولاد سے تھا لیکن عرب کے اہل انساب اس کی مخالفت کرتے ہیں اور صحیح وہ ہے جو عام عرب کے اہل انساب بیان کر رہے ہیں کہ عرب کے اس طبقہ کا مورث اعلیٰ قحطان ہے اور سبا یشجب بن یعرب بن قحطان کا لڑکا ہے۔

قحطان کے متعلق مختلف آراء قحطان کے نسب میں علماء نے بہت اختلاف کیا ہے بعضے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام کا لڑکا اور فالغ و یقطن کا بھائی تھا لیکن توریت میں اس کا کچھ تذکرہ نہیں ہے ہاں فالغ اور یقطن کا ذکر آ گیا ہے اور بعض یہ ظاہر کرتے ہیں کہ قحطان یقطن کا معرب ہے اور عرب عجمی الفاظ کو تقدیم و تاخیر اور تبدیل کر کے معرب کر لیتے ہیں اور کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قحطان یمن بن قیذار کا لڑکا ہے اور بعضے کہتے ہیں قحطان جناب اسمٰعیلؑ کی اولاد سے ہے اور ان سب روایتوں میں صحیح یہ ہے کہ قحطان یمن بن قیذار کا لڑکا ہے اور بخیال بعض ہمیسع بن یمن بن قیذار کا لڑکا ہے اور اسی کے نام سے یمن کا نام یمن ہوا۔ ابن ہشام کہتا ہے کہ یعرب ابن قحطان کو یمن بھی کہتے ہیں اور اُسی کے نام سے یمن کا ملک بھی موسوم ہوا اس اعتبار سے کہ قحطان اولاد اسمٰعیلؑ سے

ہے تمام اہل عرب بنی اسمٰعیل ہوئے کیونکہ عدنان اور قحطان عرب کی تمام نسلی شاخوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔

بعض وہ علماء جو قحطان کو اسمٰعیل کی اولاد سے شمار کرتے ہیں اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں جناب رسول اکرم نبی معظم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو پیش کرتے ہیں جو آپ نے رماۃ انصار کو مخاطب کر کے فرمایا تھا اِرْمُوْا یَا بَنِیْ اِسْمٰعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا (اے بنی اسمٰعیل تیر پھینکو کیونکہ تمہارا باپ تیرانداز تھا) اور انصار سبا کی اولاد سے ہیں جو قحطان کا لڑکا ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان لوگوں سے یہ فرمایا تھا جو چند لوگ اسلم (قبیلہ افصیٰ برادر خزاعۃ بن حارثہ) سے ایمان لائے تھے اس بنا پر کہ انکا سلسلۂ نسب سبا تک منتہی ہوتا ہے۔ سہیلی کہتا ہے کہ اس سے اس کی تردید نہیں ہو سکتی کیونکہ تمام عرب اسمٰعیل کی اولاد سے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارموا یا بنی اسمٰعیل تا آخر اسلم سے ارشاد کیا تھا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور خزاعہ سے مقصود وہ ہے جو معد بن الیاس بن مضر سے تھا اور وہ نہ تو سبا سے تھا اور نہ قحطان سے کما ہو الصحیح فی نسبہم۔

بنو قحطان اور عرب عاربہ میں چشمک

اور لوگوں نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ چونکہ قحطان کا توریت میں کچھ ذکر نہیں ہے اس بنا پر وہ عابہ کی اولاد سے بھی نہیں ہے اس سے لازماً ثابت ہوا کہ وہ اسمٰعیل کی اولاد سے ہے لیکن یہ قول نا قابل التفات و نا قابل قبول ہے کیونکہ قحطان یقطن کا معرب ہے اور یہی صحیح ہے اور اس میں ذرا بھر بھی اختلاف نہیں ہے کہ قحطان تمام یمنی قبائل کا جدّ اعلیٰ ہے۔ بہرکیف بنو قحطان عرب عاربہ کے ہم زمانہ تھے باہم دونوں میں کبھی کبھی چل بھی جایا کرتی تھی گو یہ رتبہ سلطنت سے منزلوں دُور تھے اور ہمیشہ بادیہ گرد اور صحرا نشین رہتے لیکن نہایت کم مدت میں انہوں نے ایسی ترقی کی کہ ان کے لوگوں کی تعداد بھی بڑھ گئی دولت و حکومت میں بھی با اثر ہو گئے۔

یعرب بن قحطان

یعرب بن قحطان ان کے نامی اور عظیم الشان بادشاہوں میں تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے بادشاہوں کے تحیتہ (سلام) کے لئے مخصوص الفاظ مقرر کئے اس کے بعد یشجب اس کا لڑکا جسے بخیال بعض یمن بھی کہتے تھے تخت نشین ہوا ان کے زمانہ حکومت میں باوجودیکہ خانہ جنگیوں میں وقت بہت ضائع ہوا لیکن تب بھی اس کی فتوحات ملکی اور اس کی آبادی بڑھتی گئی اس کے بعد اس کا لڑکا عبد شمس اور بعضے کہتے ہیں عابر بادشاہ ہوا جو سبا کے نام سے بھی مشہور ہے اس نے شہر سبا آباد کیا اور بروایت بعض مورخین اس نے اقلیم مصر میں شہر عین شمس آباد کیا اور

اپنے لڑکے بابلیون کو اس کا والی مقرر کیا اس کے بہت سے لڑکے تھے از آنجملہ حمیر اور کہلان زیادہ مشہور ہیں جو یمن کے دو بڑے گروہ کے مورث اعلیٰ اور صاحب عزت اور حکومت و سلطنت کے مالک تھے اور کہلان کی بہ نسبت حمیر زیادہ مشہور ہے اور اس کی اولاد عظیم الشان اور ذی عزت شمار کی جاتی ہے اس قبیلہ سے ملوک تبابعہ ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

حمیر بن سبا

سبا کے بعد حمیر ملک و تخت کا مالک ہوا اس کو عزنج بھی کہتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے سونے کا تاج بنوایا تھا۔ اس نے پچاس برس حکومت کی۔ سہیلی کہتا ہے کہ اس کے چھ لڑکے واثل۔ زید۔ عامر۔ عوف۔ سعد۔ مالک تھے۔ ابو محمد بن حزم کہتا ہے کہ اس کے آٹھ لڑکے تھے جن کے نام یہ ہیں۔ ہمیسع۔ مالک۔ زید۔ واثل۔ مشروح۔ معدیکرب۔ اوس۔ مرہ۔ سہیلی کہتا ہے کہ حمیر کی تین سو برس کی عمر ہوئی۔

واثل بن حمیر سکسک بن واثل

اس کے بعد واثل بن حمیر بادشاہ ہوا اور اس کا بھائی مالک بن حمیر بلاد عمان پر قابض ہو گیا اور دونوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں علامہ ابن سعید کہتا ہے کہ حمیر کے بعد اس کا بھائی کہلان بادشاہ ہوا تھا اس کے بعد واثل بن حمیر اس کے بعد سکسک بن واثل نے یکے بعد دیگرے حکومت کی اور مالک بن حمیر کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا قضاعہ عمان پر قابض ہوا سکسک بن واثل اور قضاعہ بن مالک میں معرکہ آرائیاں ہوئیں نتیجہ یہ ہوا کہ سکسک نے قضاعہ کو ناکامی کے ساتھ عمان سے نکال دیا۔

یعفر بن سکسک

سکسک کے بعد یعفر بن سکسک تخت نشین ہوا اور پھر اس سے اور مالک بن الحاف بن قضاعہ سے لڑائی ہوئی اور مدتوں یہ آگ مشتعل رہی اسی اثنا میں یعفر اپنے لڑکے نعمان کو جسے کہ معافر بھی کہتے ہیں حالت حمل میں چھوڑ کر مر گیا۔ ماران بن عوف بن حمیر جسے ذی ریاش بھی کہتے ہیں بحرین کا حاکم تھا اس نے مالک بن الحاف بن قضاعہ سے مقابلہ کیا۔

نعمان بن یعفر

جب نعمان بن شعور کو پہونچا تو اس نے تمام کاروبار سلطنت اپنے قبضے میں کر لیا اور ذی ریاش کو قید کر دیا۔ نعمان نے بہت بڑی عمر پائی حکومت بھی اچھی کی انتظام ملکی بھی قابل تعریف تھا اسکے بعد اصحم بن معافر بادشاہ ہوا اسی کے آخر زمانہ سے بنی حمیر کے حالات دگرگوں ہونے

شروع ہو گئے اور تھوڑے ہی دن میں طوائف الملوکی شروع ہو گئی تا آنکہ رائش اور ابنائے رائش (تبابعہ) میں دولت و حکومت نے قیام اختیار کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

بنی کہلان اور بنی حمیر میں مخاصمت

بیان کیا جاتا ہے کہ بنی کہلان ہمیشہ حمیر سے ملکی لڑائیاں لڑتے رہے ان میں سے جبار بن غالب بن کہلان اور قحطان کی شاخوں میں سے نجران بن زیاد بن یعرب بن قحطان۔ اس کے بعد ہمیسع بن حمیر سے ابین زہیر بن الغوث بن ابین بن ہمیسع اور عبد شمس بن وائل بن الغوث بن حیران بن قطن بن عریب بن زہیر بن ابین بن ہمیسع بن حمیر پھر شداد بن ملطاط بن عمرو بن ذی ہرم بن صوان بن عبد شمس۔ اس کے بعد اس کے بھائی لقمان۔ ذو شداد۔ صداثر ان کے بعد اس کا لڑکا صعب (بیان کیا جاتا ہے کہ یہی ذوالقرنین تھا) اس کے بعد اس کا بھائی حرث بن ذو شدد جس کو رائش بھی کہتے ہیں۔ بادشاہ ہوا۔ یہی بنی حمیر کی طوائف الملوکی کا خاتم اور ملوک تبابعہ کا جدِ اعلیٰ ہے اور بنو ہمیسع ابن عبد شمس سے حمیر میں حسان بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس نے بھی بادشاہت کی۔

حسان بن عمرو کے متعلق روایت

علامہ ابو المنذر ہشام بن کلبی کتاب الانساب میں لکھتا ہے اور میں نے اسے پرانے نسخہ سے جو قاضی محدث ابو القاسم بن عبدالرحمٰن بن حبیش کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا نقل کیا ہے کہ علامہ کلبی ایک شخص سے روایت کرتا ہے جو بنی حمیر کے قبیلہ ذی کلاع سے تھا وہ کہتا ہے کہ قیس یمن میں ایک مقام پر پہونچا جہاں ظاہرا ایک عمارت نہایت مختصر بنی ہوئی تھی اور اندرونی حصہ اس کا بہت وسیع تھا اس مکان کے پچھم کے دالان میں ایک تخت رکھا ہوا تھا اس پر ایک مردہ پڑا ہوا تھا اس کے سر پر تاج تھا اور اس میں ایک قیمتی یاقوت سرخ لگا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک گرز تھا اور اس کے سامنے ایک لوح تھی جس پر عبارت ذیل کندہ تھی:

بسم اللّٰہ رب حمیر انا حسان بن عمرو القیل مات فی زمان ھید وماھید وھلك فیھا اثنا عشر الف قبیل فکنت آخرھم قبیلا فابتنیت ذاشعبین لیجیرنی من الموت فاھکنی شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو حمیر کا رب ہے میں ہوں حسان بن عمرو القیل۔ زمانہ ہید وماہید میں انتقال کیا اسی زمانہ میں بارہ ہزار قبیلہ ہلاک ہوئے تھے میں ان کا پچھلا قبیلہ تھا میں نے ذوشعبین بنوایا تھا تاکہ مجھ کو موت سے نجات ملے لیکن انجام یہ ہوا کہ اس نے مجھ کو ہلاک کر دیا)

ملوک تبابعہ باتفاق علماء نسب یہ بادشاہ عبد شمس بن وائل بن الغوث کی اولاد سے ہیں اور ان کا نسبی سلسلہ حمیر تک اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں ان کا دارالحکومت صنعاء و مارب میں تھا۔ ملکہ بلقیس اسی قوم و گروہ کی بادشاہ تھی۔ اس نے دو پہاڑوں کے درمیان میں ایک دیوار بنوادی تھی جس سے چشموں اور تمام بارش کا پانی سمٹ کر ایک ہی جگہ پڑا رہتا تھا موقع و محل سے کھڑکیاں رکھی تھیں ضرورت کے مطابق اس سے وقتاً فوقتاً اہل شہر پانی لیتے تھے اور اسی کا نام عرم تھا جعدی کہتا ہے ؎

من سبا الحاضرین مارب اذ   یبنون من دون سیلہ العرما

اور بعضوں نے اس سد کی بنیاد کی نسبت حمیر یمن کے مورث وجد اعلیٰ کی طرف کی ہے اعشیٰ کہتا ہے

ففی ذالک للموتسی اسوۃ ؛ رب عظی علیہ العرم ؛ رخام بناہ لھم حمیر ؛ اذا جاء من رامہ لم یرم

اور بعضے کہتے ہیں کہ اسے لقمان الاکبر ابن عاد نے بنوایا تھا۔ جیسا کہ مسعودی نے کہا ہے کہ اس نے اسے ایک فرسخ مربع بنایا تھا اور تیس شاخیں رکھی تھیں اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ اور قرین قیاس اور قرب الی الصواب یہی ہے کہ اس سد کی سبا بن یشجب نے بنا ڈالی تھی اور اس نے اس میں بڑی صناعی صرف کی تھی۔ لیکن اس سد کی تکمیل سے قبل وہ خود مر گیا۔ اس کے بعد حمیری بادشاہوں نے اس کو تمام و کمال کو پہنچایا اور ہم اس قول کی تائید اس وجہ سے کرنا چاہتے ہیں کہ ایسی عظیم الشان یادگاریں اور مستحکم تعمیرات ایک شخص تمام و کمال کو نہیں پہونچا سکتا جیسا کہ ہم نے کتاب الاول (یعنی مقدمہ تاریخ) میں بیان کیا ہے۔

سیلاب کی تباہی ان دنوں یہ بلاد آباد و سرسبز ترین بلاد میں شمار کئے جاتے تھے اس میں دو رویہ عمارتیں سنگین اور خوش نما بنی ہوئی تھیں اس کو لوگ جنت سے تعبیر کرتے تھے جس وقت اس قوم نے گمراہی و بے دینی میں انہماک پیدا کیا اللہ جل شانہ نے گھونس کو ایسی قوت دی کہ اس نے اس سد میں جو پانی روکے ہوئے تھا سوراخ کر دیا جس کی وجہ سے تمام شہر اور باغات غرق ہو گئے اور ان کے وہ باغات جو سرسبزی و شادابی میں جنت کے ہم پلہ ہو رہے تھے بنجر اور زمین شورہ سے بدل دیئے گئے۔ کما وصف فی القرآن (جیسا کہ قرآن میں اس کا بیان آ گیا ہے)[1]

---

[1] قرآن مجید کے بائیسویں پارہ سورہ سبا میں اس قوم کا قصہ اس طرح پر مذکور ہے لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰیَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۥ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ — (مترجم)

ملوک تبابعہ متواتر اور مختلف زمانوں میں گذرے ہیں جن کا شمار کسی قدر غیر ممکن سا نظر آرہا ہے کبھی یہ بادشاہ حدود یمن سے نکل کر عراق اور ہند اور سرزمین مغرب کی طرف بڑھ جاتے تھے اور کامیابی اور فتح نصیبی کا سکہ عالم میں چلا دیتے تھے اور کبھی یمن ہی کی سرزمین پر اکتفا کرتے تھے جیسا کہ انکی مختلف اور پریشان حالتیں اور غیر مرکزی صورت پائی جاتی ہے ویسے ہی ان کے ناموں کی نقل میں بھی غلطیاں ہو گئی ہیں اور متعدد بادشاہوں کے نام متحد ہونے کی وجہ سے زمانہ بھی اِدھر کا اُدھر ہو گیا ہے لیکن ہم حتی الامکان نہایت غور وفکر سے وہی حالات تحریر کریں گے جن پر عملاً اعتماد ہو سکتا ہے۔ واللہ المستعان

تبابعہ کی وجہ تسمیہ

سہیلی کہتا ہے کہ تبع کے معنی ہیں الملک المتبع اور صاحب محکم کہتا ہے کہ تبابعہ ملوک یمن کو کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو تبع کہیں گے کیونکہ ملوک یمن ایک دوسرے کے تابع ہوتے تھے جب ایک بادشاہ مر جاتا تو دوسرا جو اس کا قائم مقام ہوتا تھا وہ سیرۃً وعادۃً اپنے ماسبق کا تابع ہوتا تھا اور تبابعہ میں ایک "ب" محض ارادہ نسب کے خیال سے زیادہ کردی ہے زمخشری کہتا ہے کہ ملوک یمن کو تبابعہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ ایکدوسرے کے تابع ہوتے ہیں مسعودی کا بیان یہ

(گذشتہ سے پیوستہ) ذٰلِکَ جَزَیْنٰھُمْ بِمَا کَفَرُوْا وَھَلْ نُجٰزِیْٓ اِلَّا الْکَفُوْرَ (بیشک قوم سبا کے لئے ان کے وطن میں ایک نشانی تھی۔ دو باغ داہنے اور بائیں تھے (کہا گیا تھا کہ) اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اس کا شکریہ ادا کرو شہر عمدہ و پاکیزہ ہے اور رب معاف کرنیوالا ہے (اگر سہواً تم سے کوئی لغزش ہو گی) پس انہوں نے نافرمانی کی (یعنی بجائے شکریہ کفرانِ نعمت پہ کمربستہ ہو گئے) اس وجہ سے ہم نے ان پر عرم (بند) کا پانی چھوڑ دیا اور ان کے دو باغوں کے بدلے دوسرے دو باغ دیئے جن میں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور کسی قدر بیریں تھیں یہ ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں) اگرچہ اس آیہ کریمہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس بند میں گھونس نے سوراخ کر دیا تھا یا کسی اور ذریعہ سے وہ بند ٹوٹ گیا تھا جو باعث عذاب و قہر الٰہی ہوا لیکن یہ بات ضرور ثابت ہو رہی ہے کہ اس بند کے ٹوٹنے کی وجہ سے وہ شہر خراب اور باغات ویران ہوئے ممکن ہے کہ وہ بند گھونس کے کھودنے سے ٹوٹا ہو جیسا کہ مورخین تحریر کر رہے ہیں ہمیں اس امکان عقلی کے تسلیم کر لینے میں جب وہ کلام اللہ کے مخالف نہ ہو کچھ عذر نہ ہونا چاہئے اور نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قوم سبا سے مراد یہی ملوک تبابعہ حمیری کہلاتی ہیں جناب باری نے ان کو ان کے مورث وجد اکبر کی طرف اس آیت میں منسوب کر دیا ہے۔"

ہے کہ یہ لوگ اپنے بادشاہ کو اس وقت تک تبع نہ کہتے تھے جب تک وہ یمن، شحر، حضرموت کا بادشاہ نہ ہو جاتا تھا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ تبع کہلائے جانے کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ بنی حشم بن عبدشمس اس کے تابع ہو جائیں اور جس میں ان دونوں صفتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جاتی تو وہ ملک (بادشاہ) کہلاتا تھا نہ کہ تبع۔

حرث رائش باتفاق مورخین ملوک تبابعہ میں سے سب سے پہلے حرث۔ رائش نے حکومت وسلطنت کی رائش اسے اس وجہ سے کہتے تھے کہ اس نے عام طور سے انعام واکرام کو عام کر رکھا تھا۔ نسابین نے اس کے نسب میں اختلاف کیا ہے باوجودیکہ انہوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ یہ (حرث رائش) وائل بن الغوث بن جیران بن قطن بن عریب بن زہیر ابن ایمن بن ہمیسع بن حمیر کی اولاد سے ہے۔

ابرہہ ذوالمنار حرث رائش نے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے ایک سو پچیس برس کی حکومت کی یہ تبع کے نام سے موسوم اور بروایت سہیلی خدا پرست تھا اس کے بعد اس کا لڑکا ابرہہ ذوالمنار ایک سو اسی ۱۸۰ برس بادشاہت کرتا رہا مسعودی کہتا ہے کہ ابن ہشام کا قول یہ ہے کہ ابرہہ ذوالمنار صعب بن ذومداثر بن ملطاط کا لڑکا ہے اور ذوالمنار اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے ایک مینار بنوایا تھا جس سے راستہ کا پتہ چلتا تھا۔

افریقش بن ابرہہ اس کے بعد افریقش بن ابرہہ تخت نشین ہوا اور اس نے ایک سو ساٹھ برس حکومت کی۔ ابن حزم لکھتا ہے کہ افریقش۔ قیس بن صیفی کا لڑکا اور حرث رائش کا بھائی ہے اور یہ وہی ہے جو قبائل عرب کو ہمراہ لے کر افریقیہ پر حملہ آور ہوا اور اسی کے نام سے افریقہ موسوم ہوا ہے اور بربریوں کو بھی اسی نے ارض کنعان سے نکال کر افریقہ پہونچا دیا ہے اور جب کہ یوشع غالب آئے تھے ان کے بادشاہ جرجیر کو بھی قتل کر ڈالا۔

بربر کی وجہ تسمیہ مشہور یوں ہے کہ اہل بربر کو اسی نے بربر کے نام سے موسوم کیا ہے۔ بربرہ لغت عرب میں بے معنی آوازوں کے مل جانے کو کہتے ہیں۔ افریقش عربی نژاد ہونے کے وجہ سے جس وقت اس نے ملک مغرب کو فتح کیا ان کے کلام کو نہ سمجھ سکا اور بیساختہ "ما اکثر بربرتھم" بول اٹھا۔ اسی روز سے اس گروہ کو بربری اور برابرہ کہنے لگے جنگ افریقہ سے واپسی کے وقت قبائل حمیر سے صنہاجہ اور کتامہ کو وہیں چھوڑ آیا اور اس وقت تک ان کی اولاد وہاں موجود ہے وہ ہرگز بربریوں سے نہیں ہیں جیسا کہ طبری وجرجانی ومسعودی وابن کلبی وسہیلی اور تمام نسابین نے کہا ہے۔

عبد بن ابرہہ پھر افریقش کے بعد اس کا بھائی عبد بن ابرہہ تخت نشین ہوا اور پچیس برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے زمانہ میں اور کسی قدر ان سے پہلے تھا۔ اس نے بھی ممالک مغرب پر چڑھائی کی تھی۔ کیکاؤس بن کنعان شاہ فارس اس کے ملک پر چڑھ آیا تھا دونوں میں خوب لڑائی ہوئی بالآخر کیکاؤس کو ذوالاذعار نے گرفتار کر لیا ایک مدت کے بعد اس کے وزیر رستم نے تمام لشکر فارس پر حملہ کیا اور کئی لڑائیوں کے بعد کیکاؤس کو قید سے چھڑا لایا جیسا کہ ہم آئندہ ملوک فارس کے تذکرہ میں بیان کریں گے۔ طبری کہتا ہے کہ ذوالاذعار کا نام عمرو بن ابرہہ ذی المنار بن حرث رائش بن قیس بن صیفی بن سبا اصغر ہے اور بروایت ابن ہشام ذوالاذعار کو ملکہ بلقیس نے زہر دے دیا تھا۔ ذوالاذعار کے بعد ہدہاد بن شرجیل بن عمرو بن ذوالاذعار تخت حکومت پر بیٹھا۔ ہدہاد کو ذوالصرح بھی کہتے تھے یہ چھ یا دس برس تک حکومت کرتا رہا۔

ملکہ بلقیس اس کے بعد اس کی لڑکی ملکہ بلقیس تخت حکومت پر جانشین ہوئی سات برس تک اس کی حکومت رہی اس کے بعد یمن پر سلیمانؑ غالب آئے۔ طبری تحریر کرتا ہے کہ بلقیس کا نام یلقمہ تھا اور لیشرح بن حرث بن قیس کی لڑکی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب سلیمانؑ نے ملکہ بلقیس سے نکاح کر لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جناب موصوف نے اس کو معزول کر دیا تھا اور اس نے سدد بن زرعہ بن سبا سے اپنا عقد کیا تھا اس کا تخت نہایت قیمتی اور تیس گز مربع تھا یہ بہت سمجھ دار عورت تھی۔

حضرت سلیمانؑ کا یمن پر تسلط اس کے بعد اہل یمن چوبیس برس تک سلیمانؑ اور ان کے لڑکے کے ماتحت رہے اس کے بعد ان میں ناشر بن عمرو ذوالاذعار بادشاہ ہوا اس کو ناشر النعم بھی کہتے ہیں۔ ہشام بن کلبی بیان کرتا ہے کہ بلقیس کے بعد ناشر بن عمرو بن یعفر جس کو یاسر النعم بھی کہتے تھے یمن کا بادشاہ ہوا۔ اہل یمن کا یہ خیال ہے کہ اس نے اہل مغرب پر حملہ کیا تھا اور وادی رمل تک جہاں کہ کوئی نہیں جا سکتا پہونچ گیا تھا پھر آگے ریت کی کثرت کی وجہ سے نہ بڑھ سکا لیکن اس کے بعض ہمراہی وادی رمل عبور کر گئے اور پھر واپس نہ ہو سکے۔ ناشر النعم نے اس وادی کے کنارے ایک بت تانبے کا بنوا کر رکھوا دیا تھا اور اس کے سینہ پر جلی خط سے عبارت ذیل کندہ کرا دی تھی "هذا الصنم لناشر النعم الحميري ليس وراءه مذهب فلا يتكلف احد ذلك فيعطب ۔"

سمرقند کی وجہ تسمیہ

اس کے بعد شمر مرعش (اس کا لڑکا) تخت پر بیٹھا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عراق - فارس - خراسان کے اکثر علاقہ کو فتح کیا اور دریائے جیحون سے گزر کر شہر صغد کو ویران کر کے اس کے قریب ایک دوسرا شہر آباد کیا۔ عجمی اس شہر کو ویران کرنے سے شمر کند (شمر نے خراب کیا) کہنے لگے جسے عرب نے معرب کر کے سمرقند کر دیا اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ یہ قباد بادشاہ فارس سے لڑا تھا اور اسے قید کر لایا تھا بہرکیف شمر مرعش ایک سو ساٹھ برس تک تخت حکومت پر رہا۔

شمر مرعش

سہیلی کی تحریر شہادت دیتی ہے کہ شمر مرعش جس کی طرف سمرقند کا قصہ منسوب کیا جاتا ہے وہ شمر بن مالک تھا اور مالک وہی ہے جس کو املوک بھی کہتے تھے اور یہ شمر یاسر النعم کا لڑکا ہے لیکن سہیلی کی یہ غلطی ہے اس وجہ سے کہ مورخین نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ املوک جناب موسیٰؑ کے زمانہ میں تھا اور شمر ذوالاذعار کی اولاد سے ہے جو جناب سلیمان کے وقت میں تھا۔ واللہ اعلم۔

تبان بن اسعد

شمر مرعش کے بعد تبابعہ میں سے تبع الاقرن جس کا نام زید تھا بادشاہ ہوا۔ سہیلی کہتا ہے کہ یہ شمر مرعش کا لڑکا تھا اور طبری کا یہ بیان ہے کہ عمرو ذوالاذعار اس کا باپ تھا اس نے ترپن ۵۳ برس تک اور بروایت مسعودی تریسٹھ ۶۳ سال تک حکمرانی کی اس کے بعد اس کا لڑکا کلکیکرب بادشاہ ہوا یہ بڑا بزدل تھا لڑائی سے جان چراتا تھا نہ تو اس نے کسی ملک پر حملہ کیا اور نہ کسی سے لڑنے پر آمادہ ہوا یہاں تک کہ مر گیا اور اس کے بعد اس کا لڑکا تبان بن اسعد ابوکرب تخت نشین ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سب سے پچھلا تبع ہوا اور یہ ملوک تبابعہ میں اوروں کی بہ نسبت زیادہ مشہور ہے۔

حیرہ کی وجہ تسمیہ

یہ یمن سے ملک گیری کے ارادے سے چلا مقام حیرہ میں پہونچ کر راستہ بھول جانے سے اس کا لشکر پریشان ہو گیا۔ اسی مناسبت سے اس مقام کا نام حیرہ رکھا اور چند قبائل ازد - لخم - جذام - عاملہ - قضاعہ کو چھوڑ کر آگے بڑھا ان لوگوں نے اس مقام پر ڈیرے ڈال دیئے۔ چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنا کر قیام کر دیا پھر کچھ لوگ قبائل طیرہ - وکلب و سکون وایاد و حرث بن کعب کے ان میں آملے۔

تبان اسعد کی فتوحات

پھر تبان اسعد انبار ہوتا ہوا موصل پہنچا اور وہاں سے نکل کر آذربائیجان والوں سے اپنی قوت و مردانگی کی داد لیتا ہوا ترکوں سے معرکہ آرا ہوا اور انہیں شکست دے کر مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر یمن کی طرف واپس ہوا۔ اطراف و جوانب کے

بادشاہ اس کی سطوت سے ڈر گئے ملوک ہند نے مصالحت کرلی۔ اس کے بعد تبان اسعد نے اپنے ایک لڑکے حسان کو صغد کی طرف اور دوسرے لڑکے یعفر کو روم کی طرف اور اپنے برادر زادہ شمر ذی الجناح کو فارس کی جانب فوجیں دے کر روانہ کیا۔ شمر نے کیقباد شاہ فارس سے جنگ کرکے اُسے شکست دی اور سمرقند پر قبضہ کرکے چین کی طرف بڑھا لیکن اس کے پہونچنے سے پہلے اس کا بھائی حسان اس جانب پہونچ گیا تھا۔ دونوں نے مل کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور بے شمار مال غنیمت لے کر اپنے باپ کے پاس واپس آئے پھر تبان اسعد نے اپنے لڑکے یعفر کو قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے خراج دیکر صلح کرلی اس کے بعد یعفر نے رومہ پہونچ کر محاصرہ کر لیا اثناء محاصرہ میں اس کے لشکر میں طاعون پھوٹ پڑا۔ رومیوں نے موقع پا کر حملے شروع کر دیئے جب یعفر کی فوج کا اکثر حصہ برباد ہو گیا اس وقت وہ مجبور ہو کر باقی ماندہ فوج لے کر یمن کی طرف لوٹا۔

تبان اسعد کے یہودی ہونے کا واقعہ

ابن اسحاقؒ کہتا ہے کہ ملوک تبابعہ میں سے جو تبع مشرق کی طرف بڑھا تھا وہ تبان اسعد ابو کرب بن ملکیکرب بن زید الاقرن ابن عمرو ذوالادغار تھا اور تبان اسعد کا نام حسان بن تبع تھا اور اسی نے بخیال بعض علماء تاریخ سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا اور بنی جرہم کو اس کا متولی کیا اور کعبہ میں دروازہ لگایا چابی مقرر کی۔ ابن اسحاقؒ نے لکھا ہے کہ پھر یہ یہودی ہو گیا اور اس کی یہودیت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ جس وقت تبان اسعد یمن سے نکل کر حدود مشرق کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تو یثرب ہو کر گذرا۔ اور اس پر قبضہ کرکے اپنے لڑکے کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ اہل یثرب نے آپس میں مشورہ کرکے اس کے لڑکے کو قتل کر ڈالا۔ ان دنوں بنی نجار کا ایک مشہور شخص عمرو بن طلہ نامی ان کا رئیس و سردار تھا۔ تبان اسعد کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بہت برہم ہوا اور اسی وقت لڑائی اور آگے کا بڑھنا موقوف کرکے یثرب کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ دو دن کا راستہ ایک ایک روز میں طے کرتا ہوا یثرب کے قریب پہونچکر یثرب کا محاصرہ کر لیا تمام ابناء قبیلہ نے ایک جا ہو کر مقابلہ کیا اثناء جنگ میں یہود بنی قریظہ کے دو عالم متبحر تبان اسعد کے پاس آئے اور اس سے کہا تو اپنے اس فعل سے باز آ۔ تو اپنے اس خیال کے پورا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اور نہ یثرب کسی صورت سے خراب و ویران ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نبی آخر الزماںؐ کا جو قریش میں پیدا ہو گا مہاجرہ (جائے ہجرت) ہے اور یہیں وہ آ کر قیام

پذیر ہوں گے۔ تبان اسعد ان کی باتوں سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے لڑائی موقوف کر دی اور دین یہودیت قبول کر لیا اور انہیں ہمراہ لیے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔

تبان اسعد کی مکہ میں آمد

جسوقت مکہ کے قریب پہنچا غالباً ایک منزل باقی رہتی تھی کہ بنی ہذیل کے چند آدمی اس کے پاس آئے اور اس کو کعبہ کے مال و جواہرات اور خزائن کی طمع میں مبتلا کرنا چاہا لیکن ان دونوں عالموں نے اس کو اس فعل سے روک دیا اور اس پر یہ امر ظاہر کیا کہ بنی ہذیل تیرے قتل کی فکر میں ہیں تبان اسعد نے یہ سنتے ہی انہیں قتل کر ڈالا اور خود ان دونوں عالموں کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوا ان علماء نے جو اس کے ہمراہ تھے اس کو طواف کرنے کی ہدایت کی چنانچہ تبان اسعد نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اس پر غلاف چڑھایا اور بنی جرہم کو اس کا متولی مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ حائضہ اور نفساء (حیض اور نفاس والی عورتیں) اس کے قریب نہ آنے پائیں خانہ کعبہ کا دروازہ بھی اس نے قائم کیا اور کنجی مقرر کی۔

تبان اسعد کی مراجعت یمن

اس کے بعد یمن کی طرف روانہ ہوا یمن میں اس کی تمام قوم بت پرست تھی اور وہ اس کی یہودیت سے مطلع ہو کر فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوئی چنانچہ اس زمانہ کے دستور کے مطابق آگ مشتعل کی گئی بنی حمیر اپنے بتوں کو لئے ہوئے اور یہود کے وہ دونوں عالم توریت کو گلے میں حمائل کئے ہوئے آگ میں داخل ہوئے۔ حمیریوں کو آگ نے جلا دیا اور یہ دونوں عالم جن کی نورانی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا صحیح و سالم نکل آئے اس واقعہ سے بنی حمیر بھی یہودی ہو گئے اور یہودیت نہایت کم دنوں میں ایسی پھیل گئی کہ گویا ان کا یہی اصلی مذہب تھا۔

تبان اسعد کے اشعار

علامہ مسعودی اس تبع کے حالات میں تحریر کرتا ہے کہ سعد ابو کرب نے فتوحات ملکی میں ناموری پیدا کی تھی اس نے اکثر ممالک عجم پر بزور تیغ قبضہ کر لیا تھا سرزمین عراق میں قباد سے لڑا اور اس کو شکست دی یہ قباد، قباد بن فیروز نہیں ہے بلکہ ملوک الطوائف سے تھا اس کے بعد ابو کرب عراق و شام و حجاز پر قابض ہو گیا۔ اسی مضمون کو خود تبع ابو کرب کہہ رہا ہے:

اذ حسینا جیادنا من دماء — جب ہم نے خون اعدا اپنے گھوڑوں کو پلا دیا۔

ثم یسری فابہا مسیرا لبعیدا — پھر گئے ہم ان پر دور دراز تک
واستبحنا بالخیل خیل قباذ — اور مباح کر دیا ہم نے اپنے سواروں کو قباد کے سواروں کا خون
وابن اقلید جاء نا مصفودا — اور ابن اقلید ہمارے پاس آیا بندھا ہوا
وکسونا البیت الذی حرم اللہ — اور پہنایا ہم نے اس مکان کو جس کی اللہ نے عزت کی ہے۔
سلا منضد او برودا — ڈھکی ہوئی تہ بہ تہ چادریں
واقمنا من الشہر عشرا — اور ٹھیرے ہم وہاں دس مہینہ تک
وجعلنا لبابہ اقلیدا — اور اس کے دروازہ کی کنجی ہم نے بنادی

تبان اسعد کا قتل

اس سے اور کندہ سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر حجر بن عمرو بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندہ (قبیلہ کہلان کا بادشاہ) فتح یاب ہوا اور ابوکرب یمن لوٹ آیا۔ بنی حمیر نے یہ سمجھ کر کہ یہ بزدلی سے بھاگ آیا ہے اس کو قتل کر ڈالا اس کا زمانہ حکومت تین سو برس تک رہا۔

ربیعہ بن نصر کا خواب

بروایت ابن اسحاق ابوکرب کے بعد ربیعہ بن نصر بن حرث بن نمارہ بن لخم برادر خذام یمن کا بادشاہ ہوا۔ طبری بروایت ابن اسحاق باسناد بعض اہل علم تحریر کرتا ہے کہ اس نے ایک خوفناک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر کے لئے دو کاہنوں کو بنی ایاد وغسان سے بلوایا جو اس زمانہ میں فن کہانت ونجوم میں عدیم النظیر تھے ان میں سے ایک کا نام شق ابوصعب شکر بن وہب بن امول بن یزدیہ بن قیس بن عبقر بن ایاد اور دوسرے کا نام سطیح ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذیب بن عدی بن مازن بن غسان تھا۔ ان کاہنوں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ ربیعہ اور قحطان کے ستر برس کے بعد حبشہ یمن کے بادشاہ ہو جائیں گے اس کے بعد ابن ذی یزن عدن سے خروج کرے گا اور انہیں یمن سے نکال باہر کرے گا اور خود یمن کا بادشاہ ہو جائے گا۔ ربیعہ کے دل میں یہ باتیں ایسی جاگزیں ہوئیں کہ اس نے فوراً اپنے اہل وعیال کو عراق کی طرف روانہ کر دیا اور سابور بن خرداذ شاہ فارس کو سفارشی خط لکھ دیا اس نے اس کی اولاد کو مقام حیرہ میں ٹھہرایا۔ اسی کے خاندان سے نعمان نامی بادشاہ حیرہ ہوا تھا جس کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے

حسان بن تبان کا قتل

"نعمان بن منذر بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر" ابن اسحاق تحریر کرتا ہے

کہ ربیعہ بن نصر کے بعد مملکت یمن کا مالک حسان بن تبان اسعد ابو کرب ہوا اور ملوک تبابعہ کی طرح جہانگیری کے خیال سے اہل یمن کو لے کر نکلا۔ لیکن بنی حمیر اور یمن کے قبائل نے اس کی ہمراہی کو ناپسند کیا اور واپسی پر تُل گئے اور اس کے بھائی عمرو نامی سے یہ کہا کہ "تو اپنے بھائی کو قتل کر ہم تجھے بادشاہ بنائیں گے" عمرو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ ذورعین نے بنی حمیر کی اس رائے سے اختلاف کیا اور عمرو کو بھی اس کام سے روکا لیکن اس کے دماغ میں بادشاہی کی بو سمائی ہوئی تھی۔ اس نے اس کے کہنے کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ تب ذورعین نے یہ دو شعر ایک کاغذ پر لکھ کر بطور امانت اس کے پاس رکھ دیئے:

الا من یشتری سھرا بنوم — وہ کون شخص ہے جو بیداری کو خواب کے بدلے فروخت کرتا ہے
سعید من یبیت قریر عین — نیک بخت وہ ہے جو ٹھنڈی آنکھیں سوئے
فاما حمیر غدرت وخانت — چونکہ حمیر نے غداری کی اور خیانت کی۔
فمعذرۃ الالہ لذی رعین — پس ذورعین کا اللہ حافظ ہوئے۔

عمرو بن تبان

جس وقت عمرو اپنے بھائی کو قتل کر کے حمیر کے ساتھ یمن کی طرف واپس آیا تو بیداری نے اس کی نیند کو بالکل اڑا دیا۔ اطبا اور کاہنین سے بے خوابی کی شکایت کی اُن سب نے باتفاق یہ کہا "جو شخص اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے اس پر بے خوابی مسلط کی جاتی ہے" عمرو یہ سُن کر بہت برہم ہوا اور جو شخص یہ کہتا تھا کہ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا ہے اُس کو عمرو قتل کر ڈالتا تھا ایک روز اس کے ذہن میں ذورعین کا خیال گذرا فوراً طلب کر لیا لیکن ذورعین کو اس کے ان دو شعروں نے بچا لیا جن کا ذکر اوپر ہو چکا اور اس عمرو کو موثبان بھی کہتے تھے طبری اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتا ہے کہ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے اس کو موثبان بھی کہتے تھے اور ابن قتیبہ کہتا ہے کہ جنگ کی کمی اور اکثر زمیں بچھونے پر پڑے رہنے کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا بہر حال اس نے اپنی حکومت کے تریسٹھ برس بعد انتقال کیا۔

یمن پر عبد کلال کا قبضہ

جرجانی اور طبری لکھتے ہیں کہ اس کے بعد ملوک حمیر کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ حسان تبع کے لڑکے چھوٹے چھوٹے تھے جن میں ملک داری کی قابلیت نہ تھی اور جو بڑا لڑکا تھا وہ پاگل ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے ملک تبابعہ پر عبد کلال غالب ہو کر چورانوے سال تک حکومت کرتا رہا یہ دین عیسوی کا پابند تھا پھر ابن حسان باہوش وحواس ہوا اور تبابعہ

کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ بروایت جرجانی اس نے بہتر برس حکمرانی کی۔ یہی تبع اصغر ذوالمغازی والآثار ہے۔

مارثر بن عبد کلال

اس کے بعد مارثر بن عبد کلال اس کا مادری بھائی تخت نشین ہوا یہ اکتالیس سال تک بادشاہت کرتا رہا۔ اس کے بعد ولیعہ بن مارثر سینتیس برس تک ابرہہ بن الصباح بن لہیعہ بن شیبہ بن مدفر اور قیلف بن لعلق بن معدیکرب بن عبداللہ بن عمرو بن ذی اصبح الحرث بن مالک برادر ذورعین اور کعب پادر سبا اصغر یکے بعد دیگرے حسب ترتیب حکمران رہے۔

لختیعہ کا قتل

جرجانی لکھتا ہے کہ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ ابرہہ بن الصباح صرف تہامہ کا حکمران تھا اس کے بعد عمرو بن تبع بن کلکیکرب ساون برس تک حکومت پر رہا اس کے بعد لختیعہ بادشاہ ہوا یہ خاندان شاہی سے نہ تھا اس کے جبر وظلم کی کوئی حد نہ تھی اس نے حمیر کے نیک اور اچھے اچھے آدمیوں کو چن چن کر قتل کر ڈالا خاندان سلطنت کو نیست و نابود کر ڈالا ستائیس برس تک اسی حالت وکیفیت سے حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ذونواس زرعہ تبع بن تبان اسعد ابوکرب لختیعہ پر ٹوٹ پڑا اور اس کو قتل کر کے آپ شاہ یمن ہو گیا۔ ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ جسوقت حسان قتل کیا گیا تھا یہ بچہ تھا جب یہ جوان ہوا تو اس نے لختیعہ کو خلوت میں جبکہ وہ ایک فعل شنیع کا مرتکب ہو رہا تھا قتل کر ڈالا۔ اور بنی حمیر و قبائل یمن کو اس حال سے آگاہ کیا ان لوگوں نے متفق ہو کر اسے یمن کے تخت حکومت پر بٹھا دیا۔ اس کی تخت نشینی سے تبابعہ کی حکومت گویا از سر نو قائم ہو گئی یہ یوسف کے نام سے مشہور تھا بروایت ابن اسحاق اڑسٹھ سال تک یہ حکومت پر متمکن رہا ذونواس کے اور اسکے بعد کے یہ واقعات ہیں:

زرعہ تبع بن تبان

باتفاق مورخین ذونواس تبان اسعد کا لڑکا اور اس کا نام زرعہ ہے جب یہ اپنے آبائی ممالک پہ قابض ہوا تو یوسف کے نام سے پکارا جانے لگا یہ یہودی تھا اس نے اکثر قبائل یمن کو یہودی بنا ڈالا تھا اور ہمیشہ یہودیت پھیلانے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود دیار عرب میں نصرانیت کا بھی زور تھا۔

اہل نجران کا قبول عیسائیت

اہل نجران تمام نصرانی المذہب تھے نصرانی مذہب کی اشاعت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ میمون نامی ایک شخص جو اصحاب حواریین عیسیٰؑ کا پیرو تھا ایک دوسرے آدمی کیساتھ جس کا نام صالح تھا شام سے یہودیوں کے خوف سے نکل کھڑا ہوا

اثناء راہ میں راہ گیروں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور نجران لاکر فروخت کر ڈالا اہل نجران ان دنوں ایک درخت کی پرستش کرتے تھے عیدوں میں اسے کپڑے پہناتے اور اس کے سامنے کھانے رکھتے تھے یہ دونوں غریب جس وقت نجران پہنچے اور اپنے مذہب کے موافق عبادت کرنے لگے اہل نجران جدید طرز عبادت دیکھ کر سخت متعجب ہوئے اور اپنے رئیس عبداللہ بن الثامر سے بیان کیا اس نے انہیں طلب کر کے ان کا مذہب دریافت کیا۔ میمون نے کہا میرا مذہب عیسائی ہے جس میں شرک کی ممانعت ہے تم لوگ درخت کی پرستش کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے عبداللہ نے کہا کہ اگر ہمارا یہ مذہب باطل اور اس درخت کی پرستش شرک ہے اور تمہارا مذہب سچا ہے تو تم دعا کرو کہ یہ درخت خشک ہو جائے ہم تمہارا دین بے تامل قبول کر لیں گے۔ میمون نے دعا کی مشیت ایزدی سے وہ خشک ہو گیا اہل نجران اپنے رئیس عبداللہ کے ساتھ یہ واقعہ دیکھ کر فوراً عیسائی ہو گئے۔

ذونواس کا نجران پر حملہ

ابن اسحاق نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ میمون۔ نجران کے ایک گاؤں میں آکر ٹھہرا تھا اور اسی طرف سے اہل نجران کے لڑکے ایک ساحر کے پاس سحر سیکھنے جاتے تھے ان لڑکوں میں عبداللہ بن الثامر بھی تھا یہ اکثر میمون کے پاس بیٹھ جاتا تھا۔ اور اس کی باتیں غور سے سنتا تھا رفتہ رفتہ اس کے دل میں اس کی باتیں اثر پذیر ہو گئیں اور یہ عیسائی ہو گیا۔ شاہ نجران یہ واقعہ دیکھ کر اس کے قتل کی فکر میں ہوا لیکن وہ اپنے اس ارادہ میں ناکام رہا چند دن بعد یہ مر گیا اور عبداللہ نجران کا حکمران ہوا تو تمام اہل نجران عیسائی ہو گئے اور یہی مذہب ان میں پھیل گیا۔ اہل نجران ایک مدت تک عیسائیت پر قائم رہے لیکن کچھ عرصہ بعد ان میں طرح طرح کی بدعتیں پیدا ہو گئیں ذونواس نے انہیں دین یہودیت کی طرف بلایا ان لوگوں نے اس سے انکار کیا تب ذونواس اہل یمن کو لے کر ان پر چڑھ گیا۔ بروایت ابن اسحاق بیس ہزار سے کچھ زائد آدمیوں کو قتل کر کے جلا ڈالا۔ صرف ایک شخص بچ گیا جسے دوس ثعلبان کہتے تھے یہ اپنے تیز گھوڑے پر سوار ہو کر ریگستان طے کرتا ہوا نکل گیا۔ اور ذونواس کے سپاہی بمجبوری تعاقب نہ کر سکے۔

باب ۹

مُلوک حبشہ

ذونواس کی نجران پر فوج کشی

ہشام ابن محمد کلبی ذونواس اور اہل نجران کی لڑائی کا یہ سبب ظاہر کرتا ہے کہ "نجران میں ایک یہودی رہتا تھا اس کے دو لڑکے تھے اہل نجران مذہبی اختلاف کی وجہ سے اس سے عداوت رکھتے تھے ایک روز اس سے اور ایک عیسائی سے جو اس کے پڑوس میں تھا تکرار ہوئی چونکہ عیسائیوں کو اس سے کچھ خلش پہلے سے چلی آرہی تھی یہ ایک نیا حیلہ پیدا ہو جانے سے اس کے دونوں لڑکوں کو مار ڈالا۔ غریب مظلوم یہودی گرتا پڑتا یمن ذونواس کے پاس پہونچا اور اپنا ماجرا بیان کیا ذونواس یہ سُن کر آگ بگولا ہو گیا اور اسی وقت نجران پر فوج کشی کردی اہل نجران ایک تو اس کی نسبت کمزور تھے اور دوسرے غافل بھی تھے اسی وجہ سے ان میں سے سوائے دوس ذو ثعلبان کے اور کوئی جانبر نہ ہوا دوس ذو ثعلبان نجران سے نکل کر قیصر روم کے دربار میں پہنچا اور ذونواس کے مظالم اور زیادتیاں بیان کیں اور انجیل کے اوراق جلے پھٹے ہوئے دکھلائے قیصر روم کو اس کا یہ فعل بہت ناگوار گذرا اس نے اسی وقت نجاشی والی حبشہ کو اس کی اعانت کے لئے لکھا اور امداد کی سفارش کی۔

نجاشی کا یمن پر حملہ

چنانچہ نجاشی ستر ہزار حبشیوں کو ہمراہ لیکر یمن کی طرف بڑھا بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ دوس ذو ثعبان پہلے نجاشی کے پاس گیا تھا اور نجاشی نے جنگی جہازوں کی کمی کی وجہ سے قیصر کے پاس جلی پھٹی ہوئی انجیل بھیج دی جب قیصر روم نے کشتیاں بھیجیں تو نجاشی نے لشکر حبشہ کو ارباط کی ماتحتی میں یمن کی طرف یمنیوں کے قتل وغارت اور قید کی قسم دے کر روانہ کیا۔ ارباط کے ہمراہ اس مہم میں ابرہۃ الاشرم بھی تھا جو حبشیوں کا ایک نامی جنرل تھا ارباط اور ابرہہ کے جنگی

جہاز نہایت کم مدت میں ساحل یمن پر لنگر زن ہوئے چونکہ ذونواس کو اس سے آگاہی نہ تھی اور وہ غافل بیٹھا ہوا تھا۔ اس وجہ سے حبشیوں کو دریا سے خشکی پر اُترنے میں کچھ دقت پیش نہیں آئی۔ ورنہ خواہ مخواہ کسی قدر دقت ضرور اٹھانی پڑتی۔

ذونواس کا خاتمہ الغرض جس وقت ذونواس کو اس واقعہ سے آگاہی ہوئی کف افسوس ملنے لگا لیکن پھر اس نے نہایت تیزی سے جس قدر یمن کے قبائل نے اس کا ساتھ دینا پسند کیا انہیں ہمراہ لے کر لشکر حبشہ کا مقابلہ کیا میدان جنگ میں زیادہ سے زیادہ دوپہر تک یمنیوں کو ہمراہ لیئے ہوئے لڑتا رہا۔ دوپہر کے بعد جب لڑائی کا رنگ بدلتا نظر آیا اور اس نے یہ سمجھ لیا کہ چند لمحوں کے بعد میں ضرور گرفتار ہو جاؤں گا۔ بس وقت اس نے اس خواری کی گرفتاری سے موت کو کہیں افضل سمجھ کر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا موج کے تھپیڑوں نے نہایت عجلت سے بنی حمیر کے اس آخری بادشاہ کو قعر دریا میں پہونچا دیا۔ ارباط مظفر و منصور یمن میں داخل ہوا اور یمنیوں کو جہاں تک ممکن ہوا ذلیل و خوار اور گرفتار و قتل کر کے نجاشی کو لڑائی کے آخری نتیجہ سے مطلع کیا اور یمن کے کچھ تحائف بھیجے اور خود یمن ہی میں مقیم رہا۔

ابرہہ کا یمن پر قبضہ ہشام بن محمد کلبی کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجاشی کے پاس جس وقت قیصر نے کشتیاں بھیج دیں اس وقت اس نے ابرہہ کو امیر لشکر کر کے یمن کی طرف بھیجا۔ جس وقت ابرہہ صنعا میں پہنچا ذونواس منہ چھپا کر بھاگا اور دریا میں ڈوب کر جان دے دی ابرہہ بلا مقابلہ یمن پر قابض ہو گیا لیکن اس نے خلاف عہد نجاشی کو تحائف نہ بھیجے اس وجہ سے نجاشی نے دوبارہ ارباط کو ایک بڑے اور قوی لشکر کا افسر بنا کر ابرہہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس وقت ارباط ساحل یمن پر پہونچا ابرہہ نے ارباط سے سازش کی کوشش کی لیکن جب اس میں اس کو ناکامی ہوتی نظر آئی تو چار و ناچار مقابلہ پر آیا اور دھوکے سے اس نے ارباط کو مار ڈالا نجاشی اس واقعہ سے بہت برہم ہوا اور اس نے اس کے قتل کی قسم کھالی۔ لیکن ابرہہ نے اپنی چالاکیوں سے اُسے راضی کر لیا۔

ارباط کا قتل اور فاضل ابن اسحاق کا یہ خیال ہے کہ یمن میں سب سے پہلے ارباط آیا تھا اور ابرہہ اس کی ماتحتی میں تھا۔ فتح یمن کے بعد ابرہہ اور ارباط میں کچھ تکرار ہو گئی دونوں میں سخت لڑائی ہوئی۔ بالآخر ارباط مارا گیا۔ نجاشی کو ابرہہ کا یہ فعل ناگوار گذرا لیکن ابرہہ نے اسے راضی کر لیا

اور یمن کا حاکم بنا رہا۔ واللہ اعلم۔

بنی حمیر پر ظلم و تشدد

ابرہہ نے یمن پر مسلط ہونے کے بعد حمیریوں کو ذلیل و خوار کرنا شروع کر دیا۔ ان کے رؤسا اور امراء کی تحقیر کرنے لگا ریحانہ بنت علقمہ بن مالک بن زید بن کہلان کو اس کے شوہر ابی مرہ بن ذی یزن سے ناجائز دباؤ ڈال کر اپنی زوجیت میں لے لیا بطن ریحانہ سے ابومرہ کا ایک لڑکا معدیکرب پیدا ہوا تھا اس کے بعد ابرہہ کے ایک لڑکا مسروق اور ایک لڑکی بسباسہ نامی پیدا ہوئے۔

بنی حمیر کی تذلیل و اہانت

ابرہہ اور اس کا غلام عدوہ جو اکثر اطراف یمن کا حاکم تھا دونوں ایک دوسرے سے بدافعالیوں میں بڑھ چڑھ کر تھے۔ دنیا کا کوئی ناجائز فعل ان کے ہاتھوں نہیں بچا۔ بنی حمیر جس قدر اس سے پہلے معزز تھے اس سے بدرجہا زیادہ اس زمانہ میں ذلیل و خوار ہو رہے تھے۔ ان کی عورتوں کو اپنے لئے مباح کر رکھا تھا اور مردوں سے غلامی کا کام لیتا تھا۔ بنی حمیر یا خثعم کے ایک شخص نے اسے موقع پا کر قتل کر ڈالا ابرہہ نے اس کا خون مباح کر دیا۔

واقعہ اصحاب فیل

کچھ عرصہ بعد ابرہہ نے اس شکریہ میں کہ یمن کی حکومت اسے مستقل طور پر حاصل ہو گئی تھی۔ صنعا میں ایک کلیسا بنوایا جس میں قیمتی پتھروں کی پچیکاری کرائی اور شیشہ و آلات سے بھی خوب سجایا۔ نجاشی اور قیصر روم کو اس کی اطلاع دی اور یہ تحریر کیا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ عرب کو حج کعبہ سے روکوں اور اس کے طواف کی طرف مائل کروں۔ چنانچہ اسی خیال سے اطراف عرب میں آدمیوں کو روانہ کر دیا۔ جس وقت یہ داعی (بلانے والا) بنی کنانہ کے شہر (مکہ) میں پہونچا عرفہ بن عیاض نے اسے ایک ایسا تیر مارا کہ اس نے دوبارہ دم تک نہیں لیا اس کا دوسرا ہمراہی بحال پریشان گرتا پڑتا ابرہہ کے پاس پہنچا تمام ماجرا بیان کیا۔ ابرہہ کو یہ امر ناگوار گذرا اور اس قدر برافروختہ ہوا کہ اسی وقت ایک جرار اور کثیر فوج لے کر ہاتھیوں کے ساتھ مکہ کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ کعبہ کو منہدم کر دے اور بنی کنانہ (قریش) کو قتل کر ڈالے۔

ابرہہ کی حجاز پر فوج کشی

جس وقت ابرہہ سرزمین یمن سے نکل کر حجاز پہونچا۔ ذونفر حمیری دو ہزار عرب ہمراہ لے کر اس کے مقابلہ پر آیا اگرچہ ذونفر حمیری فی نفسہ توانائی اور قوت میں سو دو سو سے کم نہ تھا لیکن ایک طرف معدودے چند آدمی اور دوسری طرف ٹڈی دل۔ بھلا دونوں میں مساوات کیسی ہو سکتی آخر الامر ذونفر حمیری کو شکست ہوئی ابرہہ نے اسے گرفتار کر لیا اور راہبری

کے لئے اپنے ہمراہ رکھا۔ ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ طائف میں داخل ہونے پر........ مسعود بن معتب ثقفی بنی ثقیف کو لے کر ابرہہ کے پاس آیا اور اس کی اطاعت قبول کرلی بنی ثقیف نے ابو رغال نامی ایک شخص کو رہبری کی غرض سے اس کے ہمراہ کر دیا۔ اس نے ابرہہ کو طائف اور مکہ کے درمیان مغمس میں ٹھہرایا جو مکہ سے ایک منزل کی مسافت پر ہے پھر ابو رغال کا اسی مقام پر انتقال ہوگیا بعد میں عرب نے اس کی قبر کو سنگسار کیا جریر کہتا ہے سے

اذامات الفن زوق فارجموه کما ترمون قبر ابی رغال

ابرہہ کا پیغام

اس کے بعد ابرہہ نے سواروں کا ایک دستہ اسود ابن مقصود حبشی کی ماتحتی میں مکہ کی طرف روانہ کیا اس غرض سے کہ بار برداری کے لئے اونٹ اور کچھ آدمی اسباب وغیرہ اٹھانے اور لادنے کی غرض سے گرفتار کر لائیں چنانچہ اسود ابن مقصود اطراف مکہ میں گیا اور اہل مکہ کے کچھ مویشی اونٹ جس میں دو سو اونٹ عبدالمطلب (جد نبی صلعم) کے تھے پکڑ لایا عبدالمطلب ان دنوں قریش کے سردار اور مکہ کے باثر آدمیوں میں تھے ان کا ارادہ لڑائی کا ہوا لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے تو خاموش ہو رہے۔ ابرہہ نے دوسرے دن حناط حمیری کو مکہ کی طرف روانہ کیا تاکہ اہل مکہ کو اس کے ارادہ سے آگاہ کرے اور اگر اہل مکہ کعبہ کے گرانے سے کچھ چون وچرا کریں تو لڑائی پر آمادہ ہو جائیں۔

عبدالمطلب کا ابرہہ سے مطالبہ

عبدالمطلب نے یہ پیغام سن کر جواب دیا۔ واللّٰہ ما نرید حربہ وھذا بیت اللّٰہ فان یمنعہ فھو بیتہ وان تخلی عنہ فما لنا نحن من دافع[1] اور چند رؤساء قریش کو ہمراہ لے کر ابرہہ کے پاس گئے پہلے ذونفر حمیری سے ملاقات کی جسے ابرہہ نے قید کر رکھا تھا۔ ذونفر نے فیل بان کے ذریعہ سے ابرہہ کو عبدالمطلب کے آنے کی اطلاع کرا دی ابرہہ نے ان کا بڑے تپاک سے استقبال کیا تخت سے اتر کر فرش پر ان کے ساتھ بیٹھا اثناء کلام میں عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کی رہائی کی سفارش کی۔ ابرہہ نے متعجب ہو کر کہا "بڑے تعجب کی بات ہے کہ کعبہ کے بارے میں تم نے مجھ سے کچھ التجا نہ کی یہ تو تمہارا اور تمہارے آبا واجداد کا مذہبی مکان ہے۔

[1] خدا کی قسم ہے ہم اس سے لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے یہ اللہ کا گھر ہے پس اگر وہ (خدا) اس کو روکے تو یہ اس کا گھر ہے اور اگر وہ اس سے کچھ تعرض نہ کرے تو ہم اس کو دور نہیں کر سکتے۔

اور اونٹوں کا سوال کیا" عبدالمطلب نے جواب دیا " انا رب الابل وللبیت رب سیمنعہ" (میں اونٹوں کا مالک ہوں اونٹوں کو مانگتا ہوں اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ خدا بیا دے گا) ابرہہ نے یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموشی اختیار کی اس کے بعد بلا تامل عبدالمطلب کو ان کے اونٹ واپس کر دیئے۔

عبدالمطلب کی پیش کش

علامہ طبری تحریر کرتا ہے کہ اکثر مورخین کا یہ خیال ہے کہ عبدالمطلب کے ساتھ عمرو بن لعابہ بن عدی بن دیل سردار کنانہ اور خویلد ابن واثلہ سردار بنی ہذیل گئے تھے اور ابرہہ سے یہ درخواست کی تھی کہ "تہامہ کی ثلث آمدنی خراج میں دیجائیگی بشرطیکہ کعبہ منہدم نہ کیا جائے" لیکن جب ابرہہ نے اس سے انکار کیا تو عبدالمطلب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ واپس آئے اور قریش اور تمام اہل مکہ کو ہدایت کی کہ مکہ کو چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے جائیں اور خود وقت روانگی خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کے کھڑے ہو گئے اس وقت ان کے پاس قریش کے چند منتخب آدمی موجود تھے اور سب گڑگڑا کر دعائیں کر رہے تھے اور عبدالمطلب یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

لاھم ان العبد یمنع	اے خدا بیشک بندہ اس کو روکتا ہے جو اس کے محل میں آتا ہے۔
حلہ فامنع حلالك	پس تو ہی منع کر اس کو جو تیرے مکان پر آئے۔
لا یغلبن صلیبھم	ہرگز ان کی صلیب اور ان کا غصہ کبھی تیرے
ومحالھم ابداً محالك	غصہ پر غالب نہ آئے گا۔
وانصر علی آل الصلیب	اور مدد کر اہل صلیب اور اس کے
وعابدیہ الیوم آلك	پرستش کرنے والوں پر آج اپنے اہل کو

ابابیلوں کی آمد

اس کے بعد عبدالمطلب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے اور ابرہہ کعبہ کے گرانے کی غرض سے مکہ کی طرف بڑھا اللہ جل شانہ نے ان پر چڑیوں کا ایک جھنڈ دریا سے بھیجا جو اس ناہنجار لشکر پر سنگ باری کرنے لگا جس پر وہ پتھر پڑتا تھا وہ اسی مقام پر رہ جاتا تھا اور مقام حجر میں ان کے اجسام پر چیچک کے دانے سے بھی نکل آئے تھے جس سے اکثر ہلاک ہو گئے ابرہہ کے بدن پر چند دانے نکل آئے جس کی وجہ سے اس کے تمام اعضا یکے بعد دیگرے کٹ کٹ کر گر گئے لشکریوں کا جب یہ حال ہوا تو ہاتھیوں کو آگے کیا جو ہاتھی آگے بڑھایا جاتا تھا وہ آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے جاتا تھا آخر الامر ہاتھیوں کے اجسام پر بھی چیچک کی طرح دانے نکل آئے اور وہ سب مر گئے تب اللہ جل شانہ نے ایک سیل بھیجا

جوان سب کو دریا میں بہائے گیا۔

یمن کی حبشی حکومت کا خاتمہ

ہلاکی ابرہہ کے بعد اس کا لڑکا یکسوم تخت حکومت پر بیٹھا۔ اس نے بھی بنی حمیر اور قبائل یمن کی ذلت کی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ان کے مردوں کو قتل کر ڈالا اور ان کی عورتوں کو جبراً گھر میں ڈال لیا ان کے لڑکوں کو غلامی میں رکھ لیا۔ یکسوم کے مرنے پر اس کا بھائی مسروق تخت نشین ہوا اس نے یکسوم سے بڑھ کر زیادتیاں شروع کر دیں اور اپنے پیش روؤں سے ظلم و ستم میں بدرجہا بڑھتا نظر آیا تو سیف بن ذی یزن نے خروج کیا اور کسریٰ (شاہ فارس) کے پاس گیا اور وہاں سے لشکر لے کر یمن آیا اور مسروق کو قتل کر کے حبشیوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اس وقت تک حبشیوں میں سے یمن میں بہتر برس میں چار آدمیوں نے حکومت کی پہلا ارباط دوسرا ابرہہ تیسرا یکسوم ابن ابرہہ تھا اور چوتھا مسروق ابن ابرہہ۔

(مترجم) ہم اس سے پہلے کہ سیف ابن ذی یزن کے نسب پر گفتگو کریں یا کسریٰ فارس کے پاس اس کے جانے کی تفصیلی کیفیت تحریر کریں مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر طیر ابابیل کے قصہ کو چھیڑ کر اس پردہ کو اٹھا دیں جس نے ایک زمانہ کو غلطان و پیچان کر رکھا ہے۔ ہمارا اصلی مقصود یہ ہے کہ دلچسپی کے ساتھ واقعات کی تحقیق بھی ہوتی جائے۔ ہم عام مترجموں اور مورخوں کی طرح بے پر کی اڑانا نہیں چاہتے۔ آئیے ذرا غامض نظروں سے طیراً ابابیل کی تحقیق کو ملاحظہ فرمائیے۔

متقدمین مورخین اور علماء تفسیر نے اس واقعہ میں ذرہ برابر بھی اختلاف نہیں کیا اور وہ متفق الکلمہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے اصحاب فیل پر چڑیوں کا ایک جھنڈ بھیجا تھا جنہوں نے ان پر سنگباری کی تھی۔ صاحب جامع البیان فی تفسیر القرآن اس قصہ کو سورہ فیل کی تفسیر میں یوں تحریر کرتا ہے:۔

فلما وصلوا اقراب مکة تنهيأ وا	(پس جب کہ لشکر ابرہہ مکہ کے قریب پہونچا:
للدخول ارسل اللہ	اور مکہ میں داخل ہونے کا قصد کیا اللہ تعالیٰ نے
طیرا من البحر امثال الخطاطیف	دریا کی جانب سے چمگادڑوں کی طرح چڑیاں بھیجیں
مع کل فی منقاره ورجلیه	ہر ایک کے ساتھ ان کے چونچ اور دونوں پاؤں میں

ثلثۃ احجار اصغر مرحصۃ تین تین سنگریزے تھے جو چنے سے چھوٹے تھے وہ ان
ترمیتھم پر سنگریزوں کو پھینک (مار) رہی تھیں۔

اور تفسیر تبصیر الرحمن وتیسیر المنان میں اس طرح مذکور ہے۔

(وارسل علیھم طیرا) یعنی طیرا کثیرۃ متفرقۃ یتبع بعضھا خرجت من شاطی البحر سوداء او خضراء واو صفر فی منقار کل طیر حجر وفی رجلیہ حجران (ابابیل) ای جماعات متفرقۃ فی الطرق اذھبوا متفرقین فجعل لھم اضعف الاسلحۃ ترمیھم بحجارۃ) اکبر من العدس واصغر من الحمصۃ۔

(اور بھیجیں اصحاب فیل پر بہت سی چڑیاں متفرق جو ایک دوسرے کے پیچھے تھیں اور نکلی تھیں دریا کی جانب سے سیاہ رنگ کی یا زرد رنگ یا سبز رنگ کی تھیں ہر چڑیا کے منقار میں ایک سنگریزہ اور دونوں پاؤں میں دو سنگریزے تھے (ابابیل) یعنی متفرق جماعت تھیں راہوں پر جب کہ وہ متفرق ہو کر بھاگتے تھے پس وہ ان کو اضعف الاسلحہ کر دیتی تھیں (ترمیھم بحجارۃ) مارتی تھیں وہ ان کو سنگ ریزوں سے جو مسور سے بڑے اور چنوں سے چھوٹے تھے۔

ان دو تفسیروں کے علاوہ اور تفاسیر بیضاوی ومدارک وتفسیر کبیر وغیرہ بھی بلند آواز کہہ رہی ہیں کہ سورہ فیل میں "حجارہ" کے معنی سنگریزہ اور "طیر" کے معنی چڑیا کے ہیں اور اصحاب فیل پر فی الواقع چڑیوں نے سنگ باری کی تھی "طیر" کے معنی بلا اور "حجارہ" کے معنی بیماری نہیں ہیں جیسا کہ آج کل بعض وہ لوگ جن کے دماغ میں مغربیت کی بدبو دار ہوا سما رہی ہے قائل ہو رہے ہیں یہ عجیب بات ہے کہ محال عقلی اور عادی کے ظہور پذیر ہونے کے وہ قائل ہی نہیں ہوتے اسی بنا پر بعض معجزات سے انکار اور بعض کی تاویل کرتے ہیں حالانکہ محال عادی یا عقلی کے ظہور پذیر ہونے کا کسی حالت میں نہ قائل ہونا قدرت باری سے انکار کرنا ہے۔ قطع نظر اس سے معجزہ نام ہی اس کا ہے کہ جس کے کرنے سے عامہ بشر عاجز ہوں اور

اس کو خدا کا ایک بندہ (نبی یا رسول) کر دکھلائے۔

اگر عام فیل میں ہمارے نبی آخر الزمان صلعم یا کوئی اور نبی موجود ہوتا تو ہم بے تکلف تحریر کر دیتے کہ یہ اس کا معجزہ تھا لیکن اس امر کے مفقود ہونے سے ہم یہ تحریر کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے کہ یہ ارہاصات (علامات) نبوت جناب رسالتمآب صلعم سے تھا جسے جناب باری نے سورہ فیل میں ذکر فرمایا ہے تاکہ منکرین رسالت کو عبرت ہو کہ خانہ خدا کی ہتک حرمت سے ابرہہ پر یہ قہر الٰہی نازل ہوا تھا اور اگر اس کے دین اور نبی کی ہتک حرمت کی جائے گی تو جو عذاب نازل نہ ہو وہ کم ہے اسی کی برکت سے خدائے علیم نے یہ غیبی مدد بھیجی تھی اس واقعہ کا اعتراف نہ کرنے والوں کے لئے اب بھی کوئی انکار کا مقام باقی ہے؟

ہمارے اس دعویٰ کی شہادت صاحب تفسیر خازن ان الفاظ سے دے رہا ہے اور ہمارے خیال کی پوری پوری تائید کرتا ہے وہ تحریر کرتا ہے:

وفی قصۃ اصحاب الفیل دلالۃ عظیمۃ علی قدرۃ اللّٰہ تعالیٰ وعلمہ وحکمتہ اذ یستحیل عند العقل ان طیرا اتی من قبل البحر تحمل حجارۃ ترمی بھا ناسا مخصوصین وفیھا دلالۃ عظیمۃ علی شرف محمد وذلک ان اللّٰہ تعالیٰ انما فعل ذلک لنصرۃ من ارتضاہ وھو محمد الداعی الی توحیدہ واھلاک من سخط علیہ ولیس ذالک لنصرۃ قریش فانھم کانوا کفارا لا کتاب لھم والحبشۃ لھم کتاب فلا یخفی علی عاقل ان المراد بذالک نصر محمد فکانہ تعالیٰ قال انا الذی فعلت ما فعلت باصحاب الفیل تعظیما لک وتشریفا لقدومک وارقد نصرتک قبل قدومک فکیف اترکک بعد ظھورک۔

اور اصحاب فیل کا قصہ اللہ تعالیٰ کی قدرت وعلم وحکمت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ عقلاً محال ہے کہ دریا کی جانب سے چڑیاں آئیں جو سنگریزے لئے ہوئے ہوں اور وہ مخصوص آدمیوں کو ماریں اور یہ بہت بڑی دلیل ہمارے نبی محمد صلعم کی شرافت کی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے محض اس کی مدد کے لئے کیا جس کو اس نے برگزیدہ کیا

ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلعم ہیں جو اس کی توحید کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور اس کی ہلاکت کی بھی یہی حجت ہے جس پر اللہ ناراض ہوا ہے اور اس میں قریش کی مدد نہ تھی کیونکہ وہ اس وقت کفار تھے ان کے پاس کتاب نہ تھی اور حبشہ اہل کتاب تھے پس ہر ذی شعور پر یہ امر مخفی نہ رہے گا کہ مقصود اس سے نصرت جناب محمد صلعم تھی پس گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہی نے کیا جو کچھ کہ کیا اصحاب فیل کے ساتھ تیری تعظیم اور تیری تشریف آوری کی غرض سے اور جب کہ میں نے تیرے آنے سے پہلے تیری مدد کی ہے تو اب کیسے تیرے ظہور کے بعد تجھ کو چھوڑ دوں گا یعنی مدد نہ کروں گا۔

واقعی اس واقعہ سے یہ چند امور ظہور میں آئے جو رسالت مآب صلعم کی شرافت وعظمت پر دال ہیں۔ اول ہاتھیوں کا مکہ کی جانب رُخ نہ کرنا اور جب وہ دوسرے ممالک کی طرف پھیر دیتے جاتے تھے تو بے تکان دوڑتے تھے اور مکہ کی طرف بجائے چلنے کے بیٹھ جاتے تھے دوسرے پرندوں کا دریا کی طرف سے آنا جو ظاہرا پرندوں کی سکونت کی جگہ نہیں ہے اور پھر اس واقعہ کے بعد وہ پرندے دکھلائی دیئے تیسرے یہ کہ ان سنگریزوں کا مقام معلوم نہیں ہے چوتھے ان سنگریزوں میں یہ تاثیر توی تھی کہ جس پر وہ پڑتے تھے وہ جانبر نہ ہوتا تھا۔

مورخین اس واقعہ کو تحریر کرتے ہوئے دو امر تحریر کرتے ہیں ایک یہ کہ پہلے لشکر ابرہہ پر پرندوں کا ایک جھنڈ آیا تھا جو ان پر سنگباری کرتا تھا اور دوسرے یہ کہ ان کے اجسام پر چیچک کے سے دانے نکل آئے تھے اور اس پچھلی صورت کا آج کل کے نئی روشنی کے مقلد مغربی تعلیم کے پابند بھی اعتراف کرتے ہیں اور یہ امر ان کی بے بصیرتی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ابرہہ کے لشکر پر سنگباری مقام مغمس میں ہوئی تھی اور چیچک کے دانے مقام حجر میں نکلے تھے یہ دونوں واقعے دو مختلف مقام پر واقع ہوئے تھے نہ کہ ایک مقام پر۔

البتہ تفسیر کشاف کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ ان سنگریزوں کی تاثیر یہ تھی کہ جس کے بدن پر وہ پڑتے تھے اس کے بدن پر چیچک کے دانے پیدا ہو جاتے تھے اور وہی ہلاکت کا باعث ہوتے تھے چنانچہ اس روایت کی شہادت میں یہ حدیث

پیش کی جاتی ہے "عن عکرمۃ من اصابتہ جدرتہ" (عکرمہ سے مروی ہے کہ جس پر وہ سنگریزے پڑتے تھے وہ مجدور یعنی چیچک والا ہو جاتا تھا) لیکن اس شہادت سے بھی نئی روشنی والوں کا کام نہ چلا کیونکہ اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حبشیوں کے بدن پر خود بخود چیچک کے دانے نکل آئے تھے بلکہ اس سے یہ امر ظاہر ہو رہا ہے کہ ان سنگریزوں کی یہ تاثیر تھی کہ جس پر وہ پڑتے تھے وہ چیچک زدہ ہو جاتا تھا گویا کہ یہ انکار کے رنگ میں ایک اقرار ہے۔

اس کے علاوہ علماء تفسیر و تواریخ نے واقعہ فیل میں اس امر پر اتفاق کر لیا ہے۔ کہ اصحاب فیل پر چڑیوں کے ذریعہ سے سنگ باری کی گئی تھی شعراء جاہلیت بھی اپنے قصائد میں اس کا ذکر کر رہے ہیں جو اس واقعہ میں موجود تھے اگر مضمون کی طوالت کا خیال ہم کو مجبور نہ کرتا تو ہم ضرور تمام شعراء کے کلام فرداً فرداً اس موقع پر شہادتاً پیش کرتے اس وجہ سے کہ یہی عرب کی تاریخ کا اصل ماخذ ہے تاہم بغرض اثبات مدعا اور دشمن کی زبان بندی کے لئے صرف عبدالمطلب (جدّ رسولؐ) کے چند اشعار ذیل میں تحریر کرتے ہیں جو اس واقعہ میں موجود تھے،

صرمت وما لك لا تصرم	میں منقطع تعلق ہو گیا اور تجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ تو منقطع نہیں ہوا
وراسك من كبر اشيم	اور سر تیرا پیری سے ابلق ہو گیا ہے
وبين ولك المشيب بعد الشباب	اور ظاہر ہو گا تجھ پر بڑھاپا جوانی کے بعد
فما لك من خلة مزعم	پس تو عشق و دوستی سے کیا گمان رکھتا ہے
فدع عنك ذكر ليالى الوصال	وصل کی راتوں کا ذکر ترک کر دے۔
فانك من ذكره احلم	کیونکہ تو اس کے ذکر سے زیادہ دانا ہے
وعد القوافى ذات الصواب	اور ان اشعار کو پڑھ جو کہ سچے ہوں
بجيش اتاك به الاشرم	اور جس میں اس لشکر کا ذکر ہو جس کو اشرم (ابرہہ) لے کر آیا تھا
ارادوا به هدم بيت الاله	اس کے ذریعہ سے خانہ خدا کو گرانا چاہا تھا
ليترك بنيانه يهدم	تاکہ ویران و خراب پڑا رہ جائے۔

فردھم اللہ عن ھدمہ — پس اللہ نے ان کو گرانے سے روک دیا
واعیاھم الفیل لا یقدم — اور ان کے ہاتھیوں کو ایسا تھکا دیا کہ آگے نہ بڑھ سکے
بطیر ابابیل ترھیھم — چڑیوں کی ایک جماعت سے جو ان کو مار رہی تھی
کان مناقیرھا العندم — گویا کہ ان کی چونچ دم الاخوین ہے۔

ہمیں یہ بھی بخوبی یاد ہے کہ ابو طالب نے بھی اپنے اس قصیدہ میں اس کا ذکر کیا ہے جسے انہوں نے بازار عکاظ میں پڑھا تھا جس وقت کفار مکہ نے جناب رسالتمآب صلعم کی ایذا رسانی کا باہم عہد و پیماں کر لیا تھا جس طرح آج کل بعض لوگوں نے اپنی غلط فہمی سے اس واقعہ کا صریحی انکار کر دیا ہے اسی طرح عوام الناس یہ سمجھے ہیں کہ جن پرندوں نے اصحاب فیل پر سنگباری کی تھی وہ یہی "ابابیل" ہیں حالانکہ آیہ کریمہ میں ابابیل کے معنی گروہ کے ہیں نہ کہ مخصوص پرندے کے۔

سیف بن ذی یزن یمن کا رہنے والا تھا اسی سرزمین پر اس کے آبا و اجداد حکومت کرتے تھے۔ یہ عافر بن اسلم بن زید بن سعد بن عوف بن عادی بن مالک بن زید کا لڑکا تھا افسوس ایک وہ زمانہ تھا کہ ملوک حمیری کا جن کی نسل سے سیف بن یزن ہے۔ لوگ رعب سے نام تک نہ لے سکتے تھے اور ایک یہ زمانہ آگیا تھا کہ ان کی پچھلی نسلیں تخت حکومت پر بیٹھنے کے عوض خاک مذلت پر آسن مارے بیٹھی تھیں۔ عجیب کس مپرسی کی حالت ہے نہ کوئی یار ہے نہ یاور ہے۔ انیس ہے تو ذلت و رسوائی ہے مونس ہے تو بے کسی و بے نوائی ہے ابرہہ اور اس کے لشکر کے ہاتھوں یہ خاندان سلطنت برباد ہو گیا ہے کوئی نام بھی لینے والا باقی نہیں رہا۔ ہاں سیف بن ذی یزن معلوم نہیں کس وجہ سے اسی سرزمین پر چلتا پھرتا دکھائی دیتا ہے باوجودیکہ تباہ و خراب حال ہو گیا ہے لیکن اپنے آبا و اجداد کے گرے پڑے کھنڈروں کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا اس کی آبا و اجداد اور خاندانی جاہ و جلال کے دیکھنے والے جو دو چار زندہ باقی رہ گئے ہیں وہ اس کو عبرت اور افسوس کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اس کی بے کسی اور کس مپرسی دیکھ کر ان کا دل بھر آتا ہے لیکن حبشیوں کے خوف سے کوئی اس کی ہمدردی نہیں کر سکتا۔ (مترجم)

سیف ابن ذی یزن کی کسریٰ سے امداد طلبی | اگر سیف بن ذی یزن اسی مسکنت و مذلت میں رہتا

پسند کرتا تو وہ بھی یمن چھوڑ کر کہیں نہ جاتا لیکن غضب یہ ہوا کہ ابرہہ نے اس کی بی بی ریحانہ کو جبراً گھر میں ڈال لیا اسی وجہ سے سیف ابن ذی یزن یمن سے نکل کر اولاً قیصر روم کے پاس گیا اور یہ ماجرے بیان کر کے مدد طلب کی جب اس نے اتحاد مذہبی کی وجہ سے مدد دینے سے انکار کیا تو کسریٰ فارس کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے نعمان بن منذر والی حیرہ کے پاس گیا اور اس سے اپنی سرگذشت بیان کی۔ نعمان بن منذر نہایت رحمدل خدا ترس تھا اس نے فوراً اپنی دامان رحمت سے اُس کے آنسو پونچھے اور اپنے ساتھ کسریٰ کے دربار میں لے گیا اور حبشیوں کے ظلم کی شکایت اور سیف بن ذی یزن کی ذلت و رسوائی کا حال عرض کر کے امداد کا خواستگار ہوا۔ کسریٰ نے کہا "یمن ہمارے ملک سے بہت دور دراز راستہ پر ہے اس کے علاوہ عرب کی سرزمین میں بکریوں اور اونٹوں کے سوا اور کیا ہے ہمیں اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا ہمیں یمن کی تسخیر کی ضرورت نہیں ہے۔ کسریٰ نے یہ کہہ کر سیف بن ذی یزن کو ایک خلعت اور ایک اشرفیوں کا توڑا دیا۔

کسریٰ کی یمن پر فوج کشی

سیف بن ذی یزن نے دربار سے نکل کر اشرفیوں کے توڑے کو پھینک دیا لوگوں نے اُسے لوٹ لیا۔ کسریٰ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو دوسرے روز سیف بن ذی یزن کو بلا کر اعتراضاً اس کا سبب دریافت کیا اس نے کمال ادب سے عرض کیا "مجھے ان اشرفیوں کی ضرورت نہیں ہے میرے ملک میں سونے اور چاندی کے پہاڑ ہیں میں اس غرض سے نہیں آیا تھا بلکہ میرا مقصود یہ تھا کہ مجھے آپ حبشیوں کے ظلم سے بچالیں گے"۔ کسریٰ نے یہ سن کر تھوڑی دیر خاموشی اختیار کی اس کے بعد اعیان دولت سے مشورہ کیا سب نے باتفاق یہ رائے ظاہر کی کہ جو قیدی قید خانہ میں واجب القتل ہیں وہ اس مہم پر روانہ کئے جائیں اگر وہ مارے گئے تو شاہی حکم یہی تھا اور اگر وہ کامیاب ہو گئے۔ تو بے محنت و مشقت ایک ملک ممالک محروسہ میں شامل ہو جائے گا"۔ کسریٰ نے اس رائے کو پسند کیا اور وہرز دیلمی کو جو ایک شریف النسب امیر کبیر تھا آٹھ سو قیدیوں اور چار سو سپاہیوں کے ساتھ یمن کی طرف روانہ کیا۔

کسریٰ کی فوج کشی کی دوسری روایت

مسعودی اور ہشام بن محمد و سہیلی کا یہ خیال ہے کہ سیف بن ذی یزن نے کسریٰ سے امداد کی درخواست کی تھی اور کسریٰ نے وعدہ کیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے وعدہ کو وفا کرتا قیصر روم کی لڑائی میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ سیف بن ذی یزن امداد کی انتظار میں آنکھیں کھولے ہوئے اس جہان سے راہی ملک عدم ہو گیا جب معدی کرب کا باپ

نکالے اور جوان ہوا تو اس کی ماں ریحانہ نے ایک روز تمام حالات بتلائے اس وقت معدیکرب اپنی ماں سے رخصت ہو کر فارس روانہ ہوا اور دربار کسریٰ میں حاضر ہو کر اس امداد کا خواستگار ہوا جس کا وعدہ اس کے باپ سے کیا گیا تھا کسریٰ نے اس کو اشرفیاں دیں اس نے باہر نکل کر پھینک دیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

وہرز دیلمی اور مسروق بن ابرہہ کی جنگ

الغرض وہرز دیلمی سیف بن ذی یزن کیساتھ جنگی جہازوں کا بیڑہ ہمراہ لیے ہوئے ساحل پر پہونچا۔ مسروق کی بربادی کے دن قریب آ گئے تھے وہ آنے والے دن سے بے خبر قوت و ملک کے نشہ میں پڑا ہوا تھا وہرز نے سیف سے کہا "تمہاری کیا رائے ہے؟" سیف نے جواب دیا یہ تلوار ہے اور میں ہوں نہ اس کا قبضہ میرے ہاتھ سے چھوٹے گا اور نہ میں تمہارا ساتھ چھوڑونگا لڑائی کے میدان میں جو سب سے پہلے لڑنے کے لئے جائے گا وہ میں ہوں گا۔ میری قوم والے بھی تمہارا ساتھ دیں گے" وہرز دیلمی نے کہا "انصفت" اس کے بعد ایرانی فوجیں دوسرے روز خشکی پر اتریں اور مرتب ہو کر آگے بڑھیں۔ مسروق بن ابرہہ ایک لاکھ حبشیوں کو لے کر مقابلہ پر آیا لڑائی شروع ہو گئی مسروق نے ہرچند کوشش کی کہ لشکر مخالف کو منتشر کر کے ساحل تک راستہ صاف کرے لیکن فارس کے تیراندازوں کے تیر سے اسے کوئی چیز بچا نہ سکتی تھی اس کا لشکر جب ایک قدم بھی آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ایرانی تیر اندازوں کے حملوں سے دس دس قدم پیچھے ہٹ جاتا تھا۔

مسروق بن ابرہہ کا قتل

اثناء جنگ میں وہرز نے سیف سے مسروق کو دریافت کیا سیف نے مسروق کو اشارہ سے بتلایا یہ اس وقت ہاتھی پر سوار تھا اس کے بعد مسروق ہاتھی سے اُتر کر ایک خچر پر سوار ہوا وہرز دیلمی اس کی اس لغو حرکت سے بہت ہنسا اور تفاؤلاً کہہ اُٹھا کہ "بنت الحمار ذل وذل ملکه" (سوار ہوا مسروق بنت الحمار[1] پر یہ ذلیل ہوا اور اس کا ملک بھی ذلیل ہوا۔ پھر وہرز دیلمی نے ترکش سے تیر نکال کر کمان سے جوڑ کر ایسا نشانہ مارا کہ مسروق کا خود توڑ کر دماغ سے ہوتا ہوا نکل گیا مسروق زخم کھا کر زمین پر گرا اور لشکر حبشہ بھاگ نکلا چاروں طرف سے کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا ....حبشیوں کو بھاگتے جگہ نہ ملتی تھی۔ دس دس پندرہ پندرہ حبشیوں کو ایک یمنی، فارسی سپاہی گرفتار کر لیتا تھا اور بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالتا تھا ایک ہفتہ کے اندر یمن کی سرزمین حبشیوں سے ایسی پاک وصاف ہو گئی گویا ان کا کبھی وہاں وجود بھی نہ تھا۔

---

[1] عرب والے بنت الحمار بنظر استعارہ خچر کو کہتے ہیں۔

وہرز دیلمی نے کسریٰ کو اس فتح یابی کی اطلاع دی اور حسب حکم۔ سیف کو یمن کے تخت حکومت پر بٹھلایا اور اپنا ایک نائب یمن میں چھوڑ کر کسریٰ کی طرف واپس گیا۔

سیف بن ذی یزن کو اکابرین کا خراج تحسین

سیف بن ذی یزن اس خداداد کامیابی کے بعد یمن پر مستقل حکومت کرنے لگا اور مقررہ سالانہ خراج کسریٰ کو بھیجتا رہا۔ عرب کے نامی نامی شعراء نے اسے مبارکبادی کے قصائد لکھے امراو عظماء قریش اس سے ملنے کو آئے اور اس غیبی امداد پر اسے مبارک باد دی۔ ان میں قریش کے نامی سردار عبدالمطلب (جد رسول صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تھے سیف بن ذی یزن نے ان کی سب سے زیادہ تعظیم کی اور اپنے برابر بٹھلایا اور کمال عزت سے انہیں رخصت کیا۔

باذان کی امارت یمن

طبری لکھتا ہے کہ وہرز کے مرنے کے بعد کسریٰ نے یمن پر اس کے لڑکے مرزبان کو گورنر بنایا پھر جب مرزبان مرگیا تو اس کے پوتے خسر خسرو ین تیجان بن مرزبان کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد کسی وجہ سے اس پر شاہی عتاب ہوا اور یہ قید کرکے دربار شاہی میں بھیج دیا گیا اور اس کی جگہ باذان یمن کی گورنری پر متعین ہوا اور یہی تا زمانہ بعثت یمن کا گورنر رہا یہاں تک کہ آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے اور باذان مسلمان ہوگیا اور یمن میں اسلام کا شیوع ہوا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ھذا آخرالخبر۔ عن ملوك التبابعة من اليمن ومن ملك بعدهم من الفرس۔

چونکہ ہم عرب کے طبقہ اولیٰ وثانیہ کے حالات واخبار کی تحریر سے فراغت حاصل کرچکے ہیں لہٰذا ہم شرط کتاب کے مطابق ان کے ان معاصرین کے حالات تحریر کریں گے جن کا تعلق ملوک عجم سے ہے تاکہ تمام عالم کے حالات تحریر میں آجائیں اور اہل عرب ہر طرح سے اور لوگوں سے ممتاز ہوجائیں وہ لوگ جو عرب کے طبقہ اولیٰ وثانیہ کے ہم عصر تھے وہ بنبط سریانی، اہل بابل پھر جرامقہ اہل موصل پھر بنو اسرائیل فارس اور یونان اور روم تھے ہم ان میں سے ہر ایک کا تذکرہ اختصاراً پیش کریں گے۔

واللہ ولی العون والتوفیق لارب غیرہ ولا مامول الاخیرہ۔

باب ۱۰

ملوک بابل موصل و نینویٰ

کنعان بن کوش بن حام

اس سے پہلے یہ امر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ نوح کے بعد کنعان بن کوش بن حام تخت حکمرانی پر رونق افروز ہوا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا نمرود بادشاہ ہوا اور یہ صابیہ مذہب کا مقلد تھا اور بنی سام خالص موحد تھے اور اس توحید کے پابند تھے جو ان سے پہلے کلدانیوں میں رائج تھی۔ ابن سعید کہتا ہے کہ کلدانین کے معنی "موحدین" کے ہیں۔ توریت میں نمرود کو کوش بن حام کی طرف منسوب کیا ہے اور کنعان بن کوش کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

واقعہ بلبلہ

ابن سعید کہتا ہے کہ عابر بن شالخ بن ارفخشند حملہ کرکے اطراف بلادیہ قابض ہو گیا اور کوثا سے جزیرہ و موصل کی طرف چلا آیا اور یہیں اس نے ایک شہر مجدل نامی آباد کیا اور مرتے دم تک یہیں مقیم رہا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا فانع اس کا وارث و قائم مقام ہوا اور نمرود اور اس کی قوم پہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بلبلہ آیا بلبلہ ایک مشہور واقعہ ہے اس کا ذکر توریت میں بھی آیا ہے لیکن ہم اس کے معنی نہیں سمجھ سکتے اور یہ کہنا کہ تمام بنی آدم کی ایک زبان تھی وہ سب کے سب شب کو سوئے اور صبح کو جب اٹھے تو ان کی زبانیں مختلف ہو گئیں بالکل خلاف قیاس اور عادتاً بعید ہے مگر یہ کہ اسے ہم خوارق ابنیاء میں سے شمار کریں تو اس وقت یہ معجزہ میں داخل ہو جائے گا حالانکہ اس کی روایت کسی نے نہیں کی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اس خرق عادت اور اختلاف السنہ (زبانوں) کو تقدیر الٰہی کا ایک نمونہ اور اس کی کبریائی کا کرشمہ تصور کر لیں اور اس کے علاوہ بلبلہ کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔

موصل بن جرموق کا بابل پر قبضہ

ابن سعید کا بیان یہ ہے کہ سوریان بن نبیط نے فانع کو بابل کی حکومت پہ مامور کیا تھا لیکن اس نے عہد توڑ دیا اور اس سے

لڑا اور جب فالغ مر گیا اور اس کا لڑکا ملکان حکمران ہوا تو سوریان نے جزیرہ لے لیا اور بنی عابر (ملکان) کو جزیرہ سے نکال باہر کر کے جزیرہ کی حکومت اپنے ہمشیرزادہ موصل بن جرموق کو دے دی ملکان اپنے اہل و عیال کے ساتھ پہاڑ پر چلا گیا اور وہیں اس نے سکونت اختیار کر لی بعض کا خیال یہ ہے کہ خضر اسی کی نسل سے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد موصل اپنے ماموں سوریان بن نبیط سے باغی ہو کر بابل کا مستقل حاکم بن بیٹھا۔ اسی کے زمانہ سے ایک حکومت جرامقہ کے نام سے قائم ہو گئی اور ملوک جرامقہ ملوک نبیط سے علیحدہ ہو گئے۔

نینوی کی تعمیر

موصل کے بعد اس کا لڑکا راتق تخت حکومت پر بیٹھا یہ بنی نبیط سے اکثر لڑتا رہا اس کے بعد اثور بن راتق نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کے بعد نینوی بن اثور بادشاہ ہوا۔ اس نے موصل کے مقابلہ میں اپنے نام کا ایک شہر آباد کیا پھر اس کی اولاد سے سنجاریف بن اثور بن نینوی بن اثور حکمران ہوا اس نے شہر سنجار آباد کیا اور بنی اسرائیل سے لڑا اسے یہود نے بیت المقدس میں سولی پر چڑھا دیا۔

زان بن ساطرون

بیہقی روایت کرتا ہے کہ سنجاریف کے قتل کے بعد اس کا بھائی ساطرون جزیرہ کا بادشاہ ہوا۔ اس نے سنجار کے میدان میں نہر ترتار کے کنارے شہر حضر آباد کیا اس کے بعد ازاں بن ساطرون تخت حکومت پر بیٹھا یہ صابیہ مذہب رکھتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یونس بن متیٰ اسی کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

زان بن ساطرون کا قتل

یوسف بن متیٰ جرامقہ میں سے بنیامین بن اسرائیل کی سبط سے ہیں زان بن ساطرون آپ پر ایمان لایا اس کے بعد جب بخت نصر نے بابل پر حملہ کیا تو اسے پھر دین صابیہ کی دعوت دی اور جزیرہ اور بابل کی حکومت پر اسے برقرار رکھنے کا وعدہ کیا۔ زان نے بخت نصر کی یہ دعوت قبول کر لی اور جزیرہ پر قابض رہا جب ارتاق سپہ سالار فارس نے جزیرہ پر چڑھائی کی اور اس نے کامیابی کے بعد دین مجوسی قبول کر لینے کی شرط پر جزیرہ بابل پر قابض رہنے دینے کا اقرار کیا اور بہمن شاہ فارس کو لکھ بھیجا بہمن نے ارتاق کو لکھا کہ یہ شخص غیر قابل اعتماد ہے اور یہ دینوں کے ساتھ مذاق کرتا ہے اس وجہ سے اسے زندہ رکھنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ ارتاق نے بہمن کا یہ حکم پاتے ہی زان کو قتل کر ڈالا تیرہ سو برس کے بعد جزیرہ جرامقہ کے ہاتھوں سے جاتا رہا اور ملوک فارس اس پر قابض ہو گئے۔

سنجاریف

اسرائیلین کا خیال یہ ہے کہ سنجاریف ملوک نینوئی سے ہے اور وہ سب، موصل بن اشوذ بن سام کی اولاد سے ہیں اس سے پہلے موصل میں انہی میں سے فول۔ تلفات۔ بلناص وغیرہ بادشاہت کر چکے ہیں انہیں لوگوں نے اسباط عشرہ کے مشہور شہر شورون (جس کو سامرہ کہتے ہیں) لے لیا تھا اور اسباط کو شورون (سامرہ) سے نکال کر اطراف اصفہان وخراسان کی طرف جلا وطن کر دیا اور اہل کومہ (کوفہ) کو شورون میں آباد کیا اللہ جل شانہٗ نے اس قدر درندے پیدا کر دیئے کہ جس طرف نظر جاتی تھی دس پانچ آدمی زخمی اور مردہ دکھائی دیتے تھے لوگوں نے اس کی شکایت سنجاریف سے کی اور اس سے یہ دریافت کیا کہ شورون کس ستارے کے حصے میں ہے تاکہ صابیہ کے طریقے سے اس ستارہ کی روحانیت اتاری جائے۔

سنجاریف کی بیت المقدس پر فوج کشی

سنجاریف نے اس کے بجائے دو یہودی کاہنوں کو بھیج دیا انہوں نے اہل شورون کو دین یہودیت کی تعلیم دی اور سنجاریف نے شورون پر قابض ہونے کے بعد بیت المقدس پر چڑھائی کی اور کثرت لشکر پر مغرور ہو کر بنی اسرائیل سے کہا تمہارا رب کہاں ہے جو تم کو میرے ہاتھوں سے نجات دے؟

سنجاریف کا خاتمہ

بنی اسرائیل کا بادشاہ یہ سُن کر اپنے زمانہ کے نبی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس سے دُعا کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ اس کی دعا سے سنجاریف کے لشکر پر ایسا وبال آیا اور وہ ایسی آسمانی آفت میں گرفتار ہوا کہ صبح کو اس کے ایک لاکھ پچاسی ہزار سپاہی مردہ پائے گئے بہ مجبوری سنجاریف نینوئی واپس آیا اور اپنے لڑکوں کے ہاتھ سے مارا گیا جس وقت کہ وہ اپنے معبود (ستارے) کو سجدہ کر رہا تھا۔ سنجاریف کے قتل کے بعد اليسر حدون ابن سنجاریف نینوئی کا بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد بخت نصر ان پر غالب آیا جیسا کہ ہم آئندہ اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

نمرود

ملوک بابل نبط ہیں اور وہ نبط اشوذ بن سام کی اولاد سے ہیں۔ مسعودی ان کو نبط بن ماش بن ارم کی طرف منسوب کرتا ہے یہ بابل میں رہتے تھے ان میں سے سب سے پہلے شوریان بن نبط نے بادشاہت کی۔ مسعودی کہتا ہے کہ اسے فالغ نے بابل کی حکومت پر مامور کیا تھا فالغ کے انتقال کے بعد اس نے بدعت صابیہ ظاہر

کی اور اسی مذہب کا پابند ہوا اس کے بعد اس کا لڑکا کنعان ملقب بہ نمرود تخت حکومت پر بیٹھا اور اس نے اس مذہب کو خوب پھیلایا اس کے بعد اس کا لڑکا کوش بادشاہ ہوا جو ابراہیمؑ علیہ السلام کا نمرود ہے اور جس نے آزر (پدر سیدنا ابراہیم) کو طلب کر کے بیت الاصنام (بتخانہ) کا داروغہ مقرر کیا تھا کیونکہ ارغو بن فالغ اپنے باپ کے انتقال کے بعد کوثہ چلا آیا اور نمارده کیساتھ مذہب صابیہ اختیار کر لیا یہی مذہب اس کے خاندان میں نسلاً بعد نسلٍ آزر و ابن ناحور تک برابر چلا آیا حاجرین کوش نے ناجر کو بیت الاصنام کا داروغہ مقرر کیا اور ابراہیمؑ پیدا ہوئے ان کے صحیح حالات ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

بخت نصر کا بیت المقدس پر حملہ

الغرض بابل میں نمارده (نمرودوں) کی حکومت کا سلسلہ برابر جاری رہا اور بخت نصر انہیں میں سے تھا جیسا کہ بعضوں نے لکھا ہے بعضے کہتے ہیں کہ جرامقہ (اہل نینوی) نے بابل پر فوج کشی کی چنانچہ سنجاریف اس پر قابض ہوا اور اس نے اپنے امراء میں سے بخت نصر کو اس کا گورنر بنایا پھر کچھ عرصہ بعد اہل بیت المقدس نے عہد توڑ دیا۔ تب بخت نصر نے بنی اسرائیل سے بیت المقدس میں معرکہ آرائی کی اور محاصرہ و قتل اور قید کے بعد بنی اسرائیل کے بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ان کی مسجد کو ویران کر دیا۔

ایرانیوں کا بابل پر تسلط

پھر جب بخت نصر گیا تو اس کا لڑکا نشبت نصر بادشاہ ہوا اس کے بعد بنبضیر حاکم ہوا اس سے اور ارتاق مرزبان کسریٰ سے لڑائی ہوئی ارتاق نے اسے مار ڈالا اور بابل اور اطراف بابل کا حاکم بن بیٹھا۔ اس کے بعد نبیط اور جرامقہ دولت فارس کی رعیت میں شمار کئے جانے لگے اور نمرودوں کی بابل سے حکومت ختم ہو گئی۔ ھکذا ذکرہ ابن سعید ونقلہ من واھو مورخ دولۃ الفرس (ایسا ہی ابن سعید نے ذکر کیا ہے اور اس کو نقل کیا ہے داہر مورخ دولت فارس سے)

سریانیین

ابن سعید نے سریانیین اور نبیط کو ایک گروہ اور ایک ہی حکومت قرار دیا ہے لیکن مسعودی کا یہ خیال ہے کہ یہ دو حکومتیں تھیں سریانیین کی نسبت وہ کہتا ہے کہ "طوفان کے بعد دنیا میں سب سے پہلے سریانیین نے بادشاہت کی ایک صدی یا کسی قدر اور زیادہ زمانہ میں ان کے نو بادشاہوں کے نام عجمی ناموں میں تحریر کئے ہیں جنہیں ہم عدم اعتماد اور عدم صحت کے باعث تحریر نہیں کرنا چاہتے۔ ہاں نشوشتان کے بارے میں وہ تحریر کرتا ہے کہ سب

سے پہلے اس نے اپنے سر پہ تاج رکھا تھا اور یہی تاج کا موجد ہوا تھا اور چوتھے بادشاہ نے قلعے بنوائے شہر آباد کئے اس کے زمانہ میں ہند کا بادشاہ ریبل تھا اور اس نے اکثر ملوک مغرب کی سلطنتیں چھین لیں اور ان کی حکومت کا خاتمہ کردیا۔ آٹھویں کا نام ماروت بتلاتا ہے اور اپنے آخر کلام میں ظاہر کرتا ہے کہ وہ لوگ موصل اور بابل کے حاکم تھے۔ ملوک یمن ان سے اکثر مغلوب اور کبھی غالب رہتے تھے نویں کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ غیر مستقل مزاج تھا اس کی طبیعت میں تلون حد سے زیادہ پایا جاتا تھا اور اس کے بھائی نے سلطنت تقسیم کرلی تھی"۔ غرض کہ اسی طرح وہ تحریر کرتا ہے۔ کہ سب سے پہلے جس نے خمر (شراب) کھینچی وہ فلاں شخص تھا، جس نے شطرنج کا کھیل ایجاد کیا وہ فلاں تھا۔ جو سب سے پہلے بادشاہ ہوا وہ فلاں تھا و غیر ذالک۔ حالانکہ ہمارے نزدیک یہ سب خلاف قیاس باتیں اور صحت سے منزلوں دور ہیں اصل بات یہ ہے کہ چونکہ سریانئین اقدم الخلیقہ (خلقت میں سب سے مقدم) ہیں اسی وجہ سے تمام پرانی چیزیں مثلاً لغت۔ سحر۔ خط وغیرہ ان کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

نبط نبط کی نسبت مسعودی کا یہ خیال ہے کہ یہ بابل سے تھا وہ لکھتا ہے کہ ان کا پہلا بادشاہ نمرود جبار تھا اور یہ ماش بن ارم بن سام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس نے بابل میں محل بنوایا تھا اور کوفہ کی نہر کھدوائی تھی اور دوسرے مقام پر اسی نمرود کو کوش بن حام کی طرف منسوب کیا ہے ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ دونوں نمرود ایک تھے یا کہ دو پھر نمرود کے بعد چودہ سو برس کے اندر چھیالیس بادشاہوں کے نام عجمی ناموں میں تحریر کرتا ہے جن کو ہم عدم صحت کی وجہ سے نقل نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن "الموفی" میں نو صدی کے اندر بیس بادشاہوں کے نام تحریر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ نویں صدی میں ملوک بابل اہل فارس سے لڑے اور چودھویں صدی میں بیان کرتا ہے کہ اس صدی میں سنجاریف بادشاہ تھا۔ یہی بنی اسرائیل سے لڑا تھا اور انہیں بیت المقدس میں گھیر رکھا تھا اور اس نے ان سے جزیہ لیا تھا اور اس کا سب سے پچھلا بادشاہ دانیوش تھا جو دارا کے لقب سے مشہور تھا جسے سکندر نے قتل کیا جب کہ اس نے بابل پر قبضہ حاصل کرلیا تھا۔ اس نے اپنے اس سلسلہ کلام اور ملوک بابل کے بیان میں خلیل علیہ السلام کے نمرود کا کچھ ذکر نہیں کیا حالانکہ ان نمارده (نمرودوں) کی سکونت بابل بتلاتا ہے واللہ اعلم۔

نمرود کے متعلق طبری کا بیان

طبری کہتا ہے کہ نمرود بن کوش بن کنعان ابن حام، ابراہیم الخلیل علیہ السلام کے عہد میں تھا پہلے یہ لوگ عاد ارم سے مشہور تھے جب وہ گروہ ہلاک ہو گیا تو ثمود ارم کہے جانے لگے جب یہ بھی ہلاک ہو گئے تو نمرود ارم کے نام سے مشہور ہوئے اور جب یہ بھی ہلاک ہو گئے تو تمام اولادِ ارم کو ارمان کہنے لگے یہ سب نبط ہیں اور یہ موحد تھے اور بابل میں رہتے تھے یہاں تک کہ نمرود بادشاہ ہوا اور اس نے انہیں بت پرستی سکھلائی انتہیٰ کلام الطبری۔

بابل

ہردشیوش مورخ روم کہتا ہے کہ جس نے اہل بابل کو بت پرستی کی طرف مائل کیا وہ نمرود الجسیم تھا اور بابل مربعتہ الشکل آباد کیا گیا تھا اس کی شہر پناہ اسی میل کی تھی اس کی دیواریں دو سو گز بلند اور پچاس گز چوڑی اینٹ اور چونے سے بنائی گئی تھیں۔ شہر پناہ کے سو دروازے تھے جن میں تانبے کے کواڑ لگے ہوئے تھے اور اس کے اوپر محافظین کے رہنے کے لئے مقامات بنے ہوئے تھے جنگی سپاہیوں کا فصیلوں اور دیواروں پر پہرہ رہتا تھا۔ شہر پناہ کے باہر خندق تھی اور خندق کے باہر ایک عمیق نہر تھی اس شہر پناہ کو ملک بیرش (کسریٰ اول) بادشاہ فارس نے مسمار کیا جب کہ اسے بابل پر قبضہ حاصل ہوا۔ انتہیٰ کلام ہردشیوش۔ ان لوگوں کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نمرود لقبی نام ہر بادشاہ بابل کا ہے اس وجہ سے کہ انساب مختلفہ میں کبھی سام کی طرف اور کبھی حام کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

نمرود کے متعلق دوسری روایت

بعض مورخین یہ گمان کرتے ہیں کہ خلیل السلام کا نمرود، نمرود بن کنعان بن سنجاریف بن نمرود الاکبر تھا اور بخت نصر اس کی نسل سے ہے اور یہ ابن برازاد بن سنجاریف بن نمرود ہے اور شاہان کیانی (فارس والے) بابل پر چڑھ آئے تھے اور اس کو مغلوب کر دیا تھا۔ لیکن پھر اسے بحال رکھا اور کسی قدر خراج مقرر کر لیا تھا اور بنی ساسان میں سے کسریٰ اول نے شہر بابل کو ویران کیا ہے اور اسرائیلین اپنے انبیاءؑ دانیالؑ اور ارمیاؑ کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ بخت نصر، کاسد بن حاور کی نسل سے ہے اور یہ ابراہیم الخلیلؑ کا بھائی ہے بنو کاسد ملوک بابل میں شمار کئے جاتے ہیں اور انہیں کسدائیین بھی کہتے ہیں انہیں میں سے بخت نصر بھی تھا۔ جو اکثر معمورات عالم پر قابض ہو گیا تھا اور بنی

اسرائیل کو مغلوب کر دیا تھا اور ان کی حکومت چھین لی تھی اور بیت المقدس کو ویران کر دیا تھا۔ اس کی حکومت مصر سے متجاوز ہو گئی تھی پینتالیس۴۵ برس تک یہ سلطنت کرتا رہا اس کے بعد اس کا لڑکا اویل مرودو ابن بخت نصر تیئیس برس تک حکومت کی کرسی پر بیٹھا رہا اس کے بعد بلنیصر ابن اویل مرودو تین برس تک حکمراں رہا اسی کے اخیر زمانہ میں دارا (شاہ فارس) اور اس کے داماد کورش نے بابل پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا بعض اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ بخت نصر اور ملوک بابل۔کسدیم کی اولاد سے ہیں اور کسدیم عیلام بن سام (برادر اشوز) کی نسل سے ہے اور اشوز سے ملوک موصل ہیں انتہیٰ الکلام فی ملوک الموصل و ملوک البابل۔ وہذا غایتہ ما ادی الیہ البحث من اخبارہم و انسابہم۔

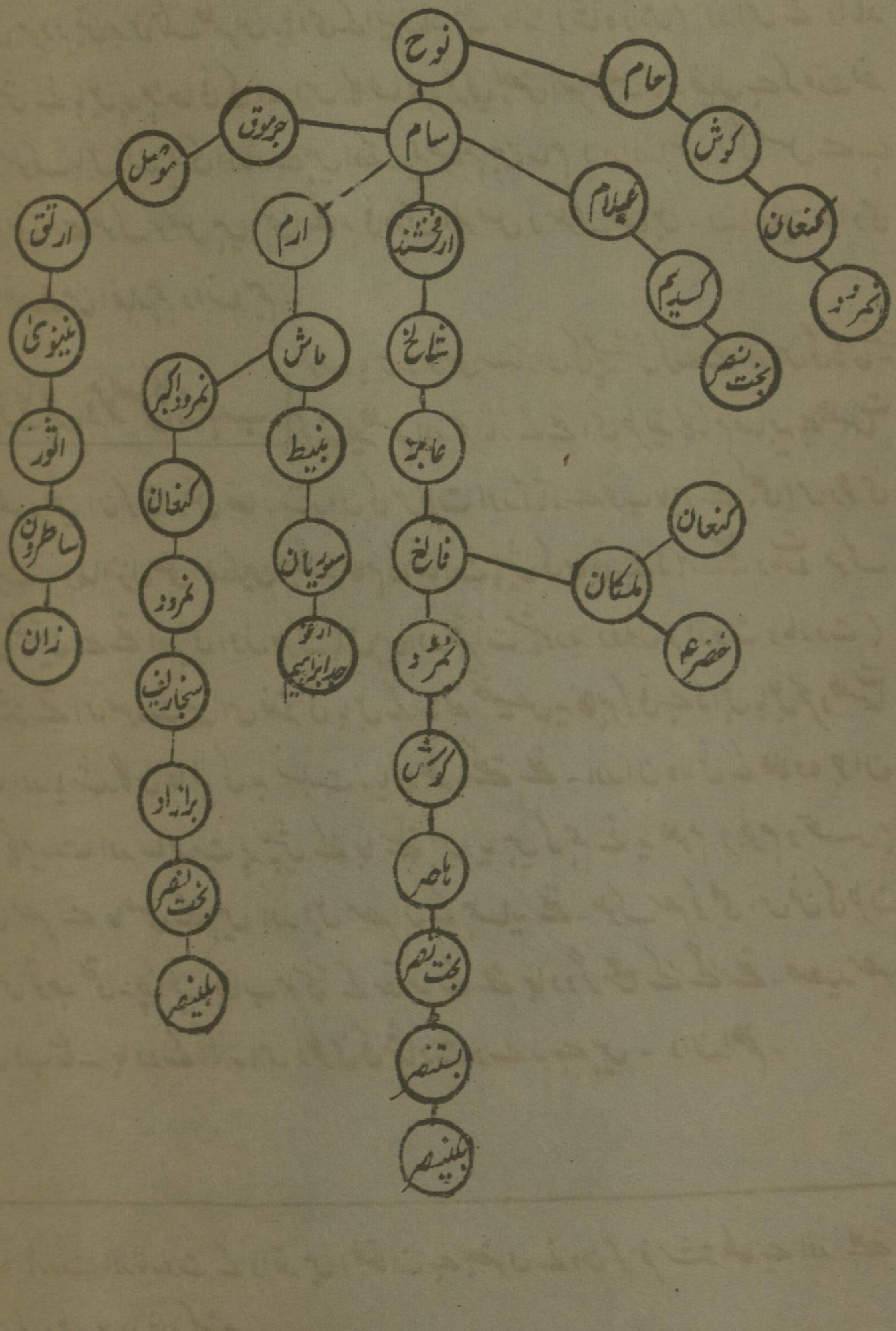
ملوک بابل و موصل کا مذہب

ملوک بابل و موصل ستاروں کی پرستش کرتے تھے اور اس کی روحانیت کو بذریعہ طلسم اور سحر اتارتے تھے اسی طریقہ کا نام صابیہ ہے طلسمات اور سحر میں ان کو بڑا دخل تھا۔ ستاروں کی حرکات اور آثار سے خوب ماہر تھے کبھی اس دعویٰ پر آیت " وما انزل علی الملکین -بکسر اللام کی شہادت پیش کی جاتی ہے کہ ہاروت[1] و ماروت ملوک سریانیین سے تھے اور یہی اول ملوک بابل ہیں اور بقرأت مشہور یہ دونوں (ہاروت و ماروت) فرشتہ تھے اس صورت میں اس فتنہ کی بابل کے ساتھ تخصیص یہ ظاہر کرتی ہے کہ اہل بابل سحر و طلسمات میں اور باشندگان عالم کی بہ نسبت زیادہ ملکہ رکھتے تھے۔ اور ان دلائل کے علاوہ جو ان کی نجومیت اور ساحریت پر پیش کئے جا سکتے ہیں یہ ہیں کہ ہم نے یہ علوم (نجوم و سحر) اہل مصر سے حاصل کئے ہیں اور اہل مصر ان کے ہمسایہ تھے۔ ملوک مصر کو بھی اس فن کی طرف خاص توجہ تھی۔ چنانچہ جناب موسیٰؑ کے مقابلہ کے لئے جادوگر جمع کئے گئے تھے۔ صعید مصر میں اب تک جادو کے آثار اس دعویٰ کی شہادت دے رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔

---

[1] ہاروت اور ماروت کے واقعہ میں اختلاف ہے بعضوں نے ان کو فرشتہ لکھا ہے اور بعضے ان کو بابل کا بادشاہ کہتے ہیں۔

شجرہ نسب ملوک بابل و موصل و نینویٰ



باب ۱۱

ملوک قبط

قبطی اس گروہ کی پیدائش بھی بہت قدیم ہے اور اس کی حکومت کا زمانہ کافی دراز گذرا ہے۔ انہوں نے اپنی سکونت کے لئے مصر اور اطراف مصر کو پسند کیا تھا۔ یہ ابتدائے عالم سے وہیں رہے اور اسی مقام پر ان کی دولت وحکومت رہی یہاں تک آفتاب اسلام کی روشنی نے ان کی چمک و دمک کو ماند کر کے ان کی دولت وحکومت کا خاتمہ کر دیا۔

قبطیوں کی سیاسی حالت کبھی یہ اپنے ہم عصر (عمالقہ۔ فرس۔ روم) سے جبکہ یہ کمزور ہو جاتے تھے تو مغلوب بھی ہو جاتے تھے اور کبھی یہ ان پر غالب آ جاتے تھے اور انہیں اپنے ممالک سے نکال دیتے تھے۔ یہاں تک کہ مملکت اسلام نے ان کے ہاتھوں سے دولت وحکومت چھین لی۔ کتب قدیمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہل مصر اپنے ہر بادشاہ کو فرعون کہتے تھے کچھ زمانہ بعد زبان تبدیل ہو جانے کی وجہ سے یہ نام بے معنی رہ گیا۔

قبطیوں کی اصل مشہور قول تو یہ ہے کہ یہ نسباً حام بن نوح کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں مگر مسعودی انہیں بنصر بن حام کی نسل سے بتاتا ہے حالانکہ توریت میں بنصر بن حام کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ البتہ مصرایم۔ کوش، کنعان، قوط کا تذکرہ آیا ہے۔ سہیلی کہتا ہے کہ قبطی کنعان بن حام کی اولاد سے ہیں۔ کیونکہ قبطی مصر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور مصر نبیط یا قبط بن نبیط کا لڑکا ہے اور نبیط کوش بن کنعان بن حام کی اولاد سے ہیں۔ ہروشیوش بیان کرتا ہے کہ قبطی قبط بن لائق بن مصر کی اولاد سے شمار کئے جاتے ہیں اور اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ یہ قوط ابن حام کی اولاد سے ہیں اور بعضوں کے نزدیک یہ کفتوریم بن قبطقائین کی نسل سے

ہیں اور قبطائین کے معنی قبط کے ہیں۔

مصر بن بنصر

مسعودی کی تحریرات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بنصر بن حام، نمرود بن کنعان کے عہد حکومت میں مصر کی حکومت و سرداری کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے وہیں سکونت اختیار کی اور انتقال کے وقت مصر کی حکومت کی اپنے لڑکے مصر کے حق میں وصیت کی اس نے اپنے دائرہ حکومت کو اسوان دیمن و عریش و اہلیہ و فرسیسہ تک بڑھا لیا۔ اسی کی طرف یہ سرزمین منسوب کی گئی اور مصر کے نام سے مشہور ہوئی اس کے جہات اربعہ میں جانب جنوب نوبہ، اور جانب شرق، شام اور شمال میں بحر زقاق اور غرب میں برقہ و نیل ہیں۔ مصر نے بڑی عمر پائی تھی۔

ابوالاقباط قبط بن مصر

اس کی زندگی میں اس کے لڑکے جوان ہو گئے تھے اس نے ملک وحکومت کی وصیت اپنے بڑے لڑکے قبط کے حق میں کی۔ قبط بن مصر بھی طویل العمر ہوا یہی ابوالاقباط (قبطیوں کا باپ) ہے اس کے بعد اشمون بن مصر اس کے بعد صاثم اس کے بعد اتریب یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے اتریب کے بعد اور لوگ کے نام عجمی ناموں میں تحریر کئے ہیں جنہیں ہم عجمیت کی وجہ سے تحریر میں نہیں لا سکتے۔ اتریب کے بعد چھ کا ذکر کر کے تحریر کرتا ہے "پس بنصر بن حام کی اولاد بکثرت ہوئی اور اس کی نسلیں متعدد شاخوں میں پھیل گئیں اور جب ان پر عورتیں حکومت کرنے لگیں تو عمالقہ میں سے بادشاہ شام ولید بن دومع نے ان پر حملہ کیا اور ان کی خود مختاری چھین کر انہیں اپنا باجگذار اور مطیع بنا لیا۔

شداد بن مداد کی مصر پر فوج کشی

علامہ ابن سعید اہل مشرق کی کتابوں سے نقل کرتا ہے کہ مصر کے بعد اس کا لڑکا قبط بادشاہ ہوا اس کے زمانہ حکومت میں شداد بن مداد بن شداد بن عاد نے ملک مصر پر فوج کشی کی اور نشیبی مصر پر قبضہ کر لیا جب قبط اثناء لڑائی میں مارا گیا تو اس کا بھائی اتریب تخت حکومت پر بیٹھا اس نے قوم کی گئی ہوئی قوت کو پھر جمع کیا اور با عانت بربر و سوڈان عرب کو مصر سے نکال کر شام کی طرف واپس کر دیا۔ اتریب نے بہت اچھی حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں

دو شہر آباد کیئے ایک تو اپنے نام کا اور دوسرا شہر عین شمس اس کے بعد بودشیر بن قبط، مصر کا بادشاہ ہوا۔ اس کی تحریک سے ہرمس مصری جبل القمر کی طرف گیا اور اس نے بلا واحات وغیرہ آباد کیئے۔ اس کے بعد عدیم بن بودشیر اس کے بعد شدات بن عدیم پھر اس کا لڑکا ہنذوش بن شدات (اس نے شہر عین شمس کو از سر نو آباد کیا اسے سحر و طلسمات میں بہت غلو تھا) پھر مقلادش بن مقنادس عبد البقر، مرقیس یکے بعد دیگرے حسب ترتیب بادشاہ ہوئے مرقیس اس سلسلہ کا آخری بادشاہ ہے۔

اشمون بن قبط

اس کے زمانہ میں اشمون بن قبط اس کے چچا نے حملہ کر کے مصر کی عنان حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اور ایک شہر اشمون نامی آباد کیا اس کے بعد بن اشمون، پھر صا بن قبط (یہ اشاد کا چچا تھا۔ اس نے بھی ایک شہر اپنے نام کا آباد کیا) تدراس (یہ بہت بڑا حکیم تھا اس نے ہیکل زہرہ بنایا جسے بخت نصر نے مسمار کیا) پھر مالیق بن تدراس تخت حکومت پہ بیٹھا مالیق اس خاندان میں ایک ایسا بادشاہ ہوا جو صابیہ دین چھوڑ کر موحد ہو گیا۔ بربر اور اندلس کی طرف بڑھا اور فرنج (فرانس) سے لڑا اس کے بعد اس کا لڑکا حربیا بن مالیق بادشاہ ہوا اس نے اپنی بدقسمتی سے صابیہ مذہب پھر اختیار کر لیا۔ بلاد ہند و سودان پہ چڑھائی کی۔

حکیم الملوک کلکی بن حربیا

اس کے بعد کلکی بن حربیا حکومت کی کرسی پر بیٹھا اس کو قبطی حکیم الملوک کے لقب سے یاد کرتے ہیں اس نے ہیکل زحل بنایا یہ اپنے بھائی مالیا بن حربیا کو ولی عہد کر کے لہو و لعب میں مصروف ہو گیا۔

فرعون اول

اسے اس کے لڑکے خرطیش نے حالت غفلت میں مار ڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھ گیا یہ بہت بڑا سفاک و بے رحم اور قاتل و ظالم تھا۔ قبطی اسے موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کہتے تھے اور اس کی نسبت ان کا یہ خیال ہے کہ یہی اول الفراعنہ (فرعونوں کا اول) ہے۔

حوریا بنت خرطیش

جب اس نے اپنے اعزہ و اقارب پر دست درازی شروع کی تو اس کی لڑکی حوریا نے اسے زہر دے کر مار ڈالا اور خود قبطیوں کی بادشاہ بن بیٹھی۔ ابراحس جو اس کے چچا اتریب کی اولاد سے تھا وہ مخالف اٹھ کھڑا ہوا فریقین میں متعدد

لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ابراحس شام کی طرف بھاگ کر چلا گیا پھر کنعانیوں کی امداد سے ان کے سپہ سالار جیرون کو اپنے ہمراہ لے کر مصر پر چڑھائی کی جس وقت مصر کے قریب پہونچا۔۔۔۔

حوریا اور جیرون

حوریا جیرون کے پاس آئی جیرون اسے دیکھ کر فریفتہ ہوگیا حوریا نے کہا۔ "میں اس شرط سے تجھے اپنی شوہریت کا اعزاز دے سکتی ہوں کہ تو ابراحس کو قتل کر دے اور اسکندریا کو بنا دے" جیرون کے نرم دل پر اس کا عشق غالب آچکا تھا اور وہ اس پر فریفتہ ہو چکا تھا اس نے اس کی دونوں شرطیں قبول کرلیں اور دونوں کو کسی فتنہ و فساد کے بغیر تکمیل کو پہنچا دیا لیکن حوریا نے جیرون کو بھی زہر دے دیا اور آپ مستقل طور سے حکومت کرنے لگی اس نے منارہ اسکندریہ بنوایا اور اپنے زمانہ حیات میں اپنی چچا زاد بہن ولیقیہ کو ولی عہد کیا۔

ولید ابن دومع عمالقہ کا مصر پر قبضہ

جب حوریا کا انتقال ہو گیا اور ولیقیہ تخت حکومت پر بیٹھی تو اتریب کی اولاد سے ایمین نامی ایک شخص نکلا اور وہ ابراحس کے خون کا بدلہ لینے پر تیار ہوا اور اسی غرض سے عمالقہ کے بادشاہ ولید ابن دومع سے جا کر ملا اور اس سے مدد چاہی، ولید ابن دومع، ایمین کے ساتھ مصر کی طرف بڑھا اور نہایت کم مدت میں اس پر قبضہ کر لیا اسی کے زمانہ میں قبطیوں کے ہاتھ سے مصر کی حکومت جاتی رہی اور عمالقہ اس پر قابض ہو گئے۔

اطفیر عزیز مصر

ولید ابن دومع عیش و عشرت میں زیادہ منہمک رہتا تھا اطفیر اس کا وزیر تمام کاروبار حکومت اور انتظام کرتا تھا یہ عزیز مصر کے لقب سے مشہور تھا اور اسی کی قائم مقامی یوسفؑ صدیق نے کی اور وحی و الہام کے ذریعہ سے قحط اور خزائن کا انتظام کیا ولید ابن دومع کے بعد دارم بن ریان بادشاہ ہوا اسے قبط ویموص کہتے تھے۔

حضرت یوسفؑ کی وزارت

یوسفؑ نے اس کی بھی وزارت کی تھی اسی کے زمانہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ یوسفؑ صدیق کے انتقال کے بعد اس کا کارخانہ بالکل درہم برہم ہو گیا کج خلقی، ظلم اور ہزارہا برائیوں کا بانی ہوا آخر کار نیل میں ڈوب کر مر گیا۔

معدانوس بن دارم

اس کے بعد اس کا لڑکا معدانوس بن دارم تخت حکومت پر بیٹھا

اور اس نے رہبانیت کی بنا ڈالی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا کاشم تخت نشین ہوا اس نے بنی اسرائیل کو ذلیل کیا اسی کے وقت سے بنی اسرائیل کا شمار اراذل میں ہونے لگا اس کو اس کے زربان نے مار ڈالا اور اس کی جگہ پر اس کے لڑکے لاطش کو تخت کیا۔

لہوب کی جابرانہ حکومت لاطش تخت حکومت پر بیٹھتے ہی لہو ولعب میں مشغول ہو گیا۔ ارکین سلطنت نے اسے تخت سے اتار کر تدارس کی نسل سے ایک دوسرے شخص لہوب (لاہب) نامی کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ بہت بڑا جابر تھا۔ قبط کا یہ خیال ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون ہے اور اہل اثر کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ ولید بن معصب تھا اور یہ نجار تھا۔ رفتہ رفتہ جاں نثاروں کی فوج میں شامل ہو گیا۔ پھر ترقی کر کے وزارت تک پہونچا اور وزارت سے بادشاہت کے رتبہ پر پہونچ گیا لیکن یہ بعید از قیاس ہے جیسا کہ ہم کتاب الاول (مقدمہ تاریخ) میں لکھ آئے ہیں۔

حائط العجوز مسعودی کہتا ہے کہ موسیٰ کا فرعون قبطیوں میں سے تھا۔ فرعون کی ہلاکت کے بعد قبطیوں پر ملوک شام کا خوف غالب ہوا انہوں نے دلوکہ نامی ایک عورت کو شاہی خاندان سے اپنا بادشاہ بنایا جس نے مصر پر ایک دیوار کھینچی جو حائط العجوز کے نام سے مشہور ہے دلوکہ کے بعد مسعودی نے آٹھ بادشاہوں کے نام عجمی ناموں میں لکھے ہیں اور آٹھویں کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ فرعون الاعرج ہے اس کے سایہ امن میں بنی اسرائیل آئے تھے جبکہ بخت نصر نے ان پر حملہ کیا تھا۔ پس بخت نصر مصر میں داخل ہوا اور اس کو قتل کر کے صابی مذہب کے بت خانوں کو منہدم کر کے آتش کدہ بنوایا۔

دلوکہ کا طلسمی مکان مسعودی کہتا ہے کہ عبد الحکیم روایت کرتا ہے کہ اس بڑھیا دلوکہ نے تدورہ نامی ساحرہ کو بلوایا اور اس کے ذریعے سے وسط شہر منف میں ایک طلسمی مکان بنوایا۔ جس میں حیوانات ناطق (انسان) اور دیگر حیوانات (غیر ناطق) کی تصویریں بنائیں جو حادثات ان تصویروں پر واقع ہوتے تھے، وہ اثر بعینہٖ انسانوں یا حیوانوں پر پڑتا تھا۔ اس ذریعہ سے اہل مصر اپنے ہر مخالف کے شر و فساد سے محفوظ رہتے تھے اس نے بیس برس حکومت کی۔

فرعون الاعرج

اس کے بعد اور کون بطلوس نامی ایک لڑکا تخت نشین کیا گیا اس کے بعد نیرویس بن اور کون بطلوس پھر نقاس بن نقراس اس کے بعد مرینا بن مرینوس اس کے بعد ان استمارس بن مرینا یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے۔ استمارس کے زمانہ میں سلطنت بہت ضعیف ہو گئی تھی اکثر مقامات میں بلوہ اور بغاوتیں آئے دن ہوتی رہتی تھیں۔ خاص مصر میں چند سپاہیوں نے بعض امرا کی سازش سے بلوہ کیا اور استمارس کو قتل کر کے بلوطیس بن منا کیل کو تخت نشین کیا اس نے چالیس برس حکومت کی اس کے بعد مالوس بن بلوطیس اس کے بعد اس کا بھائی منا کیل اس کے بعد برکت بن منا کیل یکے بعد دیگرے تخت حکومت کے مالک رہے۔ برکت بن منا کیل نے ایک سو بیس برس سلطنت کی اسی کو فرعون الاعرج کہتے ہیں اسی نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اور اہل قدس کو اپنا تختۂ مشق بنایا تھا جیسا اس کا ابتدائی زمانہ باعتبار امن و عدل قابل تعریف تھا ویسا ہی آخری زمانہ ظلم و تعدی کے لحاظ سے لائق نفرین ہے۔

بخت نصر کا اسرائیلیوں پر ظلم و ستم

ابن عبد الحکم کہتا ہے کہ اس کے بعد مرینوس بن برکت تخت حکومت پر بیٹھا اس کے بعد فرقون بن مرینوس بادشاہ ہوا اور اس نے ساٹھ برس حکومت کی اس کے بعد نقاس بن مرینوس بادشاہ ہوا۔ نقاس کے زمانہ میں دلوکہ کا وہ طلسمی مکان جس کا ذکر اوپر آچکا ہے منہدم ہونے کے قریب ہو گیا کیونکہ دلوکہ کے بعد پھر کسی شخص میں ایسی صلاحیت اور قابلیت باقی نہ رہی جو اسے وقتاً فوقتاً درست کرتا جاتا۔ نقاس کے بعد قومس بن نقاس بادشاہ ہوا اور ایک مدت تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد بخت نصر نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اور بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے بنی اسرائیل بیت المقدس سے بھاگ کر قومس کے پاس چلے آئے قومس نے انہیں پناہ دی۔

بخت نصر کا مصر پر حملہ

بخت نصر نے قومس کو اس سے کو منع کیا لیکن جب قومس نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا تو بخت نصر مصر کی طرف بڑھا اور پہلے ہی حملہ میں قومس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا مصر کو لوٹ لیا چالیس برس تک مصر ویران پڑا رہا اس کے بعد ارمیاء نے مصر میں سکونت اختیار کی اور اہل مصر پھر آباد کئے گئے اس کے بعد سلاطین فارس و روم تمام دنیا پر غالب آئے اور پھر روم اور اہل مصر میں لڑائیاں ہوئیں اہل مصر نے خراج دینا منظور کیا اور فارس و روم نے مل کر مصر کو تقسیم کر لیا۔

مقوقس

ایک زمانہ دراز تک نوابین فارس و روم مصر پر حکومت کرتے رہے جب اسکندر یونانی کا مصر پر قبضہ ہوا اس نے اسکندریہ اور آثار قدیمہ کو از سر نو بنوایا اس کے بعد قیاصرہ روم مصر و شام پر غالب آئے اور مصر کی حکومت اپنی طرف سے قبط کو دی یہاں تک کہ اسلام کا پھریرا کامیابی کے ساتھ اڑتا نظر آیا ان دنوں اسکندریہ اور مصر میں قبطیوں کا آخری فرمانبردار مقوقس حکومت کر رہا تھا اس کا نام بروایت سہیلی جریج بن مینا تھا۔ جیسا کہ سہیلی نے نقل کیا ہے جناب رسالتمآب صلعم نے حاطبؓ بن ابی بلتعہ کو نامہ مبارک دے کر اس کے پاس روانہ فرمایا تھا یہ اسلام قبول کرنے پر مائل ہو گیا اور رسول مقبول صلعم کی خدمت میں چند چیزیں ہدیتاً روانہ کیں، جن کا اہل سیر نے ذکر کیا ہے ان میں ایک خچر بھی تھا۔ جس پر رسول مقبول صلعم اکثر سوار ہوا کرتے تھے جس کا نام دُلدل رکھا گیا تھا اور ایک گدھا تھا جو یعفور کے نام سے مشہور تھا اور ماریہ قبطیہ والدہ جناب ابراہیمؑ ابن رسول مقبول صلعم اور ان کی ہمشیرہ شیریں بھی تھیں جناب رسول مقبول صلعم نے شیریں کو حسان بن ثابت کو مرحمت فرمایا اور چند شیشے کے پیالے تھے جو اکثر رسول مقبول صلعم کے استعمال میں رہتے تھے اور شہد مصری جو عسل الطیب کے نام سے مشہور ہے بھیجا تھا۔

مقوقس کی معزولی

بیان کیا جاتا ہے کہ ہرقل روم کو جب مقوقس کے ان ہدایا کی اطلاع ہوئی تو اس نے مقوقس کو متہم بالاسلام کر کے ریاست مصر سے معزول کر دیا۔

اہل مصر کیلئے رسول اللہ کی وصیت

مسلم نے اپنی صحیح میں بروایت ابوذر غفاریؓ بیان کیا ہے؟ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا فتحتم مصرا فانکم ستفتحون مصر فاستوصوا باھلھا خیرا فان لھم ذمۃ ورحما او صھرا (بیشک رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جب تم مصر کو فتح کرنا اور بیشک مصر کو تم فتح کرو گے پس اہل مصر کیساتھ نیکی کرنا کیونکہ ان کو ذمہ اور رشتہ ہے یا صہر (دامادی ہے)۔ علامہ ابن اسحاق، زہری سے روایت کرتا ہے کہ میں نے زہری سے کہا کہ " ما الرحم اللتی ذکر" (وہ کون سا رشتہ ہے جس کا ذکر کیا گیا) زہری نے جواب دیا کہ جناب ہاجرہؑ مادر اسمٰعیلؑ انہیں میں سے تھیں اور رواۃ حدیث صہر کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ماریہ قبطیہ مادر ابراہیمؑ ابن رسول اللہ صلعم انہیں میں سے تھیں جنہیں مقوقس نے جناب رسول مقبول صلعم کو ہدیتہً بھیجا تھا۔

مصر پر عمرو بن العاص کا قبضہ

طبری کہتا ہے کہ عمرو ابن العاصؓ نے جس وقت مصر پر قبضہ کیا تو لوگوں نے جناب رسول صلعم کی وصیت سے انہیں آگاہ کیا عمرو ابن العاص نے کہا "یہ ایسا نسب ہے کہ جس کے حق کی نگہداشت سوائے نبی کے اور کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ نسب بعید ہے اور اہل مصر نے عمرو ابن العاص سے بیان کیا کہ ہاجرہؑ لونڈی نہ تھیں بلکہ خاندان سلطنت سے تھیں وہ ہمارے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی بیوی تھیں ہم سے اور اہل عین شمس سے لڑائیاں ہوئیں اہل عین شمس ہم پر غالب آئے ان کے بادشاہ نے ہمارے شاہی محل کو لوٹ لیا بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا انہیں عورتوں میں ہاجرہؑ بھی تھیں جو ابراہیم تمہارے باپ کو دی گئیں۔

مقوقس کی بحالی

الغرض جس وقت مصر و اسکندریہ کی فتح تکمیل کو پہنچی اور قیصر روم نے قسطنطنیہ جا کر جان بچائی مقوقس اور بقیہ قبطان شرائط صلح پر راضی ہو گئے جنہیں عمرو ابن العاص نے طے کیا تھا اور اس جزیہ کا دینا قبول کر لیا جو ان پر قائم کیا گیا تھا اسی وجہ سے مقوقس اپنی قوم کی سرداری پر بحال و قائم رکھا گیا وہ اپنے ہر کام میں مسلمانوں سے مشورہ کرتا تھا کبھی وہ اسکندرہ میں رہتا تھا اور کبھی منف (اعمال مصر) میں جا کر مقیم ہوتا تھا۔

قبطیوں کا زوال

عمرو ابن العاصؓ نے مقام فسطاط پر اپنا خیمہ نصب کرایا تھا اور اسی مقام سے مصر کا محاصرہ کیا تھا مسلمانوں نے اسی مقام پر سکونت اختیار کر لی اور اس شہر کو چھوڑ دیا جہاں مقوقس رہتا تھا نتیجہ میں وہ شہر ویران و خراب ہو گیا اس شہر کے ویران ہونے اور مقوقس کے مرنے سے قبطیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی پچھلی نسلیں اب تک باقی ہیں جنہیں اسلامی حاکم اپنے مالی اور انتظامی محکموں میں ملازم رکھتے ہیں اور بعض ان میں سے اسلام قبول کر لیتے ہیں سلطان وقت کے نزدیک ان کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے اور سب سے بڑا رتبہ مصر میں مرتبہ وزارت ہے ان کے عوام الناس اسی نصرانی مذہب پر ہیں جس پر کہ پہلے تھے اور ان کی اکثر قوم اطراف صعید اور اعمال مصر میں حرفت و صناعت کا کام کرتی ہے۔ واللہ غالب علی امرہ۔

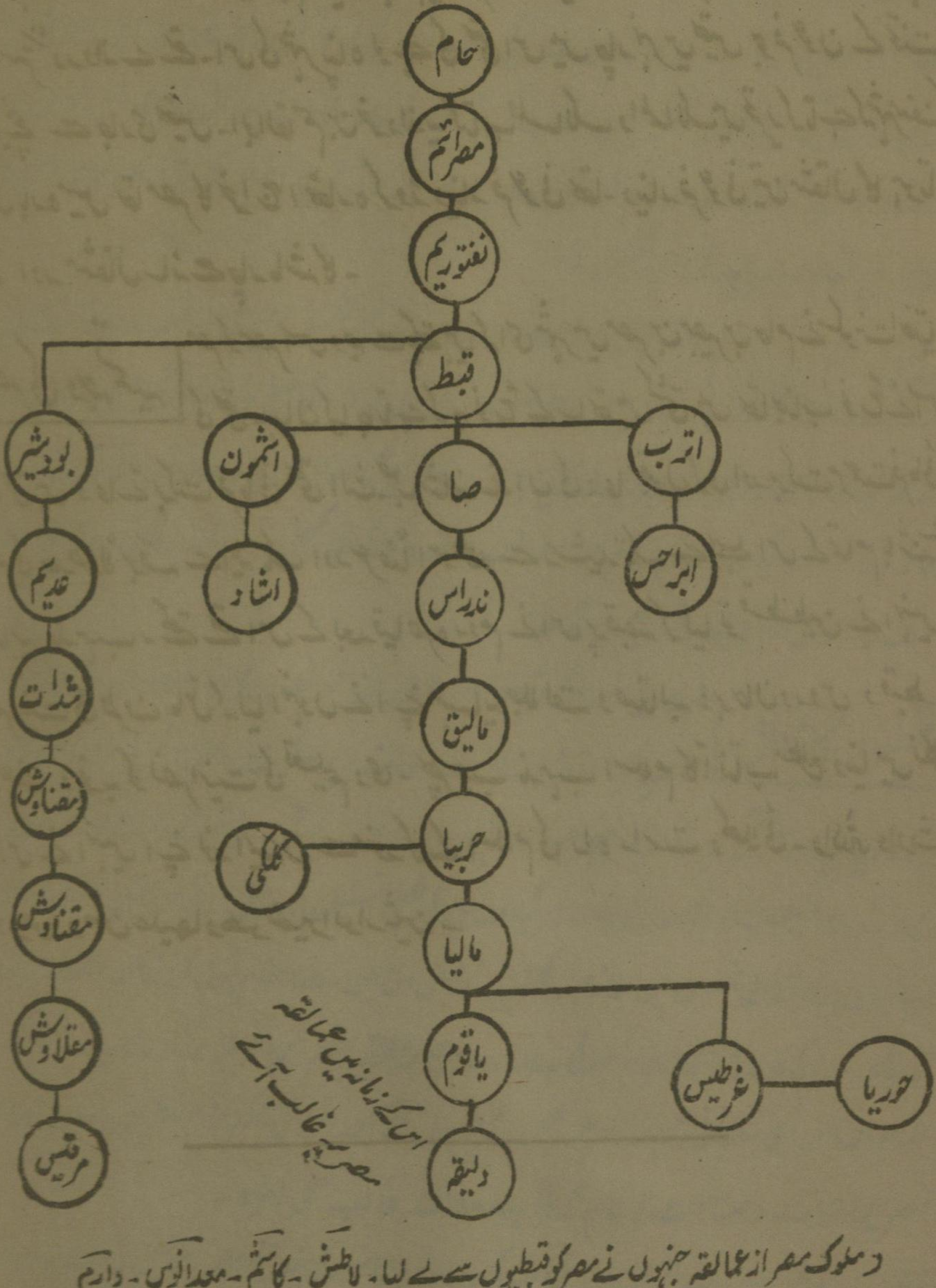
شہر عین شمس

عبدالرحمٰن بن شماسہ کی روایت جو اس نے شیوخ مصر سے نقل کی ہے یہ امر ظاہر کرتی ہے کہ شہر عین شمس ہیکل شمس تھا اس میں بنیاد دیوار اور ستون اور لہو لعب کی چیزیں اس کثرت

سے تھیں کہ کسی اور قدیم شہر میں نہیں ہیں شہر منف ہمیشہ ملوک وسلاطین مصر کا دارالسلطنت رہا فراعنہ مصر سے پہلے کے بادشاہ بھی وہیں رہتے تھے اور فراعنہ مصر کے بعد بھی اسی شہر کو دارالسلطنت ہونے کا اعزاز حاصل رہا۔ یہاں تک کہ بخت نصر نے اسے ویران اور مسمار کیا جیسا کہ قومس بن نقاس کے عہد حکومت کے ضمن میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔ فرعون مدینہ منف میں رہتا تھا اس شہر کی شہر پناہ کے ستر۷۰ دروازے تھے۔ اس کی شہر پناہ لوہے کی تھی اس میں چار نہریں تھیں جو فرعون کے تخت کے نیچے سے جاری تھیں۔ ابوالقاسم بن خردازیہ کتاب المسالک والممالک میں تحریر کرتا ہے کہ شہر منف کا طول بارہ میل تھا مصر کا خراج اٹھارہ کروڑ دینار فرعونی تھا۔ دینار فرعونی تین مثقال کا ہوتا ہے اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا۔

مصر کی وجہ تسمیہ مصر کو مصر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اسی شہر میں مصر بن بیصر بن حام نے سکونت اختیار کی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ نوحؑ کے ساتھ میں کشتی میں تھا جناب نوحؑ نے اس کے حق میں دعائے برکت فرمائی تھی اللہ جل شانہ نے ان کی دعا مقبول کر لی اور برکت مرحمت فرمائی۔ مصر کی حد طولاً برقہ سے ایلہ تک اور عرضاً اسوان سے رشید تک ہے پہلے اس کے تمام باشندے صابیہ مذہب رکھتے تھے اس کے بعد قیاصرہ روم نے اس پر قبضہ کر لیا تو قسطنطین نے انہیں نصرانیت کی طرف مائل کر لیا انہوں نے اپنے ہمسایہ جلالقہ وصقالبہ وبرجان وروس وقبط وحبشہ ونوبہ کو نصرانیت کی تعلیم دی۔ پھر جب مذہب اسلام کا آفتاب مطلع دنیا میں نکلا تو اس نے انہیں اپنے نور ایمان سے منور کر کے اسلام کی راہ راست دکھلائی۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

شجرۂ نسب ملوک قبط



(ملوک مصر از عمالقہ جنہوں نے مصر کو قبطیوں سے لے لیا۔ لاطش ۔ کاشم ۔ معدانوس ۔ دارم
ریان ۔ ولید ۔ دومع ۔ توران ۔ اراشہ ۔ فاران ۔ ثمود ۔ عملیق

باب ۱۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام

یعقوبؑ بن اسحٰقؑ

اس سے پہلے ہم جناب ابراہیمؑ کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں کہ یعقوبؑ بن اسحاقؑ اپنے اسباط کے ساتھ مصر میں سکونت پذیر ہوئے تھے توریت میں مذکور ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ان کو اسرائیل کے نام سے یاد فرمایا تھا۔ ایل کے معنی عبد کے ہیں اور اسرا۔ اللہ جل شانہٗ کے اسماء صفاتی سے ہے چونکہ زبان عجم میں مضاف ہمیشہ متاخر ہوتا ہے اس وجہ سے ایل آخر کلمہ ہوا اور مضاف الیہ مقدم ہوا۔ یعقوبؑ کا انتقال ایک سو تاسی برس کی عمر میں مصر میں ہوا اور یوسفؑ نے آپ کی وصیت کے مطابق فرعون کی اجازت سے فلسطین میں آپ کو اپنے آبائی مقبرہ میں لاکر دفن کیا۔ تجہیز و تکفین کے بعد یوسفؑ مصر پھر واپس چلے آئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ ایک سو بیس برس کی عمر میں آپنے بھی انتقال کیا اور مصر میں دفن کیے گئے آپ نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ جب بنی اسرائیل مصر سے ارض موعود (یعنی بیت المقدس) کی طرف نکل کر روانہ ہوں تو اپنے ہمراہ آپ کا تابوت بھی لے لیں۔ یوسفؑ کے انتقال کے بعد اسباط نے مصر میں سکونت اختیار کی۔ تھوڑے دنوں میں ان کی نسلی ترقی اس قدر ہوئی کہ قبطی ان کو رشک و حسد کی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔

بنی اسرائیل پر فرعون کا عتاب

توریت میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ فراعنہ مصر سے یوسفؑ کے بعد تخت نشین ہوا اور وہ بنی اسرائیل کی قدر و منزلت سے ناواقف تھا وہ نہ ان کو پہچانتا تھا اور نہ ان کے آبا و اجداد سے آگاہ تھا اس نے ان کا خون مباح کر دیا اور ان سے خدمت کا کام لینے لگا اس کے بعد کاہنوں نے یہ ظاہر کیا کہ عنقریب بنی اسرائیل میں ایک نبی ہونے والا ہے جو تمہارے ملک کا مالک اور تمہاری بربادی کا باعث ہوگا علیٰ ہذا اسی طرح اور جو کچھ اس واقعہ کے متعلق انہیں معلوم تھا

اسے بتایا فرعون نے بنی اسرائیل کی نسل ختم کرنے کا بیڑہ اٹھا لیا ان کے مردوں کو عورتوں سے علیحدہ کر دیا لڑکوں کو قتل کرنے لگا اسی حالت پر ایک زمانہ گذر گیا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت موسیٰ[۱،۲] موسیٰؑ عمران ابن قاہث بن لاوی بن یعقوب کے لڑکے تھے ان کی ماں کا نام یوحانذ تھا جو لاوی کی لڑکی اور عمران کی پھوپھی تھیں۔ قاہث بن لاوی جناب یعقوبؑ کے ہمراہ مصر آئے تھے اور عمران بن قاہث مصر میں پیدا ہوا۔ عمران کی تہتر برس کی عمر میں ہارونؑ اور اسی برس کی عمر میں موسیٰؑ پیدا ہوئے۔ یوحانذ (مادر موسیٰؑ) نے بالہام خدا موسیٰؑ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں بہا دیا۔ ہمشیرہ موسیٰؑ دور سے کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں اتفاق یہ کہ فرعون کی لڑکی اپنے خواصوں کے ساتھ دریا کی طرف آئی تھی اس نے اس صندوق کو دریا سے نکلوایا جب صندوق کھولا گیا تو موسیٰؑ کی صورت دکھائی دی اس کو آپ کی صورت دیکھ کر رحم آگیا اسے آپ کی رضاعت کی فکر ہوئی ہمشیرۂ موسیٰؑ نے کہا اگر تم اجازت دو تو میں ایک دودھ پلائی لا دوں۔ فرعون کی لڑکی نے یہ منظور کر لیا۔ موسیٰؑ کی بہن گئیں اور اپنی ماں کو بلا لائیں

---

[۱] طبری کہتا ہے کہ مادر موسیٰؑ نے موسیٰ علیہ السلام کو تین روز دودھ پلا کر چوتھے روز صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈالا تھا اور مفسرین و علماء اخبار کہتے ہیں کہ تین مہینہ دودھ پلا کر چوتھے مہینہ میں موسیٰؑ کو اچھے کپڑے پہنا کر صندوق میں رکھ کر دریا میں بہا دیا تھا اور صندوق پر چمڑا منڈھا ہوا تھا۔ صندوق کا بنانے والا حربیل نامی ایک شخص فرعون کی قوم سے تھا مگر با ایمان تھا۔

[۲] اس قصہ کو اور مورخین نے اس طرح بیان کیا ہے اور یہی کلام مجید کے نص صریح سے مطابقت رکھتا ہے کہ جب تابوت موسیٰؑ کو آسیہ زوجہ فرعون یا فرعون کی لڑکی نے دریا سے نکلوایا اور فرعون سے بالتجا موسیٰؑ کو لے لیا تب اس کو ان کی رضاعت کی فکر ہوئی جو دودھ پلائی آتی تھی اس کا دودھ موسیٰ علیہ السلام نہ پیتے تھے یہاں تک دوپہر کا وقت آگیا۔ آسیہ یا فرعون کی لڑکی کو اس امر کا خیال گذرا کہ شدت گرسنگی سے موسیٰؑ کا انتقال نہ ہو جائے اس وجہ سے وہ بہت پریشان ہوئی جب موسیٰؑ کی بہن کو اس حالت سے آگاہی ہوئی تب انہوں نے لونڈیوں سے کہا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ کیا تم کو ایسے اہل بیت نہ بتلاؤں جو اس کی کفالت منظور کریں اور وہ اس کا خیال بھی کریں گے" لونڈیوں نے یہ سن کر فرعون کی لڑکی سے کہا اس نے اپنے ملازمین کو ہمشیرہ موسیٰؑ کے ساتھ کر دیا اور وہ لوگ مادر موسیٰؑ کو بلا لائے۔ موسیٰؑ نے اپنی ماں کا دودھ پینا شروع کر دیا۔

فرعون کی لڑکی نے موسیٰؑ کو ان کی ماں یوخانذ کے سپرد کر دیا جب دودھ پلائی کی مدت پوری ہو گئی۔ اور موسیٰؑ فرعون کی لڑکی کے پاس لائے گئے اس نے ان کا نام[1] موسیٰؑ رکھا اور خود ان کی پرورش کرنے لگی۔ موسیٰؑ نے چونکہ فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی اور یہ بات پوری طرح سے مشہور تھی کہ فرعون کی بی بی آسیہ یا اس کی لڑکی نے آپ کو گود لیا ہے اس وجہ سے اہل مصر آپ کا بہت لحاظ کرتے تھے لوگوں کے دلوں میں آپ کا بہت بڑا رعب داب تھا اور اسی تعلق سے قبطی آپ کے ماموں ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی گرفتاری کا حکم

موسیٰؑ نے جوان ہونے کے بعد ایک[2] روز دیکھا کہ ایک عبرانی (بنی اسرائیل) کو ایک مصری (قبطی) مار رہا ہے آپ نے مصری کو اس فعل سے روکا۔ مگر اس نے آپ کا کچھ خیال نہ کیا۔ موسیٰؑ کو غصہ آ گیا اور آپ نے اسے ایک ایسا طمانچہ مارا کہ وہ مر گیا دوسرے روز پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا مگر یہ کہ اس واقعہ میں دونوں بنی اسرائیل تھے موسیٰؑ نے غالب شخص کو ڈانٹ کر روکنا چاہا اس نے کہا "اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ" (کیا تو نے ارادہ کر لیا ہے کہ مجھ کو قتل کر ڈالے گا جیسا کہ کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا[3]) موسیٰؑ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس کی خبر فرعون تک پہونچ گئی اس نے آپ کی گرفتاری کا حکم نافذ کیا۔

---

[1] موسیٰؑ کو عبرانی میں موشا کہتے ہیں اس کے معنی آب و درخت کے ہیں چونکہ موسیٰؑ پانی اور درختوں میں پائے گئے تھے اس وجہ سے ان کا نام موشا رکھا گیا اور تازی زبان میں موسیٰؑ کہنے لگے۔

[2] اس واقعہ سے پہلے جس وقت موسیٰؑ بچے تھے یہ حکایت کی جاتی ہے کہ ایک روز فرعون اپنے محل سرا میں آیا۔ آسیہ نے ان کو فرعون کی گود میں دے دیا اور کہا کہ یہ تیرا لڑکا ہے فرعون نے کہا کہ مجھ کو اس سے کچھ سروکار نہیں ہے میں مصری ہوں یہ عبرانی لڑکا ہے۔ آسیہ اور فرعون میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ موسیٰؑ نے فرعون کی داڑھی پکڑ کر ایک چپت رسید کی فرعون اس حرکت سے برہم ہو کر کہنے لگا کہ یہ بنی اسرائیل کا لڑکا ہے میں اسی کو ڈھونڈ رہا تھا میں اس کو ضرور مار ڈالوں گا۔ آسیہ نے کہا کہ اس نے یہ حرکت نادانی سے کی ہے دانستہ اس نے یہ فعل نہیں کیا اگر یہ جان بوجھ کر اس فعل کا مرتکب ہوتا تو البتہ سزا کا مستحق تھا فرعون نے اس خیال کی تردید کی تب آسیہ نے آزمائش کی غرض سے دو طشت ایک یاقوت سرخ کا اور دوسرا آگ کا منگوا کر موسیٰؑ کے روبرو رکھ دیئے موسیٰؑ نے بحکم الٰہی آگ اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔ فرعون کو اس سے یقین ہو گیا کہ موسیٰؑ نے جان بوجھ کر وہ حرکت نہیں کی اور اس خیال کے پیدا ہو جانے سے وہ اس کی ایذا سے محفوظ رہ گئے۔

[3] یہ دونوں واقعے موسیٰؑ کے چالیس برس کی عمر میں واقع ہوئے اور اس سے پہلے جب آپ بیس برس کے ہوئے تو

(مسلسل)

حضرت موسیٰ کا نکاح

موسیٰ اس واقعہ سے مطلع ہو کر ارض مدینؔ کی طرف نکل کھڑے ہوئے اس وقت آپ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ مدین کے قریب پہونچ کر ایک چشمہ پر دو لڑکیوں کو دیکھا آپ نے ان کے مویشیوں کو پانی پلا دیا ان دونوں لڑکیوں نے اپنے باپ کو اس سے مطلع کیا ان کے باپ نے ان میں سے ایک کا نکاح موسیٰؑ کے ساتھ کر دیا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اکثر مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ شعیبؑ بن نوفل بن عیفا بن مدین علیہ السلام نبی تھے اور طبری کہتا ہے کہ جس نے موسیٰؑ کا نکاح اپنی لڑکی سے کیا تھا وہ رعویل (جو مدین کے عالموں سے تھے) ہیں۔ ان کا نام بتیر تھا اور حسن بصری کا یہ بیان ہے کہ شعیبؑ بنی مدین کے سردار تھے۔

حضرت موسیٰ کی تبلیغ دین

القصہ موسیٰؑ نے اپنے خسر شعیبؑ کے پاس قیام کیا اور عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے حتیٰ کہ اسی برس کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپ کے بھائی ہارون پر وحی تراسی برس کی عمر میں نازل ہوئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون کی طرف بھیجا کہ وہ بنی اسرائیل کو قبطی حکومت اور فرعونوں کے مظالم سے نجات دلا کر ارض مقدسہ کی طرف لے جائیں جس کے دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ سے کیا تھا چنانچہ موسیٰؑ و ہارونؑ فرعون کے پاس گئے اور بنی اسرائیل کو دین حق کی دعوت دی وہ لوگ ایمان لائے اور ان کی اتباع کی پھر فرعون سے بنی اسرائیل کے آزاد کرنے کے لئے کہا موسیٰؑ

(گزشتہ سے پیوستہ) فرعون نے آپ کی شادی کر دی تھی۔ اس بیوی سے موسیٰؑ کے دو لڑکے جرشوم اور ملیعا پیدا ہوئے اور چالیسویں برس کی عمر میں یہ دونوں واقعے اسی طرح واقع ہوئے کہ ایک روز خلاف معمول موسیٰؑ فرعون سے جدا ہو کر دوپہر کے وقت شہر منف میں وارد ہوئے۔ منف مصر سے دو کوس کے فاصلہ پر تھا اس وقت ایک قبطی ایک بنی اسرائیل کو مار رہا تھا موسیٰؑ نے قبطی کو اس حرکت سے روکا لیکن جب اس نے آپ کا کچھ خیال نہ کیا تو آپ نے اس کے سینہ پر ایک چپکی سی دی اتفاق سے اس کا اثر اس کے دل پر پہونچا اور وہ مر گیا۔ فرعون کو جب قبطی کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی تو اس نے قاتل کی تفتیش کا حکم دیا۔ موسیٰؑ نے خوف و ہیم میں یہ رات گذار دی اور وہیں رہ گئے مصر میں نہ آئے اتفاق سے دوسرے روز پھر ایسا ہی قصہ پیش آیا کہ اسی بنی اسرائیل کو دوسرا قبطی مار رہا تھا آپ نے قبطی کو روکا قبطی نے کہا تو بڑا جابر معلوم ہوتا ہے کل ایک کو تو مار چکا ہے آج تو نے میرے مارنے کا ارادہ کیا ہے موسیٰؑ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس نے فرعون کو جا کر تمام واقعہ سے مطلع کر دیا۔ ۱۲

۱؎ اہل مدین۔ مدین ابن ابراہیمؑ کی اولاد سے تھے۔

نے عصا کا معجزہ دکھایا اس نے اُن کو جھٹلایا ساحروں کو جمع کیا پھر سب ساحر موسیٰؑ پر ایمان لائے جیسا کہ قرآن میں صراحتاً مذکور ہے۔

(مترجم) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جس وقت موسیٰؑ مدین پہنچے اور ایک چشمہ پر بیٹھ گئے تو دیکھا کہ لوگ گروہ کے گروہ آتے ہیں اور اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر چلے جاتے ہیں ان کے علاوہ دو عورتیں کچھ فاصلہ پر کھڑی ہیں اور اپنے مویشیوں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰؑ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر نہ چلے جائیں گے اس وقت تک ہم اپنے مویشیوں کو پانی نہ پلا سکیں گے ان کا بچا ہوا پانی ہم اپنے مویشیوں کو پلاتے ہیں ہمارا باپ ضعیف ہے اس سے کچھ کام نہیں ہو سکتا۔

موسیٰؑ کو ان کی بے کسی پر رحم آیا اور کنوئیں کے منہ سے وہ پتھر اُٹھا کر ان کے مویشیوں کو پانی پلا دیا جسے کئی آدمی مل کر اُٹھایا کرتے تھے۔ لڑکیوں نے لوٹ کر اپنے باپ سے یہ واقعہ بیان کیا اور ان میں سے ایک اپنے باپ کے کہنے سے موسیٰ کو بلانے آئی اور موسیٰؑ کو کہا "چلو تم کو ہمارا باپ اس پانی پلانے کی اُجرت دینے کو بلاتا ہے۔ موسیٰؑ یہ سُن کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے پیچھے پیچھے چلے جب ہوا سے اُس کا کپڑا اُڑنے لگا تو آپ نے کہا تم میرے پیچھے سے رہبری کرو میں تمہارے آگے چلتا ہوں۔

الغرض موسیٰؑ شعیبؑ کے پاس پہنچے اور اپنا تمام ماجرا کہہ سنایا شعیبؑ نے کہا لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ اس کے بعد اسی لڑکی نے اپنے باپ شعیبؑ سے کہا کہ "اے باپ اس کو اس کے کام کی اچھی مزدوری دینا یہ بڑا قوی اور امین ہے۔" شعیبؑ نے کہا کہ تو نے اس کی قوت کا اندازہ تو اس کے پتھر اٹھا لینے سے کیا مگر اس کے امین ہونے کا تجھے کیسے یقین ہوا لڑکی نے اس کے جواب میں راستہ میں ہمراہ آنے کا قصہ بیان کیا شعیبؑ نے موسیٰؑ سے کہا "میرا یہ ارادہ ہے کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں۔ اس مہر کے عوض آٹھ برس میری مزدوری کرو اور اگر دس برس پورے کر دو گے تو اور زیادہ مناسب ہو گا میں تم پر جبر نہیں کرنا چاہتا۔

موسیٰؑ اس شرط پر راضی ہو گئے جب شام ہوئی تو کھانا سامنے لایا گیا تو موسیٰؑ نے کھانے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ ہم ایسے اہل بیت سے ہیں کہ اعمال آخرت پر اُجرت نہیں لیتے شعیبؑ نے

جواب دیا کہ وہ اس کی مزدوری نہیں ہے بلکہ یہ ہماری اور ہمارے آبا و اجداد کی عادات میں داخل ہے موسیٰؑ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیا۔ شعیبؑ نے ان کا نکاح اپنی لڑکی صفورا سے کر دیا جس نے پانی پلانے کا ماجرا بیان کیا تھا اور موسیٰؑ کو اپنے ہمراہ لے گئی تھی۔

شعیبؑ نے صفورا سے کہا مویشیوں کے ہانکنے کے واسطے ایک لکڑی لا دو صفورا ایک لکڑی اٹھا لائی تھی جسے ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر رکھ گیا تھا شعیبؑ نے اسے لوٹا دیا مگر صفورا جب لکڑی لاتی تھی وہی عصا لاتی تھیں۔ آخر موسیٰؑ اور شعیبؑ میں اس عصا کے لینے میں بحث ہو گئی اور اس امر پر قضیہ ختم ہوا کہ پہلے جو شخص ملے اس کا فیصلہ قابل قبول ہو۔ حکم الٰہی سے وہی فرشتہ پھر بصورت آدمی آیا اور اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے زمین پر ڈال دو۔ اور جو شخص تم دونوں آدمیوں میں سے اسے اٹھائے وہی اسے لے دونوں بزرگ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے پہلے شعیبؑ نے لکڑی کو اٹھانا چاہا لیکن مجبور رہے اور موسیٰؑ نے جب اٹھانے کا قصد کیا تو اٹھا لیا۔

دس برس تک موسیٰؑ شعیبؑ کے یہاں مزدوری کرتے رہے گیارہویں سال جاڑے کے موسم میں اپنی بی بی کو ہمراہ لے کر شعیب سے رخصت ہو کر مصر روانہ ہوئے پانچ روز کا راستہ طے کر کے جب طور سینا کے قریب پہنچے تو شب تاریک ہونے کی وجہ سے راستہ بھول گئے۔ موسیٰ نے ہر چند چقماق سے آگ جلانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے پریشان ہو کر خاموش ہو رہے جب ایک حصہ رات کا گذر گیا تو طور سینا پر کچھ روشنی ہوئی جسے یہ آگ سمجھ کر اپنی بی بی سے بولے تم یہیں بیٹھی رہو میں اس طرف جاتا ہوں شاید وہاں پر آگ مل جائے یا راستہ کا پتہ چل جائے۔

موسیٰؑ یہ کہہ کر طور سینا کی طرف بڑھے جس قدر جناب موصوف آگ کے قریب جاتے تھے اسی قدر آگ دور ہوتی جاتی تھی اور آسمان تک مشتعل ہوتی جاتی تھی۔ موسیٰؑ کو اس واقعہ سے سخت حیرت دامن گیر ہوئی کیونکہ آگ دھوئیں کے بغیر جس درجہ تیز اور روشن ہو رہی تھی اسی قدر درخت سرسبز اور ہرا بھرا نظر آتا تھا۔ موسیٰؑ کچھ سوچ سمجھ کر جھجکے اور جھجک کر رک گئے مگر اِنِّی اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کی ندا سن کر ٹھہر گئے تھوڑی دیر تک بیہوشی کے عالم میں رہے جب ہوش میں آئے تو جناب باری نے فرمایا اِخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی (تو اپنے جوتے کو اتار ڈال بیشک تو زمین پاک میں ہے)

علماء تفسیر جوتے اتارنے کے حکم کی وجہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ جوتیاں مردہ گدھے کے چمڑے کی

تھیں۔ لیکن یہ تاویل ہی تاویل ہے اصل یہ ہے کہ شرافت و تعظیم کے لحاظ سے یہ حکم ہوا تھا۔
بہر کیف موسیٰؑ نے بحکم باری جوتا اتار ڈالا جناب باری عزاسمہٗ نے ان کو پہلے اصول[1] توحید کی تعلیم کی پھر شریعت کی تعلیم کی اور شریعت[2] کے احکام بیان فرمائے اس کے بعد نبوت مرحمت فرمائی اور ثبوت نبوت کے لئے معجزے دینے کی ضرورت ہوئی تو یوں ارشاد فرمایا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ (تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ) موسیٰؑ نے عرض کیا هِيَ عَصَايَ (یہ میرا عصا ہے) أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ (میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور بکریوں کے واسطے اس سے پتیاں درختوں کی توڑتا ہوں اور اس سے مجھ کو بہت سے کام اور بھی ہیں)
علماء تفسیر اس مقام پر ایک لطیفہ دلچسپ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ موسیٰؑ نے صرف اس سوال پر کہ یہ کیا چیز ہے اتنا بڑا جواب کہ یہ میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں، بکریوں کے واسطے پتے توڑتا ہوں اور جب اتنے کہنے پر تسکین نہ ہوئی تو یہ کہا کہ اس سے مجھ کو اور بہت سے کام ہیں " دو وجہ سے دیا ایک تو اس خیال سے کہ جناب باری عزاسمہٗ سے شرف تکلم دیر تک حاصل رہے اور دوسرے یہ کہ شاید بشریت کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ جوتا تو پہلے ہی اتروا دیا گیا ہے کہیں یہ لکڑی بھی ہاتھ سے پھینک دینے کا حکم نہ ہو جائے حالانکہ ایسا ہی ہوا کہ جناب باری نے یہ جواب سن کر بھی فرمایا أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ (اے موسیٰؑ اس کو چھوڑ دے)
موسیٰؑ نے جونہی بحکم باری عصا زمین پر پھینکا ویسے ہی وہ ایک اژدہے کی شکل میں پھنکاریاں مارتا نظر آیا۔ موسیٰؑ ڈرے اور پیچھے ہٹے حکم ہوا " کچھ خوف نہ کرو آگے بڑھو اسے ہاتھ تو لگاؤ ہم پھر اسے پہلی ہی حالت میں کر دیں گے " موسیٰؑ نے یہ سن کر اژدہے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کی

---

[1] اصول توحید یہ ہیں کہ خدا کا کسی کو شریک نہ کرنا نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات ذاتیہ میں چنانچہ اس کو جناب باری نے ایک مقام پر إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا (بے شک میں اللہ ہوں اور کوئی اللہ سوائے میرے نہیں ہے) فرمایا ہے اور دوسرے مقام پر إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (بے شک میں اللہ ہوں سارے عالم کا پروردگار) ارشاد کیا ہے۔ [2] شریعت کی تکمیل یوں فرمائی کہ پہلے عبودیت کا ذکر کیا اس کے بعد لازمہ عبودیت یعنی اطاعت کی تعلیم کی پھر اعتقاد کو درست کیا جیسا کہ آیہ فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (یعنی میری عبادت کرو اور نماز قائم کرو میرے ذکر کے لئے) اور إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ (بے شک قیامت آنے والی ہے) سے مستفاد و مفہوم ہوتا ہے۔

گردن پکڑلی وہ پھر عصا ہو گیا۔ اس کے بعد حکم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ کو جیب میں چھپا کر نکالو وہ روشن و سفید ہو جائے گا کسی بیماری سے نہیں بلکہ کرامت و اعجاز سے۔ جب موسیٰؑ اس حکم کی تعمیل سے فارغ ہو چکے اور یہ دونوں معجزے (یعنی عصا کا اژدہا ہو جانا اور ید بیضا) مرحمت ہو گئے۔ تو ارشاد ہوا فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ۔ (پس یہ تیرے رب کی دو دلیلیں و علامتیں ہیں فرعون اور اس کے گروہ کی طرف بیشک وہ لوگ قوم فاسق ہیں) موسیٰؑ نے گزارش کی رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ (اے خدا میں نے ان میں سے ایک شخص کو مار ڈالا ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ کو مار نہ ڈالیں) اس وجہ سے میرے بھائی ہارون کو بھی بھیج دیجئے وہ مجھ سے زیادہ فصیح ہے جناب باری نے آپ کی یہ التجا منظور فرمائی اور ان کو بھی نبوت مرحمت فرمائی اور بنظر تسلی و تسکین ارشاد فرمایا وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا (ہم تم دونوں کو غلبہ و قوت مرحمت کریں گے) فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا بِآيَاتِنَا (پس وہ لوگ (یعنی فرعون اور اس کی قوم) تم کو کچھ مضرت نہ پہونچا سکیں گے ساتھ نشانیوں ہماری کے) أَنتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ (تم اور تمہارے اتباع کرنے والے ان پر غالب ہو جائیں گے)

موسیٰؑ نے جب اپنی ہر طرح سے تسکین کر لی اور ہر صورت سے آپ کو اطمینان ہو گیا تو آپ طور سینا سے لوٹے اور اپنے اہل کو لے کر روانہ ہوئے، منازل طے کرنے کے بعد رات کے وقت مصر پہنچے اور اپنے مکان میں جا کر فروکش ہوئے مگر نہ گھر والے موسیٰؑ کو پہچان سکے اور نہ موسیٰؑ نے ان لوگوں کو پہچانا۔ صبح کے وقت کھانے پر ہارون نے آپ کا نام و نشان دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مدتوں کے بچھڑے ہوئے بھائی موسیٰؑ ہیں دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا اور موسیٰؑ نے اپنی سرگذشت کہہ سنائی۔

بعض مورخین تحریر کرتے ہیں کہ موسیٰؑ طور سینا پر سات روز تک رہے ان کے زمانہ عدم موجودگی میں چند چرواہے مدین کے، طور کی طرف آئے اور آپ کی بیوی کو ان کے باپ شعیبؑ کے پاس پہنچا دیا اس کے بعد موسیٰؑ طور سے واپس ہو کر تنہا مصر کو روانہ ہوئے پھر فرعون کے غرق ہونے کے بعد شعیبؑ نے آپ کی بیوی کو آپ کے پاس پہونچا دیا اکثر علماء تاریخ اپنی اپنی تصنیفات میں یہ بھی شہادت دیتے ہیں کہ موسیٰؑ کے مصر پہنچنے سے پہلے ہارونؑ پر وحی نازل ہو چکی تھی اور انہیں حکم مل گیا تھا

کہ موسیٰؑ مصر کی طرف آرہے ہیں اور تم ان کے ہمراہ فرعون کے پاس ادائے رسالت کو جانا چنانچہ ہارونؑ مصر سے باہر موسیٰؑ کو ملے اور جب موسیٰؑ نے کہا کہ ہم کو خدا نے فرعون کی طرف رسول کر کے بھیجا ہے۔ تم ہمارے ساتھ چلو تو ہارونؑ نے اس قول کی تصدیق کی اور اس حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوئے اور رات ہی کو فرعون کے دروازہ پر جا کر دستک دی تھی۔ واللہ اعلم۔

موسیٰؑ کو اسی برس کی عمر میں اور ہارون کو تراسی برس کی عمر میں نبوت مرحمت ہوئی تھی پہلے ان دونوں بزرگوں نے بنی اسرائیل پر اپنی رسالت و نبوت کو ظاہر کیا جب وہ لوگ ایمان لے آئے اور آپ کے پیرو ہوئے تو فرعون کے پاس گئے۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ دو برس تک یہ دونوں بھائی فرعون کے مکان پر آتے جاتے رہے مگر اندر داخل نہ ہونے پاتے تھے اتفاق وقت سے ایک روز فرعون کے دربار میں ایک مسخرہ بیٹھا ہوا تھا وہ اثناء کلام میں جب کہ فرعون اپنی بڑائی کا اظہار کر رہا تھا بول اٹھا کہ یہ عجیب بات ہے کہ تم خدائی کا دعویٰ کرتے ہو حالانکہ تم کو اس کی خبر بھی نہیں کہ تمہارے دروازے پر ایک مدت سے ایک شخص آیا ہوا ہے جو اپنے کو خدا کا رسول کہتا ہے فرعون یہ سن کر سخت برہم ہوا اور اس نے ان کو دربار میں بلوایا جس وقت یہ دونوں بھائی دربار میں پہنچے مسخرے نے دیکھ کر کہا اے لو! ایں گل دیگر شگفت، میں تو ایک ہی شخص سمجھا تھا یہ تو دو نکلے۔

الغرض موسیٰؑ و ہارونؑ نے فرعون کے پاس پہنچ کر کہا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (ہم پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں یہ پیام ہے کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے) فرعون نے موسیٰؑ کو زبان کی لکنت سے پہچان لیا۔ اور بنظر حقارت سوالیہ لہجہ میں بولا اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا (کیا تیری "لڑکپن" سے ہمارے یہاں پرورش نہیں ہوئی؟) وَلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ (اور کیا تو چند سال ہمارے یہاں نہیں رہا ہے؟) وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (اور کیا تو نے وہ کام جو کیا تو نے اور اب اس کے انکار کرنے والوں سے ہے؟) موسیٰؑ نے جواب دیا فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ (ہاں میں نے اس وقت وہ کام کیا تھا اور میں ناواقفوں میں سے تھا) فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (لیکن تمہارے خوف سے میں بھاگ گیا تھا پس دی میرے رب نے مجھ کو سمجھ اور کیا مجھ کو

پیغمبروں میں سے) فرعون کو یہ سن کر تعجب ہوا کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھ رہا تھا۔ اسی وجہ سے اس نے پھر استفسار کیا "وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" (رب العالمین کی ماہیت کیا ہے؟) موسیٰؑ نے فرمایا "رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ" (وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو چیز کہ ان کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو) فرعون کو اس کلام سے اور زیادہ تعجب ہوا اس نے اپنے ہم نشینوں سے مخاطب ہو کر کہا "اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ" (کیا نہیں سنتے تم) موسیٰؑ نے ان کے اس استعجاب کے رفع کرنے کی غرض سے یا یہ کہ فرعون کے مصاحبین کے اس استفسار کے جواب میں کہ "اے موسیٰؑ جس کی طرف ہم کو تم بلاتے ہو وہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا "رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ" (خدا تمہارا ہے اور تمہارے اگلے باپوں کا خدا ہے) فرعون نے اپنے جلیسوں سے کہا "اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ" (بے شک یہ پیغمبر تمہارا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے دیوانہ ہے) موسیٰؑ ان کی ناسمجھی سے جھلا کر پھر بولے "رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ" (پروردگار مشرق اور مغرب کا ہے اور اس چیز کا ہے جو ان کے درمیان میں ہے اگر تم کچھ سمجھتے ہو)

فرعون کو یہ سن کر غصہ آگیا اور اس نے طیش سے کہا "لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ" (اگر میرے سوا کسی اور کو خدا بنائے گا تو بیشک میں تجھ کو قید کر دوں گا) موسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے اس دعوےٰ کی شہادت میں کوئی ظاہر اور روشن معجزہ پیش کروں؟ فرعون نے کہا "فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ" (اگر تجھ کو سچائی کا دعوےٰ ہے تو اس کو دکھلا) موسیٰؑ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا فوراً[1] اسی گز کا اژدہا بن گیا اور اپنے ہاتھ کو بغل میں کھینچ لیا معاً ید بیضا ظاہر ہو گیا۔

اس کے بعد فرعون کے کہنے سے موسیٰؑ نے اژدہے کو پکڑ لیا وہ پھر عصا ہو گیا اور ہاتھ کو بغل کی طرف لے گئے وہ بھی اصلی حالت پر آگیا چونکہ موسیٰؑ کے مزاج میں زیادہ سختی تھی اس خیال سے کہ جناب باری نے موسیٰؑ کی طرف یہ وحی نازل فرمائی کہ فرعون سے سختی و درشتی سے باتیں نہ کرو بلکہ نرمی سے ہمکلام ہو شاید اس پر ہمارا کچھ خوف غالب ہو اور وہ راہ راست پر آجائے۔ موسیٰؑ و ہارونؑ فرعون کے پاس پھر گئے اور اس کو سمجھانے لگے۔ "اگر تو یہ چاہے گا کہ تیرے شباب کا عہد لوٹ آئے تو

---

[1] بعض مورخین نے تحریر کیا ہے کہ اس اژدھے کا منہ اس قدر بڑا تھا کہ ایک کلا اس کا زمین پر تھا اور دوسرا کلا فرعون کے کنگرہ محل پر۔ فرعون پس اژدھے کو دیکھنے سے ایسا خوف غالب ہوا کہ اس کا پاخانہ خطا ہو گیا تقریباً بیس روز تک اس کو دست آیا کئے۔

میں تجھ کو از سر نو جوان کر دوں گا اور اگر تیری یہ خواہش ہے کہ ہمیشہ تو بادشاہت کرتا ہے تو میں خدا سے دعا کروں گا تجھ سے تیری بادشاہت کبھی نہ چھینی جائے گی اور جب تو اس دنیا سے دار البقا کی طرف جائے گا تو نہایت وسیع اور عمدہ جنت پائے گا لیکن ان سب کے ساتھ شرط یہ ہے کہ تو خدائے برحق و یکتا پر ایمان لا اور میرے رسول ہونے کی شہادت دے "

فرعون یہ باتیں سُن کر کچھ راضی سا ہو گیا اور اس نے اپنے وزیر ہامان کو بلا بھیجا ہامان اس سے بھی زیادہ کفر و زندقہ میں بڑھا ہوا تھا اس نے آتے ہی یہ باتیں سُن کر کہہ دیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج تک تو تو خدائی کر رہا تھا۔ لوگ تیری پرستش کرتے تھے اور آج تو موسیٰؑ کے کہنے سے اس کے خیالی خدا کی عبادت کرے گا بندگی کر کے بندوں میں شامل ہو گا" فرعون اس گفتگو کو سُن کر اپنے خیال پر نادم ہوا۔ ہامان نے خضاب ایجاد کر کے فرعون کے بال سیاہ کر دیئے اور اس طرح سے اس کی خواہش جوانی پوری کر دی۔

فرعون پہلا شخص ہے کہ جس نے اپنے بالوں کو سیاہ وسمہ سے رنگا۔ فرعون کو ہامان کی باتوں سے اطمینان ہو گیا مگر ساتھ ہی اسے یہ خیال گذرا کہ کہیں میرے مصاحبین موسیٰؑ کی پٹی میں نہ آجائیں اس وجہ سے اس نے اپنے جلیسوں کو خطاب کر کے کہا اِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيْمٌ (بے شک یہ دانا جادوگر ہے) يُرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ (یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے دین سے بزور اپنے جادو کے نکال دے پس کیا کہتے ... درباریوں نے یہ رائے دی اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِى الْمَدَآئِنِ حَاشِرِيْنَ (اس کو اس کے بھائی کو لیت و لعل میں ڈال دے اور جادوگروں کے شہروں میں آدمیوں کو بھیج دے) يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ (تیرے پاس لائیں وہ ہر دانا جادوگر کو) فرعون نے درباریوں کی یہ رائے پسند کی اور ایک معینہ و مقررہ مدت میں ستر یا بہتر بالتحقیق و بروایت دیگر پندرہ ہزار یا بیس ہزار ساحروں کو جمع کر کے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بلوایا۔ موسیٰؑ نے ساحروں سے کہا "حیف ہے تم لوگ خدا کا کچھ خوف نہیں کرتے اور یہ مصنوعی تماشا لے کر آئے ہو"

ساحروں نے موسیٰؑ کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھ کر آپ کی باتوں کا جواب تک نہ دیا۔ اور فرعون سے کہنے لگے اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِيْنَ (ہم کو کیا اُجرت ملے گی اگر ہم ان پر غالب آگئے) فرعون نے کہا نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (ہاں بیشک تم اس وقت میرے

میں سے ہو گے یعنی میں تم کو اپنی مصاحبت کی عزت دوں گا) ساحر یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور تیاریاں کرنے لگے۔ موسیٰؑ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جو کچھ کرتب دکھانے والے ہو دکھاؤ۔ ساحروں نے بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُوْنَ (فرعون کے اقبال سے بیشک ہم ہی غالب ہوں گے) کہہ کر اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر ڈال دیں جو عام آدمیوں کی نظروں میں سانپ اور اژدہے نظر آنے لگیں۔ موسیٰؑ نے بھی بہ الہام باری تعالیٰ اپنا عصا زمین پر ڈال دیا۔ وہ ان سب سے اتنا بڑا اژدہا بن گیا کہ ان سب کو نگل گیا۔ اس کے بعد موسیٰؑ نے اُسے اپنے مبارک ہاتھ میں لے لیا وہ پھر عصا ہو گیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ فرعون کے ساحروں کا استاد ایک اندھا ساحر تھا اس سے اس کے ہمراہیوں نے یہ ماجرا بیان کیا اس نے بے ساختہ یہ کہہ دیا کہ یہ سحر نہیں ہے اور بے اختیار سجدہ میں گر پڑا اس کے شاگردوں نے بھی اس کی اتباع کی اور سب یک زبان ہو کر کہنے لگے "اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ (ایمان لائے ہم پروردگار عالموں پہ جو پروردگار موسیٰؑ اور ہارون کا ہے) فرعون یہ واقعہ دیکھ کر جھلا اٹھا اور غصہ سے کہنے لگا "تم لوگ میری اجازت کے بغیر اس پر ایمان لائے وہ تمہارا بڑا استاد ہے اسی نے تم کو جادو سکھلایا ہے تم اپنی اس خودرائی کا ذائقہ چکھو گے میں پہلے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا اس کے بعد تم سب کو سولی دونگا" ساحروں نے کہا کہ ہم کو اس کی پروا نہیں ہے۔ تیری اس دھمکی سے ہم اپنے اللہ سے نہ پھریں گے ہمیں اُمید ہے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے گا اس وجہ سے کہ ہم سابق الایمان ہیں"۔ فرعون کو ان کی باتوں سے اور زیادہ غصہ آیا اور اس نے دوسرے وقت ان بیچاروں کو سولی دے دی۔

یہ خدا کی شان کبریائی تھی کہ اول وقت تو وہ کافر تھے اور موسیٰؑ سے مقابلہ کرنے آئے تھے فرعون سے انعام واکرام کے خواستگار ہوئے تھے اور دوسرے وقت شہداء میں داخل ہو گئے اور کوئی عمل کئے بغیر سیدھے جنت میں چلے گئے۔

عام مورخین کا یہ خیال ہے کہ خرقیل بھی اسی دن انہیں ساحروں کے ساتھ قتل کیا گیا تھا اس نے ان کو اعلانیہ ایمان لاتے ہوئے دیکھ کر ایمان ظاہر کر دیا تھا اور بعضے یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس واقعہ سے پہلے اپنا ایمان ظاہر کر چکا تھا مگر سولی اس کو ان کے ساتھ دی گئی۔ خرقیل

کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل سے تھا اور کوئی اس کو فرعون کی قوم سے بتاتا ہے اور کوئی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ نجار تھا۔ اسی نے تابوت بنایا تھا جس میں جناب موسیٰ بند کر کے نیل میں ڈالے گئے تھے۔

اس کے بعد ایک دوسرا واقعہ جگر گداز یہ ہوا کہ پہلے ماشطہ نامی ایک عورت کو اس کے لڑکے کے ساتھ فرعون نے تنور میں ڈال دیا اس وجہ سے کہ اس نے بھی اپنا ایمان ظاہر کر دیا تھا اس کے بعد اپنی بی بی آسیہ پر بھی اس قدر تشدد کیا کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ انہوں نے حالت تشدد میں جناب باری میں عرض کیا۔ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (اے پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اس کے کاموں سے نجات دے اور نجات دے مجھ کو قوم ظالمین سے) اللہ جل شانہٗ نے ان کی یہ دعا قبول فرما لی اور ان کی آنکھوں سے پردہ اُٹھا دیا۔ بی بی آسیہ جنت کو دیکھ کر مسکرائیں فرعون نے کہا یہ ماجرا دیکھو کہ اس پر عذاب کیا جاتا ہے اور یہ ہنس رہی ہے آسیہ نے کچھ جواب نہ دیا اور صبر و شکر کرتی ہوئیں اسی عذاب و تشدد کی حالت میں انتقال کر گئیں۔

ان واقعات کے بعد عام طور سے آدمیوں پر فرعون کا رعب غالب ہو گیا مگر تاہم حقانیت کی وجہ سے موسیٰ کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے فرعون نے عام لوگوں کا خیال منتشر کرنے کی غرض سے اپنے وزیر ہامان سے کہا "مجھ کو یہ گمان پیدا ہو رہا ہے کہ موسیٰ (عیاذاً باللہ) جھوٹا ہے تم میرے لئے ایک بلند اور اونچا محل بناؤ تاکہ اس پر چڑھ کے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں۔" ہامان نے سات برس کے عرصہ میں پکی اینٹوں اور چونے سے ایک بلند مکان بنوایا فرعون کو اس پر چڑھنے کی نوبت تک نہ آئی اللہ جل شانہٗ کے حکم سے اس کی دیواریں شق ہو گئیں اور وہ مکان گر پڑا فرعون کو اس سے اور زیادہ غصہ آیا اور وہ بنی اسرائیل کو زیادہ ستانے لگا۔ بنی اسرائیل موسیٰ کے پاس آتے اور اس کے ظلم کی شکایتیں کرتے تھے اور جناب موسیٰ یہی فرماتے تھے۔ اِسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ (اللہ سے مدد مانگو اور برداشت کرو بے شک آخرت کی بھلائی پرہیز گاروں کے لئے ہے)

حضرت موسیٰؑ کو ہجرت کا حکم ان واقعات کے بعد فرعون نے موسیٰؑ کو جھٹلانے اور بنی اسرائیل کی تکلیف دہی میں زیادہ توجہ کی۔ کوئی دقیقہ ان کو ستانے کا نہ چھوڑا۔ بحکم باری عز اسمہٗ فرعون اور اس کی قوم کو دس مشکلات یکے بعد دیگرے پیش آئیں جو ہر ایک موسیٰؑ کی دعا سے رفع ہوتی گئیں۔ یہاں تک کہ موسیٰؑ کو مع بنی اسرائیل کے مصر سے ہجرت کا حکم ہوا۔

بنی اسرائیل کو ہدایات توریت میں لکھا ہے کہ روانگی کے وقت بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہر خانہ ان والے بکرے یا دنبے کی قربانی کریں اگر کسی میں اس کی طاقت نہ ہو تو اپنے ہمسایہ کے ساتھ شریک ہو جائیں اطراف (ہاتھ پاؤں) اور سر کے سوا اور باقی گوشت کھائیں یعنی ان کی ہڈی نہ توڑیں علامت کی غرض سے چلتے وقت اس کا خون دروازوں پر لگا دیں۔ گھر کے باہر کوئی چیز نہ چھوڑیں۔ روانگی کے روز اور اس کے بعد سات دن تک نان فطیر کھائیں اور فصل ربیع کے چودھویں روز مصر سے ارض مقدسہ کی طرف رات کے وقت لاٹھیاں ہاتھوں میں لیتے ہوئے بوڑھے جوان لڑکے حسب

لہ علامہ ابن اثیر نے اس میں سے چھ کا ذکر کیا ہے اول طوفان آیا مدتوں متواتر پانی برستا رہا۔ تمام چیزیں پانی میں غرق ہو گئیں جب فرعونی زیادہ پریشان ہوئے تو موسیٰؑ کے پاس گئے اور کہا کہ اگر یہ عذاب ہم سے اُٹھا لیا جائیگا تو ہم ایمان لائیں گے۔ موسیٰؑ نے دعا کی اور وہ عذاب جاتا رہا مگر یہ ایمان نہ لائے دوسرے ٹڈیاں آئیں اس وقت بھی فرعونی یہی چال چلے تیسرے جنگلی چوہے اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ تمام کھیتوں اور غلے کے انباروں کو برباد کر دیا۔ موسیٰؑ سے پھر التجا کی گئی اور یہ عذاب ان کے سروں سے جاتا رہا اور وہ ایمان نہ لائے (چوتھے) مینڈکوں کا عذاب آیا یہ اس کثرت سے نمایاں ہوئے کہ فرعونیوں کے تمام برتن اور مکان ان سے بھر گئے موسیٰؑ سے پھر عرض کرنے گئے اور یہ عذاب دفع ہو گیا۔ مگر وہ اپنے کفر پر بدستور قائم رہے (پانچویں) ان پر یہ عذاب نازل ہوا کہ فرعونیوں کا پانی خون ہو گیا۔ ایک ہی گھڑے سے فرعونی اور بنی اسرائیلی پانی پیتے تھے۔ بنی اسرائیلی پانی پیتے تھے اور فرعونی خون پیتے تھے یہ عذاب سات دن رہا آٹھویں دن موسیٰؑ کی دعا سے اس سے بھی نجات ملی لیکن کافر کے کافر ہی رہے (چھٹے) ان واقعات کے بعد گھوڑے اور جواہرات اور غلہ کے علاوہ تمام چیزیں مسخ ہو گئیں جب اس مرتبہ بھی فرعونیوں نے موسیٰؑ کو دھوکا دیا تو آپ کو شاق گزرا تو حکم ہجرت نازل ہوا۔

علامہ طبری نے ان چھ کا ذکر کر کے عصا اور ید بیضا اور قحط کا ذکر کیا ہے اس حساب سے نو ہوئے بایں ہمہ دسویں عذاب کا پتہ نہ چلا۔

ترتیب نکلیں اور جو کچھ رات کے کھانے سے بچ جائے اسے جلا دیں۔

عید الفصح [1]

یہ دن اُن کے اور ان کی آئندہ نسلوں کے لئے عید کا مقرر کیا گیا اسی کو وہ لوگ عید الفصح کہتے ہیں توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ اسی شب میں بنی اسرائیل نے غصہ دلانے کی غرض سے قبطیوں کی دوشیزہ عورتوں کو قتل کر ڈالا اور ان کے مویشیوں کو اور چوپایوں کو ہلاک کر دیا۔

بنی اسرائیل کی ہجرت

بنی اسرائیل کو یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ قبطیوں سے قیمتی قیمتی زیورات ادھار لے لیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور شب کے وقت اپنے مال و اسباب اور مویشیوں کے ساتھ مصر سے نکلے اور بالہام یوسفؑ صدیق کا تابوت نکال کر ہمراہ لیا جیسا کہ انتقال کے وقت آپ نے وصیت کی تھی۔

فرعون کا تعاقب و غرقابی

بنی اسرائیل کی تعداد اس وقت چھ[2] لاکھ یا کچھ اس سے زیادہ بیان کی جاتی ہے دریا کے کنارے پہونچ گئے تھے کہ فرعون کو یہ خبر لگی فوراً مصر کے گرد و نواح کے شہروں سے کچھ فوجیں جمع کر لیں اور ان کے تعاقب میں روانہ ہوا جس وقت بنی اسرائیل دریائے نیل کے ساحل پر کوہ طور کے سامنے پہونچے فرعون بھی اپنا لشکر لئے ہوئے آپہونچا۔ موسیٰؑ نے بحکم خدا اپنا عصا دریا پہ مارا دریا پھٹ گیا اور صاف راستے ظاہر ہو گئے۔ موسیٰؑ بنی اسرائیل کیساتھ اس میں سے گذر گئے اور فرعون مع اپنے لشکر کے ان کے تعاقب میں آگے بڑھا نصف دریا تک پہونچا ہوگا کہ موج کے تھپیڑوں نے اسے اس کی فوج کے

---

[1] عید الفصح نصرانیوں کی عید کا نام ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اس کو عید الفطیر کہتے ہیں کذا قالہ العطار

[2] علامہ ابن اثیر بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تیس ہزار بیان کرتا ہے اور تحریر کرتا ہے کہ ہارونؑ مقدمہ میں تھے اور موسیٰؑ ساقہ کے ہمراہ تھے مورخ طبری کہتا ہے کہ وقت خروج موسیٰؑ کے ساتھ چھ لاکھ تیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ تھے۔ اس کے علاوہ بچے اور عورتیں تھیں جن کی تعداد کچھ ظاہر نہیں کی۔ نویں شب کو شنبہ کے دن مصر سے موسیٰؑ نکلے اور اس کی صبح کو فرعون کو ان کی روانگی کی اطلاع ہوئی۔

[3] مورخین اس واقعہ کو اس طرح پر روایت کرتے ہیں کہ جس وقت بنی اسرائیل دریا کے ساحل پر آپہنچے اور فرعون ان کے قریب آپہونچا تو بنی اسرائیل گھبرا گئے اور موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ مصر میں ہم جس حالت میں تھے اچھے تھے اب تم ہم کو مصر سے نکال لائے سامنے دریا ہے پیچھے دشمن نہ آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ (یعنی بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے اور وہ قریب ہے کہ میری ہدایت کرے گا) موسیٰؑ کی زبان سے یہ کلمات

(مسلسل)

ساتھ ہلاک کر دیا۔

بنی اسرائیل کا دامن کوہ طور میں قیام

بنی اسرائیل دریا عبور کرکے دامن کوہ طور میں مقیم ہوئے اور موسیٰؑ کے ساتھ تسبیح میں مصروف ہوئے وہ تسبیح یہ تھی نسبح الرب البھی الذی قھر الجنود وبند فرسانھا فی البحر المنیع المحمود اور مریم ہمشیرہ موسیٰؑ وہارونؑ بھی دف لئے ہوئے بنی اسرائیل کی عورتوں میں سبحان الرب القھار الذی قھر الخیول ورکبانھا القاھا فی البحر ترتیل سے پڑھ رہی تھیں۔

احکام عشرہ کا نزول

اس کے بعد موسیٰؑ کوہ طور پر مناجات کرنے کو گئے۔ اللہ جل وعلی ذکرہ نے آپ سے کلام کیا معجزات مرحمت فرمائے الواح نازل کیں بنی اسرائیل کا یہ خیال ہے کہ وہ دو وحیں تھیں جن میں کلمات عشرہ تھے (یعنی کلمۂ توحید[1]۔ محافظت[2] علی السبت ترک الاعمال فیہ (یعنی شنبہ کے دن کچھ کام نہ کرنا) والدین[3] کیساتھ نیکی کرنی۔ قتل[4]۔ زنا[5]۔ سرقہ[6]۔ جھوٹی[7] گواہی سے بچنا۔ اپنے پڑوسی کے گھر[8]۔ عورت[9]۔ اسباب[10] کی طرف بری نگاہوں سے نہ دیکھنا۔

احکام عشرہ کے نزول کے متعلق روایت

نزول الواح کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل جس وقت دریا کو عبور کرکے طور سینا کے قریب مقیم ہوئے اور موسیٰؑ طور پر چڑھ گئے اللہ جل شانہٗ سے باتیں کیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل اس انعام کا کہ فرعون سے ان کو نجات ملی ہے اس طور سے شکریہ ادا کریں کہ تین روز تک برابر غسل کریں کپڑے دھوئیں ، تیسرے روز

---

(۱) ختم نہ ہوئے تھے کہ دریا پر عصا مارنے کی وحی نازل ہوئی جناب موسیٰؑ نے دریا پر عصا مارا فوراً بارہ راستے ظاہر ہو گئے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے ان راہوں سے چلے کچھ دور چل کر ہر ایک سبط کہنے لگا کہ شاید ہمارے ساتھی ڈوب گئے جب تک ہم انہیں نہ دیکھیں گے ہم کو یقین نہ آئے گا۔ موسیٰؑ نے دعا فرمائی اسی وقت پانی کی جو دیواریں بن گئی تھیں ان میں روزن ہو گئے اور ہر ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے دریا عبور کر گئے فرعون نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنے لشکریوں سے کہا...
"دیکھو دریا نے مجھے راستہ دیدیا۔ لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہمارا دشمن تو نکل گیا اور تم باقی رہ گئے چلو آگے بڑھو" یہ کہہ کر اس نے اپنا گھوڑا آگے کیا جس وقت نصف دریا میں پہونچا دریا اپنے اصلی حالت پر آ گیا اور فرعون مع اپنے لشکریوں کے ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔ ڈوبتے وقت فرعون نے کہا امنت انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین۔ یعنی میں ایمان لایا اس پر کہ کوئی خدا کے سوائے اس کے نہیں ہے جس پر کہ بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں ؛ مگر اس وقت کا ایمان کچھ سودمند نہ ہوا۔

طور کے ارد گرد جمع ہوں بنی اسرائیل نے اس حکم کی تعمیل کی۔ طور پر دفعۃً ایک ابر محیط ہو گیا جس میں رعد و برق کی چمک اور تڑپ تھی۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر حیرت زدہ جہاں پر تھے وہیں کھڑے رہ گئے۔ اس کے بعد طور کو دھوئیں نے ڈھانپ لیا اس کے وسط میں ایک نور کا ستون تھا اس کے بعد ایک زلزلہ عظیم محسوس ہوا جس سے طور کا ہر پتھر کانپ اٹھا اور رعد کی تڑپ اور زیادہ سُنی جانے لگی۔ موسیٰ کو حکم دیا گیا کہ بنی اسرائیل وصایا اور احکام شرعیہ سُننے کے لئے قریب آئیں مگر بنی اسرائیل خوف کے مارے آگے نہ بڑھ سکے تب یہ حکم صادر ہوا۔ کہ ہارونؑ حاضر ہوں اور علماء بنی اسرائیل ان کے قریب کھڑے رہیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی اللہ جل شانہ نے ان پر الواح نازل فرمائیں۔ چالیس راتوں کے گذرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔

حضرت موسیٰؑ کی بے ہوشی اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا۔ آپ نے دیکھنے کی تمنا ظاہر کی، حکم ہوا "تم نہ دیکھ سکو گے البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی اصلی حالت پر رہ جائے تو شاید تم دیکھ سکو"۔ موسیٰ کا پہاڑ کی طرف نظر اٹھانا تھا کہ تجلی باری کی تاب نہ لا سکے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا اپنی اس جسارت کی معافی چاہی اس کے بعد اللہ جل شانہ نے ان کو توریت کے بہت سے حلت و حرمت کے احکام بتلائے۔

ل موسیٰؑ نے بوقت خروج مصر بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ تم کو کتاب اللہ دی جائے گی جس میں تمام احکام درج ہوں گے۔ بعد فرعون کی ہلاکت کے جب بنی اسرائیل طور سینا کے قریب آکر مقیم ہوئے موسیٰؑ سے کتاب اللہ طلب کی۔ موسیٰؑ نے اللہ جل شانہ سے عرض کیا اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ پہلے تیس روزے رکھو اور طہارت و صفائی سے رہو جب یہ مدت ختم ہو جائے گی تب تم کو کتاب مرحمت کی جائے گی۔ چنانچہ موسیٰؑ نے اول ذیقعدہ سے روزے رکھے۔ ماہ مذکور ختم ہونے کے بعد جس وقت طور پر جانے لگے روزے کی وجہ سے منہ کی بو پسند نہ آئی آپ نے بیریا کسی اور درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر مسواک کر لی۔ اللہ جل شانہ نے اسی وقت یہ وحی نازل فرمائی کہ "کیا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ مجھ کو روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی بو سے زیادہ پسند اور محبوب ہے؟ تم دس روز اور روزے رکھو اس کے بعد کتاب لینے اور ہم کلام ہونے کے لئے آؤ"۔ چنانچہ جناب موصوف نے پورے اول عشرہ ذوالحجہ کو روزے رکھے اور اسی دس دن میں بنی اسرائیل گوسالہ پرست ہو گئے یہ اس وجہ سے کہ موسیٰؑ کی مدت مقررہ تیس دن کی ختم ہو گئی تھی اور وہ واپس نہ آئے تھے۔

حضرت ہارون کی قائمقامی موسیٰؑ جس وقت کوہ طور پہ جانے لگے تھے اپنے بھائی ہارونؑ کو بنی اسرائیل میں قائمقام کر گئے تھے وہ انہیں ہر حکم کی بجاآوری اور ممنوع چیزوں سے احتراز کی تعلیم کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے ہارونؑ کے کہنے سے ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ روشن کی اور ان زیورات کو جو روانگی کے وقت مصر میں قبطیوں سے اُدھار لیے تھے آگ میں ڈال دیا اس وجہ سے کہ وہ زیورات ان پر حرام ہو چکے تھے۔

گئوسالہ کی پوجا سامریؔ[۱] اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے آیا اور اس پہ کوئی چیز[۲] ڈال دی جو اس کے پاس موجود تھی جس سے وہ عجل[۳] یعنی گئوسالہ بن گیا بنی اسرائیل نے اس کی پرستش شروع کر دی ہارونؑ اس خیال سے کہ بنی اسرائیل میں اختلاف نہ پیدا ہو جائے خاموش رہے[۴]۔

حضرت موسیٰؑ کی خفگی موسیٰؑ کوہ طور سے مناجات کر کے واپس ہوئے تو بنی اسرائیل کو گوسالہ پرست پایا۔ اور اس کی اطلاع جناب موصوف کو کوہ طور ہی پر دی گئی تھی آپ بہت برہم ہوئے اور لوحوں کو پھینک دیا۔ ہارونؑ کے بال پکڑ کر کھینچا۔ ہارونؑ نے معذرت کی یَا ابْنَ اُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ (یعنی اے میرے بھائی میری داڑھی اور میرے سر کے بال پکڑ کر نہ کھینچو میں یہ ڈرا کہ مبادا تم یہ نہ کہو کہ تو نے بنی اسرائیل کو مجھ سے جدا کر دیا اور میرے حکم کا

---

[۱] سامری کو بعضے باجرمیوں سے شمار کرتے ہیں اور بعض اسے بنی اسرائیل سے کہتے ہیں۔

[۲] وہ شے جس کو اثر رسول سے تعبیر کرتے ہیں جبرئیلؑ کے گھوڑے کی مٹی تھی سامری نے یہ مٹی اس دن اٹھالی تھی جب کہ بنی اسرائیل دریائے نیل عبور کر رہے تھے اور فرعون ان کے تعاقب میں تھا۔ جبرئیل حسب حکم باری تعالیٰ بنی اسرائیل کی مدد کو آئے تھے جس طرف یہ جاتے تھے خشک گھاس سبز ہو جاتی تھی سامری نے یہ دیکھ کر ایک مٹھی خاک جبرئیل کے گھوڑے کے قدم کی اٹھالی تھی۔

[۳] بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سامری نے ان زیورات سے تین دن میں گوسالہ بنایا تھا اور بنی اسرائیل سے اس نے کہا تھا ھٰذَاۤ اِلٰھُکُمْ وَاِلٰہُ مُوْسٰی (یہ تمہارا خدا ہے اور موسیٰؑ کا خدا ہے) اس وجہ سے بنی اسرائیل گمراہ ہو گئے تھے۔

[۴] ہارونؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم لوگ فتنہ میں پڑ گئے ہو تمہارا خدا رحمٰن ہے تم میری اطاعت کرو۔ چنانچہ بعضوں نے ان کی اطاعت کی اور اکثروں نے نافرمانی کی۔

انتظار نہ کیا) موسیٰؑ نے یہ سن کر ہارونؑ کے بال چھوڑ دیئے اور اس گوسالہ کو جلا کر دریا میں پھینک دیا۔[ل]

موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے نجات پانے کی خبر ان کے خسر شعیبؑ (یا بیثر) کو ہوئی تو وہ مدین سے معہ اپنی لڑکی صفورا زوجہ موسیٰؑ اور ان کے دونوں لڑکے جوشون۔ حانذ کو ہمراہ لے کر آئے۔ موسیٰؑ نہایت تعظیم و تکریم سے

ل گوسالہ کے جلانے کے بعد بنی اسرائیل خدا کی طرف رجوع ہوئے اور توبہ کے خواستگار ہوئے۔ اللہ جل شانہ نے ان کی توبہ قبول کرنے سے انکار کیا۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (یعنی اے قوم بے شک تم نے اپنے نفسوں پر اس گوسالہ کی پرستش سے ظلم کیا ہے پس اپنے خدا کی طرف رجوع کرو اور اپنے آپ کو قتل کرو) موسیٰؑ کے کہنے پر بنی اسرائیل اپنے آپ کو قتل کرنے لگے۔ موسیٰؑ اور ہارونؑ کھڑے ہوئے خدا سے استغفار کر رہے تھے جب ستر ہزار آدمی قتل ہو چکے تو خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور قتل کرنے سے منع کیا۔ موسیٰؑ نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا مگر باری تعالیٰ کے حکم سے باز رہے اور لعنت بھیج کر خاموش ہو رہے اس کے بعد موسیٰؑ اپنی قوم کے نیک اور افضل ترین آدمیوں میں سے ستر آدمیوں کو منتخب کر کے طور سینا کی طرف لے چلے اس غرض سے کہ وہاں ان کو لے جا کر گوسالہ پرستی سے توبہ کرائیں اور اللہ سے معافی کے خواستگار ہوں جب یہ لوگ طور سینا کے قریب پہونچے تو انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم خدا کا کلام سننا چاہتے ہیں جناب موسیٰؑ نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی اللہ جل شانہ نے ان کی یہ التجا قبول فرمائی اور قریب ہونے کی ہدایت فرمائی۔ موسیٰؑ تو اس ابر کے ٹکڑے میں چھپ گئے جو خاص طور پر نمایاں ہوا تھا اور یہ سب ابر کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑے۔ موسیٰؑ جب خدا سے ہم کلام ہو کر واپس ہوئے تو انہوں نے کہا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (یعنی ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ اللہ کو بظاہر نہ دیکھ لیں گے) خدا ان کی اس جسارت سے ـــــ ناراض ہوا اور ایک ایسی بجلی چمکی کہ جس سے سب مر گئے اور پھر موسیٰؑ کی دعا سے وہ سب یکے بعد دیگرے زندہ ہوئے بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ یہ واقعہ پہلے کا ہے بنی اسرائیل نے اس کے بعد بذریعہ خودکشی توبہ کی۔ واللہ اعلم۔

بہر کیف جب موسیٰؑ توریت لے کر بنی اسرائیل کے پاس آئے اور انہوں نے اس پر عمل کرنے سے انکار کیا۔ تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیلؑ فلسطین کے پہاڑ کا ایک ٹکڑا بقدر ایک میل مربع اٹھا لائے اور ان کے سر پر ایک قد آدم کے فاصلہ پر معلق کر دیا اور انہیں اپنے روبرو آگ دکھائی دی اور پیچھے سے دریا آ گیا۔ موسیٰؑ نے ان سے کہا خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا (یعنی جو چیز ہم تم کو دیتے ہیں اس کو زور سے پکڑ لو اور سنو) ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا اور تم اس دریا میں ڈبو دیئے جاؤ گے آگے بھاگ نہ سکو گے کیونکہ آگ تم کو جلا دے گی۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور مجبور ہو کر راضی ہو گئے اور سجدے میں گر پڑے مگر کنکھیوں سے پہاڑ کو دیکھتے جاتے تھے چنانچہ یہودیوں میں یہ رسم جاری (مسلسل)

پیش آئے بنی اسرائیل نے ان کی بہت عزت کی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل میں جب آپس کے جھگڑے بڑھتے نظر آئے تو بحکم الٰہی آپ نے ہر سو یا پچاس یا دس آدمیوں میں ایک ایک افسر مقرر کیا جو ان کے قضایا اور آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتا تھا اور خود اہم و دشوار و پیچیدہ معاملات کو فیصل کرتے تھے۔

قبہ عبادت و تابوت شہادت

اس کے بعد موسیٰؑ کو شمشاد یا سنوط کی لکڑی اور چوپایوں کی کھالوں اور بھیڑوں کی اون سے قبہ عبادت و وحی بنانے اور اسے حریر اور سونا اور چاندی سے منڈھنے کا حکم دیا گیا جیسا کہ اس کی تفصیلی کیفیت توریت میں مذکور ہے:۔

"توریت مقدس میں لکھا ہے کہ موسیٰؑ کو طور سے واپسی کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل سے کہیں کہ خدا کے لئے شمشاد یا سنوط (شیشم) کی لکڑی کا ایک صندوق بنائیں جس کا طول ڈھائی ہاتھ اور عرض و اونچائی ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ ہو اور اندر و باہر سے اس پر سونے کے پترے چڑھائے جائیں اور اس کے گرد طلائی کلس ہوں اور چار حلقے ڈھلے ہوئے سونے کے دو ایک طرف دو ایک طرف لگائے جائیں اور شمشاد ہی کے لکڑی کی دو چوبیں بنا کر ان پر بھی سونا منڈھا جائے اور وہ چوبیں صندوق اٹھانے کی غرض سے ان حلقوں میں ڈال دی جائیں۔ عہد نامہ اسی صندوق میں رکھا جائے (اسی صندوق کو تابوت شہادت کہتے تھے)

اور ایک قبہ سونے کا ڈھائی ہاتھ لمبا ڈیڑھ ہاتھ چوڑا بنایا جائے اور دو کروبیوں (فرشتوں) کی صورت بنا کر اس کے دونوں طرف لگا دی جائے) اس صورت سے کہ یہ دونوں کروبی رُو در رُو ہوں اور ان کے پروں سے وہ قبہ ڈھکا ہوا ہو اور یہ قبہ اس صندوق (تابوت شہادت) پر رکھا جائے قبہ کو کفارہ کا سرپوش کہتے تھے موسیٰؑ انہیں کروبیوں کے سامنے کھڑے ہو کر عرض معروض کرتے تھے۔

اور ایک میز اسی درخت کی لکڑی کی دو ہاتھ لمبی ایک ہاتھ چوڑی ڈیڑھ ہاتھ اونچی بنائی

(بقیہ حاشیہ) ہو گئی کہ سال بھر میں ایک مرتبہ ایک رُخ سے سجدہ کرتے ہیں اس کے بعد بات کو بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے چچا زاد بھائی کو قتل کر ڈالا۔ صبح کو قاتل کی تلاش ہونے لگی قاتل کا پتہ نہ ملتا تھا اللہ جل شانہ نے گائے کی قربانی کا حکم دیا بنی اسرائیل سوال پر سوال کرنے لگے اللہ تعالیٰ ان پر سخت قید لگاتا گیا یہاں تک کہ اس صفت کی گائے ایک ہی ملی اس قیمت پر کہ اس کی کھال بھر سونا دیا جائے مجبور ہو کر بنی اسرائیل نے اس گائے کو خرید کیا اور اس کو ذبح کر کے اس کی زبان یا کسی اور عضو سے مقتول کو مارا وہ حکم الٰہی سے زندہ ہو گیا اور وہ یہ بیان کر کے کہ مجھ کو فلاں شخص نے مارا ہے پھر مر گیا۔ (ابن اثیر)

جائے اور وہ سونے سے مڈھی جائے اور اس کے چاروں طرف طلائی کلس اور چار انگل اونچی کنگیاں (کٹہرے) لگائے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کے مقابل چار حلقے طلائی لگا کر ان میں چار چوبیں جو سونے سے مڈھی ہوں پہنا دی جائیں اور اس کے متعلق ظروف چمچے۔ سرپوش پیالے خالص سونے کے بنا کر اس پر رکھے جائیں اور اسی میز پر ہمیشہ نذر کی روٹیاں رکھی جائیں۔

اور ایک شمعدان طلائی تیار کیا جائے اور اس میں چھ شاخیں تین ایک طرف تین ایک طرف ہوں اور شاخوں میں بادامی صورت کے پیالے لگائے جائیں اور شمعدان میں خود چار پیالے ہوں اور اس کی گلگیر و لگن طلائی ہوں۔

اور ایک خیمہ دس باریک کتان کے آسمانی۔ قرمزی۔ سُرخ رنگ کے پردوں کا تیار کیا جائے اور اس میں کروبیوں کی صورتیں بنائی جائیں ہر پردہ کا طول اٹھائیس ہاتھ اور عرض چار ہاتھ کا ہو۔ پانچ پانچ پردے ایک دوسرے سے اس طرح جوڑے جائیں کہ ایک ایک طرف ان کے حاشیہ میں آسمانی رنگ کے پچاس تکمے ریشمی اور اسی کے مقابل دوسری طرف پچاس گھنڈیاں طلائی لگائی جائیں تاکہ ان کے ملانے سے خیمہ کی صورت بن جائے اور خیمہ کے بالائی حصہ (چھت) کے لئے گیارہ پردے بکریوں کے بالوں کے بنائیں جائیں جس کی لمبائی تیس ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ ہو پانچ پردے ایک میں اور چھ ایک میں ملا دیئے جائیں۔ چھٹا پردہ خیمہ کے منہ کی طرف ہے ان میں بھی پچاس تکمے اور پچاس گھنڈیاں لگائی جائیں مگر ان کی گھنڈیاں پیتل کی ہوں اور اس پورے خیمہ کے ڈھانکنے کے لئے سُرخ رنگ کی بکریوں کی کھالوں کا ایک بہت بڑا خیمہ بنایا جائے۔

اور شمشاد کے تختوں سے مسکن کے لئے بیس بیس تختے دس دس ہاتھ لمبے ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ چوڑے جن کے چالیس پائے نقرئی ہوں دکھن اور اُتر کی جانب اور جانب پچھم چھ تختے اور دونوں کونوں میں دو تختے جن کے نیچے سولہ پائے نقرئی لگے ہوں رکھے جائیں اور یہ سب تختے سونے سے مڈھے جائیں اور یہ مسکن اسی طور پر کھڑا کیا جائے جیسا کہ طور سینا پر دکھایا گیا ہے۔

اور ایک پردہ اور باریک کتان کا تیار کیا جائے جو آسمانی۔ قرمزی۔ ارغوانی رنگ کا ہو اور اس پر ملائکہ کی تصویریں بنی ہوں اور شمشاد کے چار ستونوں پر لٹکایا جائے جو سونے سے منڈھے ہوں اور ان ستونوں میں سونے کے حلقے ہوں تاکہ پردے کی گھنڈیاں ان میں پرو دی جائیں

اور اس کے پیچھے تابوت شہادت اور اس پر قبہ شہادت (یعنی کفارہ کا سرپوش) رکھا جائے اور میز پردہ کے باہر اور شمعدان میز کے روبرو مسکن کے دکھن کی جانب رکھا جائے۔

اور ایک قربان گاہ (مذبح) شمشاد ہی کی لکڑی کا بنایا جائے۔ جس کا طول وعرض پانچ پانچ ہاتھ اور بلندی تین ہاتھ ہو اور اس کے چاروں کونوں پر سینگ بنا کر پیتل سے مڈھی جائیں اور ایک آتش دان پیتل کا جالی دار بنایا جائے اور اس کی راکھ کے لئے پیتل کی پھاوڑیاں پیالے سیخیں۔ انگیٹھیاں بنائی جائیں اور جالی کے چاروں کونوں پر چار حلقے پیتل کے بنا کر قربانگاہ کے اندر لٹکایا جائے۔ اور قربان گاہ کے اٹھانے کے لئے شمشاد کی چوبیں پیتل سے منڈھی ہوئی تیار کی جائیں اور قربان گاہ کے آگے ایک صحن ہو جس کا طول سو ہاتھ اور عرض پچاس ہاتھ اور بلندی پانچ ہاتھ کی ہو یہ صحن باریک کتان کے پردوں سے بنایا جائے جس کے پائے اور سیخیں پیتل کی ہوں اور مسکن کے تمام برتن پیتل ہی کے ہوں اس کے بعد بنی اسرائیل کو حکم دے کہ وہ زیتون کا خالص تیل شمعدان کے روشن کرنے کے لئے لائیں اور تابوت شہادت کے پردہ کے باہر ہارونؑ اور ان کے بیٹے صبح وشام تک قربان گاہ کو آراستہ کریں یہی دستور العمل بنی اسرائیل میں نسلاً بعد نسلٍ جاری وقائم رہے۔ (مترجم)

قبۂ عبادت

یہ قبہ عبادت ووحی فصل ربیع کے اول دن نصب کیا گیا اور اس میں تابوت شہادت رکھا گیا۔ توریت میں لکھا ہے کہ قبہ عبادت گوسالہ پرستی سے قبل موجود تھا اور وہ کعبہ کی حیثیت رکھتا تھا اسی کی طرف اور اسی میں بنی اسرائیل نمازیں پڑھتے تھے اور اسی سے تقرب کرتے تھے قربان گاہ کی تمام خدمت حسب ہدایت باری تعالیٰ ہارونؑ کو سپرد کی گئی تھی جب موسیٰؑ اس میں داخل ہوتے تھے تو بنی اسرائیل اس کے اردگرد کھڑے ہوتے تھے اور ایک ابر کا ٹکڑا اس کے دروازے پر نمودار ہوتا تھا۔ بنی اسرائیل یہ دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑتے تھے اور اللہ جل شانہٗ اسی ابر کے ٹکڑے سے ہمکلام ہوتا تھا اور موسیٰؑ کروبیوں کے روبرو خاموش کھڑے رہتے تھے جب کوئی حکم الٰہی صادر ہوتا تھا اس سے بنی اسرائیل کو آگاہ کرتے تھے اور جب کبھی بنی اسرائیل میں کسی امر پر جھگڑا ہوتا تھا اور موسیٰؑ کو حکم بناتے تھے اور یہ اس کا فیصلہ نہ کر سکتے تو وہ اسی قبہ و قربان گاہ کی طرف آتے اور تابوت کے پاس کروبیوں کے روبرو خاموش کھڑے ہو جاتے اور مناجات کرتے تھے تب وحی نازل ہوتی اور مقدمات کا فیصلہ ہو جایا کرتا تھا۔

بنی اسرائیل کی روانگی شام

بنی اسرائیل شام سے نکل کر سینا کے میدان میں موسم گرما کے شروع میں آئے تھے اور تقریباً تین مہینہ تک مقیم رہے اس کے بعد حکم باری سے جبال شام اور بلاد بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے جس کے دینے کا باری تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ واسحاقؑ و یعقوب صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سے وعدہ کیا تھا۔ موسیٰؑ نے روانگی کے وقت بنی اسرائیل کو شمار کیا۔ بیس برس کی عمر سے اس سن تک کے آدمی جو مسلح ہو سکتے تھے چھ لاکھ یا کچھ اس سے زیادہ تھے۔ پھر جہاد کی غرض سے لشکر کو آراستہ کیا میمنہ اور میسرہ مرتب کر کے ہر سبط کے لئے مقام مقرر فرمایا اور تابوت شہادت اور مذبح کو قلب میں رکھا اور اس کی خدمت بنی لاوی کو سپرد کر کے انہیں جدال و قتال سے بری کر دیا اور بریہ فاران کی طرف بڑھے۔

بنی اسرائیل کی پریشانی

فاران کے قریب پہونچ کر بارہ اسباط سے بارہ[1] آدمیوں کو قوم جبارین کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا یہ لوگ جس وقت کنعانین اور عمالقہ کے شہروں میں پہنچے اُن کی عظمت[2] اور جلال دیکھ کر گھبرا گئے۔ ناامید وافسردہ دل ہو کر لوٹے اور بنی اسرائیل کو ان کی قوت اور سطوت سے آگاہ کیا مگر یوشع بن نون بن الیشا بن عمیہون بن بارص بن لعدان بن تاحس بن تالح بن الراشف ابن رافع

[1] بارہ اسباط سے بارہ اشخاص جن کو موسیٰؑ نے قوم جبارین کے ملک میں جاسوسی کے لئے بھیجا تھا ان کے اسماء بقید اسباط یہ تھے از بنی روبن۔ سمورع بن ذکور، از بنی شمعون صنعت بن حوری از بنی یہودا۔ کالب بن یوفنا۔ از بنی اسکار اجال بن یوسف؛ از بنی افرائیم یوشع بن نون۔ از بنی بنیامین فلطی بن رفو۔ از بنی زیلون جدی ایل بن سودی۔ از بنی منسی، جدی بن سوسی۔ از بنی دان۔ عمی ایل بن جملی۔ از بنی اشر۔ ستور بن میکائیل۔ از بنی نفتالی نحبی بن وفی۔ از بنی جاد۔ جیوایل بن ماکی۔

[2] علامہ ابن اثیر لکھتا ہے کہ کنعانیوں کے شہر میں جب یہ لوگ پہونچے تو سب سے پہلے عوج بن عنق سے ملاقات ہوئی یہ انہی میں سے تھا وہ ان سب کو بغل میں دبا کر اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور کہنے لگا تو دیکھتی ہے کہ یہ لوگ ہم سے لڑائی کے خیال سے آئے ہیں حالانکہ اگر میں چاہوں تو ان کو اپنے پاؤں سے روند ڈالوں" اس کی بیوی نے اسے اس فعل سے منع کیا اور یہ کہا کہ ان کو چھوڑ دے تاکہ یہ اپنی قوم میں جا کر یہ واقعہ بیان کریں۔ چنانچہ عوج بن عنق نے انہیں چھوڑ دیا اثناء راہ میں ان لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اگر یہ واقعہ بنی اسرائیل سے بیان کیا جائے گا تو وہ بددل ہو جائیں گے۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل سے یہ قصہ نہ بیان کیا جائے صرف موسیٰؑ و ہارونؑ سے کہا جائے مگر جس وقت یہ لوگ بنی اسرائیل میں پہونچے تو دس نے عہد کو توڑ ڈالا اور ہر خرد و بشر سے تمام واقعہ بیان کیا لیکن کالب اور یوشع اپنے عہد پر رہے صرف موسیٰؑ و ہارونؑ سے بیان کیا۔

بن بریعا بن افرائیم بن یوسف اور کالب بن یوفنا بن حصرون بن بارص بن یہودا بن یعقوبؑ نے صرف موسیٰؑ اور ہارونؑ سے ان کی خبریں بیان کیں۔ یہ دونوں وہی لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے انعام خاص سے سرفراز فرمایا تھا۔

بنی اسرائیل کا بیت المقدس جانے سے انکار

بنی اسرائیل۔ کنعانیوں اور عمالقہ کی سطوت کی کیفیت سُن کر ڈر گئے اور اُن سے مڈبھیڑ ہونے اور ارض مقدسہ کی طرف جانے سے انکار کر دیا[1] جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو دوسروں کے ہاتھوں ہلاک نہ کر دے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے ان کی اس نافرمانی پر سخت ناراضگی ظاہر کی اور ان لوگوں پر باستثناء کالبؑ و یوشعؑ ارض مقدسہ

---

[1] اس واقعہ کو جناب باری تعالیٰ کلام پاک میں یوں فرماتا ہے کہ جب موسیٰؑ نے کہا یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ (اے میری قوم داخل ہو زمین پاک میں جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے لکھا ہے اور نہ پھر جاؤ اپنی پیٹھ پھیر کر ورنہ تو لوٹو گے نقصان پذیر ہو کر) قَالُوْا یٰمُوْسٰی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ (ان لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اس میں قوم جبارین ہیں ہم اس میں ہرگز نہ داخل ہوں گے جب تک کہ وہ اس سے نہ نکلیں گے پس جب وہ اس میں سے نکل جائیں گے تو ضرور ہم اس میں داخل ہونگے) قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ (دو شخصوں نے یعنی (کالبؑ اور یوشعؑ) ان میں سے کہا جو اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ نے ان پر انعام کیا تھا کہ تم لوگ داخل ہو ان کے دروازوں میں اور جب کہ تم داخل ہو گئے تو بے شک تم ہی غالب ہو جاؤ گے) وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم ایمان والے ہو) قَالُوْا یٰمُوْسٰی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (ان لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس میں رہیں گے پس تو جا اور تیرا رب جائے اور دونوں لڑیں ہم یہیں بیٹھے ہیں) قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (موسیٰؑ نے کہا اے رب بیشک میں سوائے اپنی ذات اور بھائی کے کسی پر اختیار نہیں رکھتا ہوں پس جدائی ڈال دے ہم میں اور نافرمان قوم میں) اللہ تعالیٰ نے جناب موصوف کی یہ دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (بیشک وہ زمین مقدس ان پر چالیس برس کے لئے حرام کر دی گئی ہے وہ سرگرداں زمین میں پھریں گے پس تو نافرمان قوم پر افسوس نہ کر) (چھٹا پارہ سورہ مائدہ)

میں داخل ہونا حرام کر دیا۔

بنی اسرائیل پر عتاب الٰہی چنانچہ بنی اسرائیل چالیس برس تک سینا اور فاران کے میدان میں جبال شراۃ و سرزمین ساعیر و بلاد کرک و شوبک کے درمیان حیران و پریشان پھرتے رہے اور موسیٰ ان کے پیچھے پیچھے اللہ تعالیٰ سے اس کے الطاف و رحمت کے سوال کرتے رہے اور ان کی سختیوں کو خدا سے دعا کر کے دفع کرتے رہے۔ انہیں ایام میں بنی اسرائیل نے بھوک کی شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے منؔ (یہ سفید رنگ کے دانے دھنیئے کے دانوں کی طرح زمین پر منتشر ملتے تھے) نازل فرمایا بنی اسرائیل اس کو پیستے تھے اور اس کی روٹیاں پکا کر کھاتے تھے اس کے بعد ان گوشت کی خواہش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سلویٰ (یہ ایک قسم کے پرندے تھے جو دریا کی جانب سے آتے تھے) بھیجا مدتوں یہ منؔ کی روٹیاں اور سلویٰ کے کباب کھاتے رہے پھر بنی اسرائیل نے پانی طلب کیا موسیٰ کو پتھر پر عصا مارنے کا حکم ہوا جس سے بارہ چشمے نکلے۔

ان واقعات کے بعد قورح الصیہر بن قاہت (موسیٰ بن عمران بن قاہت کے چچازاد بھائی) نے موسیٰ کی مخالفت شروع کی اور ان کے خلاف شان و رتبہ کلمات نا ملائم کہنے لگا۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہو گیا اللہ جل شانہ کے حکم سے زمین پھٹ گئی اور تمام مخالفین موسیٰ اس میں دھنس گئے اس کے بعد بنی اسرائیل نے دشمنوں کی طرف بڑھنے کا قصد کیا موسیٰ نے انہیں روکا مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئے عمالقہ کے پہاڑوں پر چڑھ گئے فریقین میں لڑائی ہوئی انہوں نے ان کو قتل کیا، شکست دی۔ موسیٰ بنی اسرائیل کے لئے استغفار کرتے رہے۔

حضرت ہارون کی وفات پھر ملک ادوم سے ارض مقدسہ میں جانے کی اسی کے ملک سے ہو کر اجازت

۱؎ من و سلویٰ کے اُترنے سے پہلے بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تھی کیونکہ ان کے خیمے پھٹ گئے تھے اور دھوپ سے ان کو بچا نہ سکتے تھے۔ اللہ جل شانہ نے ان پر سایہ کرنے کے لئے ابر کا ایک ٹکڑا بھیج دیا جیسا کہ آیہ کریمہ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ (یعنی ہم نے تم پر ابر کا سایہ کر دیا) سے ظاہر ہوتا ہے۔

۲؎ قورح بن الصیہر کے ساتھ اس مخالفت میں داتن۔ ابیرام۔ اون بن فلت اور ڈھائی سو بنی اسرائیل کے نامی نامی سردار شریک تھے انہوں نے موسیٰ سے کہا کہ تم کس وجہ سے اپنے کو تمام بنی اسرائیل کے سرداروں سے افضل کہتے ہو نہ تم نے ہمیں انگور کے باغ اور سرسبز کھیت میراث میں دیئے اور نہ ہم کو وہاں لائے کہ جہاں شہد اور دودھ کا دریا بہتا ہو تم ہمیں اس زمین سے نکال لائے ہو جہاں دودھ اور شہد کے دریا بہتے تھے (یعنی مصر سے) تاکہ اس بیابان میں ہم سب کو ہلاک کر ڈالو اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اپنے کو افضل ہی کہتے ہو۔ (توریت)

طلب کی اس نے راستہ دینے سے انکار کیا اور ارض مقدسہ تک جانے دیا۔ اس کے بعد ہارونؑ کا ایک سو تیئس برس کی عمر میں یوم خروج مصر سے چالیسویں برس میں انتقال ہوا۔ بنی اسرائیل کو ان کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا کیونکہ ہارونؑ ان پر کمال عنایت کرتے تھے اور ان سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ہارونؑ کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے عیزار اُن کے قائم مقام[1] ہوئے۔

بنی اسرائیل کے معرکے

پھر بنی اسرائیل نے کنعانیوں کے بعض بادشاہوں سے جنگ کی اور انہیں شکست دی۔ ان کا مال و اسباب اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا لوٹ لیا اور سیحون بادشاہ عموریین (کنعان) سے اس کے ملک سے ہو کر ارضِ مقدسہ جانے کی اجازت طلب کی۔ سیحون نے اس سے انکار کیا اور اپنی قوم کو جمع کر کے بنی اسرائیل سے لڑا بنی اسرائیل نے اسے بھی شکست دی اور اس کے ملک پر حدود بنی عمون تک قبضہ کر لیا اور وہیں جا اُترے یہ شہر بنی مواب کے تھے ان پر کسی زمانہ میں سیحون قابض ہو گیا تھا اس کے بعد یہ لوگ کنعان کے ایک بااثر شخص عوج[2] بن عنق اور اس کی قوم سے لڑے اس کے بعد اور اس کی اولاد کو قتل کر ڈالا اور اس کے ممالک کے اُردن کے اطراف اریحا تک آپ وارث و مالک بن گئے۔ بادشاہ بنی مواب ان واقعات کو سُن کر بنی اسرائیل سے اس درجہ خائف ہوا کہ اس نے بنی مدین سے مدد طلب کی اور انہیں اپنا معین و حامی بنا کر بلعام بن[3] باعور سے دعا کا خواستگار ہوا۔ بلعام بن باعور ایک زاہد اور مستجاب الدعوات اور معبر احلام

---

[1] ہارونؑ کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل یہ رنگ لائے اور یہ کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ کو رشک کی وجہ سے مار ڈالا ہے۔ موسیٰؑ کو یہ سُن کر سخت رنج و غصہ پیدا ہوا آپ نے جناب باری سے التجا کی۔ خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ ہارونؑ کا تابوت زمین و آسمان کے درمیان دکھائی دیا۔ ہارونؑ بحکم خدا گویا ہوئے کہ مجھ کو موسیٰؑ نے نہیں مارا میں اپنی موت سے مرا ہوں تب کہیں بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کی جان چھوڑی اور ان کی تصدیق کی۔ (ابن اثیر)

[2] عوج بن عوق یا عنق اس قدر طویل القامت تھا کہ موسیٰؑ کا قد دس گز کا تھا اور اسی قدر ان کا عصا تھا اور اسی قدر آپ نے جست کیا تب کہیں عوج کی پنڈلیوں پر چوٹ آئی اور وہ گر پڑا اس کی عمر تین ہزار برس بتائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

[3] بلعام بن باعور حضرت لوطؑ کی اولاد سے تھا اس نے پہلے دن بنی اسرائیل پر بد دعا کرنے کے بارے میں استخارہ کیا۔ ممانعت آئی۔ دوسرے دن امراء بنی مواب کے کہنے سے استخارہ کیا کچھ جواب نہ آیا۔ اس نے بنی مواب کی التجا قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بنی مواب اس کی بی بی کے پاس گئے اور اس کو کچھ دیکر اس کے ذریعہ سے بلعام بن باعور کو مجبور کیا۔ یہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلا اس کا گدھا راستہ میں تین بار بیٹھ بیٹھ گیا مجبور ہو کر اس نے گدھا چھوڑ

(مسلسل)

(خوابوں کی تعبیر بیان کرنے والا) تھا بلاد بنی عمون و بنی موآب کے درمیان رہتا تھا جس وقت اس نے موآب کے بادشاہ کی خواہش پر دعا کرنے کا قصد کیا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام دعا کرنے سے منع کیا مگر بادشاہ بنی موآب کے اصرار سے مجبور ہو کر بادشاہ کے ساتھ بلند اور اونچے مقام پر چڑھ گیا۔ اس نے اس کو بنی اسرائیل کا لشکر گاہ دکھایا۔ اس نے ان کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بول اٹھا یہ لوگ موصل تک قابض ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ایک گروہ روم سے نکلے گا وہ ان پر غالب آئے گا بادشاہ کو بلعام کے ان کلمات پر غصہ آیا وہ اپنے شہر کو لوٹ کھڑا ہوا۔

بنی اسرائیل پر عذاب الٰہی

بنی اسرائیل موآب اور مدین کی لڑکیوں کیساتھ زنا کرنے لگے۔ اللہ جل شانہٗ نے ان پر اپنا غضب نازل فرمایا اور ان میں طاعون کی بیماری پیدا کر دی جس سے چوبیس ہزار بنی اسرائیل مر گئے۔ ایک روز فخاص بن عیزار بن ہارونؑ ایک بنی اسرائیل کے خیمہ میں گھس گئے وہ بنی مدین کی ایک عورت کو لیے ہوئے سو رہا تھا فخاص کو اس قدر غصہ آیا کہ برداشت نہ کر سکے اور ایک ایسا نیزہ مارا کہ دونوں چھد گئے اس کے بعد بنی اسرائیل سے قہر الٰہی اٹھ گیا اور طاعون دفع ہو گیا۔

بنی اسرائیل کی بنی مدین پر فوج کشی

اس کے بعد موسیٰؑ اور عیزار (عزیر) بن ہارونؑ کو بنی اسرائیل کے شمار کرنے کا حکم دیا گیا۔ چالیس سالہ مدت پوری ہو جانے اور بنی اسرائیل کے اس گروہ کے فنا ہونے کے بعد جس پر ارض مقدسہ میں داخل ہونا حرام کر دیا گیا تھا اور نیز بنی مدین پر جنہوں نے کہ بنی موآب کی مدد کی تھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ موسیٰؑ نے بارہ ہزار بنی اسرائیل کو فخاص بن عیزار کی ماتحتی میں بنی مدین کی طرف روانہ کیا۔ بنی مدین جی توڑ کر لڑے اور برابر بنی اسرائیل کے ہر حملے کا جواب دیتے رہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل فتح یاب ہوئے انہوں نے ان کے بادشاہ کو قتل کر ڈالا۔ ان کی

(گزشتہ سے پیوستہ) دیا اور پیادہ ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا لشکر گاہ دیکھنے کیلئے گیا جب بد دعا کرنے کا ارادہ کرتا تھا اس کی زبان میں لکنت آجاتی تھی دوبارہ ایسا ہی ہوا تیسری بار اس کی زبان سینہ تک لٹک آئی تب بلعام بن باعور نے کہا کہ مجھ سے دنیا اور آخرت دونوں گئیں اب سوائے مکر اور حیلہ کے کچھ نہیں ہے اس کے بعد اس نے بنی موآب کو یہ رائے دی کہ وہ اپنی عورتوں کو بنی اسرائیل میں خرید و فروخت کے لیے بھیج دیں اگر ان میں سے ایک نے بھی ان کے ساتھ زنا کر لیا تو کامیابی کی صورت نکل آئے گی۔ بلعام کی اس رائے کو بادشاہ بنی موآب نے پسند کر لیا اور اس پر عمل درآمد کیا اس وجہ سے بنی اسرائیل میں زنا پھیلا اور بلعام بن باعور مردود بارگاہ ایزدی ہوا۔ (ابن اثیر)

عورتوں کو گرفتار کرلیا۔ ان کے اموال کو باہم تقسیم کرلیا پھر بنی مدین۔ عموریین۔ بنی عمون۔ بنی مواب کے ممالک چھین لیئے اور انہیں تقسیم کرکے اُردن کے کنارے جا اُترے۔

حضرت موسیٰ کی وفات

اللہ جل شانہٗ نے فرمایا "میں نے تم کو اُردن سے فرات تک کا مالک کردیا جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد سے وعدہ کیا تھا" اور کسی مصلحت سے بنی اسرائیل کو عیصو کی لڑائی سے منع کردیا اور ان کی شریعت اور احکام اور وصایا کی تکمیل کرکے موسیٰؑ کو ایک سو بیس برس کی عمر میں اپنے جوار رحمت میں بلالیا اور یوشعؑ سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ ارض مقدسہ

موسیٰؑ کا حلیہ:— موسیٰ کے بال گھونگریالے طویل القامت، سریع الغضب تھے ان کی زبان کے کنارے پر ایک داغ تھا جس کی وجہ سے وہ لکنت کرتے تھے۔ قارون بن یصہر بن قاہث آپ ہی کے زمانہ میں بلکہ آپ کا چچازاد بھائی تھا یہ بہت بڑا دولت مند تھا اس کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے خزائن کی کنجیاں چالیس خچروں پر لادی جاتی تھیں۔ اس نے کثرت مال وخزانہ کی وجہ سے بغاوت اختیار کی۔ لوگوں نے اسے لاکھ سمجھایا مگر اس نے ایک نہ مانی۔ موسیٰؑ اس کے پاس گئے اور اسے زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی اور یہ فرمایا کہ ہر ہزار دیناروں سے ایک دینار اور علیٰ ہذا ہر ہزار چیز سے اس چیز کی ایک چیز زکوٰۃ نکالنی چاہیئے۔ قارون نے جب حساب کیا تو زکوٰۃ کا مال بے حساب ہوا اس کو مال کی محبت نے زکوٰۃ دینے سے روک دیا اور موسیٰؑ کو زنا کی تہمت لگانے پر آمادہ ہو کر ایک عورت کو تیار کرلیا۔ چنانچہ ایک روز جس وقت موسیٰؑ وعظ فرما رہے تھے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ مفتری پر دُرّے پڑیں گے۔ زانی پر سو دُرّے لگائے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہوگا تو سنگسار کیا جائے گا۔ قارون یہ سُن کر بول اُٹھا کہ اگر تم نے ایسا کیا ہو۔ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ میری بھی یہی سزا ہوگی۔ قارون نے یہ سنتے ہی ایک عورت کو بلا لایا جسے پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔ موسیٰؑ نے اس عورت سے کہا کہ میں تجھ کو قسم دلاتا ہوں اس کی جس نے توریت نازل کی ہے۔ کیا میں نے تیرے ساتھ وہی کام کیا ہے جو یہ سب کہہ رہے ہیں؟ اس عورت نے کہا نہیں! بلکہ انہوں نے مجھے اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا تھا موسیٰؑ کو سخت غصہ آیا اور آپ نے زمین سے فرمایا خذیھم (یعنی ان کو لے) زمین پھٹ گئی اور قارون دھنسنے لگا اور بار بار موسیٰؑ ارحمنی یا موسیٰؑ ارحمنی (اے موسیٰ مجھ پر رحم کر) کہتا رہا مگر موسیٰؑ نے اس کے کہنے پر خیال نہ کیا اور وہ سب کے سب زمین میں دھنس گئے۔

ان عجائبات میں سے جو موسیٰؑ کے عہد میں واقع ہوئے تھے اور ان کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں بیان فرمایا ہے۔ موسیٰؑ اور خضر علیہما السلام کی ملاقات تھی۔ مورخ ابن خلدون نے شاید شہرت کی وجہ سے اس کو ترک

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

جائیں اور وہیں قیام پذیر ہوں اور اس شریعت پر جو کہ ان پر فرض کی گئی ہے عمل کریں۔ موسیٰ تکفین کے بعد سرزمین موآب کی وادی میں دفن کر دیئے گئے ان کی قبر کو آج تک کوئی نہیں جانتا۔

بلعام بن باعور

طبری کہتا ہے کہ موسیٰ نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔ عہد افریدوں میں بیس برس اور زمانہ حکومت منوچہر میں ایک سو برس ہے اور بعد انتقال موسیٰؑ۔ یوشعؑ اریحا کی طرف بڑھے اور قوم جبارین کو شکست دی۔ بلعام بن باعور جباریوں کے ساتھ تھا اس نے یوشعؑ کے لئے بد دعا کی مگر

کر دیا ہے۔ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ جس موسیٰؑ کی خضرؑ سے ملاقات ہوئی تھی وہ یہ موسیٰؑ بن عمران نہ تھے بلکہ وہ منسا بن یوسفؑ کی اولاد سے تھے مگر عام طور سے علماء و فقہاء و مفسرین صحابہؓ اس کے خلاف بیان فرماتے ہیں اور صاف لفظوں میں لکھتے ہیں کہ موسیٰؑ بن عمران جن پر توریت نازل ہوئی تھی وہی خضرؑ سے ملے تھے۔

ان کا قصہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز موسیٰؑ بنی اسرائیل میں بیٹھے ہوئے وعظ کہہ رہے تھے۔ اثناء وعظ میں ایک شخص نے کہا کہ اے کلیم اللہ آپ روئے زمین میں سب سے زیادہ عالم ہیں؟ موسیٰؑ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے۔ خداتعالیٰ نے اسی وقت وحی نازل فرمائی "میرا ایک بندہ مجمع البحرین میں رہتا ہے وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے۔" موسیٰؑ کو یہ سن کر ان سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور حسب ہدایت باری یوشعؑ کو ہمراہ لے کر خضرؑ سے تعلیم کی غرض سے ملنے کے لیے گئے اور ان کے ہمراہ براہ دریا روانہ ہوئے۔ پہلا واقعہ یہ پیش آیا کہ خضرؑ نے کشتی سے اترتے کے وقت اس میں سوراخ کر دیا۔ موسیٰؑ نے جھٹ اعتراض کر دیا۔ خضرؑ نے کہا اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا (یعنی کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر کر سکے گا؟) موسیٰؑ نے کہا "مجھے معاف فرمایئے میں بھول گیا تھا اب ایسا نہ ہوگا۔ اس کے بعد تھوڑی دور چل کر چند لڑکے کھیلتے نظر آئے خضرؑ نے ان میں سے ایک کو مار ڈالا۔ موسیٰؑ نے پھر اعتراض کر دیا۔ خضرؑ نے پھر اس قول کی یاد دہانی کرائی اور موسیٰؑ نے عذر خواہی کی اور یہ کہا" اب اگر میں پھر آپ سے کوئی بات پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے سے جدا کر دیجئے گا اس کے بعد آگے بڑھے بھوکے پیاسے ایک گاؤں میں پہنچے گاؤں والوں نے طلب کرنے کے باوجود ان کو کھانا نہ دیا۔ گاؤں کے باہر نکلے تو سر راہ ایک ٹیڑھی دیوار نظر آئی۔ خضرؑ نے اس کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰؑ سے ضبط نہ ہو سکا پھر اعتراض کر دیا۔ خضرؑ نے حسب اقرار موسیٰؑ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ (یعنی اس وقت مجھ سے اور تجھ سے جدائی ہے) کہہ کر موسیٰؑ کو اپنی ہمراہی سے علیحدہ کر دیا اور علیحدگی کے وقت ان تینوں باتوں کا سبب یہ ظاہر کیا کہ کشتی کے توڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ غریب کی تھی وہ لوگ اس کے ذریعے سے معاش پیدا کرتے تھے اگر وہ درست رہتی تو بادشاہ ان کو جبراً لے لیتا کیونکہ وہ ہر کشتی کو ظلم و ستم سے گرفتار کر لیتا ہے۔ اور

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قبول نہ ہوئی اُلٹی قوم جبارین پر لوٹا دی گئی۔ سدی کہتا ہے کہ بلعام بن باعور بلقاء کا رہنے والا تھا وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ کنعانیوں نے اس سے دعا کی خواہش کی پہلے تو اس نے انکار کیا مگر جب کنعانیوں نے زیادہ اصرار کیا تو اس نے ان کی التجا قبول کر لی اور بنی اسرائیل کے لئے جبل حسان پر چڑھ کر دعا بد کی اللہ جل شانہ نے اس کی بددعا لوٹا دی توریت سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بلعام بن باعور زمانہ موسیٰ میں تھا اور انہی کے عہد میں مارا گیا۔

بنی اسرائیل کا شام پر قبضہ

سدی۔ اریحا کی فتح کی کیفیت اس طور سے تحریر کرتا ہے کہ یوشعؑ کی وفات کے بعد موسیٰ تابوت شہادت ہمراہ لئے ہوئے بنی اسرائیل کے ساتھ نہر اُردن عبور کر کے کنعانیوں کے مقابل ہوئے۔ لڑائی کے دن آفتاب غروب ہو گیا تھا۔ یوشعؑ کی دعا سے آفتاب ٹھہر گیا تھا۔ یہاں تک کہ کنعانیوں کو شکست ہوئی اس کے بعد وہ اریحا کا چھ مہینہ تک محاصرہ کئے رہے ساتویں مہینہ بنی اسرائیل نے ایسا ہلہ اور قوی حملہ کیا کہ شہر پناہ ٹوٹ گئی اور بنی اسرائیل شہر میں داخل ہو گئے اور اہل شہر کو گرفتار اور قتل کیا بعض محلات کو جلا دیا اور آپس میں کنعانیوں کے ممالک کو تقسیم کر لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

حضرت یوشعؑ کی شامی عمالقہ سے جنگ

کتب اخبار ین شہادت دے رہی ہیں کہ عمالقہ جو شام میں تھے جن سے یوشعؑ لڑے تھے اور ان کے سب سے پچھلے بادشاہ کو قتل کر ڈالا تھا اس کا نام سمیدع بن ہوبر بن مالک تھا۔ یوشعؑ اس سے اور بنی مدین سے انہیں کے ممالک میں لڑے تھے اسی واقعہ کی طرف عوف بن سعید الجرہمی اشارہ کرتا ہے:۔

الم تر ان العلقمی بن ہوبر بایلۃ امسی لحمہ قد تمزعا تزامت علیہ من یہود جحافل ثمانون الفا حاسرین ودارعا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ابن ہوبر علقمی کا مقام ایلہ میں اس کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا لشکر ہائے یہود نے اس پر حملہ کیا جن کی تعداد اسی ہزار تھی ان میں بعض بے زرہ کے تھے اور بعض زرہ پہنے تھے۔

(گزشتہ سے پیوستہ) لڑکے کے مارنے کی علت یہ تھی کہ اس کے ماں باپ مسلمان تھے اور یہ بت پرست اور بدمعاش ہوتا اس کے کفر سے ان کو صدمہ پہنچنے کا ہم کو خیال ہوا اس وجہ سے ہم نے مار ڈالا اور دیوار یہ بھی اس وجہ سے کر دی گئی کہ اس کے نیچے دو یتیموں کے خزانے تھے اور ان کے ماں باپ نیک کردار تھے۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ جوانی کے بعد اپنے خزینہ لے لیں۔ اس وجہ سے اس کو سیدھا کر دیا اس کے بعد خضرؑ، موسیٰ کی نظروں سے غائب ہو گئے اور موسیٰ مع یوشعؑ کے مصر واپس آئے۔

عمالقہ کا نسب

ان عمالقہ کے نسب میں جو کچھ علماء نسب کا اختلاف تھا اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور بلاشبہ یہ لوگ عملیق بن لاذ یا عمالق بن الیفاز بن عیصو ثانی کی نسل سے ہیں بنی اسرائیل اور علماء عرب کا یہی خیال ہے۔

باقی رہے اور گروہ جو شام میں ان دنوں موجود تھے ان میں اکثر بنی کنعان سے تھے جن کا تذکرہ اس سے پیشتر ہو چکا ہے اور ان کے شعوب ہم بیان کر چکے ہیں۔ بنی ارم عمون کی اولاد اور بنی موآب لوطؑ کی نسل سے ہیں اور تیسرے ان میں سے اہل یستعیر اور جبال شرات ہیں اور وہ بلاد کرک و شوبک و بلقا ہیں پھر بنی فلسطین بنی حام سے حکمران ہوتے ان کے بادشاہ کا نام جالوت تھا اور وہ کنعانیوں میں سے تھا۔ پھر بنی مدین اور عمالقہ ہوئے۔

چونکہ بنی اسرائیل کو سوائے کنعانیوں کے ممالک کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھنے کی اجازت نہ تھی لہٰذا انہیں کے ممالک پر انہوں نے قبضہ حاصل کیا اور اسی کو باہم تقسیم کیا اور اسی کی ان کو میراث ملی اور غیر کنعانیوں کے ملک میں ان کو سوائے معمولی تصرف کے اور کوئی بات حاصل نہ تھی۔

بنی اسرائیل کی حجاز پر فوج کشی

کتب اخباریین میں تحریر ہے کہ بنی اسرائیل نے ملک شام پر قبضہ کرنے کے بعد چند لوگوں کو حجاز پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا تھا ان دنوں وہاں عمالقہ کا ایک گروہ رہتا تھا جو جاسم کے نام سے مشہور تھا اور ان کے بادشاہ کا نام ارم بن ارقم تھا۔ بنی اسرائیل نے اس کو اور اس کی قوم کو زیر کیا اور بعد فتح یابی کے شام کی طرف واپس ہوئے لیکن شام کے بنی اسرائیل نے اس فاتح گروہ کو شام میں نہ داخل ہونے دیا اور مجبور کر کے حجاز اور یثرب (مدینہ) کے بلاد کی طرف جنہیں انہوں نے فتح کیا تھا لوٹا دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے شام سے واپس ہو کر فتح کی تکمیل کی اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ انہیں کی پچھلی نسلوں سے یہود خیبر و قریظہ و نضیر ہیں۔ لیکن بعض یہود اس واقعہ کا اعتراف نہیں کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ طالوت کے زمانہ حکومت میں گذرا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۱۳

امارت بنی اسرائیل

بنی اسرائیل کی سیاسی حالت

یوشعؑ کے انتقال اور تکمیل فتح کے بعد بنی اسرائیل نے شریعت کی پابندی چھوڑ دی اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے احتراز کرنے لگے اور دیگر قومیں جو سرزمین شام میں رہتی تھیں وہ ہر طرف سے بنی اسرائیل پر حملے کرنے لگیں۔ بنی اسرائیل کا ان دنوں یہ دستور ہو گیا تھا کہ وہ شوریٰ سے تمام کام کرتے تھے اور ایک شخص کو اپنی جماعت سے منتخب کر لیتے تھے اور اسی کی ماتحتی میں لڑتے بھی تھے۔ اور ان کو یہ اختیار ہوتا تھا کہ جب وہ چاہتے کسی دوسرے کو جسے وہ افضل سمجھتے اسے قائم مقام کر دیتے تھے۔ کبھی کبھی کوئی نبی بھی مبعوث ہو جاتا تھا جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے ان کے کاموں کو سرانجام دیتا تھا۔ اسی کیفیت اور حالت کے ساتھ بنی اسرائیل نے تین سو برس گذارے اور ان میں کوئی زبردست بادشاہ نہ ہوا اور اطراف و جوانب کے بادشاہ ان کو اپنے ہتھیاروں سے ڈراتے رہے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے اپنے نبی شمویلؑ سے التجا کی کہ ان میں ایک بادشاہ پیدا کیا جائے چنانچہ پہلے طالوت اور اس کے بعد داؤد ہوئے۔ اس کے بعد پھر ان کی سلطنت مضبوط ہو گئی اور ان کے دشمن ذلیل و خوار ہو گئے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اس زمانہ کو جو یوشعؑ اور طالوت کے درمیان گذرا ہے اس کو زمانہ حکام اور زمانہ شیوخ کہتے ہیں۔ ہم ان تمام حکام کو جو اس زمانے میں گذرے ہیں بالترتیب نہایت صحیح طور سے بیان کیا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ طبری اور مسعودی نے لکھا ہے اور اس سے صاحب حماۃ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اور ہروشیوش مورخ روم نے اپنی کتاب میں اور اس کے مترجمین علماء

قرطبہ اور قاسم ابن اصبغ نے تحریر کیا ہے۔

فتح اریحا

مورخین موصوفین باتفاق بیان کرتے ہیں کہ یوشعؑ اریحا کی فتح کے بعد ابلس کی طرف بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا وہیں یوسفؑ کے تابوت کو دفن کیا جسے جناب یوسفؑ صدیق کی وصیت کے مطابق مصر سے روانگی کے وقت اپنے ہمراہ لائے تھے۔ طبری کہتا ہے کہ یوشعؑ نے فتح اریحا کے بعد شہر عائی (یہ بھی ملوک کنعان کا تھا) پر چڑھائی کی تھی اس کے بادشاہ کو قتل کر کے شہر جلا دیا تھا اور خیفون بادشاہ عمان اور بارق بادشاہ یروشلیم یوشعؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور جزیہ دے کر صلح کر لی تھی۔

شاہان شام کی اطاعت

اطراف دمشق سے شاہ ارمن نے خیقون پر حملہ کیا اس نے یوشع سے امداد مانگی یوشعؑ نے اس کی امداد کی اور شاہ ارمن کا حوران تک تعاقب کیا اور اس کو گرفتار کر کے وہیں سولی دے دی اس کے بعد شام کے تقریباً اکتیس[۳۱] بادشاہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ اسی زمانہ میں انہوں نے قیساریہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ اور ملک کو بنی اسرائیل میں تقسیم کر دیا۔ جبل مقدس کالب بن یوقنا کو مرحمت کیا چنانچہ یہ بنی یہودا کے ساتھ شہر یروشلیم میں سکونت پذیر ہوئے اور قبہ عبادت جس میں تابوت شہادت تھا اور قربان گاہ اور میز اور شمعدان کو صخرہ پر بیت المقدس میں رکھا اور بنی افرائیم۔ کنعانیوں سے جزیہ لیتے تھے۔ اس کے بعد یوشعؑ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت یوشع کی وفات

سفر الحکام سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشعؑ نے اپنی حکومت کے اٹھائیسویں سال ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال کیا۔ طبری کہتا ہے کہ جناب موصوف نے ایک سو چھبیس[۱۲۶] برس کی عمر پائی۔ مگر اول روایت زیادہ قابل وثوق اور صحیح ہے۔ پھر طبری کا یہ بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں یوشعؑ نے بیس برس زمانہ منوچہر (چہر) میں اور سات سال عہد افراسیاب میں حکومت کی اور شاہ یمن شمر بن شمر بن الملوک حمیری، زمانہ موسیٰؑ و بنی ظفار میں تھا اس نے عمالقہ کو یمن سے نکال کر باہر کیا تھا۔

کالب بن یوقنا

یوشعؑ کے بعد کالب بن یوقنا بن حصرون بن بارص بن یہودا بنی اسرائیل کے مصلح اور مدبر اور فنحاص بن عیزر بن ہارون بنی اسرائیل کی نماز اور قربانگاہ کے متولی ہوئے طبری کہتا ہے کہ کالب کیساتھ حزقیل بن یودی بھی اصلاح و تدبیر کر رہے تھے۔

ان کو ولد العجوز (بڑھیا زادہ) بھی کہتے تھے اس وجہ سے کہ یہ بطن مادر سے ماں کے بوڑھی اور بانجھ ہونے کے بعد پیدا ہوئے تھے اور وہب ابن ملبنہ سے روایت کی گئی ہے کہ حزقیل نے کالب کے بعد بنی اسرائیل کی اصلاح کی تھی مگر اس کا ذکر سفر الحکام میں نہیں آیا ہے۔

فتح غزہ و عسقلان یوشع کے بعد بنی یہودا اور بنی شمعون جمع ہو کر کنعانیوں سے جنگ کرنے کے لئے گئے اور انہوں نے ان کو قتل کیا، ان کے شہروں کو لوٹ لیا، ان کے بادشاہ کو مار ڈالا، اس کے بعد غزہ اور عسقلان کو فتح کر کے تمام پہاڑیوں پر قبضہ حاصل کر لیا مگر غور سے نہ لڑے اور نہ اس کو مارا۔

کوشان شقنائم کا بنی اسرائیل پر تسلّط سبط بنیامین کے حصہ میں یونانیوں کے ممالک تھے وہ ان سے خراج لیتے تھے رفتہ رفتہ یہ ان میں مل جل گئے اور فرط اختلاط سے یونانیوں کے بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ اللہ جل شانہٗ نے ان پر بادشاہ جزیرہ کو مسلط کر دیا جس کا نام کوشان شقنائم (یعنی اظلم الظالمین) تھا۔ اس کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال بیان کئے جاتے ہیں بعض اس کو شاہ ارمن و جزیرہ و دمشق و حران و صیدا تحریر کرتے ہیں اور بعضے اس کو بحرین کا حاکم بتاتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ یہ ارم کی اولاد سے ہے اور طبری کہتا ہے کہ یہ لوطؑ کی نسل سے تھا۔ بہرکیف کالبؑ بن یوقنا کی وفات کے بعد بنی اسرائیل آٹھ برس تک کوشان شقنائم کے ماتحتی میں رہے۔

بنی اسرائیل کی کوشان سے جنگ پھر عثنیال بن قناز بن یوقنا برادرزادہ کالب بنی اسرائیل کے پیشوا اور ان کے کاموں کے مدبّر ہوئے اور وہ کوشان سے لڑے، اسے قتل کر کے بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے نکالا عثنیال کا تمام زمانہ حکومت لڑائیوں میں صرف ہوا کبھی تو وہ بنی موآب سے لڑتے تھے اور گاہے بنی عمون (اسباط لوط) سے صف آرا ہوتے تھے اور کبھی عمالیق پر فوج کشی کرتے تھے غرضکہ وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اپنی حکومت کے چالیسویں برس انتقال کیا۔

بنی موآب کی تاراجی اس کے بعد پھر بنی اسرائیل بت پرستی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادشاہ بنی موآب کو مسلط کر دیا (جس کا نام عغلون تھا) اٹھارہ برس

تک اس کی غلامی میں رہے۔ اللہ پاک کو ان کی مسکنت پر رحم آیا اور ایہوذ بن کارا کو سبط افرائیم سے یا بروایت ابن حزم سبط بنیامین سے بنی اسرائیل کا مصلح اور ان کے کاموں کا مدبر بنایا انہوں نے بنی اسرائیل کو بنی مو آب کی غلامی سے نکالا اور ان کے بادشاہ عغلون کے پاس ایک قاصد بنی اسرائیل کی طرف سے کچھ تحفے اور ہدیئے دے کر روانہ کیا قاصد نے تنہائی میں موقع پاکر عغلون کو ایک نیزہ مارا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا اور اس حیلہ سے عغلون کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا اس واقعہ کے بعد قاصد افرائیم کے پہاڑوں پر چلا آیا۔ بنی اسرائیل یہ سن کر ایک جا ہوئے اور بنی مو آب کے شاہی محل پر چڑھ آئے تقریباً دس ہزار حراس (نگہبانوں) کو قتل کر ڈالا اور بنی مو آب کے کاروبار کو زیر و زبر کر دیا۔ ایہوذ اپنی دولت و حکمرانی کے اسی برس بعد انتقال کر گیا۔

بنی اسرائیل پر یافین کا غلبہ

اس کی جگہ شمکار بن عنمات سبط کادسے بنی اسرائیل کا حاکم اور ان کے کاموں کا متولی ہوا اور ایک برس حکومت کرکے مر گیا بنی اسرائیل بدستور سرکشی و خود رائی پر جمے رہے اللہ جل وعلی ذکرہٗ نے ان کا غرور توڑنے کے لئے بادشاہ کنعان کو ان پر غالب کر دیا جس کا نام یافین تھا اس نے اپنے سپہ سالار سمیرا کو بنی اسرائیل کے زیر کرنے کے لئے بھیجا جس نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا اور بیس برس تک ان پر حکومت کرتا رہا۔

وافوادکاہنہ کا کارنامہ

تب دافورہ[1] کاہنہ جو سبط نفتالی یا بروایت دیگر سبط افرائیم سے تھی اور بنی اسرائیل کو لے کر کنعانیوں پر چڑھ آئی اور کنعانیوں کو سر میدان سخت شکست دے کر ان کے سپہ سالار سمیرا کو قتل کر ڈالا اور بنی اسرائیل کو غلامی کی ذلت سے نکال لیا چالیس برس تک اپنے شوہر بابرق بن ابی نوعم کی اعانت سے حکومت کرتی رہی۔

ہرد شیوش مورخ روم لکھتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں سب سے پہلا لاطینوں کا رومی بادشاہ انطاکیہ میں بنقش بن شطونش گزرا ہے جو قیاصرہ روم کا جد اعلیٰ ہے۔

---

[1] دافورہ باسوق یا بیدوق بن ابو نوعم کی بیوی تھی دافورا نے اپنے شوہر کو کنعانیوں سے لڑنے کی ترغیب دی تھی اس نے تنہا لڑنے سے انکار کر دیا تب دافورا نے بنی اسرائیل کو ایک جا کرکے اپنے شوہر کی معیت میں کنعانیوں پر حملہ کیا اور کامیاب ہوئی ۱۲

داؤر اپنی تولیت کے چالیسویں سال انتقال کر گئی اور بنی اسرائیل اس کے بعد پھر کفر و الحاد کے مرکز کی طرف لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے ان پر اس مرتبہ اہل مدین اور عمالقہ کو غالب کر دیا۔

کدعون بن یواش

طبری کہتا ہے کہ ابناء لوطؑ جو حجاز میں رہتے تھے وہ ان کو سات برس تک اپنا محکوم بنائے رہے اس کے بعد بنی اسرائیل نے سبط منسی بن یوسفؑ سے کدعون بن یواش کو منتخب کیا کدعون بن یواش جس وقت بنی اسرائیل کی اصلاح اور درستی میں مصروف ہوا اُس وقت مدین میں دو بادشاہ تھے ایک کا نام رابح اور دوسرے کا نام صلمناع تھا انہوں نے بنی اسرائیل پر اپنے سپہ سالاروں عوریف اور زدلیف کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ بنی اسرائیل کو پہلے ان کا مقابلہ کرنا بہت شاق اور دشوار معلوم ہوا مگر کدعون نے استقلال سے بنی اسرائیل اس کے ساتھ نکلے اور بنی مدین کے لشکر کو مار بھگایا۔ بے انتہا مال غنیمت لوٹ لیا۔ کدعون کے چالیس برس کے اندر اپنے تمام دشمنوں کو زیر کر دیا اور بہت بڑے استقلال اور خوش اعتقادی کے ساتھ توریت کے احکام کا پابند رہا اس کے ستر لڑکے تھے۔ اسی کے زمانہ حکومت میں شہر طرسوس اور بروایت جرجیس ابن عمید ملطیہ بھی آباد کیا گیا۔

ابو ملیخ بن کدعون

اس کے انتقال کے بعد ابو ملیخ ابن کدعون اس کا قائم مقام ہوا۔ اس کی (یعنی ابو ملیخ کی) ماں بنی شخام بن منسی بن یوسفؑ اہل نابلیس سے تھی اس نے اس کو مال و اسباب سے مدد پہونچائی اور بنی ابیب کو نیست و نابود کر دیا اس کے بعد بنی شخام سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں اور انہیں لڑائیوں میں جبکہ یہ کسی قلعہ کا محاصرہ کئے تھا شہر پناہ کی فصیل سے ایک عورت نے اس پر ایک پتھر مارا جس سے یہ سخت زخمی ہو گیا اور اپنے خاص مصاحب سے یہ کہا کہ مجھے راتوں رات یہاں سے لے چلو تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ اسے عورت نے مارا ہے چنانچہ یہ اسے وہاں سے لے کر روانہ ہوا اور اپنی حکومت کے تیسرے برس اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا اس کے بعد طولاع ابن فواسبط لبساخر سے اس کا قائم مقام ہوا۔

طولاع ابن فواسبط

طبری لکھتا ہے کہ یہ ابو ملیخ کا چچا زاد بھائی تھا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ (یعنی طولاع) اس کا ماموں زاد بھائی تھا کیونکہ یہ اور سبط سے ہے اور وہ دوسرے سبط سے اس نے تئیس برس تک بنی اسرائیل کی اصلاح کی ہر دشیوش مورخ

روم بیان کرتا ہے کہ اسی کے عہد حکومت میں شہر طرونیہ میں ملوک روم لاطنی سے برماشس بن بنقش تھا اور اُس نے تیس سال حکومت کی تھی اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

بنی اسرائیل کی گمراہی

الغرض اس کے مرنے کے بعد یائیر بن کلعاد سبط منسی بن یوسفؑ سے بنی اسرائیل کا حاکم ہوا یہ بائیس سال تک حکومت کی کرسی پر رہا اس کے بعد اس کے تمام لڑکے جو تیس کے قریب تھے بنی اسرائیل کے حاکم رہے یہ جب مرگیا تو بنی اسرائیل پھر گمراہ ہو گئے اور بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ اللہ جل شانہٗ نے ان پر بنی فلسطین اور بنی عمون کو غالب کر دیا یہ ان کو اٹھارہ برس تک اپنا غلام بنائے رہے یہاں تک کہ یفتاح سبط منسی سے بنی اسرائیل کا مصلح پیدا ہوا اور اُس نے بنی اسرائیل کو گمراہی سے پھیرا۔

یفتاح سبط منسی کی کارگذاری

اس نے بنی عمون سے کسی امر کی التجا کی جب انہوں نے اس کے دینے سے انکار کیا تو اس نے بنی اسرائیل کو لے کر بنو عمون پر حملہ کیا اور ان کے بائیس گاؤں چھین لئے حالانکہ وہ تین سو برس سے بادشاہی کر رہے تھے پھر سبط افرائیم نے بھی ان لڑائیوں میں کچھ حصہ لیا اور تمام بنی اسرائیل متفق ہو کر اپنے دشمنوں کو زیر کرنے لگے چھ برس تک اس نے بنی اسرائیل میں ایک مصلحانہ زندگی بسر کی۔ اسی کے زمانہ میں یونان میں بہت بڑا قحط پڑا جس میں لاکھوں آدمی مر گئے۔

الیصان سلمون بن نحشون

پھر جب یفتاح مرگیا تو بنی اسرائیل کی زمام تدبیر و اصلاح الیصان کے ہاتھوں میں رکھی گئی جو سبط یہودا سے تھا اور بیت لحم میں رہتا تھا۔ اس کو مورخین حضرت داؤد علیہ السلام کا دادا بتاتے ہیں۔ الیصان سلمون بن نحشون بن عمیناذاب بن رم بن حصرون بن جارص بن یہودا کا لڑکا تھا اور یہ حصرون اس کالب بن یوقنا کا دادا ہے جو یوشعؑ کے بعد بنی اسرائیل کا مصلح ہوا تھا اور نحشون بنی یہودا کا سردار تھا اسی زمانہ میں جب کہ بنی اسرائیل موسیٰؑ کے ساتھ مصر سے نکلے تھے اور نحشون کا انتقال انہیں میدانوں میں ہوا تھا... جہاں بنی اسرائیل حیران و سرگردان پھر رہے تھے۔ اس کا لڑکا سلمون، یوشعؑ کے ساتھ اریحا میں داخل ہوا اور بیت لحم میں بیت المقدس سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا تھا ہروشیوش مورخ روم کہتا ہے کہ الیصان ہی کے زمانہ میں سریانوں کا ملک جاتا رہا اور قوط اور نبط کے ساتھ

لڑائیاں ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم۔

بنی فلسطین کا بنی اسرائیل پر حملہ

ابصان نے بنی اسرائیل میں سات برس تک حکومت کی اس کے مرنے کے بعد سبط زبولون سے ایلون نامی ان کے امور دینی اور دنیاوی کا متولی ہوا اور دس برس تک ان کی اصلاح و تدبیر کرتا رہا جب یہ مر گیا تو عبدون بن ہلال افرائیم کی اولاد سے آٹھ برس تک حکومت کرتا رہا۔ ابن عمید روایت کرتا ہے کہ اس کا نام عکرون بن بلیان تھا اس کے چالیس لڑکے اور تیس پوتے تھے ہروشیوش کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں شہر طرونہ شاہان روم لاطینی کا دارالسلطنت ویران و خراب کیا گیا تھا۔ عبدون کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں پھر بے دینی پھیل گئی اور وہ بت پرستی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ان پر سخت ناراض ہوا اور اسی وجہ سے ان کی حکومت چھین لی اور انہیں بنی فلسطین کی رعایا بنا دیا۔

حضرت شمسون بن مانوح

بنی فلسطین چالیس برس تک ان کو اپنا محکوم بنائے رہے یہاں تک کہ دان کی اولاد سے شمسون بن مانوح نے انہیں چھڑایا شمسون کو شمسون القوی بھی اس کی قوت و توانائی کی وجہ سے کہتے ہیں اور بعضے اس کو شمسون الجبار بھی کہہ دیتے ہیں یہ بہت بڑے رعب و آداب کا آدمی تھا اس نے بنی اسرائیل میں حاکمانہ طرز سے دس بلکہ بیس برس تک زندگی بسر کی اس سے اور بنی فلسطین سے بے حد لڑائیاں ہوتی تھیں۔ اس نے ان کا علاقہ فتح کیا اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ ایک روز بنی فلسطین کے خانۂ خدا میں ان کے بتوں کو دیکھنے اور ان سے ہمکلام ہونے کو گیا اور ایک کھمبے پہ تکیہ لگا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اتفاق سے وہ کھمبا ٹوٹ گیا اور مکان گر پڑا اسی کے نیچے شمسون چند بنی اسرائیل کے ساتھ دب کر مر گیا اس کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں وہ اتفاق باقی نہ رہا ہر ایک سبط نے اپنے میں سے اپنا اپنا ایک متولی اور حاکم منتخب کر لیا۔ مگر کہونت عیزار بن ہارون ہی کی اولاد میں رہی کہونت قربان گاہ کے قائم رکھنے اور احکام شرعیہ کے نافذ کرنے اور ذبح و بخور کی شرائط پورا کرنے کو کہتے ہیں۔

میخائیل بن راعیل

ابن عمید کہتا ہے کہ "شمسون کے بعد بنی اسرائیل میں ایک دوسرا حاکم میخائیل بن راعیل نامی ہوا۔ اور اس نے آٹھ برس تک حکومت کی مگر اس کی حکومت

مستقل نہ تھی اس کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں اکثر فتنے برپا ہوتے رہتے تھے انہیں فتنوں میں سبط بنیامین کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر فتنہ و فساد ختم ہوگیا۔

عالی بیطات بن حاصاب

ان ایام میں ان کا کاہن عالی بیطات بن حاصاب بن الیان بن فخصاص بن عیزار بن ہارون تھا فتنہ ہونے کے بعد بنی اسرائیل اپنے احکام اور لڑائیوں کی تدبیریں اسی سے پوچھتے تھے اس کے دو لڑکے تھے اور یہ دونوں کے دونوں نافرمان و سرکش تھے اس کے عہد حکومت میں بھی بنی فلسطین سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں اور ان دونوں لڑکوں کے بدولت بہت سی بدافعالیاں پیدا ہوتی گئیں۔ انبیاء وقت ان کو بہت سمجھاتے رہے مگر وہ اپنی حالت موجودہ سے نہ پھرے آخر کار ان کی بدکرداریوں نے یہ بُرا دن دکھایا کہ بنی اسرائیل کو بنی فلسطین نے شکست دی۔ بنی اسرائیل تابوت شہادت لے کر بھاگے۔ ادھر بنی فلسطین نے دوسرے راستہ سے پہونچ کر تابوت کو ان سے چھین لیا اور عالی بیطاب کاہن کے دونوں لڑکوں کو قتل کر ڈالا۔

تابوت شہادت

عالی کاہن کو جس وقت ان کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تأسف و حسرت سے اسی سنہ میں اپنی حکومت کے چالیس سال پورے کرکے مرگیا۔ بنی فلسطین تابوت شہادت کے علاوہ بہت سا مال غنیمت لے گئے اور تابوت شہادت کو اپنے دارالحکومت عسقلان پہونچا دیا اور بنی اسرائیل پہ جزیہ بھی قائم کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے تابوت شہادت کو اٹھا کر بنی اسرائیل کی حدود میں رکھا دیا۔ جو بنی اسرائیل اس کے قریب جاتا تھا وہ مر جاتا تھا یہاں تک کہ شموئیل کی اجازت سے دو شخص اُسے اُٹھا لائے اور اسے اپنی ماں ارملہ کے پاس رکھ دیا یہ تابوت طالوت کی حکومت و سلطنت شروع ہونے تک وہیں رکھا رہا۔

حضرت شموئیلؑ بن کنا کی تولیت


بنی فلسطین نے اپنے کامیابی کے ساتویں مہینہ تابوت شہادت کو واپس کر دیا عالی کاہن نے اپنی حالت حیات ہی میں اپنے ابن عم (چچا کے لڑکے) شموئیلؑ بن کنا بن یوام بن یاہدین یا نہ بن سوف کو قربان گاہ وغیرہ کا کفیل اور متولی کر دیا تھا۔ سوف حاصاب بن الیان کا بھائی تھا بعضوں نے لکھا ہے کہ شموئیلؑ فورح کی اولاد سے اور وہ قارون بن یصہر بن قاہث بن لاوی ہے اور اسے اس کی طرف اس طرح منسوب کیا ہے۔

حضرت شمویلؑ بن القنا

شمویلؑ بن القنا ابن یروحام بن یہوذ بن لیوحا بن صوب بن القانا بن یویل بن عزریا بن صنفینا بن تاحت بن اسر بن الفانا بن نشاسات بن قارون"

شمویلؑ بن القنا کی ماں نے جس وقت یہ حمل میں تھے۔ یہ نذر کی تھی کہ انہیں مسجد کا خادم بنائیگی اس وجہ سے جب یہ پیدا ہوئے تو عالی بیطات کاہن کو دے آئیں۔ عالی کاہن نے ان کی پرورش کی اور اپنے بعد کہونت کی وصیت کی۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ نے انہیں بنی اسرائیل کی نبوت اور ولایت سے سرفراز فرمایا جناب موصوف بنی اسرائیل میں دس برس تک وعظ و اصلاح کرتے رہے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ وہ بیس برس تک حکومت کرتے رہے بنی اسرائیل پر ان کی تعلیم وپند کا بہت بڑا اثر پڑا بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی کی طرف مائل ہو گئے اور نہایت کم مدت میں اپنی پریشان قوت جمع کر کے اہل فلسطین سے اپنے گئے ہوئے اور کھوئے ہوئے شہروں کو واپس لے لیا۔ اور اپنی خراب حالت کو از سر نو درست کیا اس کے بعد شمویلؑ نے حکومت و ولایت کے کاروبار اپنے دونوں لڑکوں یوال اور ابیا کے سپرد کر دیئے۔ ان کی بد خصلتی، بدکرداری کی وجہ سے بنی اسرائیل یکجا ہو کر شمویلؑ کے پاس گئے اور خواہش کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ خدا ان میں ایک بادشاہ پیدا کر دے چنانچہ جب شمویلؑ کی دعا سے طالوت کی ولایت کی وحی نازل ہوئی اور اسی وقت سے بنی اسرائیل کے امراء و حکام ملوک کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ واللہ معقب الامر بحکمتہ لا رب وغیرہ۔

شجرۂ نسب بنی اسرائیل



ؐ یہ داؤد علیہ السلام کا جد ہے۔

باب ۱۴

ملوک بنی اسرائیل

بنی اسرائیل کی حضرت شمویل سے درخواست

جب یوال اور ابیا پسران شموئیل کی بداطواریوں سے بنی اسرائیل نے ان کی سرداری سے انکار کیا اور سب کے سب یک جا ہو کر شموئیلؑ کی خدمت میں گئے اور یہ التجا کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے ایک بادشاہ کو ان میں سے مبعوث کرائیں تاکہ اس کے ہمراہ ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑیں اور وہ ان کے منتشر گروہ کو جمع اور متفق کر سکے اور ان سے ذلت و رسوائی کو دور کرے تو جناب شموئیلؑ کی دعا سے یہ وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ طالوت کو ان کے کاموں کا متولی اور حاکم کرتا ہے اور اسے وہ ذہن قدس سے پاک و طاہر کرتا ہے۔ بنی اسرائیل نے اس سے پہلے جب کہ شموئیلؑ نے طالوت کی سرداری کا اظہار کیا تھا اس کی سرداری سے انکار کیا۔ مگر جس وقت قرعہ ڈالا گیا تو طالوت کے نام پر قرعہ آیا تب مجبوراً بنی اسرائیل نے ان کی سرداری و حکومت کو تسلیم کیا اور ان کو اپنا حاکم اور ولی بنایا۔

طالوت

طالوت نہایت جسیم اور قد آور تھا بنی اسرائیل اسے شاول کے نام سے یاد کرتے تھے قیس ابن افیل ابن صارو ابن نحورت ابن افیاح کا لڑکا تھا اس نے افنین ابن نیر ابن افیل اپنے چچا زاد بھائی کو اپنی وزارت کا کام سپرد کیا۔ طالوت کے چار لڑکے یہوناتان[1] ملکیشوع[2] تشبہات[3]۔ ابنیاداب[4] تھے۔

طالوت کی فتوحات

طالوت تخت حکومت پر بیٹھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ لے کر ان کے دشمنوں بنی فلسطین، عمون، مواب، عمالقہ، مدین کو اور

اُن سب پر غالب آیا۔ بنی اسرائیل کو ان معرکوں میں بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ سب سے پہلے جس نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا وہ بنی عمون کا بادشاہ تھا۔ وہ اپنے سرحدی بلاد سے گزر کر مقام بلقاء آیا طالوت نے تین لاکھ بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ لے کر اس کا مقابلہ کیا اور اسے سخت شکست دی۔ پھر طالوت کے ایک لڑکے نے بنی اسرائیل کا لشکر لے کر فلسطین پر حملہ کیا اور نہایت نیک نامی اور کامیابی کے ساتھ انہیں لپسا کیا۔ اس کے بعد دشمنانِ بنی اسرائیل متفق اور جمع ہو کر بنی اسرائیل سے لڑنے کے لئے نکلے۔ طالوت اور شموئیلؑ ان کے مقابلہ پر آئے اور انہیں شکست فاش دی۔

حضرت شموئیل کی علیحدگی

اس کے بعد شموئیل نے طالوت کو عمالقہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ انہیں اور ان کے مویشیوں کو بے دریغ تہِ تیغ کر ڈالیں چنانچہ طالوت نے ایسا ہی کیا۔ مگر عمالقہ کے بادشاہ اعاغ کو اس کے التجا کرنے پر چھوڑ دیا اس وجہ سے شموئیلؑ پر یہ وحی نازل ہوئی۔ کہ "طالوت کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوا اور اس سے اس کی حکومت سلب کر لی"۔ شموئیلؑ نے اس وحی سے طالوت کو مطلع کیا اور اس سے ایسی علیحدگی اختیار کر لی کہ اس کے بعد پھر اس سے نہ ملے۔

حضرت داؤد علیہ السلام

پھر شموئیلؑ پر وحی نازل ہوئی کہ داؤدؑ کو قدس میں داخل کر کے اپنا نائب بنائیں اور ان کی علامت بتا دی۔ چنانچہ شموئیلؑ بیت لحم میں بنی یہودا کے پاس گئے ایشا اپنے لڑکے داؤدؑ کو ان کی خدمت میں لے کر آیا۔ شموئیلؑ نے انہیں چھوا اور انہیں پاک کیا طالوت کی روحانی قوت جو اسے اللہ کی طرف سے مرحمت ہوئی تھی چھین لی گئی، اُس کو اس کا سخت صدمہ گزرا۔ اس کے بعد شموئیلؑ کا انتقال ہو گیا اور جالوت نے بنی فلسطین کو اُبھار کر بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔

حضرت داؤدؑ اور جالوت کی جنگ

طالوت بنی اسرائیل کا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا جس میں داود بن ایشا (یہودا کے سبط سے) بھی تھے یہ اس زمانہ میں کمسن تھے اپنے باپ کی بکریاں چراتے تھے انہیں جنگ کے لئے ہتھیار نہیں دیئے گئے تھے۔ لڑائی کے وقت گوپھن میں چھوٹے چھوٹے پتھر رکھ کر مار رہے تھے جو مطلقاً خطا نہ کرتے تھے۔ طبری لکھتا ہے

کہ شموئیل نے طالوت کو داؤد کے ہاتھ سے جالوت کے مارے جانے کی خبر دی تھی اور اس کے قاتل کی علامت بتلا دی تھی۔ بنی اسرائیل نے پہلے داؤد کی کم سِنی کی وجہ سے اعتراض کیا مگر جب وہ علامت جناب موصوف میں دیکھی تو انہیں مسلح کر دیا اور وہ لڑائی میں شامل ہوئے اور اس سے پہلے انہوں نے اپنے گوپھن میں پتھر رکھ لیا تھا جس وقت انہوں نے جالوت کو دیکھا فوراً پتھر کھینچ مارا جالوت اس پتھر سے زخمی ہو کر گرا اور مر گیا۔ بنی فلسطین کو شکست ہوئی اور بنی اسرائیل کی فتحیابی کا ڈنکا بج گیا۔

حضرت داؤد طالوت نے داؤد کو اپنے مخصوص مخلصین میں داخل کر لیا اور اپنی لڑکی سے ان کا نکاح کر کے انہیں اپنے سلاح خانہ کا داروغہ کر دیا اور اکثر لڑائیوں میں بنی اسرائیل کے لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کرتا رہا اس وقت داؤد کی عمر بروایت طبری تیس ۳۰ برس کی تھی۔

حضرت داؤد کے قتل کا منصوبہ داؤد کے طرزِ حکومت اور طریقۂ عمل سے بنی اسرائیل محبت سے پیش آنے لگے اور ہر کام میں ان سے رجوع کرنے لگے طالوت اور اس کے لڑکوں کو اس امر سے غیرت آئی، اس نے آپ کے قتل کا قصد کیا اور کئی مرتبہ اس ارادے سے نکلا مگر ناکام رہ جانے کی وجہ سے اپنے لڑکے یہوناتان کو داؤد کے قتل کرنے پر مامور کیا لیکن یہوناتان نے باہمی محبت کے باعث یہ کام انجام نہ دیا۔

حضرت داؤد کی روانگی فلسطین داؤد اس راز سے واقف ہو کر فلسطین کی طرف چلے گئے۔ چند روز وہاں ٹھہرے رہے پھر بنی موآب کے شہروں کی سیر کرتے ہوئے اطراف بیت المقدس میں اپنے سبط یہودا میں آملے اور وہیں مقیم رہے اور ان کے ہمراہ بنی فلسطین سے لڑتے رہے یہاں تک طالوت کو ان کا حال معلوم ہو گیا اس نے بنی یہودا سے ڈر کر داؤد کو نکال دیا۔ داؤد بنی فلسطین کی طرف چلے گئے۔

بنی اسرائیل کی شکست اس اثنا میں طالوت کو بنی فلسطین سے لڑائی لڑنے کا اتفاق پیش آیا۔ بنی فلسطین نے اسے شکست دی طالوت تو لڑائی کے میدان سے پیچھے ہٹ آیا اور اس کے لڑکے لڑتے رہے یہاں تک کہ یہوناتان اور ملکیشوع اور تبشبات مارے گئے۔ بنی اسرائیل کا لشکر شکست پا کر بھاگا بنی فلسطین نے ان کا تعاقب کیا جب اس نے اپنی جانبری کی

کوئی صورت نہ دیکھی تو اس نے خودکشی کرلی۔ یہ واقعہ اُس کی حکومت کے چالیسویں برس واقع ہوا۔ کما قال الطبری

حضرت داؤد کی امارت اس واقعہ کے بعد داؤدؑ پھر بنی یہوذا کے پاس آئے انہوں نے ان کو اپنا حاکم اور ہر کام کا ولی بنالیا یہ (یعنی داؤدؑ) ایشا بن عوفذ بن بوعز (اس کا نام افصان ہے اور اس کا ذکر حکام بنی اسرائیل میں ہوچکا ہے۔) بن سلمون (جو اول زمانہ فتح میں بیت لحم میں مقیم ہوا تھا) بن نخشون (یہ مصر سے خروج کے وقت بنی یہوذا کا سردار تھا) بن عمینا ذاب بن ارم بن حصرون بن بارص بن یہوذا کے لڑکے ہیں۔ یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں داؤدؑ کا نسب اسی طرح پر مذکور ہے لیکن ابن حزم اس سے انکار کرتا ہے اس وجہ سے کہ نخشون کا انتقال تیہ (میدان) میں ہوا تھا اور بیت المقدس میں اس کا لڑکا سلمون داخل ہوا ہے۔ اور بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے درمیان باتفاق چھ سو برس کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے اور نخشون و داؤدؑ میں صرف چار پشتوں کا واسطہ ہے اور جب چھ سو سال چار پشتوں پر تقسیم کئے جائیں گے تو گویا ان میں سے ہر ایک کے ایک ایک سو تینتیس ۱۳۳ برس کے بعد لڑکا پیدا ہوا اور یہ دور از قیاس ہے۔

لیشوشات بن طالوت کا قتل الغرض جس وقت داؤدؑ کو بنی یہوذا کی حکومت حاصل ہوگئی آپ ان کے شہر حصرون (قریہ خلیل) میں آکر سکونت پذیر ہوئے اور بقیہ اسباط نے متفق ہوکر لیشوشات بن طالوت کو یروشلیم کی حکومت سپرد کی اور اس کے کاموں کا منتظم اس کے باپ کا وزیر ابنیر مقرر کیا گیا۔ اس سے اور جناب داؤدؑ سے دو برس سے زائد دنوں تک لڑائیاں ہوتی رہیں آخرکار آپس میں صلح ہوگئی اور بنی اسرائیل کو داؤدؑ کی سرداری کا یقین ہوگیا انہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ کچھ عرصہ بعد اسے اُسی کے ایک ملازم نے مار ڈالا اور سر لے کر داؤدؑ کے پاس آیا آپ نے اسے اس کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل کروا دیا اور لیشوشات کے قتل پر سخت افسوس ظاہر فرما کر اس کے خاندان کی پورے طور سے تکفین کی اس کی اولاد اور بھائیوں کو اپنی کفالت میں لے لیا اور بنی اسرائیل پر مستقل طور پر حکومت کرنے لگے۔

حضرت داؤدؑ کی فتوحات پھر بحکم باری بنی کنعان سے لڑے اور اُن پر غالب آئے اس کے بعد

بنی فلسطین سے مدتوں معرکہ آرائیاں کرتے رہے ان کے اکثر شہروں کو ان سے چھین لیا ان پر سالانہ خراج مقرر کیا اس کے بعد موآب اور عمون اور اہل ادوم سے جنگ کی اور انہیں بھی زیر و زبر کر کے ان پر جزیہ قائم کیا۔ ان کے آباد شہروں کو ویران کر ڈالا، دمشق اور حلب میں آرمینوں پر جزیہ قائم کیا اور افسروں کو جزیہ وصول کرنے کی غرض سے چاروں طرف روانہ کیا۔ بادشاہ انطاکیہ نے ہدیے اور تحفے بھیج کر اطاعت قبول کر لی۔

حضرت داؤدؑ کا قبہ میں مسجد بنانے کا ارادہ

انہیں ایام میں آپ نے شہر صیہون پر حملہ کر کے اسے تاخت و تاراج کر دیا اور وہیں قیام پذیر ہوئے مقام قبہ میں ایک مسجد بنانے کا قصد کیا جہاں بنی اسرائیل تابوت عہد (شہادت) رکھتے تھے اور جس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ اللہ جل شانہ نے دانیائی نبی کو بذریعہ وحی اس امر سے آگاہ فرمایا کہ "داؤد اس مسجد کو نہ بنائے گا بلکہ اس کا لڑکا اس مسجد کے بنانے کی عزت حاصل کرے گا اور اس کے ملک حکومت کا قیام ہوگا" داؤدؑ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مسجد بنانے سے رک گئے۔

الیشلوم بن داؤدؑ کی سرکشی

ان واقعات کے بعد ان کے لڑکے الیشلوم نے فتنہ برپا کیا اور اپنے بھائی امون کو مار کر بھاگ گیا۔ داؤدؑ نے اس کے قصاص میں اس کا خون مباح کر دیا اور اپنے آدمیوں میں اس کا اعلان کر دیا۔ وہ چار برس کے بعد پھر واپس آیا اور اسباط کو ابھار کر ان کی معیت میں لڑائی کے لئے نکلا۔ داؤد ان دنوں سرزمین شام میں تھے مگر اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس سے لڑائی کے لئے لوٹے اور اس سے لڑ کر اسے شکست دی جنگ کے دوران بیس ہزار کے قریب بنی اسرائیل مارے گئے۔

الیشلوم کا قتل

الیشلوم کو داؤدؑ کے وزیر نے ایک درخت کے پیچھے چھپا دیکھ کر گرفتار کر لیا اور اس کا سر کاٹ کر داؤدؑ کے پاس لایا آپ کو اس کے مارے جانے سے محبت پدری کی وجہ سے سخت رنج ہوا اور اس قدر خونریزی کے بعد اسباط، داؤدؑ سے اور داؤدؑ اسباط سے راضی ہو گئے۔ اس کے بعد داؤدؑ نے باری تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بنی اسرائیل کو شمار کیا جو تعداد میں دس لاکھ نکلے۔ جن میں سے چار لاکھ صرف بنی یہودا تھے۔ اللہ پاک اس سے ناراض[1]

---

[1] طبری لکھتا ہے کہ داؤد کی اس خود رائی پر خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے سزائیں تجویز فرمائی تھیں (مترجم)

ہوا جس سے اس وقت کے انبیاء علیہم السلام نے داؤدؑ کو آگاہ کیا۔

زبور کا نزول

اس کے بعد داؤد باطمینان حکومت کرنے لگے اور ان پر برابر وحی نازل ہوتی رہی اور زبور کی سورتیں اترتی رہیں اور داؤدؑ اتارہ اور مزامیر سے تسبیح کرتے رہے اکثر مزامیر جن کا ذکر تسبیح میں آیا ہے انہیں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تابوت شہادت کے روبرو مزامیر سے تسبیح کرنے کے لئے سبط لاوی سے بارہ کاہن مقرر کئے گئے جو ہر ساعت اس کے روبرو تسبیح کرتے رہتے تھے۔

حضرت داؤدؑ کی وفات

پھر داؤدؑ نے اپنی حکومت کے چالیسویں سال اپنے بیٹے سلیمانؑ کو اپنا ولی عہد بنایا اور ماباں نبی اور صادق نے انہیں اصطباغ دیا۔ داؤد علیہ السلام انہیں بیت المقدس بنانے کی وصیت کرکے انتقال کر گئے اور بیت لحم میں مدفون ہوئے[1]

(۱) تین برس کا قحط (۲) تین مہینے دشمنوں سے زیر رہنا (۳) تین روز تک ناگہانی موت میں گرفتار رہنا اور داؤدؑ کو اختیار دیا تھا کہ ان تینوں سزاؤں میں سے جسے چاہیں وہ اختیار کرلیں داؤد نے پچھلی سزا کو پسند کیا تھا۔ جس سے ایک دن میں بے شمار بنی اسرائیل مرگئے تب داؤدؑ نے گھبرا کر جناب باری میں عرض کیا" خود رائی اور گناہ تو مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ بنی اسرائیل کیوں سزا کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں خدایا اگر اس عذاب کا مستحق ہوں تو میں ہوں" خدا تعالیٰ کا دریائے رحمت داؤدؑ کے ان کلمات سے جوش میں آگیا اور ناگہانی موت کی بلا بنی اسرائیل سے اٹھالی گئی۔ (مترجم عفی عنہ)

[1] داؤد علیہ السلام کا رنگ سرخ۔ آنکھیں گول۔ پست قد تھا اور ڈاڑھی کم تھی الله جل شانہ نے ان کو سلطنت و نبوت دونوں مرحمت فرمائی تھیں اور ایسی توانائی دی تھی کہ ان سے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ موسیٰؑ اور یوشع علیہما السلام کے بعد بنی اسرائیل میں یہ دستور چلا آرہا تھا کہ ایک خاندان میں نبوت ہوتی تھی تو دوسرے سبط میں حکومت۔ یہاں تک کہ داؤد علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت اور حکومت دونوں مرحمت فرمائیں۔ یہ صاحب شریعت نہ تھے بلکہ موسوی شریعت کے پابند تھے، اسی کی خلق اللہ کو تعلیم دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر زبور نازل فرمائی اس میں خدا تعالیٰ کی ثنا و صفتیں اور نصیحتیں تھیں یہ نہایت خوش گلو تھے ان کے ساتھ پہاڑ، چرند، پرند تسبیح کرتے تھے ان کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیا ہے ان کے ہاتھ میں ایسی (مترجم عفی عنہ)

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ان کے زمانہ میں نبیوں میں سے حابان (یا ناماں) اور کاذ اور اصاف تھے! اور کاہنوں میں سے ایثار بن اخیلخ کاہن تھا جو عالی کاہن کی اولاد سے تھا جس کا ہم حکام بنی اسرائیل میں ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام داؤدؑ کے انتقال کے بعد سلیمانؑ ابن داؤدؑ تخت حکومت پر بیٹھے ان کی اس وقت بائیس برس کی عمر تھی ان کی حکومت نہایت مستقل طور سے شروع ہوئی تھی یہ تمام گروہوں پر غالب آگئے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

قوت دے گئی تھی یا یہ کہ لوہے کو ان کے ہاتھ میں اس قدر نرم کر دیا تھا کہ وہ اس کی زرہیں بناتے تھے اور انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت سے اپنی اوقات بسر کرتے تھے جیسا کہ سورہ سبا میں اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (ہم نے بیشک داؤدؑ کو اپنی طرف سے بزرگی دی اے پہاڑ والے جانور اس کے ساتھ تسبیح کرو اور نرم کیا اس کے واسطے لوہا تاکہ پوری زرہیں بنا دے اور اندازہ رکھے ایک دوسرے کے پردوں میں اور اچھے عمل کرو بیشک میں جس چیز کو تم کرتے ہو میں اس کا دیکھنے والا ہوں)

داؤدؑ کی ننانوے بیبیاں تھیں اور ہزارہا دربان تھے آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی ایک روز دربار کرتے تھے اور ایک روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور ایک روز خلوت خاص میں رہتے تھے۔ ان پچھلے دو دنوں میں کوئی ان کی خدمت میں نہ جا سکتا تھا ایک روز ان کے عبادت خانہ میں دیوار پھاند کر دو شخص اُتر آئے داؤد علیہ السلام انہیں دیکھ کر خائف ہوئے انہوں نے کہا آپ ڈریئے نہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے آپ اس کا فیصلہ کیجئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے اس کی ننانوے بھیڑیاں ہیں اور میرے ایک ہی ہے اس نے کہا کہ یہ ایک بھی مجھے دے دے اور باتوں باتوں میں اس نے مجھ پر سختی کی" داؤدؑ نے یہ سن کر کہہ دیا کہ اس نے بیشک تجھ پر ظلم کیا" اس کے بعد ان کو یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں امتحاناً میرے پاس بھیجا ہے اس وجہ سے جناب موصوف نے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور سجدے میں گر پڑے اس واقعہ کا ذکر قرآن شریف کے پارہ تیئیسویں سورہ ص میں آیا ہے وہ وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ تا آخر ہے عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس آیت میں اوریا کے قصہ کی طرف اشارہ ہے مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے اوریا کا قصہ محض جھوٹ اور افترا و بہتان ہے۔ نبی اور وہ ایک عورت پر فریفتہ ہو کر اس کے شوہر کو لڑائی میں بھیج دے اس غرض سے کہ وہ مارا جائے اور اس کے بعد وہ اس سے شادی کرے یہ نہایت پست خیال کے آدمیوں کا کام ہے انبیاء کرام کی شان سے یہ نہایت بعید اور دور از قیاس ہے اسی وجہ سے جناب علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے من حدث بحدیث داؤد علی ما یرویه القصاص جلدته مائة وستین۔ یعنی جو شخص داؤد کا وہ قصہ بیان کرے گا جس کو قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اس کو ایک سو ساٹھ دُرّے مار دوں گا۔

شام کے تمام بادشاہوں فلسطین۔ عمون۔ کنعان۔ موآب۔ ادوم۔ ارمن وغیرہ سے جزیہ لیا اور اطراف وجوانب کے بادشاہوں نے اپنی اپنی لڑکیاں جناب موصوف کے عقد میں دے کر آپ کو اپنی ہمنوائی میں لیا۔ جن لڑکیوں سے آپ نے نکاح کیا تھا ان میں فرعون مصر کی لڑکی بھی تھی ابتدا آپ کا وزیر یوآب بن نیٹر اہمشیرہ زادہ داؤد کا لڑکا تھا جو صوریا کے نام سے مشہور ہے اس نے داؤدؑ کی وزارت کی تھی اور ابتدائی زمانہ میں سلیمانؑ کی بھی وزارت کی لیکن کچھ روز بعد اسے کسی وجہ سے قتل کر کے یشوح بن شیداح کو اپنا وزیر مقرر کیا۔

تعمیر بیت المقدس اپنی حکومت کے چوتھے برس سے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی۔ یہ تعمیر آپ کے آخر زمانہ حکومت تک برابر جاری رہی تھی۔ اپنے آخری زمانہ میں شہر انطاکیہ منہدم کر کے شہر تدمر آباد کیا۔ اثنا تعمیر میں بادشاہ صور سے آپ نے کوہ لبنان سے لکڑیوں کے کاٹنے میں مدد چاہی کوہ لبنان پر لکڑی کاٹنے والوں کے لئے سالانہ بیس ہزار کر (وزن ہے) کھانا اور اسی قدر شراب جاتی تھی۔ لکڑی کاٹنے والوں کی تعداد ستر ہزار تھی اور پتھر کے کھدان سے پتھر نکالنے والوں کی تعداد اسی ہزار اور اس کے درست کرنے والے ستر ہزار تھے اور ان سے کام لینے والے تین ہزار تین سو افسر تھے۔

اس کے بعد سلیمانؑ نے مسجد بنوائی اس کی بلندی ایک سو ہاتھ اور لمبائی ساٹھ ہاتھ چوڑائی بیس ہاتھ تھی اس کا اندرونی حصہ سونے اور چاندی کے پتروں سے منڈھا ہوا تھا اور مکان کے اندر لکڑی کے دو کروبی (ملائکہ) بنائے تھے اور اس کو سونے سے منڈھ دیا تھا اور مکان کے دروازے صنوبر کی لکڑی کے تھے اور ان پر پھول پتیوں کے نقش ونگار کے علاوہ کروبیوں (فرشتوں) کی صورتیں بھی بنائی گئی تھیں اور یہ سب سونے کے پتروں سے منڈھے ہوئے تھے اس ہیکل کی تعمیر سات برس میں تکمیل کو پہونچی اور اس کا ایک دروازہ سونے کا بنایا گیا اس کے بعد ایک بیت السلاح صنوبر کے کھمبوں کی چار صفوں پر بنایا ہر صف میں پندرہ پندرہ کھمبے تھے اور اس میں دو سو ترس (یعنی ڈھال) اور تین سو درقہ (ٹکڑے) سونے کے رکھے ہر ترس میں چھ چھ سو اعلیٰ درجہ کے زمرد تھے اور ہر ٹکڑے میں تین تین سو یاقوت تھے۔

غیضتہ اللبنان یہ مکان غیضتہ اللبنان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور اپنے بیٹھنے کے لئے ایک منبر بنوایا اور بہت سی کرسیاں تیار کرائیں جو دندان فیل کی تھیں اور ان پر سونا منڈھا ہوا تھا اس کے بعد اس بنا پر ایک مکان فرعون مصر کی لڑکی نے بنوایا جس سے سلیمانؑ نے نکاح کر لیا تھا

اور شہر صور کے معروف و مشہور صناعوں سے اس گھر کے مصارف کے لئے تانبے کے برتن بنوائے اور مذبح (قربان گاہ) اور مائدہ (میز) بیت المقدس میں سونے کا تیار کرایا اور پانچ منبر ہیکل کے دائیں جانب کے لئے اور پانچ بائیں جانب کیلئے طلائی سامان اور انگیٹھیوں کیساتھ بنوائے اور وہ نقرئی اور طلائی برتن جو اس مقدس مکان کے لئے جناب موصوف تک بذریعہ وراثت پہنچے تھے اس پاک مکان میں لاکر رکھے اور آپ کے فرمانے سے رؤساء اسباط و کاہنین۔ تابوت عہد (شہادت) کو مقام صیہون (قریۂ داؤدؑ) سے اٹھا لائے اور اسے اس مکان میں کروبیوں کی تصویروں کے بازوؤں کے نیچے مسجد اقصیٰ میں رکھا۔ تابوت عہد میں دو لوحیں پتھر کی تھیں جنہیں جناب موسیٰؑ نے الواح منکسرہ (ٹوٹی ہوئی لوحوں) کے عوض بنوایا تھا۔ رؤساء اسباط و کہان' تابوت عہد کے ساتھ قبہ قربان (کفارہ کا سرپوش) اور اس کے ظروف بھی مسجد میں اٹھا لائے۔

قربانی سلیمان علیہ السلام ایک متعینہ دن مذبح کے روبرو کھڑے ہوئے اور اس خوشی میں بنظر تقرب الی اللہ بائیس ہزار گایوں کی قربانی کی۔ اس کے بعد ہر برس میں تین مرتبہ قربانی کرتے تھے اور بخور دیتے تھے قربانی اور تحفوں کے علاوہ ہر سال چھ سو چھیاسٹھ قنطار سونا بیت المقدس پر چڑھاتے تھے۔

سلیمان علیہ السلام کی کشتیاں سونا، چاندی اور قیمتی اسباب۔ ہاتھی۔ مور وغیرہ لانیکی غرض سے ہمیشہ دریائے ہند میں سفر کرتی رہتی تھیں اور مصر سے اچھی نسل کے گھوڑے منگواتے تھے۔ ہر وقت دو ہزار چھ سو گھوڑے لڑائی کے لئے تیار رہتے تھے آپ کی ایک ہزار بیبیاں تھیں جن میں سے تین سو حرم تھیں۔

ملکہ بلقیس مورخین کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حج کو بھی گئے تھے اور وہاں کچھ روز ٹھہرے بھی تھے اور ہر روز پانچ ہزار دنبے' پانچ ہزار گائیں' بیس ہزار بکریاں قربانی کرتے تھے اس کے بعد ملک یمن کی طرف توجہ کی اور اسی دن سرزمین صنعا میں جا اترے۔ ہدہد کو طلب فرمایا۔ ہدہد اس وقت موجود نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بلقیس کی خبر لے کر آیا جیسا کہ قرآن پاک میں اس کا بیان آگیا ہے

(مترجم) سورہ نمل میں اس طرح مذکور ہے کہ سلیمانؑ نے ہدہد کو طلب فرمایا جب وہ نہ ملا تو آپ نے غصہ میں فرمایا لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ (میں بے شک اس کو سخت عذاب دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا۔ اگر اس نے کوئی عذر معقول نہ بیان کیا) تھوڑی دیر بعد ہدہد آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے ایسے مقام کی سیر کی ہے جس کی آپ کو بھی خبر نہیں ہے۔ میں آپ کے پاس سبا سے ایک سچی خبر لایا ہوں یہ کہہ کر

سبا کی تعریف کرنے کے بعد عرض کیا اِنِّی وَجَدْتُّ امْرَأَةً تَمْلِکُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ (میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس سرزمین کی مالک ہے اور اس کو ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے) وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ (میں نے اس کو اور اس کی قوم کو سوائے خدا کے آفتاب کا سجدہ کرتے ہوئے پایا ہے اور شیطان نے ان کے اعمال کو درست کر دیا ہے پس ان کو راہِ حق سے اس نے باز رکھا ہے وہ راہ نہیں پاتے ہیں)

سلیمان کو یہ سن کر ان کی آفتاب پرستی پر غصہ آیا۔ پھر یہ خیال ہوا کہ شاید ہُدہُد اپنی غیر حاضری کی وجہ سے یہ قصہ خلاف واقعہ بیان کرتا ہو۔ اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ "ہم دیکھیں گے کہ تو سچ کہتا ہے یا غلط بیان کر رہا ہے۔ لے یہ خط ان کے پاس لے جا اور دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں" ہُدہُد یہ حکم پاتے ہی جناب سلیمان کا خط لے کر اُڑا اور بلقیس کے پاس اس خط کو ڈال دیا۔ بلقیس نے اس خط کو اُٹھا کر پڑھا اور اپنے دربار والوں سے مخاطب ہو کر بولی۔ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْٓ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ (اے سردارو میرے پاس ایک بزرگ کا خط بھیجا گیا ہے اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ (وہ خط بیشک سلیمانؑ کی جانب سے ہے) وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ (وہ بے شک شروع ہے اللہ کے نام سے جو بخشش کرنے والا مہربان ہے) مضمون اس کا یہ ہے) کہ تم مجھ سے سرکشی نہ کرو اور میرے پاس مسلمان ہو کر چلے آؤ) بلقیس کے درباریوں نے یہ خط سن کر اپنی توانائی قوت جنگ کا اظہار کر کے فیصلہ اس کی رائے پر چھوڑ دیا۔

چونکہ بلقیس ایک ہوشیار اور انجام بین عورت تھی اولاً بادشاہوں کا یہ دستور بیان کیا کہ جب وہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے وہ ویران کر ڈالتے ہیں اور اس کے باا ثر اور معزز آدمیوں کو ذلیل کرتے ہیں ایسا ہی یہ بادشاہ بھی کرے گا۔ اس کے بعد اس نے یہ رائے قائم کی کہ سلیمانؑ کے پاس کچھ تحائف بھیجے جائیں اس کی نیت اور طبیعت کا اندازہ معلوم ہو جائے گا۔ درباریوں نے اس کی رائے سے اتفاق کر کے سلیمان کی خدمت میں تحائف روانہ کئے۔

سلیمانؑ نے ان کے تحائف کو واپس کر دیا اور اپنی سطوت و جلالت کی ایک خوفناک دھمکی دی اس کے بعد اس کو نمونۂ قدرت الٰہی دکھانے کی غرض سے آپ نے اہل دربار سے فرمایا۔ "تم میں سے کوئی

ایسا ہے جو اس کے تخت کو اٹھا لائے۔ اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے ایک جن نے جواب دیا اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ میں اس کو تمہارے پاس لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ تم اپنے دربار سے اٹھو) وَاِنِّیْ عَلَیْہِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ (اور میں بے شک زور آور اور امانت دار ہوں) سلیمانؑ اس کا جواب لا و نعم نہ دینے پائے تھے کہ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ (اس شخص نے جس کے پاس کتاب الٰہی کا علم تھا بولا یعنی (آصف بن برخیا از فرزندان شموئیل) میں اس کو تمہارے پاس چشم زدن میں لاتا ہوں۔ چنانچہ چشم زدن میں بلقیس کا تخت آموجود ہوا۔ سلیمان نے کسی مصلحت سے اس کی ہیئت موجودہ بدلوا دی جب بلقیس آئیں تو ان سے کہا گیا اَھٰکَذَا عَرْشُکِ (کیا اسی طرح کا تیرا تخت ہے قَالَتْ کَاَنَّہٗ ھُوَ (بلقیس نے کہا کہ گویا وہی ہے) وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِھَا وَکُنَّا مُسْلِمِیْنَ (ہم کو اس آزمائش سے پہلے علم دیا اور ہم آپ کی نبوت پر پہلے سے ایمان لائے ہوئے تھے) اس کے بعد سلیمانؑ نے بلقیس کو توحید کی تعلیم دی اور بت پرستی سے روکا اور پھر وہ محل یا دربار خاص میں داخل کی گئیں۔ بلقیس نے فرش آبگینہ کو پانی تصور کر کے اپنے ازار کے پائنچے اٹھائے سلیمانؑ نے کہا کہ یہ محل شیشے سے منڈھا بنا گیا ہے بلقیس کو اپنی اس نافہمی پہ ندامت ہوئی۔ کلام مجید کی آیات سے بلقیس سے جناب سلیمانؑ کا نکاح کرنا ثابت نہیں ہوتا اور مورخین و مفسرین کے اقوال اس واقعہ نکاح میں مختلف ہیں۔ اس واقعہ کے علاوہ یہ تین واقعے (ایک گھوڑوں کی قربانی کرنے کا۔ دوسرے مورچہ کا قصہ تیسرے انگشتری کے گم ہونے اور دیو کا آپ کی جگہ پہ متمکن ہونے کے بیان کئے جاتے ہیں جنہیں ہم طوالت کے خیال سے قلم انداز کرتے ہیں۔ کلام مجید میں یہ واقعات مذکورہ موجود ہیں۔ انتہی کلام المترجم)

ملکہ بلقیس کی اطاعت

بلقیس نے آپ کی خدمت میں بہت سے تحفے بھیجے تھے۔ آپ نے ان کو قبول نہ فرمایا۔ بلقیس نے آپ کی اطاعت قبول کر لی اور آپ کے دین پاک میں داخل ہو گئی اور اپنی حکومت و سلطنت کو جناب موصوف کے سپرد کر دیا اور آپ کو ملک میں لے گئی سلیمانؑ نے اس کو نکاح کرنے کی ہدایت کی اس نے بادشاہت کی وجہ سے انکار کیا۔ سلیمانؑ نے فرمایا کہ دین میں داخل ہو کر اس سے انکار نہ کرنا چاہئے تب بلقیس نے سدو بن زرعہ سے نکاح کی خواہش

ظاہر کی آپ نے بلقیس کا نکاح اس سے کر دیا اور اسے اپنی طرف سے ملک یمن پر گورنر مقرر کر کے بلقیس کو بدستور سبا کا حاکم اعلیٰ بنائے رکھا اور آپ شام کی طرف لوٹ آئے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بلقیس سے نکاح کر لیا تھا اور اس کے دیکھنے کے لئے ہر ماہ ایک مرتبہ آپ تشریف لے جاتے تھے اور تین روز تک وہاں ٹھہرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

یمن پر قبضہ کرنے کی دوسری روایت

علماء بنی اسرائیل سلیمانؑ کے حجاز و یمن جانے سے انکار کرتے ہیں اور ملک یمن پر قبضہ حاصل کرنے کی یہ صورت ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے یمن پر ملکہ سبا سے خط و کتابت کے ذریعہ سے قبضہ حاصل کیا تھا وہ خود آپ کی خدمت میں یروشلم میں آئی تھی اور ایک سو بیس قنطار سونے اور مروارید و جواہرات اور مشک وغیرہ ہدیۃً ارسال کیا تھا۔ آپ نے اسے نہایت عمدہ خلعت مرحمت فرمایا تھا اور اس سے بحسن سلوک ملے تھے اور وہ پھر وہاں سے واپس آئی تھی ھکذا فی کتاب الانساب من کتبھم (الیاہی کتاب الانساب میں ہے جو ان کی کتابوں سے ہے)۔

یربعان بن نباط کا فرار

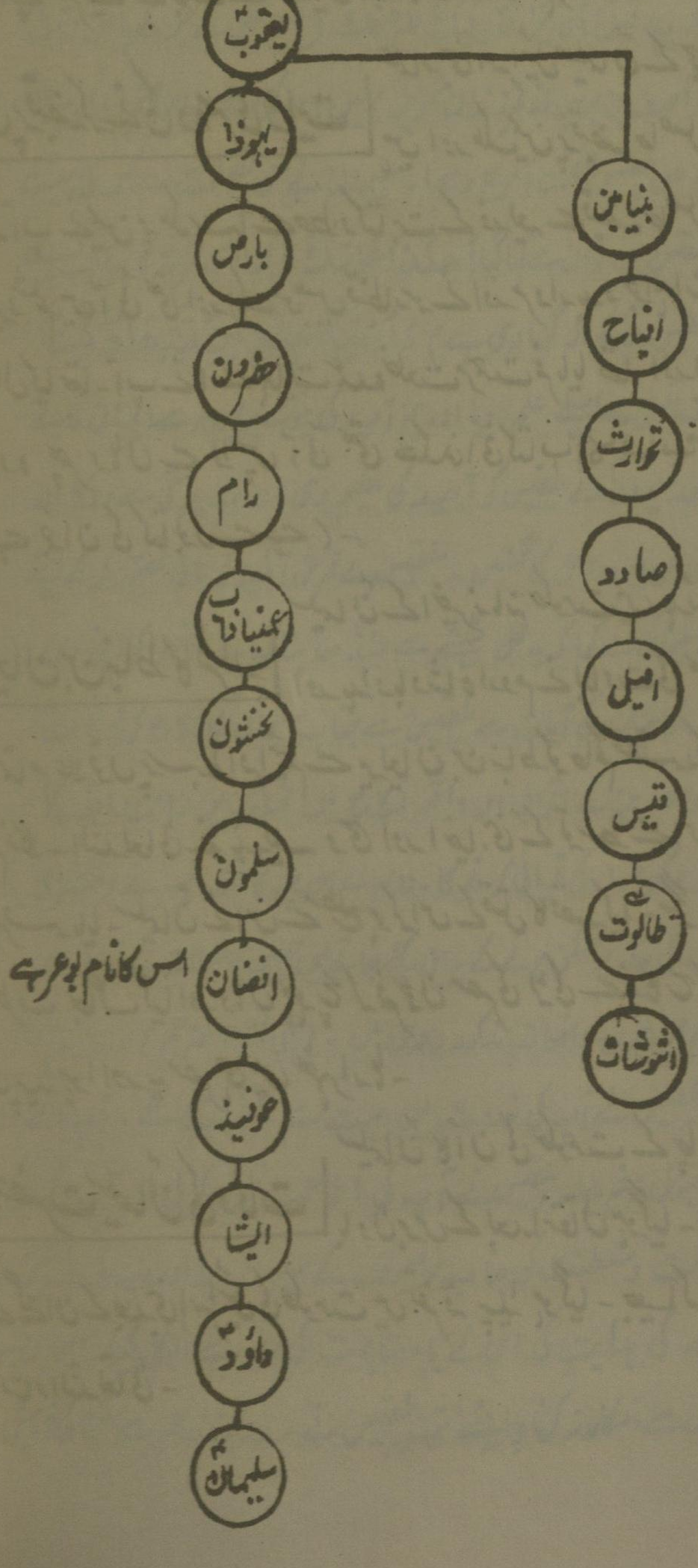
سلیمانؑ کے اخیر زمانہ حکومت میں ہدرور بادشاہ ارمن نے دمشق میں اور ہداد بادشاہ ادوم نے بغاوت کی تھی اور آپ نے بیت المقدس کے تمام علاقوں پر سبط افرائیم سے یربعان بن نباط کو حاکم مقرر کر دیا تھا وہ نہایت جابر اور ظالم نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اور اخیا بنی کے توسط سے اس کی تولیت و حکومت پر غصہ ظاہر فرمایا۔ سلیمانؑ نے اس سے مطلع ہو کر اس کے قتل کا قصد کیا۔ مگر وہ اس واقعہ سے آگاہ ہو کر مصر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہونچ کر فرعون مصر کی لڑکی سے نکاح کر لیا جس سے اس کا لڑکا ناباط نامی پیدا ہوا اور یہ مصر ہی میں ٹھہرا رہا۔

حضرت سلیمانؑ کی وفات

سلیمانؑ کا ان کی حکومت کے چالیسویں برس یا بروایت دیگر باون برس کے بعد انتقال ہو گیا۔ اپنے باپ داؤدؑ کے قریب دفن کیے گئے ان کے بعد بنی اسرائیل کی حکومت میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

شجرۂ نسب

حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ



؎ اس کا نام شاؤل ہے جو بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ ہے۔

رحبعم بن سلیمانؑ

سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل نے ان کے لڑکے رحبعم کو ان کا جانشین کیا۔ رحبعم نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ بیت لحم وغزہ وصور وایلہ کی عمارت میں اضافہ کیا، بنی اسرائیل پر تشدد کرنے لگا۔ بنی اسرائیل نے اس سے ضرائب (ٹیکس) کی تخفیف چاہی مگر اس نے یہ رعایت کرنے کے بجائے اور محاصل بڑھانے کا ارادہ کیا۔ بنی اسرائیل اس کی ان زیادتیوں سے دل برداشتہ ہو کر عہد شکنی پر مائل ہو گئے اسی زمانہ میں یربعم بن نباط مصر سے آ گیا تمام بنی اسرائیل نے سبط یہودا اور بنیامین کے علاوہ اس کی حکومت تسلیم کر لی اور اس کے ہمراہ لڑائی کے لئے نکلے۔ فریقین نے صف آرائی کی لیکن اُس وقت کے کسی نبی کے کہنے سے فریقین معرکہ آرائی سے باز رہے اور باہم صلح کر لی۔

شاہ مصر شیشاق کی بیت المقدس پر فوج کشی

رحبعم کی حکومت کے پانچویں سال شیشاق بادشاہ مصر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی۔ رحبعم لڑائی کے میدان سے بھاگ نکلا۔ شیشاق نے اس کو لوٹا اور ان پر جزیہ مقرر کیا کچھ عرصہ بعد بنی اسرائیل اس کے مقابلہ پر آئے اور اس کو بیت المقدس سے نکال باہر کیا اس کے بعد بنی داؤدؑ۔ بنی یہوذا اور بنیامین پر بیت المقدس۔ عسقلان۔ غزہ۔ دمشق۔ حلب۔ حمص۔ حماۃ۔ اور اس کے سرحدی مقامات سرزمین حجاز میں حکومت کرنے لگے اور اسباط عشرہ نے اطراف نابلس فلسطین پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور شام کے شرق شمال متصل فرات وجزیرہ شہر شومرون (شمرہ یا سامرہ) میں جا ٹھہرے اور اس کو اپنا دارالسلطنت بنا لیا۔ بنی اسرائیل کی حکومت ختم ہونے تک ان میں یہ اختلاف برابر قائم رہا اور وہ اس پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے لکھ دیا تھا جیسا کہ ہم اسے آئندہ بیان کریں گے۔

افیاذ بن رحبعم

ان واقعات کے بعد رحبعم اپنی حکومت وسلطنت کے سترہویں برس مر گیا اُس کے بعد سبط یہوداا ور بنیامین پر بیت المقدس میں اس کا لڑکا افیاذ حکومت کرنے لگا یہ اپنے باپ سے سر تا بہت مشابہ تھا۔ نہایت درجہ کا عابد اور روزہ دار تھا اس کا پورا زمانہ حکومت یربعم ابن نباط اور بنی اسرائیل سے لڑائی لڑنے میں صرف ہوا ایک دن بھی فراغت سے نہیں بیٹھنے پایا یہاں تک کہ اپنی حکومت کے تین سال پورے کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا لڑکا

اُسا ابن افیاذ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اس کا زمانہ حکومت کسی قدر دراز ہوا یہ نہایت نیک طبیعت اور اپنے دادا داؤدؑ کی عادات واخلاق پر تھا اس کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں متعدد انبیا مبعوث ہوئے اس کی حکومت کے دوسرے سال یربعیم ابن نباط کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا لڑکا ناذاب تخت نشین ہوا اور تھوڑے ہی دن بعد یعشا بن احیا اسے ختم کر کے آپ تخت حکومت پر بیٹھ گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

اُسا بن افیاذ اس کے بعد اس سے اور اسا ابن افیاذ سے لڑائی چھڑ گئی۔ اُسا موقع پا کر شاہ دمشق کو اپنے ہمراہ لے کر یعشا پر چڑھ آیا یعشا ان دنوں یثرب کے آباد کرنے میں مصروف تھا وہ اس ناگہانی حملہ کا مقابلہ نہ کر سکا اور نہایت بے سروسامانی سے آلات بنا چھوڑ کر بھاگ گیا اسا ابن افیاذ بادشاہ قدس (بیت المقدس) اس اسباب کو اٹھا لائے اور اس سے قلعے بنوائے۔ اس کے بعد بنی داؤد پر زادح بادشاہ کوش نے ایک لاکھ فوج سے حملہ کیا۔ اُسا نے نہایت جوانمردی و مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا اور نہایت سخت شکست دے کر اسے بھگا دیا اسا اور اسباط میں سامرہ پر قبضہ کے لئے برابر لڑائیاں ہوتی رہیں اسی کے زمانہ میں سامرہ لوٹا گیا تھا۔ کما تذکرہ۔

یہوشاط بن اُسا اُسانے اکتالیس سال حکومت کر کے انتقال کیا اس کے بعد اس کا لڑکا یہوشاط حکومت کی کرسی پر بیٹھا یہ اپنے باپ سے سیرتاً بہت ملتا تھا اس کے زمانہ میں اہل سامرہ اور اس کے حکمرانوں کے درمیان صلح رہی۔ اس کے زمانہ میں بادشاہ عمالقہ (یا بروایت دیگر ادوم) نے اس پر حملہ کی کوشش کی اور کچھ فوجیں جمع کر کے اس کی طرف بڑھا اس نے خبر پا کر اس کا مقابلہ کیا اور نہایت ناکامی سے انہیں پسپا کر کے ان کا مال واسباب لوٹ لیا۔

ادوم کی بدعہدی اس کے زمانہ حکومت میں انبیاء (علیہ السلام) سے الیاسؑ[1] بن شویاق اور الیسعؑ[2] بن شویلات علیہما الصلوٰۃ تھے۔

---

[1] جناب الیاس بن شویاق علیہ السلام یوشع بن نون کی اولاد سے تھے۔ اللہ جل شانہٗ نے اہل بعلبک کی طرف مبعوث کیا تھا وہ لوگ بعل نامی بت کی پرستش کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آیہ کریمہ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ۔ (کیا تم لوگ بعل کو پکارتے (یعنی پرستش کرتے) ہو اور چھوڑ دیتے ہو احسن الخالقین کو) میں ارشاد فرمایا ہے جناب موصوف شریعت موسوی کے پابند تھے اور اسی کو مانتے اور لوگوں کو اسی کی تعلیم فرماتے تھے۔

[2] الیسعؑ بن شویلات الیاسؑ کے شاگرد تھے آپ ہی کی دعا سے ان کو نبوت مرحمت ہوئی تھی۔

اروم کی بدعہدی

ابن عمید کہتا ہے کہ ایلیا اور منحیا اور عبوذیا کی کشتیاں ہند سے قیمتی قیمتی اسباب لایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ہوائے مخالف سے کشتیاں ڈوب گئیں۔ اس نے پچیس۲۵ برس تک حکومت کی اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا یہورام تخت نشین ہوا اروم نے بدعہدی کی اور اپنی قوم میں سے ایک کو اپنا حاکم مقرر کر لیا یہورام نے یہ سن کر ان پر حملہ کیا اور انہیں پریشان اور قتل و قید کر کے لوٹ آیا لیکن وہ لوگ بدستور اپنی بغاوت پر قائم رہے۔ اسی کے زمانہ میں بادشاہ موصل اور اسباط میں جو سامرہ میں تھے لڑائی شروع ہوئی اور ایک زمانہ تک وہ لڑائیاں جاری رہیں۔

بنی موآب پر فوج کشی

ابن عمید کہتا ہے کہ بنی موآب، بنی یہوذا کو دو سو بکریاں سالانہ جزیہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے یہ جزیہ نہ پہونچایا۔ ملوک قدس اور سامرہ متفق ہو کر لڑائی کے لئے نکلے اور سات روز تک ان کا محاصرہ رکھا انہیں دنوں میں جب پانی مفقود ہونے کی وجہ سے الیسعؑ نبی نے دعا کی اور وادی جاری ہو گئی تو اہل موآب پانی کی طمع میں نکلے۔ بنی اسرائیل نے موقع مناسب پا کر ان پر حملہ کر دیا اور نہایت سختی سے قتل اور قید کیا۔ یہورام ہی کے زمانہ حکومت میں ایلیاؑ نبی اٹھا لئے گئے اور ان کے اسرار الیسعؑ نبی کی طرف منتقل ہوئے اس کے زمانہ میں انبیاء سے عبوذیا نبی بھی تھے پھر اس نے اپنی حکومت کے آٹھویں برس میں انتقال کیا اور اپنے دادا داؤدؑ کے قریب دفن کیا گیا۔

اُحزیا ہو کی جزیرہ و موصل پر فوج کشی

اس کے بعد اس کے لڑکے اُحزیا ہو نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس کی ماں غثلیا[1] بنت عمری، اجاب بن عمری کی بہن تھی اخزیا ہو نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد اپنے ماموں اجاب کا چال چلن اختیار کیا اور ایک یا دو برس حکومت کی بادشاہ جزیرہ اور موصل پر چڑھائی کی اس لڑائی میں اس کے ماموں اجاب کے لڑکے یہورام والی سامرہ نے بھی اس کا ساتھ دیا چنانچہ یہ دونوں والی جزیرہ اور موصل سے لڑ بھڑ کر واپس آئے یہوشافاط بن الیشا نے جو منسی بن یوسف کی نسل سے تھا اور یورام بن اجاب کے قتل کی فکر میں تھا۔ موقع پا کر ایک ہی وقت میں دونوں کو قتل کر ڈالا۔

---

[1] کتاب اسرائیلیات میں اس کا نام احالیہ لکھا ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی لونڈیوں میں سے تھی۔

اُخزیاہو کا خاتمہ

ابن عمید کہتا ہے کہ یورام بن اجاب والی سامرہ اُخزیاہو کے ساتھ ہو کر ارُوم اور بروایت دیگر کلعاد سے لڑنے کے لئے گیا تھا اور اسی لڑائی میں یہ دونوں مارے گئے تھے اس کے زمانہ میں انبیاء علیہم السلام میں سے الیسعؑ اور عاموراور فنحار نبی تھے۔

غثلیا بنت عمری کی حکومت

اُخزیاہو کے بعد اس کی ماں غثلیا بنت عمری حکومت کی کرسی پر بیٹھی اس کی حکومت قدس میں خوب ترقی پذیر اور پُر زور ہوئی اس نے تمام بنی داؤدؑ کو مار ڈالا لیکن مشیت ایزدی سے یُواش (اُخزیاہو کا رضاعی بیٹا) اس کے پنجۂ ظلم سے بچ رہا اسے اس کی پھوپھی یہوشیع بنت یہورام نے بیت المقدس کے کسی گوشہ میں چھپا رکھا تھا اور اس راز سے اپنے شوہر یہو دیاوع کو آگاہ کر دیا تھا جو ان دنوں کاہن اعظم تھا۔ جب یواش کا ساتواں سال پورا ہو گیا اور بنی یہودا غثلیا کے نالپسند یدہ کاموں سے بیزار ہو کر یہودیا دع کاہن کے پاس جمع ہوئے اور اس کی حکومت سے بیزاری ظاہر کی۔ یہودایا دع کاہن نے یواش بن اُخزیاہو کو ظاہر کیا۔ اُن لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ ہو کر اس کی نانی غثلیا اور ان لوگوں سے جو اس کے ہمراہ تھے لڑے اور انہیں تباہ و پریشان کر دیا۔

یواش بن اُخزیاہو

یواش یہودیاع کاہن کے مشوروں سے انتظام حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد یواش بُت پرستی پر مائل ہوا۔ زکریا[1] نبی نے منع کیا اس نے ان کو شہید کر

---

[1] حضرت زکریا بن ادن سلیمانؑ بن داؤدؑ کی اولاد سے تھے۔ الیشاع بنت عمران بن ماثان سے آپ نے نکاح کیا اور بڑھاپے میں جب اولاد ہونے سے ناامید ہو گئے تھے حضرت یحییٰؑ نبی آپ کی دعا سے پیدا ہوئے ان دونوں بزرگوں کا تذکرہ کلام مجید میں آ گیا ہے الیشاع بنت عمران، مریم والدہ عیسیٰ علیہ السلام کی بہن تھیں۔ ہیرودس بادشاہ نے اپنی محبوبہ کی ترغیب سے یحییٰؑ نبی کو ذبح کر ڈالا زکریا علیہ السلام یہ سُن کر اس کے خوف سے بھاگ گئے اور بیت المقدس کے قریب پہنچ کر ایک باغ میں داخل ہوئے ایک درخت نے بحکم الٰہی آپ کو پکارا جب آپ اس کے قریب گئے تو وہ شق ہو گیا آپ اس میں چھپ گئے تقاضا کار آپ کی چادر کا ایک کونہ باہر نکلا رہا۔ بادشاہ ہیرودس کے آدمی آپ کے تعاقب میں آئے ہوئے تھے اور آپ کو ڈھونڈ رہے تھے۔ شیطان نے ان کو اس درخت تک پہونچا دیا جس میں جناب زکریاؑ چھپے تھے اور چادر کا کونہ دیکھ کر اپنے قول کو یقین کے درجہ پر پہنچایا ان ناعاقبت اندیشوں نے آرہ سے اس درخت کو چیر ڈالا اور زکریاؑ شہید ہو گئے۔

ڈالا۔ اس کے زمانہ حکومت میں الیسع اور عوفریا اور زکریا نبی تھے۔ یہو دیاد ع کاہن کا یواش کی حکومت کے تیئسویں برس انتقال ہوا۔ یواش نے بیت المقدس میں کسی قدر تجدید کی تھی اور اس کی حکومت کے اڑتیسویں برس الیسع نے وفات پائی اسی کے زمانہ میں شربال جو بابل میں کلدانیوں کا بادشاہ تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ نینوئی اور موصل نے اور ابن عمید کہتا ہے کہ بادشاہ شام نے بیت المقدس پر حملہ کیا اس نے تمام وہ مال و اسباب جو شاہی خزانہ اور بیت المقدس میں تھا دے دیا۔ اور اس کی اطاعت قبول کرلی یہاں تک کہ اس کے اراکین دولت اور وزراء نے اسے مار ڈالا۔

بیت المقدس کی تاراجی

اور اس کی جگہ اس کے لڑکے اَمَصْیَاہو کو تخت نشین کیا۔ تھوڑے دن بعد بنی اسرائیل نے اس سے سرکشی شروع کی اور وہ اپنی ماں کی اعانت سے ان پر غالب آیا اور باغیوں کو تہِ تیغ کرکے اروم کی طرف بڑھا اور ان پر بھی اسے فتح یابی حاصل ہوئی اور ان میں سے تقریباً بیس ہزار کو مار ڈالا۔ اس کے بعد بادشاہ اسباط نے (جو سامرہ میں تھا) اس پر فوج کشی کی۔ اس نے اُس کا مقابلہ کیا لیکن اسے شکست ہوئی اور یہ گرفتار کرلیا گیا۔ بادشاہ اسباط نے اس کی گرفتاری کے بعد بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور تقریباً چار سو ہاتھ شہر پناہ منہدم کر ڈالی اور شاہی محل کے خزانہ اور ہیکل کے مکان کا مال و اسباب۔ برتن اور جواہرات لوٹ کر سامرہ واپس آیا اور یہاں پہونچکر اس نے اَمَصْیَاہو بادشاہ بیت المقدس کو رہا کردیا۔

عُزّیا کی امارت

اَمَصْیَاہو بیت المقدس پہونچ کر شہر پناہ کی منہدم دیواروں کو درست کرکے حکومت کرنے لگا کچھ عرصہ بعد بنی داؤد اس کی طرز حکومت سے بیزار ہوگئے اور اس کی حکومت کے ستائیسویں سال اسے مار کر اس کے لڑکے عُزّیا ہو کو حکومت کے لئے منتخب کیا اس کے زمانہ میں یونانؑ اور ناحومؑ نبی تھے۔ اور عاموس کو بھی اس کے عہد حکومت میں نبوت دی گئی تھی۔ عُزّیا ہو نے ترپنؔ سال تک حکومت کی۔ اس اثناء میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

مختلف واقعات

ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے پانچویں سال ابتداءً شمسی دورہ کے مطابق سنہ ایجاد کیا گیا اور چھٹے برس موصل سے آرمینوں کی حکومت جاتی رہی اور وہ ملوک بابل کے ماتحت ہوگئے اور بائیسویں برس بادشاہ بابل فول نامی نے شہر سامرہ پر حملہ

کیا اور اس کے تیئسویں سال جلوس میں یونانیوں پر سب سے پہلے ان کے بادشاہ نے شہر القیاس میں حکومت کا رتبہ حاصل کیا اور اسی کے سلطنت کے اکیاونویں برس بعد بخت نصر اول بابل کا بادشاہ ہوا اسی کے عہد حکومت میں روم کا اوّل بادشاہ فردوس نامی بھی تھا اس کے زمانہ میں یہوشع۔ عوذیا۔ اموص۔ اشعیا۔ یونس[1] بن متی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اس کے لشکر کی تین لاکھ بیان کی جاتی ہے۔

---

[1] یونسؑ بن متی بنی اسرائیل کے انبیاء و مرسلین میں سے شمار کئے جاتے ہیں جیسا کہ "وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ" (اور بے شک یونس ہے مرسلین سے) ثابت ہوتا ہے لیکن ان کے لئے کوئی مخصوص کتاب نازل نہیں کی گئی تھی۔ شریعت موسوی کے پابند تھے اور اہل نینوی (سرزمین موصل) کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ مدتوں یہ وعظ و پند کرتے رہے مگر ان میں سے جب کوئی شخص آپ پر ایمان نہ لایا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ان پر عذاب نازل کرنے کی دعا کی خدا تعالیٰ نے عذاب بھیجنے کا وعدہ کیا جب اس عذاب کے نزول کا وقت آیا تو جناب موصوف شب کے وقت شہر سے باہر چلے آئے۔ صبح ہوتے ہی بمقدار شہر ایک ابر سرخ نمودار ہوا اور اس سے چنگاریاں نکلنے لگیں اہل شہر نے یونسؑ کو اس غرض سے تلاش کرنا شروع کیا کہ اگر وہ ملتے تو اہل شہر ان پر ایمان لاتے۔ توبہ کرتے۔ لیکن وہ کہاں ملنے والے تھے وہ اس شہر کی سرحد سے غصہ کی وجہ سے باہر جا چکے تھے۔ بادشاہ نے اہل شہر سے کہا کہ اگر یونسؑ نبی تمہارے درمیان سے چلے گئے ہیں تو کیا ہے خدائے تعالیٰ تم سے نہیں گیا ہے چلو شہر کو چھوڑ دو اور میدان میں چل کر توبہ کرو چنانچہ اہل شہر، بادشاہ کے کہنے سے شہر چھوڑ کر میدان میں آگئے اور تین روز تک گریہ زاری کرتے رہے۔ چوتھے روز ان کی دعا قبول کر لی گئی اور یہ عذاب ان سے اٹھا لیا گیا اہل شہر اپنے شہر میں واپس آئے۔

یونسؑ اہل شہر سے بیزار ہو کر رفتہ رفتہ دریا کے کنارے پر پہنچے اور کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ جب کشتی نصف دریا میں پہونچی اور کشتی کو ہوائے مخالف سے نقصان پہونچتا نظر آیا تب آپ کو اپنی خطا کا احساس ہوا۔ قصہ مختصر آپ نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا کشتی تو روانہ ہو گئی اور آپ کو مچھلی نے نگل لیا چالیس روز اس کے پیٹ میں رہے اکتالیسویں روز حکم الٰہی اس کے پیٹ سے نکلے آپ میں اس قدر توانائی باقی نہ رہی تھی کہ حس و حرکت کرتے یا باہر چلتے (مسلسل)

عزیاہو کی وفات

احکام توریت کی مخالفت کی وجہ سے اس کے کاہن نے بددعا دی۔ چنانچہ عزیاہو عارضہ برص میں مبتلا ہو کر ایک برس تک خانہ نشین رہا اور اس کا لڑکا یواب سلطنت کے کاروبار دیکھتا رہا۔ ہرویوش مورخ روم کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں کسرانیوں کا اخیر بادشاہ بابل شرویال اپنے سپہ سالار ارباط بن المادس کے ہاتھ مارا گیا اور ارباط حکومت بابل پر متمکن ہوا اس کے بعد اس نے بہت سی جنگیں کیں قوط اور عرب قضاعہ سے لڑا اور وہاں سے کامیاب ہو کر لوٹا اس کے بعد عزیاہو اپنی حکومت کے ترپن برس پورے کر کے مر گیا۔

یواب بن عزیاہو

اور اس کی جگہ اس کا لڑکا یواب تخت نشین ہوا۔ یہ نیک اور متقی تھا اس کے زمانہ حکومت میں ہوشیع۔ اشعیا۔ یوئیل۔ عوفر انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔ اسی کے زمانہ میں بادشاہ جزیرہ نے ابتداءً یہود پر غلبہ حاصل کیا۔ جو سربانیکن کے نام سے معروف تھے اور یواب اپنی حکومت کے سولہویں سال مر گیا تب

احاز بن یواب

اس کا لڑکا حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے آبا و اجداد کے طریقے چھوڑ دیئے اور بنی اسرائیل بت پرستی کرنے لگے ارمن بامداد بادشاہ موصل ان سے لڑا اور دمشق کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور جہاں تک اس سے بن پڑا وہ اسے لوٹ کر واپس ہوا۔ پھر آحاز ان کے مقابلہ پر نکلا ایک لاکھ بیس ہزار یہودی مارے گئے اور آحاز پسپا ہو کر بھاگا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ حکومت میں مادیس کی حکومت کیرش بادشاہ فارس کے ہاتھوں ختم ہوئی۔ اور ان کی حکومت و سلطنت اس کی طرف

(بقیہ نوٹ ص ۲۳۶) پھرتے چالیس روز دریا کے کنارے پڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو رزق پہونچاتا رہا جب ان میں چلنے پھرنے کی توانائی آگئی تو پھر وہ اسی شہر کی طرف بھیجے گئے۔ جہاں سے آپ غصہ ہو کر چلے گئے تھے۔ وہ لوگ تعداد میں ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔ اس کا ذکر قرآن شریف میں آگیا ہے۔ نظیر کے لئے یہی ایک امت ہے کہ اس پر عذاب آیا اور وہ اس وقت ایمان لانے اور توبہ کرنے سے بچ گئے ورنہ جس گروہ پر جب کوئی عذاب آیا تو اس وقت ان کے ایمان لانے اور توبہ کرنے سے وہ عذاب اٹھایا نہیں گیا۔

منتقل ہو گئی۔ ابن عمید، مسیحی سے روایت کرتا ہے کہ آغاز کے زمانہ حکومت میں فرنجہ یونان کے علاوہ تمام روم پر غالب آ گئے تھے اور شہر رومہ کو لوٹ لیا ہروشیوش یہ بیان کرتا ہے کہ اس کے زمانہ سلطنت میں لاطینین انطاکیہ رولس پر پھر مرکہ پر حاکم ہوا اور شہر رومہ آباد کیا۔

خرقیا ہو بن آحاز

اس کے بعد سولہ برس حکومت کر کے آحاز مر گیا اور اس کا لڑکا خرقیا ہو تخت حکومت پر بیٹھا اس نے بت پرستی یک قلم بند کر دی اور اپنے جد اعلیٰ داؤد کے قدم بقدم چلنے لگا۔ ملوک بنی یہودا میں اس کا ہم مثل کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے۔ ملوک موصل و بابل و کوریش سے مخالفت کی اور بنی فلسطین کو فاش شکست دے کر ان کے قصبات کو اُجاڑ ڈالا۔ اس کے اور اس کے باپ کے عہد حکومت میں شلیشار بادشاہ جزیرہ و موصل نے سامرہ میں اسباط پر حملہ کر کے ان پر جزیہ قائم کیا پھر اس کے زمانہ میں شلیشار ان کی طرف آیا اور ان کا ملک چھین لیا پھر اس کی حکومت کے چوتھے برس رضین بادشاہ دمشق نے اس پر حملہ کیا اور بغیر کسی لڑائی کے لوٹ گیا۔

سنجاریف کا محاصرہ بیت المقدس

اور چودھویں سال میں سنجاریف بادشاہ موصل نے سامرہ کے بعد اس پر حملہ آور ہوا اور اس نے بنی یہودا کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا اور اسے بیت المقدس میں گھیر لیا۔ خرقیا ہو نے تین سو قنطار چاندی اور تیس قنطار سونے کے اور ہیکل اور شاہی محل کا تمام مال سنجاریف کو دے کر واپس کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ عہد ٹوٹ گیا اور سنجاریف نے دوبارہ بیت المقدس پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کیا اور اس نے اس رقم معینہ کے لینے سے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا" وہ کون شخص ہے کہ جس کا خدا اسے میرے ہاتھوں سے نجات دے جب تک میں اس کو نجات نہ دوں بنی اسرائیل اس کے ان کلمات کو سن کر ڈرے اور شعیا نبی سے دعا کے خواستگار ہوئے۔

سنجاریف کا خاتمہ

شعیا نبی نے دعا کی سنجاریف کے لشکر میں طاعون پھوٹ نکلا۔ ایک ہی رات میں ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی مر گئے۔ سنجاریف مجبور ہو کر نینوی اور موصل کی طرف لوٹا اثنا راہ ہیں خود اس کے لڑکوں نے اسے مار ڈالا اور

بیت المقدس کی طرف بھاگ آئے تب اس کا لڑکا سرمعون تخت حکومت پر بیٹھا۔ طبری کہتا ہے کہ بادشاہ بنی اسرائیل نے بخاریف کو قید کر لیا تھا لیکن اشعیاٰ نبی نے بالہام خدا اُسے چھوڑ دیا۔

منشا ابن خرقیاہو پھر خرقیاہو انتیس ۲۹ سال حکومت کر کے مرگیا اور اس کا لڑکا منشا تخت حکومت پر بیٹھا یہ نہایت ہی بدکار اور بد خلق تھا اس کے حرکات وسکنات انتہائی ناپسندیدہ تھے۔ دینی امور میں بھی یہ مذہب کا پابند نہ تھا۔ اشعیاٰ نبی نے اسے اس کے افعال ناپسندیدہ سے روکنا چاہا لیکن اسے آپ کی ہدایت ورہنمائی ناگوار گزری۔ اس نے جناب موصوف کو آرہ سے چروا ڈالا اور انہیں کے ساتھ صلحاء کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے انتیسویں ۲۹ سال سنجاریف صغیر نے مملکت موصل پر قبضہ حاصل کیا اور ۵ سنہ جلوس میں بادشاہ یواش نے بورنطیہ آباد کیا جس میں قسطنطین نے ترمیم کر کے اسے اپنے نام سے موسوم کیا اور ۱۵ سنہ جلوس میں سنجاریف بادشاہ موصل نے قدس شریف پر فوج کشی کی تین برس کے محاصرہ کے بعد ۵۶ سنہ جلوس میں اسے فتح کر لیا۔

یوشیا ابن امون منشا کے بعد اس کا لڑکا امون حکومت کی کرسی پر بٹھایا گیا۔ اس کی حالت بعینہ اس کے باپ کی سی تھی اس نے دو برس تک حکومت کی تیسرے برس کے شروع میں اس کے غلاموں نے اسے مار ڈالا اس کے بعد یہود نے متفق ہو کر ان غلاموں کو مار کر اس کی جگہ اس کے لڑکے یوشیا کو بادشاہ بنایا اس نے نہایت سلامت روی کا طریقہ اختیار کیا۔ بتوں کو توڑ ڈالا۔ دینی معاملات میں مضبوطی سے کام لینے لگا۔ بتوں کے مجاوروں کو قتل کر ڈالا اور ان مکانات اور قربان گاہوں کو مسمار کرا دیا جن کو یربعام ابن نباط نے بنوایا تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں صفونا اور کلدی اور ناحوم نبی تھے اسی کے عہد میں بنی ہارون میں ارمیا ابن الیا کو نبوت دی گئی۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو جب بابل کی طرف ستر برس کی جلاوطنی کی خبر دی تو یوشیا نے قبہ قربان اور تابوت عہد کو لے کر ایک گڑھے میں دفن کر دیا جس کا پتہ کسی کو معلوم نہ ہوا اسی کے عہد حکومت میں بخوس نے بابل لے لیا۔

فرعون اعرج اس کی حکومت کے اکتیسویں برس میں فرعون اعرج نے مصر پر قبضہ حاصل

کر لیا اور مسیخ سے لڑنے کے لئے فرات کی طرف چلا یوشیا بھی اس کے مقابلہ پر آیا۔ اور لڑائی کے میدان میں بتیس ۳۲ برس حکومت کرکے ایک تیر کے صدمہ سے مرگیا جب کہ وہ شکست پاکر بھاگا جارہا تھا اس کے بعد اس کا لڑکا یواش (جس کو یہویاحاز بھی کہتے ہیں) حکومت کرنے لگا۔ اس نے توریت کے احکام کو بالکل معطل اور بے کار کردیا اور بدکرداری شروع کردی۔ فرعون اعرج نے اس پر فوج کشی کی اور اسے گرفتار کرکے مصر واپس آیا۔ مصر پہونچ کر یواش کا انتقال ہوگیا۔ فرعون الاعرج نے ممالک بنی اسرائیل پر .... سو قنطار چاندی اور بیس قنطار سونے کا خراج مقرر کیا۔ یواش کا زمانہ حکومت۔ صرف تین مہینے رہا۔

بخت نصر کا حملہ

یواش کے بعد بنی اسرائیل نے الیاقیم بن یوشیا کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا یہ نہایت بدطینت اور کافر تھا اور فرعون اعرج کے لئے بنی یہودا سے علیٰ قدر حیثیت خراج وصول کرتا تھا۔ اس کی حکومت کے ساتویں برس بخت نصر بادشاہ بابل نے اس پر حملہ کیا اور جزیرہ کو اس سے چھین لیا اور بیت المقدس کی طرف بڑھا اور بنی اسرائیل پر اوّلاً جزیہ قائم کیا۔ الیاقیم نے اس کی حکومت تسلیم کرلی اور تین برس تک اس کا مطیع رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ادوم، عمون، مواب، کسدانین کو مسلط کردیا کچھ عرصہ بعد اس نے کچھ لشکر جمع کرکے بخت نصر سے سرتابی کی وہ اسے گرفتار کرکے بابل کی طرف لے چلا اثناء راہ میں اپنی حکومت کے گیارہویں برس مرگیا۔

بنی اسرائیل کی غلامی

بخت نصر نے اس کی جگہ یخنیو بن الیاقیم کو اپنی طرف سے تخت حکومت پر بٹھایا اس نے تین مہینے بادشاہی کی پھر کسی وجہ سے بخت نصر نے اس پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کرکے اس کی ماں اور ارکانِ مملکت اور روساء شہر اور تمام بنی اسرائیل کو جو دس ہزار کے قریب تھے قید کرکے بابل کی طرف روانہ کردیا اور تمام وہ چیزیں جو ہیکل اور خزائن شاہی میں تھیں۔ اور وہ برتن جو حضرت سلیمانؑ نے مسجد اقصیٰ کے لئے بنوائے تھے لوٹ لئے اور شہر قدس میں فقراء اور ناتوانوں کے علاوہ کسی کو نہ چھوڑا۔ یخنیو بن الیاقیم بادشاہ بنی اسرائیل بتیس برس تک اس کی قید میں رہا۔

ہیکل کی تاراجی

ابن عمید کہتا ہے کہ بخت نصر نے قدس شریف پر ایا قیم کی حکومت کے تیسرے سال حملہ کر کے ان میں سے ایک گروہ کو قید کر لیا اور ہیکل کا تمام اسباب لوٹ لیا تھا ایک ہی سال میں دانیال اور حنانیا اور عزازیاہ اور میصائیل انبیاء تھے اور ایا قیم کی حکومت کے پانچویں سال بخت نصر اور فرعون اعرج بادشاہ مصر میں لڑائی ہوئی۔

بخت نصر کی قدس شریف پر فوج کشی

آٹھویں برس میں بخت نصر نے قدس شریف پر دوبارہ فوج کشی کی اور اہل قدس پر خراج قائم کر کے ایا قیم کو اپنی طرف سے حکومت کی کرسی پر بٹھایا چنانچہ ایا قیم اس واقعہ کے تیسرے سال مر گیا اور اس کی جگہ اس کا لڑکا یخنیو تخت نشین ہوا اس کے زمانہ میں ارمیا اور یابن شعیا، موریٰ والد حزقیا انبیاء کرام علیہ السلام تھے اور دانیائل کو بھی اسی عہد میں نبوت ملی تھی پھر یخنیو کو بخت نصر بابل لے گیا۔

صدقیاہو پر عتاب

طبری کہتا ہے کہ ہروشیوس بھی اس سے اتفاق کرتا ہے کہ بخت نصر نے یخنیتو ابن ایا قیم کی جگہ اس کے چچا متنیا معروف بہ صدقیاہو کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ بد چلن اور قبیح السیرت تھا اس نے اپنی حکومت کے نویں سال بخت نصر سے سرکشی کی بخت نصر لشکر لے کر چڑھ آیا اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا اور حصار کی غرض سے اس کے چاروں طرف دمدمے باندھ دیئے۔ تین برس کے محاصرہ کے بعد بنی اسرائیل بیت المقدس سے نکل کر صحرا کی طرف بھاگے۔ کسدیوں کے لشکر نے ان کا تعاقب کیا۔ مقام اریحا میں انہوں نے انہیں جا گھیرا اور ان کے بادشاہ صدقیاہو کو گرفتار کر لائے اور اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں اور اس کے روبرو اس کے لڑکے کو ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد اس کو بابل لا کر چھوڑ دیا اور بابل ہی میں اس کا انتقال ہوا۔ اور بعض بنی اسرائیل اس واقعہ سے جان بچا کر حجاز چلے گئے اور عرب کے ساتھ وہیں مقیم ہو گئے اس کے زمانہ میں ارمیا اور حبقوق اور یاروح نبی تھے۔

تباہی یروشلم کی دوسری روایت

اس کامیابی کے بعد بخت نصر نے اپنے سپہ سالار نبوزرادون کو شہر قدس میں داخل ہونے کا حکم دیا جسے (یہود) یروشلم کہتے تھے اس نے اس شہر کو اجاڑ ڈالا اور ہیکل کو ویران کر دیا اور ان عمود (ستونوں) کو توڑ ڈالا جو سلیمان علیہ السلام نے مسجد میں نصب کرائے تھے ان میں سے ہر ایک ستون اٹھارہ ہاتھ اونچا تھا۔ شیش محل اور تمام آثار

اور شاہی مکانات توڑ ڈالے اور مال اسباب جو کچھ پایا گیا اُٹھا لے گیا اور کاہن سامیہ اور حبر منشاء کو قیدیوں میں داخل کر کے ہیکل کو بابل کا ماتحت بنا لیا۔ ہیروشیوش کہتا ہے کہ صدقیا ایک زمانہ تک بابل کے قید خانہ میں رہا جب یزدواق سپہ سالار بہمن شاہ فارس بابل پر غالب آیا تو اس نے صدقیاہو کو قید سے آزاد کر کے کچھ جاگیر بھی دی۔

فرعون اعرج کا قتل مورخ حماۃ لکھتا ہے اور مسعودی اس کے قول سے موافقت ظاہر کرتا ہے کہ بخت نصر کی کامیابی اور بیت المقدس کی ویرانی کے بعد بنی اسرائیل کے بعض بادشاہ مصر جا کر فرعون اعرج کے پاس پناہ گزین ہوئے بخت نصر نے اس سے بنی اسرائیل کے بادشاہوں کو طلب کیا اس نے ان کے دینے سے انکار کیا بخت نصر نے ان پر حملہ کیا اور فرعون اعرج کو قتل کر ڈالا اور مصر پر قبضہ حاصل کر کے مغرب کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا۔ ارمیا نبی سبط لادے سے جو بنی اسرائیل کے نبی تھے انہیں بعض خلقیا کا لڑکا بتاتے ہیں صدقیاہو کے عہد حکومت میں تھے ان کو بخت نصر نے ان کے قید خانہ میں پایا تھا اور اس نے انہیں آزاد کر کے اور قیدیوں کے ہمراہ بابل بھیج دیا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ارمیا بنی اسرائیل کی قید میں انتقال کر گئے تھے۔ بخت نصر نے انہیں نہیں پایا اور اسی طرح بخت نصر دانیال بن خرقیل نبی کو بنی اسرائیل کے ساتھ بابل پکڑ لے گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

جدلیا بن احان کی حکومت ابن عمید کہتا ہے کہ قدس شریف میں ان واقعات کے بعد جدلیا بن احان بقیہ ضعفاء یہود پر حکومت کرنے لگا اس کی حکومت کے ساتویں مہینے اسمٰعیل شاہی خاندان سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے جدلیا کو اور ان یہودیوں اور کسدانیوں کو مار ڈالا جو اس کے ساتھ تھے پھر وہ مصر کی طرف بھاگ گیا اور اس کے ہمراہ ارمیا نبی بھی چلے گئے اور حبقون حجاز کی جانب بھاگ گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ارمیا نبی کو مصر، بابل، صور، صیدا، عمون کی نوبت دی گئی اڑتیس۳۸ برس کے بعد انہیں اہل حجاز نے سنگسار کیا۔

ان پیشین گوئیوں میں سے جو جناب موصوف نے کی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ بخت نصر مصر کی طرف آئے گا اور ہیکل کو ویران و خراب کرے گا اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر ڈالے گا۔ جب بخت نصر مصر آیا آپ کی لاش کو اسکندریہ لے جا کر دفن کیا اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ ارمیا نبی حسب وصیت قدس

شریف میں دفن کیے گئے اور خرقیاہو کو یہود نے بحالت قید قتل کر ڈالا۔

بنی اسرائیل کی مراجعت بیت المقدس

طبری کہتا ہے کہ ان واقعات کے بعد جلا وطنان بنی اسرائیل اطراف عراق میں پھیل گئے یہاں تک کہ انہیں ملوک فارس نے پھر بیت المقدس کی طرف لوٹایا تب انہوں نے اسے دوبارہ آباد کیا مسجد بنائی اور اس میں ان کی دو سلطنتیں قائم ہوئیں یہاں تک کہ طیطش ملوک قیاصرہ کے ہاتھوں اس کی ویرانی کا دوبارہ دور اور جلوۂ کبریٰ کا زمانہ آیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اس مقام پر مناسبت کلام کے لحاظ سے بخت نصر کا نسب اور جو کچھ اس میں اختلاف واقع ہوا ہے ہم بیان کرنا چاہتے ہیں۔

بخت نصر کا نسب

بعضے کہتے ہیں کہ بخت نصر۔ سنجاریف بادشاہ موصل کی نسل سے ہے جو بنی اسرائیل سے سامرہ اور قدس شریف میں لڑا تھا ہشام بن محمد کلبی بروایت طبری کہتا ہے کہ بخت نصر نیوزرادون بن سنجاریف کا لڑکا ہے پھر سنجاریف کو نمرود بن کوش بن حام کی طرف نسبتاً منسوب کرتا ہے جس کا ذکر توریت میں اولاد کوش کے ذیل میں آچکا ہے اور سنجاریف و نمرود کے درمیان سولہ پشتوں کو شمار کرتا ہے ان میں سے پہلا داریوش بن فالغ اور عصاابن نمرود ہے۔ ظن غالب یہ ہے کہ یہ نام صحیح نہیں اور عقلاً وروایتاً ان میں تبدیلی کا قوی شبہ ہے اور ان کے صحیح ہونے کا نہایت کم یقین ہو سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بخت نصر آشوذ بن سام کی نسل سے ہے اگرچہ اس نسب کا ثبوت ہمیں نہیں ملا اور شاید یہ قول سے صحیح تر ہو کیونکہ سنجاریف کا نسب جو اس کے بعد موصل میں بیان کر دیا گیا ہے اور وہ باتفاق اہل فارس آشوذ کی اولاد سے ہے طبری نے ابن کلبی سے روایت کیا ہے کہ اس کا اصلی نام بختیرسہ تھا جسے بخت نصر کے نام سے موسوم کرتے ہیں ہراسپ اور گستاسپ اور بہمن شاہان فارس کے زمانہ میں اہواز اور روم کے درمیان دجلہ کی غربی جانب کا حاکم تھا اس نے ان شہروں کو جو بلاد بابل اور شام سے متصل تھے فتح کیا اس کے بعد قدس شریف کی طرف گیا اور اسے بھی فتح کیا اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ بہمن شاہ فارس نے قدس شریف کی طرف اپنا ایک سفیر بطلب اطاعت روانہ کیا تھا اہل قدس نے جب اسے مار ڈالا تو بہمن نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جس میں ملوک پارس بن ثابت سے داروش اور ملوک بنی غلیم بن سام سے کیرش بن کیکوس تھے اور اخشوارش بن کیرش بن جاماہن کو اپنے عزیزوں میں

سے روانہ کیا اور انہیں کے ہمراہ بخت نصر بن نبوزر مازون بن سنجاریف والی موصل بھی تھا ان لوگوں نے بیت المقدس پہونچ کر اسے فتح کر لیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے بخت نصر والی موصل اس لشکر کے مقدمۃ الجیش کا افسر تھا اور اسی کے ہاتھوں قدس شریف فتح ہوا۔

بخت نصر کے متعلق بنی اسرائیل کی روایت

بنی اسرائیل کا یہ خیال ہے کہ بخت نصر کسدانیوں میں سے ہے اور وہ ناحور بن آزر (تارح) پدر ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہے ان کی حکومت بابل میں تھی اور یہ بخت نصر انہیں کی نسل سے ہے اس نے پینتالیس برس حکومت کی اور بیت المقدس کو اپنی حکومت کے اٹھارہویں سال فتح کیا اس کے بعد اویل مروداخ نے تیئیس برس حکومت کی اس کے بعد اس کا لڑکا تیلسنصر بن اویل تین برس حکومت کرتا رہا پھر اس پر کورش غالب آیا اور اس کی حکومت چھین لی یہ وہی کورش ہے جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف لوٹایا اور بنی اسرائیل نے اس کی حمایت سے بیت المقدس کو آباد کیا اور از سر نو وہاں اپنی حکومت کی بنا ڈالی۔

کورش کے متعلق مختلف روایات

کورش کی بابت جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف بھیجا تھا علماء تاریخ نے اختلاف کیا ہے اور اس امر پر ان کا اتفاق ہے کہ یہ کورش فارس سے ہے پس بعضوں نے کہا ہے کہ یہ لیتاسپ ہے اور خوزستان وغیرہ کا کیقوس (کیکاؤس) اور بخیون بن سیاوس اور لہراسپ وغیرہ شاہان فارس کی طرف سے ایک عظیم الشان عالی حوصلہ گورنر تھا لیکن بادشاہ نہ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ کورش۔ اخشوارش بن جاماسپ بن لہراسپ کا لڑکا ہے اور اس کا باپ اخشوارش وہ ہے جسے بہمن نے بیت المقدس کی طرف روانہ کیا تھا اور جب وہ اس فتح سے واپس ہوا تو اسے اطراف ہند۔ اور سندھ کی طرف بھیجا اور جب وہ پھر کر حسین ابد کی طرف آیا تو اسے بابل کی حکومت مرحمت دی اس نے بنی اسرائیل کے قیدیوں میں سے ابو حاویل الرحا کی لڑکی مردغائی کی رضائی بہن سے اپنا عقد کر لیا۔ نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ اس کے بطن سے بابل یا کسی اور مقام میں اس کا لڑکا کیرش پیدا ہوا۔ مردغائی نے اسے دین یہودیت کی تعلیم دی اور انبیاء وقت مثل متینا اور غانیا اور میثانیل اور عزیر علیہم السلام کی اس نے صحبت پائی۔

بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر

دانیال اس کی حکومت کے کارپرداز و منتظم ہوئے اس کے تمام امور یہی سر انجام دیتے تھے اور اس کو اس امر کی ہدایت کی کہ جو کچھ

شاہی خزانے میں برتن اور اسباب ہوں انہیں ان کے مقامات پر واپس لے جائے اور قدس شریف کی تعمیر میں مستعدی ظاہر کرے چنانچہ اس نے بیت المقدس کی از سرنو تعمیر شروع کی اور بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف بھیج دیا اور جب ان انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس کی طرف جانے کی خواہش ظاہر کی تو اس نے کسی مصلحت سے منع کر دیا۔

کیرش بن کیکو کا بنی اسرائیل سے حسن سلوک

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کیرش کیکو بن غلیم بن سام کا لڑکا ہے جسے بھمن نے اپنے سپہ سالار بخت نصر کے ہمراہ فتح بیت المقدس کے لئے روانہ کیا تھا اور بخت مرس کو بھمن نے بابل کا حاکم بنایا تھا اسے بخت مرسی کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا اس کے بعد اس کے لڑکے نے تئیس سال تک حکومت کی اس کے بعد اس کے لڑکے بلتنصر نے ایک برس بادشاہت کی۔ پھر بھمن کو اس کے ظلم وستم کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسے معزول کر دیا اور بابل کی حکومت داریوش الماذۃ بن باذائے کو دی پھر کچھ عرصہ بعد اسے بھی معزول کیا اور کیرش بن کیکو کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور بنی اسرائیل کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے اور ان کے رؤسا کو عزت کی نگاہوں سے دیکھنے اور انہیں ان کے ملک کی طرف لوٹا دینے اور ان پر اس کو حاکم بنانے کی ہدایت کی جسے وہ پسند کریں۔

حضرت دانیال کی امارت

چنانچہ بنی اسرائیل نے دانیال نبی کو سرداری کے لئے منتخب کیا بعض علماء بنی اسرائیل کی طرف منسوب کر کے بیان کیا جاتا ہے کہ بلتنصر بخت نصر کی نسل سے بابل اور کسدانیوں کا بادشاہ تھا اور دارا بادشاہ ماذی (جسے داریوش بھی کہتے ہیں) اور کورش یعنی کیرش شاہ فارس اس کے مطیع تھے لیکن انہوں نے اس سے سرکشی کی وہ ان پر اپنا لشکر لے کر چڑھ آیا پہلے تو اسے شکست ہوئی پھر جب اس نے اپنے لشکر کے نامی سرداروں کو لڑائی کے میدان میں روانہ کیا تو اس نے انہیں شکست دی اس کے بعد اس کا خادم اسے سوتے میں مار کر داریوش اور کوریوش کے پاس چلا گیا پھر ان دونوں نے بابل پر چڑھائی کی اور کسدانیوں کو مغلوب کیا۔ دارا اور اس کی قوم نے ماذی کو اپنی سکونت کے لئے مخصوص کیا اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ دیلم ہیں جو بابل اور اس کے اطراف میں آئے تھے اور کورش اور اس کی قوم نے فارس اور اس کے تمام علاقہ اپنے لئے خاص کر لیا اور کورش نے اس سے پہلے بیت المقدس کے بنانے اور مسجد کے

برتن واپس کرنے اور جلا وطناں بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف لوٹا دینے کی نذر کی تھی۔ دارا کے مرجانے پر کورش، فارس اور ماذی کا بادشاہ ہوا اور نہایت عمدگی سے اپنی نذر پوری کی۔ ھذا محصل الخلاف فی بخت نصر و کیرش۔ واللہ اعلم۔

یربعام کی بیعت

ہم اس سے پہلے سلیمانؑ کی دولت و حکومت کے تذکرہ میں یہ لکھ آئے ہیں کہ اولاد افرائیم سے یربعام بن نباط سلیمن کی جانب سے یروشلیم کے تمام افسروں کا حاکم تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ نابلس میں بنی یوسف کے افسروں کا گورنر تھا چونکہ یہ ظالم اور سرکش تھا اس کی حکومت وسرداری سے اللہ جل شانہ نے سلیمانؑ پر ناراضگی ظاہر فرمائی اسی وجہ سے یربعام بھاگ کر مصر چلا گیا اور جب سلیمانؑ کا انتقال ہو گیا اور آپ کا لڑکا رحیعم تخت حکومت پر بیٹھا۔ بنی اسرائیل اس کی ناپسندیدہ عادتوں اور ٹیکسوں کی زیادتی سے برہم ہو کر اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر آمادہ ہوئے اور بنی یہودا اور بنیامین کے علاوہ بقیہ اسباط عشرہ ایک مقام پر جمع ہوئے یہ وہ زمانہ تھا کہ انہوں نے یربعام کی بیعت کی اور اسے اپنا حاکم بنایا اور اس کے ساتھ ہو کر رحیعم اور ان سے جو اس کے ہمراہ تھے (بنی یہودا اور بنیامین سے) لڑے اور انہیں یروشلیم میں انہیں گھیر لیا۔ پھر فلسطین (بنی یوسف) کی حکومت کا رخ کیا اور شہر نابلس میں اسباط عشرہ پر قابض ہو گئے اور ان کو قدس شریف اور قربان گاہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔

یوناذاب بن یربعام

(یربعام) نااہل، فاسق، کج خلق تھا اس سے اور رحیعم بن سلیمانؑ اور اس کے لڑکے ابیا اور اسا بن ابیا سے برابر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ابیا ان تمام لڑائیوں میں اس پر اکثر غالب ہوتا رہا۔ ابیا کی حکومت کے دوسرے سال اور اپنی حکومت کے تئیسویں برس یربعام مر گیا اس کے بعد اس کی جگہ اسباط عشرہ نے اس کے لڑکے یوناذاب کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ بھی ظلم اور بت پرستی اور تمام عادتوں میں اپنے باپ کی طرح تھا۔

یعشا بن احیا

اللہ تعالیٰ نے اس پر یعشا بن احیا کو مسلط کر دیا وہ اسے اور اس کے تمام خاندان والوں کو اس کی حکومت کے دوسرے سال مار کر خود اسباط عشرہ پر حکومت کرنے لگا اور اسا بن ابیا اہل قدس سے اپنے تمام زمانہ حکومت میں لڑتا رہا۔ اسا اکثر شاہ دمشق یعشا کی امداد سے لڑا اور ایک مرتبہ شاہ دمشق کو لے کر اس پر چڑھ آیا۔ یعشا ان دنوں یثرب کو آباد کر رہا تھا

اور اس کی تعمیر میں مصروف تھا یعشا اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور تمام اسباب و سامان اور عمارت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اسانے اسے لوٹ لیا اور اس سے قلعہ بنوائے پھر اعشا (یعشا) بن احیا چوبیس برس حکومت کر کے مر گیا اور شہر برصا میں دفن کیا گیا۔

ایلیا بن یعشا کا قتل اس سے پیشتر ان کے نبی نے اسے ہلاکت سے ڈرایا تھا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا ایلیا اور بروایت دیگر ایلہوا، اسا کی حکومت کے چھبیسویں [۲۶] برس تخت حکومت پر بیٹھا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے فلسطین کے بعض شہروں کی تسخیر کے غرض سے بنی اسرائیل کا لشکر روانہ کیا۔ زمری صاحب المرکب یا ابن الیاقا نے جو انہیں اسباط میں سے تھا ایلیا پر دفعتہً حملہ کر کے اسے اور اس کے تمام خاندان کو قتل کر ڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھ گیا۔

صی بن کسات کا قتل چند دن تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ بنی اسرائیل کو جو فلسطین کے محاصرہ پر گئے تھے۔ اس واقعہ سے آگاہی ہوئی وہ اس کی حکومت و سرداری سے راضی نہ ہوئے اور انہوں نے صی بن کسات کو اسی کے سبط سے حکومت کے لئے منتخب کیا اور زمری کی طرف لوٹ آئے جس نے ان کے بادشاہ ایلیا کو مار ڈالا تھا اور اسے چاروں طرف سے گھیر کر شاہی دربار میں گرفتار کر لائے اور اس کے جلانے کے لئے آگ مشتعل کی اور اس واقعہ کے ساتویں دن اسے جلا دیا۔ پھر عمری بن ناذاب ملقب بہ صاحب الحربہ بسبط فرائیم سے حکومت کا دعویدار ہوا اور صی بن کسات کو موقع پا کر قتل کر کے خود حکومت کی کرسی پر خوب استقلال سے قابض ہو گیا یہ واقعات حکومت کے اکتیسویں سال واقع ہوئے۔

بنی اسرائیل میں اختلاف پھر بنی اسرائیل میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے بعض نے بنیامین بن قتال کو سبط لیساخرہ سے اپنا حاکم بنایا اور عمری سے لڑائی لڑے یہ ان پر غالب آیا۔ یہ شہر برصا میں رہتا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کے چھٹے برس سامریا[۱] کو لوٹا اور بارہ برس حکومت کر کے مر گیا نابلس میں مدفون ہوا۔ اس کے بعد اسباط عشرہ کا حاکم اس کا لڑکا احاب مقرر کیا گیا یہ اپنے آبا و اجداد کی طرح کفر و عصیان اور بت پرستی کا مذہب رکھتا تھا۔ اس نے شاہ

---

[۱] سامرہ جبل ہمران میں ہے اسے ایک شخص سامر نامی نے ایک قنطار چاندی کے عوض خریدا تھا اور اس میں اپنا محل بنوایا اور اس کا نام بسسطیہ رکھا اور یہ شہر خریدنے والے کی طرف منسوب ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کا نام سومران تھا جسے معرب کر کے اب سامرہ کہتے ہیں یہ شہر حکومت ختم ہونے تک ان کے بادشاہوں کا دار السلطنت رہا۔

صیدا کی لڑکی سے اپنا عقد کیا اور سامرہ میں ایک ہیکل بنوائی اور اس میں ایک بت رکھ کر اسے سجدہ کرتا تھا اس نے انبیاء علیہم السلام کے قتل میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔

حضرت ایلیا کی علیحدگی قریہ اریحا کو آباد کیا ایلیا نبی علیہ السلام کی بددعا سے تین برس کا قحط پڑا۔ ایلیا نبی ان سے جدا ہو کر بریہ چلے گئے اور وہیں مقیم رہے پھر وہاں سے لوٹے اور دعا کی اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا پھر انہوں نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا جو احاب کے ساتھ بت پرستی کرتے تھے ہکذا قال ابن عمید (ابن عمید نے ایسا ہی کہا ہے)

اسباط عشرہ پر عذاب طبری کا یہ خیال ہے کہ جس نبی نے ان کے حق میں بددعا کی تھی وہ الیاس بن سین (یا یاسین) افنحاص بن غیرار کی نسل سے تھے اور وہ اہل بعلبک اور احاب اور اس کی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ اس وجہ سے تین برس تک بلائے قحط میں مبتلا رہے پہلے انہوں نے اپنے بتوں سے رجوع کیا جب ان سے کام نہ نکلا تو جناب موصوف کی طرف رُخ کیا اور اُن سے دعا کے خواستگار ہوئے الیاسؑ نبی نے دُعا کی پانی برسا لیکن یہ بدستور اپنے کفر اور نافرمانی پر قائم رہے احاب اُن پر زیادہ سختی کرتا رہا الیاسؑ نبی نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کی دُعا کی اور لوگوں کو ہلاکی و تباہی سے آگاہ کیا۔

احاب بن عمری الیاسؑ نبی کے بعد الیسع بن اخطوب کو سبط افرائیم سے نبوّت دی گئی۔ ابن عساکر کہتا ہے کہ آپ کا نام اسباط بن عدی بن شولیم بن افرائیم ہے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ احاب کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ایلیا نبی پر الیاس بن یعضا کو پاک کرکے وحی نازل فرمائی تھی۔ اور نیز اردم کو دمشق میں اور باہو بادشاہ بنی اسرائیل کو قدس شریف میں پاک کرنے پر مامور کیا تھا۔ اس کے بعد سداب بادشاہ سوریہ۔ احاب بن عمری اور اسباط عشرہ پر چڑھ آیا۔ اس نے سامرہ سے نکل کر اس کا مقابلہ کیا اور دو مرتبہ سخت شکست دے کر پسپا کر دیا۔ سداب لڑائی کے میدان سے بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا جب وہ بھی اسے محاصرین کے ہاتھوں سے پناہ نہ دے سکا تو وہ ایک روز تنہا احاب کے پاس چلا آیا احاب نے اس کا قصور معاف کر دیا اور اسے اس کے ملک کی طرف لوٹا دیا۔ نبی موصوف نے اس کے اس فعل سے اپنی ناراضگی ظاہر کی اور اسے اس عذاب سے ڈرایا جو اس کی اولاد پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والا تھا اس کے بعد احاب

بادشاہ اسباط یہوشافط بادشاہ بنی یہوداکے ہمراہ بادشاہ سوریہ سے لڑنے کے لئے نکلا اور اثناء لڑائی میں ایک پتھر کے صدمہ سے مرگیا۔ اور سامرہ لاکر دفن کیا گیا۔

حضرت عاموصؑ کی شہادت

اس نے بائیس ۲۲ برس اور بروایت ابن عمید اٹھارہ برس حکومت کی اس کے بعد اس کا لڑکا اخریا (یا اسیا) تخت حکومت پر بٹھایا گیا۔ یہ نہایت بداطوار اور سرکش تھا اس نے عاموصؑ نبی کو شہید کیا اور بعل نامی بت کی پرستش شروع کی دو برس حکومت کرکے مرگیا۔

متفرق واقعات

اس کے بعد اس کا بھائی یوام بادشاہ ہوا اس نے اسباط عشرہ پر بارہ برس تک بادشاہت کی اس نے پہلے بنی موآب پر جزیہ نہ دینے کی وجہ سے حملہ کیا سات روز تک بنی موآب محاصرہ میں رہے۔ جب پانی ختم ہوگیا تو الیسع کی دعا سے وادی جاری ہوگئی بنی موآب پانی کے خیال سے باہر نکل آئے بنی اسرائیل نے ان میں سے بے شمار آدمیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد ہدا دبادشاہ ادوم نے سامرہ کے محاصرہ کے لئے لشکر جمع کیا اور اس کا تین برس محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ الیسع نبی کی دعا سے ناکام لوٹا۔

اخزیا بن یہورام کا قتل

۱۲ سنہ جلوس میں جب کہ ملوک جزیرہ اور ادوم کی لڑائی سے اخریا بن یہورام بادشاہ بیت المقدس کے ہمراہ لوٹ کر آرہا تھا یہوشافط بن لیشا، سبط منشی بن یوسف نے موقع پاکر اسے اور اخریا بادشاہ قدس کو مار ڈالا اور آپ خود اسباط پر حکومت کرنے لگا۔

بنی احاب کا قتل عام

ابن عمید کہتا ہے کہ یوام بن احاب بادشاہ اسباط اخریا بادشاہ بیت المقدس کے ہمراہ ادوم سے لڑنے کے لئے گیا تھا اور وہیں دونوں لڑائی میں مارے گئے یہوشافط تخت حکومت پر بیٹھتے ہی بنی احاب کے قتل میں مصروف ہوگیا اور تقریباً تمام بنی احاب کو مار ڈالا جیسا کہ اسے الیسع نے حکم دیا تھا یہ پینتیس ۳۵ سال حکومت کرکے مرگیا۔

یواش کا بیت المقدس پر حملہ

اس کے بعد اس کا لڑکا یواص اسباط عشرہ کا بادشاہ ہوا اور سترہ برس تک بادشاہت کرتا رہا اس کے بعد اس کا لڑکا یوشش تخت نشین ہوا اس نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور اسے امصیا بادشاہ قدس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

اندر اس کی چار سو ہاتھ شہر پناہ منہدم کر دی اور اہل قدس کو گرفتار کر لیا۔ اور عزریا کاہن کی اولاد کو پکڑ لایا اور جو کچھ مسجد میں تھا اسے لوٹ کر سامرہ واپس آیا کچھ روز بعد الیسع بیمار ہوئے یواش ان کی عیادت کے لئے گیا۔ انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ ادوم کو ہلاک کرے گا اور اس پر تین بار فتحیابی حاصل کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ تیرہ برس حکومت کر کے مر گیا۔

یربعام بن یواش اور امصیا کی جنگ

اس کے بعد اس کا لڑکا یربعام بادشاہت کرنے لگا یہ نہایت درجہ بدخصلت اور بد اطوار تھا اس نے امصیا بادشاہ یہودا پر حملہ کیا اور بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ اس کے باپ یواش نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اس کے بادشاہ امصیا کو شکست دی تھی اور اسے گرفتار کر لایا تھا اور جو کچھ خزائن شاہی میں تھا اسے لوٹ لیا تھا اور عزریا کاہن کو سامرہ میں قید کر دیا تھا پھر اپنی حکومت کے اکتالیسویں برس اور عزریاہو بن امصیا کے ستائیسویں سال اس کو آزاد کر دیا تھا۔

زکریا بن یربعام کا قتل

ابن عمید کہتا ہے کہ بنی اسرائیل سامرہ میں گیارہ برس رہے اس کے بعد یربعام کے لڑکے زکریا کو عزریاہو کی حکومت کے اڑتیسویں سال تخت حکومت پر بٹھایا اس نے صرف چھ مہینے حکومت کی اس پر سبط زبلون سے متاخیم بن کا دنامی ایک شخص نے جو اہل برصا میں تھا حملہ کیا اور اسے قتل کر کے آپ تخت حکومت پر بیٹھ گیا۔ اس نے بارہ برس تک حکومت کی۔

فتح برصا

اور بروایت ابن عمید اس کی حکومت کا زمانہ زیادہ سے زیادہ دس برس ہے وہ بیان کرتا ہے کہ عزریاہو بادشاہ قدس کی حکومت کے انتالیسویں برس اس نے شہر برصا کو بزور تیغ فتح کیا۔

فول کی موصل پر فوج کشی

اور انہیں ایام میں اس پر فول بادشاہ موصل چڑھ آیا اور اس پر ایک ہزار قنطار چاندی جزیہ مقرر کر کے واپس ہوا یہ نہایت بدعادت اور نہایت ظالم تھا اس کے مرنے کے بعد فقحیا بن مناخیم، عزریاہو بادشاہ قدس کی حکومت کے چالیسویں سال تخت و حکومت پر متمکن ہوا اور بارہ برس تک بادشاہانہ زندگی بسر کی۔

باقح بن رصلیا کا قتل

اس کے بعد اس کے عمال میں سے باقح بن رصلیا اس پر غالب آیا یہ بھی اپنے اگلے بادشاہوں کی طرح گمراہ اور بے دین تھا۔ یہ اسباط پر سامرہ میں

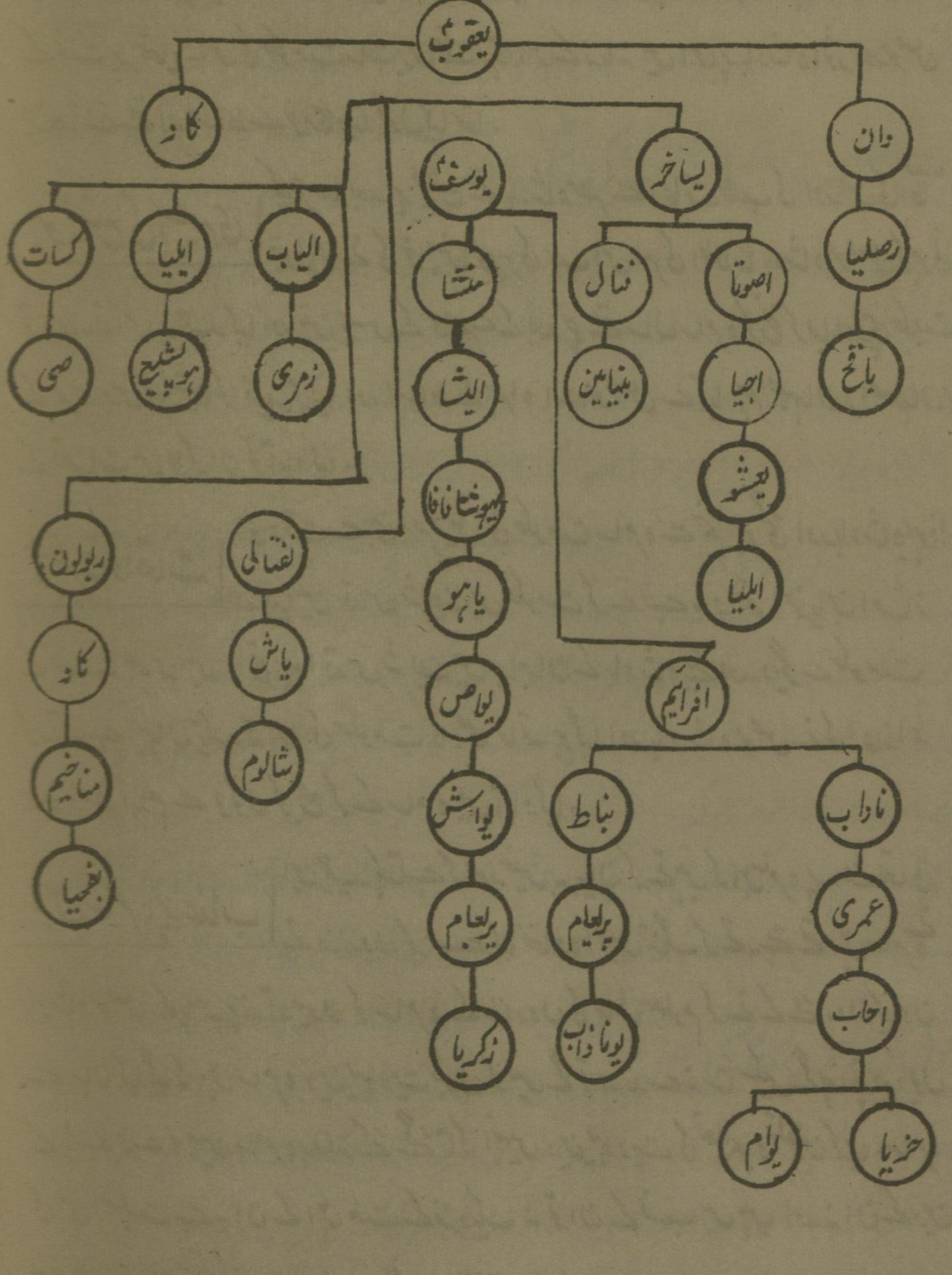
دس سال حکومت کرتا رہا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں عزیاہو بن امصیا بادشاہ قدس مرگیا اور بارقم بن رصلیا اپنی بد چلنی اور بت پرستی پر قائم رہا یہاں تک کہ ہولیشیع بن ایلیا (سبط کاوہ) نے یواب بادشاہ قدس کی حکومت کے تیسرے سال اسے قتل کر ڈالا اور اسباط نے اس کی جگہ اسے بادشاہت و حکومت کے تخت پر بٹھایا۔ اس کی حکومت سات برس تک رہی اس کے زمانہ میں اس پر بادشاہ اثور اور موصل چڑھ آئے تھے اور اسباط نے خراج دینا قبول کیا تھا۔

ہولیشیع کی اسیری کچھ عرصہ بعد ہولیشیع نے بادشاہ مصر سے اعانت طلب کی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی جب اس امر کی اطلاع بادشاہ موصل کو ہوئی تو اس نے اس پر حملہ کیا اور تین برس کے محاصرے کے بعد چوتھے سال سامرہ کو فتح کر لیا اور اپنی حکومت کے نویں برس ہولیشیع کو قید کر لیا اور اسباط کے ہمراہ اسے موصل لے آیا پھر اصبہان (اصفہان) کے قصبات میں لا کر ان کو آباد کیا۔

متفرق واقعات اسی وقت سے بنی اسرائیل کی حکومت سامرہ سے ختم ہو گئی اور بادشاہ یہودا اور بنیامین قدس شریف میں حکومت کرتے رہے یہ واقعہ اخزیا بن احاز کے سنہ جلوس میں واقع ہوا قدس شریف میں برابر ان کے بادشاہ یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا اور بادشاہ موصل نے کوثا، غازہ، حماۃ، صفر آرام سے لوگوں کو جمع کر کے سامرہ میں آباد کیا۔

اہل سامرہ پر عذاب ابن عمید کہتا ہے کہ مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل سامرہ پر اللہ تعالیٰ نے درندوں کو مسلط کیا تھا وہ انہیں تنگ کرتے رہتے تھے اہل سامرہ نے بادشاہ موصل کے پاس چند آدمیوں کو سامرہ کے ستاروں کی چال معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا ان سے بیان کیا گیا کہ اہل سامرہ دین یہودیت قبول کر لیں گے تو درندے نہ ستا سکیں گے چنانچہ یہودیوں کے بڑے بڑے کاہنین سامرہ روانہ کئے گئے تاکہ انہیں دین یہودیت کی تعلیم و تلقین کریں۔ سامرہ کی یہی اصلیت ہے یہ ان کے اہل ملت کے نزدیک نہ تو ان کے نسب میں ہیں اور نہ ان کے دین میں ہیں۔ واللہ مالک الامور لا رب غیرہ ولا معبود سواہ۔

شجرۂ ملوک اسباط عشرہ



باب ۱۵

امارت بنی حسمنائی

یوسف بن کریون یہود کے وہ حالات جو بخت نصر کی جلا وطنی کے بعد بیت المقدس اور اس کے اطراف میں واقع ہوئے اور ان کے ان دونوں حکومتوں کے حالات جو اس مدت میں قائم تھیں کسی مؤرخ نے تحریر نہیں کئے اور نہ میں نے فن تاریخ کی مہارت اور تلاش کے باوجود تاریخ کی کسی کتاب میں یہ حالات دیکھے ہیں جن دنوں میں مصر میں تھا اتفاقاً بنی اسرائیل کے ایک فاضل کی تالیف مل گئی جس میں بیت المقدس کے حالات اور بنی اسرائیل کی ان دونوں حکومتوں کا بیان لکھا ہوا تھا جو بخت نصر اول کی ویرانی سے طیطش ثانی کی ویرانی کے درمیان زمانہ جلوہ کبریٰ میں قائم ہوئی تھیں۔ مؤلف نے اپنے خیال میں اس زمانہ کے پورے حالات لکھے ہیں اس کا نام یوسف بن کریون ہے۔

اسبیانوس کی گرفتاری / رہائی یہ یہود کے نامی سپہ سالاروں اور رئیسوں میں سے تھا۔ صوت[1] کی حکومت اس کے قبضہ میں اس زمانہ میں تھی جس وقت روم نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا اور اسبیانوس پدر طیطش نے اس کا اور بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا اور صولت کو بزور تیغ فتح کیا تھا یوسف بھاگ کر پہاڑ کی کسی گھاٹی میں چھپ رہا۔ قضا کار اسبیانوس ایک روز تن تنہا اس طرف آنکلا اس نے اس کو گرفتار کر لیا اور پھر اس کو اس نے احساناً چھوڑ دیا۔ اسی ذریعہ سے اس کے لڑکے طیطش نے بنی اسرائیل کو

---

[1] بیت المقدس کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ کما فی التوارۃ اور شاید اس کو اب صفد کہتے ہیں۔

بیت المقدس سے جلا وطن کیا تو اس نے یوسف کو عبادت کی غرض سے بیت المقدس ہی میں رہنے دیا۔

بنی حسمنائی و بنی ہیرودس

یہ تو مؤلف کا ترجمہ تھا اب باقی رہی کتاب۔ میں اس سے بیت المقدس اور یہود کے اس مدت کے حالات اور ان کی ان دونوں حکومتوں بنی حسمنائی اور بنی ہیرودس کے تذکرے اور اس زمانہ کے نئے امور جیسا کہ میں نے اس تالیف میں پایا ہے۔ اس مقام پر خلاصہ کر کے لکھتا ہوں کیونکہ میں نے سوائے اس تالیف کے ان حالات کو اور کسی کتاب میں نہیں پایا اور ہر قوم اپنے سلف کے حالات دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتی ہے جبکہ ان واقعات کی مخالفت وہ نہ کرتا ہو جو اس سے پہلے گذرا ہو۔ جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تصدقوا اھل الکتاب اور پھر ارشاد کیا ولا تکذبوھم باوجودیکہ یہ ان یہود کے حالات اور قصص انبیاء کی طرف اشارہ ہے جن کے بارے میں من عند اللہ آیات نازل ہوئی ہیں اس دلیل سے کہ اس کے بعد فرمایا ہے وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ اور ان واقعات کی خبروں میں جو کسی کی طرف مستند ہوں اس میں سے ایک شخص کی روایت بھی کافی ہو گی جب کہ اس کی صحت کا گمان غالب ہو لہٰذا ہم اس نظر سے مناسب سمجھتے ہیں کہ ان حالات کو بنی اسرائیل کے حالات کے ساتھ شامل کر دیں جو پہلے لکھے جا چکے ہیں تاکہ ان کے ابتدائے زمانہ سے اخیر زمانہ تک کے حالات کی تکمیل ہو جائے اور میں نے ان کی صداقت اور جھوٹ کا زیادہ التزام نہیں کیا۔ واللہ المستعان۔

حضرت ارمیاؑ کی پیشگوئی

طبری اور ائمہ تاریخ کہتے ہیں کہ یرمیاؑ (یا ارمیا) بن خلقیاء بنی لاوی سے اور انبیاء اسرائیل کی طرح صدقیاہو بیت المقدس کے اخیر بادشاہ بنی یہودا کے زمانہ حکومت میں تھے جب ان لوگوں میں کفر و الحاد پھیلا تو جناب موصوف نے انہیں بخت نصر کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے ڈرایا۔ بنی اسرائیل نے ارمیاؑ نبی کو قید کر دیا۔ جب بختِ نصر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ حاصل کر کے انہیں اور قیدیان بنی اسرائیل کے ہمراہ بابل روانہ کر دیا۔ ارمیاؑ نبی کے ان اقوال میں سے جو انہوں نے بنی اسرائیل سے کہے تھے ایک قول یہ بھی تھا کہ بنی اسرائیل ستر برس کے بعد پھر بیت المقدس واپس کر دیئے جائیں گے۔ اور اس زمانہ میں وہاں بخت نصر اور اس کا لڑکا اور پوتا حکومت

کرے گا اور وہ انہیں ہلاک کر ڈالے گا اور کسدانیوں کی حکومت جاتی رہے گی۔ ارمیا نبی نے بنی اسرائیل کو دوسرے الفاظ میں یہ سمجھایا تھا کہ تم لوگ بیت المقدس کے ویران ہونے کے ستر برس بعد۔ پھر اسی کی طرف واپس کئے جاؤ گے۔

حضرت یشعیا بن امصیا کی بشارت

اور یشعیا بن امصیا نے جو ان کے انبیاء کرام میں سے تھے یہ خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل کورش شاہ فارس کے زمانہ میں بیت المقدس کی طرف واپس کئے جائیں گے۔ چنانچہ کورش نے جب بابل پہ قبضہ حاصل کیا اور کسدانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو اس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس واپس آنے اور مسجد بنانے کی اجازت دی اور لوگوں میں یہ منادی کرادی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک مکان بنانے کی ہدایت کی ہے بس جو اللہ کے لئے یہ کام کرنا چاہے وہ اس کے بنانے کے لئے جائے گا۔

بنی اسرائیل کی مراجعت بیت المقدس

چنانچہ بیالیس ہزار بنی اسرائیل اس کام کے لئے روانہ ہوئے اور ان میں زیریانیل بن سالتھیل بن یوخینا اخیر بادشاہ فارس بھی تھا جسے بخت نصر نے قید کیا تھا اور عزیر نبی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ نبی جو اشیوع بن فنحاص بن عازر بن ہارون کی اولاد میں سے بھی ان کے ہمراہ تھے۔ عزیر اور اشیوع میں چھ پشتوں کا فرق بتایا جاتا ہے میں نے ان کے ناموں کی نقل پہ اعتبار نہیں کیا اس وجہ سے کہ ان میں ردوبدل کا گمان غالب تھا۔ بہرکیف کورش نے مسجد اقصیٰ کے برتن بھی لوٹا دیئے جو کثرت کی وجہ سے نہیں بیان کئے جاسکتے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے پانچ ہزار چار سو طلائی اور نقرئی برتن تھے۔

بیت المقدس کی از سر نو تعمیر

بنی اسرائیل نے بیت المقدس پہونچ کر کورش کی امداد سے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی ان کے قدیمی دشمن سامرہ کے رہنے والے ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے اور ستر برس کی مدت بھی پوری نہ ہوئی تھی کیونکہ بیت المقدس کی ویرانی بخت نصر کی حکومت کے اٹھارہویں برس ہوئی ہے اور اس کی

حکومت پینتالیس برس رہی اور اس کے لڑکے اور پوتے کا عہد حکومت پچیس برس رہا۔ اس حساب سے ستر برس میں اٹھارہ برس کم ہوئے، جو بیت المقدس کی ویرانی سے قبل کی حکومت کے گذر چکے تھے۔

اہل سامرہ کی تعمیر بیت المقدس میں مزاحمت اہل سامرہ. بنی اسرائیل کو تعمیر قدس سے برابر روکتے رہے یہاں تک کہ اٹھارہ برس کی بقیہ مدت ختم ہوگئی اور دارا شاہ فارس کی حکومت کا زمانہ آگیا اہل سامرہ اس کی تعمیر رکوانے کی غرض سے دارا کے پاس گئے دارا کے ارکان دولت نے عرض کیا کہ کورش نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی تعمیر کی اجازت دی تھی دارا نے بنی اسرائیل سے کوئی مزاحمت نہ کی اور بنی اسرائیل نے دارا اوّل کی حکومت کے دوسرے برس اس کی تعمیر پوری کر لی ان دنوں ان کے کاہن عزیر تھے انہوں نے بیت المقدس واپس آنے کے دوسرے برس توریت کی تجدید کی پھر زیربابیل مرگیا اس کی جگہ یہشمیاس کو بٹھایا اور عزیر کے انتقال کے بعد شمعون الصفا (بنی ہارون) کو ان کا نائب مقرر کیا۔

بلتنصر بن بخت نصر یوسف بن کریون کہتا ہے کہ بخت نصر جب بابل کی طرف واپس ہو کر گیا تو اس نے ستائیس برس اور حکومت کی اس کے بعد اس کا لڑکا بلتنصر تین برس تک حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ داریوش بادشاہ ماذی (جس کو میں دیلم سمجھتا ہوں) اور کیرش بادشاہ فارس نے اس سے بد عہدی کی اور باہم لڑائی ہوئی بالآخر بخت نصر کے لشکر نے ان کو شکست دی۔ اس نے اس کامیابی کی خوشی میں ایک جشن شاہی منعقد کیا اور اپنے سرداران لشکر کو جمع کر کے بیت المقدس کے ان برتنوں میں انہیں شراب پلائی جنہیں اس کا باپ ہیکل سے اٹھا لایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس فعل پر ناراض ہوا اس نے اسی وقت بچشم خود یہ دیکھا کہ ایک غیبی ہاتھ نے دیوار سے نکل کر کسدانی خط میں دیوار پر چند کلمات لکھے وہ کلمات عبرانیہ "احصی" "وزن" "نفذ" تھے بلتنصر اور حاضرین یہ دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور دانیال نبی سے انتہائی منت و سماجت سے اس کا مطلب دریافت کیا۔

بلتنصر کا قتل

وہب ابن مینہ کہتا ہے کہ دانیال۔ حزقیل، اصغر اور دانیال اکبر کی اولاد سے ہیں انہوں نے ان کلمات کی تعبیر یہ فرمائی کہ یہ کلمات تجھے تیرے زوال ملک سے ڈراتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری حکومت کے زمانے کو محصور کر دیا اور اس نے تیرے اعمال کو تول لیا اور تیری قوم سے ملک چھین لینے کا حکم نافذ کیا حکم الٰہی سے اسی رات کو بلتنصر مارا گیا

کورش کا بنی اسرائیل سے حسن سلوک

اور جیسا کہ ہم نے پہلے تحریر کیا ہے کورش اور اس کی قوم ملک پر مستقل حکمران ہو گئی جلاوطنان بنی اسرائیل بیت المقدس واپس کر دئے گئے اور انہیں کسرانیوں پر فتح یابی کے شکریہ میں اس کی عمارت کی تعمیر کے لئے مال و متاع دیا گیا۔ بنی اسرائیل خوشی کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے ان کے ہمراہ عزیز کاہن اور نحمیا اور مردخائی اور بنی اسرائیل کے تمام جلاوطن رؤسا بھی تھے۔ بنی اسرائیل نے یروشلیم پہونچ کر بیت المقدس اور مذبح کو گذشتہ حدود کے مطابق بنانا شروع کیا اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے قربانیاں کیں۔ اس کے بعد کورش ان کو گیہوں، زیت، گائے، بکری، شراب اور تمام وہ چیزیں جن کی انہیں ضرورت ہو بیت المقدس کی مجاورت کے لئے سالانہ دیتا رہا اس کے علاوہ ان کے ساتھ اور بھی سلوک اور احسانات کرتا تھا۔ اس کے بعد اور ملوک فارس اس کی پیروی کرتے رہے۔

وزیر ہامان کی بنی اسرائیل سے مخاصمت

مگر اخشویروش کے زمانہ حکومت میں ان سب باتوں میں کمی واقع ہو گئی اس کا وزیر ہامان نامی عمالقہ میں سے تھا وہ در پردہ بنی اسرائیل کا مخالف اور دشمن تھا رفتہ رفتہ اس کی پوشیدہ کوششوں نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ اخشویروش ان کے قتل پر تل گیا لیکن مردخائی کی سفارش نے بنی اسرائیل کو قتل سے بچا لیا اس نے مردخائی کے کہنے سے بنی اسرائیل کو وہ جس حالت پر تھے اسی حالت پر رہنے دیا۔

سکندر اور کاہن اعظم

یہاں تک کہ دارا کے مرنے سے حکومت فارس کا خاتمہ ہو گیا اور ملک فارس پر بنی یونان قابض ہو گئے اور ان میں سے اسکندر بن فیلقوس حکومت کرنے لگا۔ اس نے اپنے فتح یاب لشکر سے زمین کو روند ڈالا، شاہی ساحل کو فتح کر کے بیت المقدس کی طرف گیا کیونکہ وہ بھی دارا کے ممالک مقبوضہ میں داخل تھا بنی اسرائیل

کے کاہنین اس کے آنے کی خبر سن کر خائف ہو گئے۔ ایک مرتبہ سکندر نے عالم خواب میں یہ دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اس سے کہہ رہا ہے کہ "میں تیری مدد کے لئے آیا ہوں اور اس نے اسے اہل قدس کو تکلیف دینے سے منع کیا اور اسے ان کی خواہشات پورا کرنے کی ہدایت کی"۔ جب سکندر بیت المقدس پہونچا اور کاہن اعظم نے اس سے ملاقات کی اس نے کاہن کی تعظیم و تکریم کی اور اس کے ہمراہ ہیکل میں داخل ہوا کاہن نے سکندر کے لئے دعاء برکت کی۔

سکندر کی خواہش

سکندر اس کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے کاہن سے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس مقدس مقام پر اس کی سونے کی تصویر رکھ دی جائے تاکہ اس کا ذکر خیر ہوتا رہے۔ کاہن نے کہا کہ یہ ہمارے مذہب میں ممنوع ہے لیکن تو اپنی ہمت اور فیاضی قربان گاہ اور نمازیوں پر خرچ کر وہ تیرے لئے دعا کرتے رہیں گے اور تیری یادگار قائم کرنے کی غرض سے اس سال جس قدر بچے بنی اسرائیل میں پیدا ہوں گے وہ سب تیرے نام سے موسوم ہوں گے سکندر اس بات پر راضی ہو گیا۔

سکندر کی بنی اسرائیل پر نوازشات

بنی اسرائیل کو بے انتہا مال دیا اور کاہن کو نہایت معقول معاوضہ دے کر دارا کی لڑائی کے بارے میں استخارہ کرنے کے لئے کہا کاہن نے کہا جاؤ تمہارا اللہ مددگار ہوگا۔ پھر سکندر نے دانیالؑ سے اپنا خواب بیان کیا انہوں نے تعبیر کی کہ تو دارا پر فتح پائے گا اس کے بعد سکندر بیت المقدس سے واپس ہوا اور اس کے اطراف و جوانب کو دیکھتا ہوا نابلس کی طرف گزرا اور سنبلاط سامری سے ملا۔ اہل قدس نے اسے نکال دیا تھا۔ سنبلاط نے سکندر کی دعوت کی اور تحفے ہدایا دیئے اور طویل برید میں ہیکل بنانے کی اجازت چاہی سکندر نے اسے ہیکل بنانے کی اجازت دے دی چنانچہ سنبلاط نے ہیکل تیار کر کے اپنے داماد منشا کو اس کا کاہن مقرر کیا۔ یہودیوں کا یہ گمان ہے کہ توریت میں قول باری عز اسمہ "اجعل البرکۃ علی جبل کریدم" سے یہی ہیکل مراد ہے۔ یہودی اپنی عیدوں میں اس نئے ہیکل کی طرف جانے اور اس پر نذریں چڑھانے لگے۔ رفتہ رفتہ وہ عظیم الشان ہو گیا اور اہل بیت المقدس اس سے دب گئے یہاں تک کہ ہرمایوس بن شمعون اول بادشاہ بنی حسمنائی نے اسے ویران کیا۔ کما یاتی ذکرہٗ

اموالِ ہیکل کی ضبطی کا منصوبہ

اس کے بعد سکندر اپنی حکومت کے بتیس ۳۲ سال پورے کر کے مر گیا اور اس کا ملک اس کے ارکین سلطنت میں تقسیم ہو گیا۔ سلیاقوس سکندر کے بعد اس کے ارکین دولت میں سے ایک بارعب وجاہ شخص ہوا وہ بھی فقراءِ اہل قدس کے لئے مال و اسباب بھیجتا رہا کچھ عرصہ بعد اسے یہ خیال آیا کہ ہیکل میں اسباب نادرہ اور جواہرات کے بکثرت ذخیرے ہیں اس نے اس کی طمع میں اپنے ایک سپہ سالار کو جس کا نام اردوس تھا بیت المقدس کے مال و اسباب اور ذخیرے ضبط کرنے کے لئے روانہ کیا۔ کاہن حنینان نے اردوس کو اس فعل سے باز رکھنا چاہا اور یہ ظاہر کیا کہ اس میں فارس اور یونان کے بقیہ صدقات ہیں اور وہ چیزیں ہیں جو حال میں سلیاقوس نے مرحمت فرمائی ہیں۔ اردوس، کاہن حنینان کے کہنے پر متوجہ نہ ہوا ہیکل کے لوٹنے پر تیار ہو گیا۔ اہل قدس کی بددعا سے اردوس اثنائے راہ میں جب کہ ہیکل کے لوٹنے کو آ رہا تھا دردِ سر میں مبتلا ہو گیا اس کے ہمراہی پریشان ہو کر کاہن حنینان کے پاس آئے معذرت کی اور دعائے نیک کے خواستگار ہوئے چنانچہ کاہن حنینان کی دعا سے اردوس اس وقت اچھا ہو گیا اور اپنی دلیری پہ نادم ہو کر لوٹ آیا اس واقعہ سے سلیاقوس بیت المقدس کی زیادہ عزت کرنے لگا اور مقررہ مال و اسباب دوچند بھیجنے لگا۔

توریت کا یونانی ترجمہ

ابن کریون کہتا ہے کہ پھر توریت کا یونانیوں کے لئے ترجمہ کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تلمائے نے یونانیوں میں سے سکندر کے بعد مصر پر حکومت حاصل کی یہ مقدونیہ کا رہنے والا، علم دوست، حکمت و کتب الٰہیہ کا از حد شائق تھا اس سے یہود کی کتب اسفار کا ذکر کیا گیا۔ اسے ان کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ قدس شریف کے کاہنوں کو اس کی بابت لکھا اور ان کو تحائف بھیجے، ستر علماءِ یہود اس کام کے لئے منتخب کئے گئے جن میں کاہن عازر بھی تھے جب یہ لوگ ان کے پاس پہنچے تو اس نے ان کی بہت بڑی عزت کی اور نہایت احترام سے ٹھہرایا، ہر ایک کے لئے ایک کاتب مقرر کیا، جو کچھ وہ ترجمہ کر کے بتاتے تھے۔ یہ کاتب لکھتے جاتے تھے یہاں تک کہ اسفار کا عبرانی زبان سے یونانی زبان میں ترجمہ ہو گیا۔ علماءِ یہود نے اس کی تصحیح کی اور اس کی روایت کرنے کی اجازت دی تلمائے نے اس صلہ میں تقریباً ایک لاکھ یہودیوں کو چھوڑ دیا جو مصر میں قید تھے اور ایک سونے کا منبر بنوا کر اس پر سرزمین مصر اور نیل کا نقشہ بنوایا اور اسے جواہرات سے مرصع کر کے قدس شریف میں بطور نذر بھیج دیا جو

ہیکل ہیں امانتاً رکھ دیا گیا۔

یہودیوں پر جبر و استبداد

پھر بطلیمائی والی مصر مر گیا اور انطیوخوش والی مقدونیہ، انطاکیہ، پر قابض ہوا۔ اس کے بعد مصر کی حکومت لے لی اور ملوک طوائف نے ارض عراق میں اس کی اطاعت قبول کی اس وجہ سے اس کی حکومت کی بناء مضبوط ہو گئی اور اس کا رعب و داب بڑھ گیا اس نے لوگوں کو بت پرستی کا حکم دیا اور اپنی شکل کا ایک بت بنوایا یہودیوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا فتنہ پردازوں نے کہہ سن کر اسے یہودیوں کے خلاف اُبھار دیا۔ چنانچہ انطیوخوش یہودیوں پر حملہ آور ہوا اور انہیں قتل اور گرفتار کرنے لگا یہودی پہاڑوں اور بیابانوں کی جانب بھاگ گئے انطیوخوش ان کی خونریزی کے بعد لوٹا اور بیت المقدس میں اپنا ایک نائب فیلیوقوس نامی مقرر کیا اور اسے یہ حکم دیا کہ وہ یہودیوں کو بتوں کے سجدہ کرنے اور خنزیر (سؤر) کھانے اور ترک اعمال سبقت (سنیچر کے اعمال چھوڑنے) اور ختنہ ترک کرنے پر مجبور کرے اور جو شخص اس کی مخالفت کرے اسے سزائے موت دی جائے اس نے ایسا ہی کیا بلکہ اس سے زیادہ سختی اختیار کی اور وہ غنڈے جو اس فتنہ کا باعث ہوئے تھے یہودیوں کے قتل و غارت پر دلیر ہو گئے۔ عازر کاہن کو قتل کر ڈالا جس نے توریت کا یونانی میں ترجمہ کیا تھا جب کہ اس نے بت کے سجدہ اور ان کے نام کی قربانی کھانے سے انکار کیا۔

نیلقوس کی جنگ

جو لوگ پہاڑوں اور صحراؤں کی طرف بھاگ گئے تھے۔ ان میں متتیا بن یوحنا بن شمعون کاہن اعظم بھی تھا جو حشمنائی بن حونیا۔ بنی نوذاب۔ نسل ہارون علیہ السلام سے معروف ہے یہ مرد صالح اور شجاع و دلیر تھا اپنی قوم کی بربادی و تباہی سے غمزدہ سنسان، بیابان میں مقیم جب انطیوخوش بیت المقدس سے کوچ کر گیا۔ تو اس نے یہود کو اپنے جائے مقام سے مطلع کیا اور انہیں یونانیوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دی یہود نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور مستعد ہو گئے۔ فلیقوس سپہ سالار انطیوخوش یہ خبر پا کر اپنا لشکر لیے ہوئے متتیا کی گرفتاری کے لیے چلا یہود اور فلیقوس سے مقابلہ ہوا فریقین نے جی توڑ کر داد مردانگی دی مگر اس سے پہلے یہود کی کامیابی اور فلیقوس کی شکست کاتب تقدیر نے لکھ دی تھی لڑائی کا میدان یہود کے ہاتھ رہا اور فلیقوس کا لشکر بھاگ نکلا۔

یہوذ بن متتیا اور نیقانور کی جنگ

اس اثنا میں متتیا کا انتقال ہو گیا یہوذا بن متتیا حکمران ہوا۔ اس نے بھی فیلقوس کو دوبارہ شکست دی انطیوخوش ان دنوں اہل فارس کی لڑائی میں مصروف تھا اس نے اس شکست کا حال سُن کر اپنے لڑکے افطر کو اپنا قائم مقام کر کے اس کی کمک پر اپنی ہی قوم کے ایک سپہ سالار لیشاوش نامی کو مامور کیا اور انہیں یہودیوں پر فوج کشی کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے تین نامی جرنیلوں نیقانور۔ تلمیاس۔ صردوس کو یہودیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اور ان سے یہودیوں کی پامالی اور قتل و غارت کا اقرار لے لیا۔ اطراف دمشق و حلب کے تمام ارمنی اور دشمنان یہود فلسطین وغیرہ سے اس لشکر کے ہمراہ ہو گئے۔ یہوذا ابن متتیا سردار یہود نے پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنی فتح و نصرت کی دعا مانگی اور بیت المقدس کا طواف کیا اور تبرکاً اس پر ہاتھ پھیرے۔ اس کے بعد مقابلہ پر آیا پہلے نیقانور کے لشکر سے مقابلہ ہوا اور پہلے ہی حملہ میں اسے شکست دی۔ اس کے لشکریوں کو قتل کیا۔ اس کا مال و اسباب لوٹ لیا۔

بنی اسرائیل کی فتح

پھر سپہ سالاران لشکر تلمیاس اور صردوس سے لڑا اور انہیں بھی شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا اور انطیوخوش کے اوّل سپہ سالار فیلقوس کو گرفتار کر کے آگ میں جلا دیا۔ نیقانور لڑائی کے میدان سے بھاگ کر مقدونیہ پہنچا اور لیشاوش و افطر کو اس سے آگاہ کیا اس کے بعد شاہ فارس سے انطیوخوش کے شکست پانے کی خبر آئی اس کے بعد ہی وہ خود بھی مقدونیہ آپہنچا اور یہودیوں کی کامیابی سے برہم ہو کر ایک جرار لشکر مرتب کر کے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں عارضہ طاعون میں مبتلا ہو کر مر گیا اور وہیں دفن کر دیا گیا اس کے مرنے کے بعد افطر تخت نشین ہوا اور اس کا نام اس کے باپ انطیوخوش کے نام سے موسوم ہوا۔

بیت المقدس کی تطہیر

یہوذا بن متتیا ان لڑائیوں سے فارغ ہو کر قدس شریف واپس ہوا اور انطیوخوش کی بنوائی ہوئی قربان گاہیں اور بت تڑوا ڈالے۔ مسجد کو بتوں کی نجاست سے پاک کیا اور ایک دوسرا نیا مذبح قربانی کے لئے بنوایا اور اس میں لکڑیاں جمع کر کے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنی نشانی دکھلانے کی غرض سے اسے بغیر آگ کے مشتعل کر دے چنانچہ وہ لکڑیاں بغیر آگ کے جلنے لگیں یہ آگ برابر زمانہ ویرانی ثانی تک مشتعل رہی۔

عید العساکر

اسی دن کو یہودیوں نے عید کا دن قرار دیا اور اسے عید العساکر کے نام سے موسوم کیا۔

اس کے بعد افظر نے دوبارہ اپنے باپ کی تمنا پوری کرنے کے لئے لیشاوش کو یہودیوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہوذا ابن متیتیا نے اسے شکست دے کر پسپا کر دیا۔ لیشاوش بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا۔ یہوذا ابن متیتیا نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا بالآخر لیشاوش نے دب کر اس امر پر مصالحت کر لی کہ آئندہ لیشاوش یہوذا ابن متیتیا سے لڑنے کے لئے نہ آئے گا۔ اس معاہدہ میں حسب خواہش یہوذا، افظر بھی شامل کیا گیا لیشاوش محاصرہ سے نجات پا کر اپنے ملک واپس ہوا اور یہوذا ابن متیتیا اپنی قوم کی اصلاح میں مصروف ہوا۔

رومیوں کا ابتدائی دور

ابن کریون کہتا ہے کہ کتیم (روم) کی حکومت کا یہ ابتدائی زمانہ تھا یہ رومیہ میں رہتے تھے ان کے تمام امور تین سو تینتیس رئیسوں کے شوریٰ پر منحصر تھے ان میں سے ایک رئیس صدر نشین ہوتا تھا اسے وہ شیخ کے لقب سے موسوم کرتے تھے وہ ان کے تمام کام انجام دیتا تھا جو غیر قومیں ان پر چڑھ آتی تھیں اسی کی رائے سے ان کا مقابلہ کرتے تھے اس پر انہیں بہت بڑا اطمینان تھا۔ اس وقت تک تو ان کی یہی حالت تھی اس سے پہلے وہ یونانیوں پر غالب آ چکے تھے۔ ان کے ملک پر قابض ہو گئے تھے اور دریا عبور کر کے افریقہ تک اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔

انطیوخوش افظر کی یہوذا ابن متیتیا پر فوج کشی

غرضکہ یہ متفق ہو کر انطیوخوش افظر اور اس کے چچازاد بھائی لیشاوش یادگار شاہان یونان پر حملہ کرنے کی غرض سے انطاکیہ کی طرف بڑھے اور یہوذا بادشاہ بیت المقدس کو انطیوخوش اور یونانیوں کی اطاعت سے علیحدہ ہونے کے لئے لکھا یہوذا نے ان کے لکھنے پر عمل کیا جب اس کی اطلاع انطیوخوش افظر کو ہوئی تو یہوذا ابن متیتیا کی عہد شکنی اور نئی سازش سے سخت برہم ہو کر فوج کشی کر دی۔

یہوذا ابن متیتیا اور انطیوخوش میں مصالحت

یہوذا ابن متیتیا نے نہایت ہوشیاری سے اس کا مقابلہ کیا شکست پانے کے بعد انطیوخوش افظر نے صلح کا پیام بھیجا۔ شرائط صلح یہ قرار پائے کہ یہوذا ابن متیتیا اپنے عہد قدیم پر قائم رہے اور انطیوخوش جو کچھ سالانہ بیت المقدس کو بطور نذر دیتا تھا دیتا رہے اور فتنہ پرداز جو لڑائی کے باعث ہوتے ہیں انہیں قتل کر ڈالے چنانچہ شملاوش کو قتل کر ڈالا اور عہد و اقرار از سر نو قائم ہوا۔

دمتریاس کا انطاکیہ پر حملہ

اس کے بعد اہل رومہ نے اپنے سپہ سالار دمتریاس بن سلیاقوس کو ایک

جرار فوج کے ہمراہ انطاکیہ کی طرف روانہ کیا۔ انطیوخوس انفطر نے ان کا مقابلہ کیا مگر اس کی جی توڑ کوششوں نے اسے کچھ فائدہ نہ پہنچایا یہ اور اس کا چچا زاد بھائی لیشاوش لڑائی کے میدان میں مارے گئے۔ روم کامیابی کے ساتھ انطاکیہ میں داخل ہو گئے۔

یہوذا اور نیقانور قیموس کاہن یہودی فتنہ پردازوں میں سے تھا جو انطیوخوس کے پاس رہتا تھا اس نے دمتریاس سپہ سالار روم کو کامیابی کے بعد بیت المقدس کے مال و اسباب کی ترغیب دلائی اور اس پر قبضہ حاصل کرنے کی تحریک کی اس نے نیقانور کو اس کام کی انجام دہی کی غرض سے روانہ کیا۔ یہوذا ابن میتیا بادشاہ بیت المقدس نہایت تپاک کے ساتھ اس سے ملنے کے لئے آیا اور ہدایا و تحائف اندازہ سے زیادہ پیش کئے۔ نیقانور یہوذا کی ان پسندیدہ کارروائیوں سے بے حد خوش ہوا۔ دونوں نے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسمیں کھائیں۔ قیموس کاہن نے نیقانور کے پہنچنے سے پہلے دمتریاس کو نیقانور اور یہوذا کی باہمی سازش کی اطلاع دے دی اور بیت المقدس پر قبضہ حاصل کرنے کی زیادہ تر ترغیب دی۔

نیقانور کی شکست و قتل دمتریاس نے اپنے سپہ سالار کو ملامتانہ خط لکھا اور اپنے حکم کی بجا آوری کی سخت تاکید کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ وہ یہوذا کو گرفتار کر لائے یہوذا کو اس کے جاسوسوں نے اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔ وہ بیت المقدس کو چھوڑ کر سامرہ (سبسطیہ) چلا گیا۔ نیقانور نے اس کا تعاقب کیا یہوذا نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ نیقانور کو شکست ہوئی یہوذا نے لشکر روم کے اکثر حصہ کو قتل کر ڈالا اور نیقانور کو گرفتار کر کے بیت المقدس میں ہیکل پر سولی دے دی۔ یہودیوں نے اس دن کو بھی روز عید مقرر کیا۔

یہوذا کا خاتمہ اس کے بعد دمتریاس سپہ سالار روم نے ایک دوسرے ہوشیار و ماہر افسر لیفروس نامی کو تیس ہزار فوج کے ساتھ یہودیوں سے لڑنے کو بھیجا یہوذا کا لشکر لڑائی کے میدان سے اپنے بادشاہ کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور مختلف گھاٹیوں میں جا چھپا۔ یہوذا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ لڑتا ہوا بھاگا۔ لیفروس نے تعاقب کیا۔ اثنائے جنگ میں یہوذا مارا گیا اور اپنے باپ میتیا کے قریب دفن کیا گیا۔

یوناثال اور لیعتروس کی جنگ

اس کا بھائی یوناثال بقیہ یہودیوں کو لے کر مضافات اردن کی طرف چلا گیا۔ لیعتروس نے اس کا مقام بر سیع میں پہنچ کر محاصرہ کیا ایک مدت تک کسی قتل و قتال کے بغیر یوناثال کو محاصرہ میں رکھا یوناثال ایک آخری کوشش یا اپنی قسمت کا آخری فیصلہ کرنے کو یہودیوں کو لے کر بر سیع سے نکلا لڑائی ہوئی بالآخر لیعتروس کو شکست فاش دے کر گرفتار کر لیا اور اس شرط پر کہ لیعتروس آئندہ یہودیوں سے لڑنے کے لئے نہ آئے گا، چھوڑ دیا اس کے بعد ہی یوناثال مر گیا اور یہودیوں پر اس کا تیسرا بھائی شمعون حکومت کرنے لگا۔

شمعون اور دمتریاس کی جنگ

شمعون کے حسنِ انتظام اور خوبی سلوک سے اطراف و جوانب کے یہود جمع ہو گئے جس سے اس کی موجودہ فوج کی قوت اس درجہ بڑھ گئی کہ اس نے اپنے تمام دشمنوں پر حملہ کر دیا جس شخص نے اس پر حملہ کیا اسے لپسا کیا دمتریاس سپہ سالار بھی انطاکیہ میں اس کے مقابلہ پر آیا۔ اس نے دمتریاس کو شکست دی اور فوج روم کی ایک کثیر تعداد کو مار ڈالا اس کے بعد روم نے لڑائی کا پھر حوصلہ نہ کیا تا آنکہ شمعون پر تلمائی شوہر اخت شمعون نے دفعتہً حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے اس کے لڑکے، عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ لیکن شمعون کا بڑا لڑکا قانوس بن شمعون عزہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس کا اصلی نام یوحان تھا یہ نہایت شجاع تھا اس نے اس سے پہلے کسی لڑائی میں ایک شجاع ہرقانوس نامی کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے اس کے باپ نے مقتول کے نام سے اسے موسوم کیا اطراف و جوانب کے یہودیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ہمراہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

محاصرۂ قلعۂ داخون

تلمائی بھاگ کر قلعہ داخون میں چھپا۔ ہرقانوس نے اس کا محاصرہ کر لیا ایک روز تلمائی شہر پناہ کی فصیل پر پھر رہا تھا اتفاق سے ہرقانوس کی بہن اور ماں کو تنہا پا کر گرفتار کر لے گیا اور ان کے قتل کی دھمکی ہرقانوس کو دی۔ ہرقانوس اس وجہ سے اور نیز عید مظال کے آجانے سے لڑائی موقوف کر کے بیت المقدس واپس آیا۔ تلمائی ہرقانوس کی بہن اور ماں کو قتل کر کے قلعہ داخون سے بھاگ گیا۔

دمتریاس اور ہرقانوس میں مصالحت

ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد دمتریاس سپہ سالار روم نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور یہودیوں کا محاصرہ کر لیا یہودیوں نے عید کا زمانہ گزر جانے تک جنگ کی مہلت چاہی دمتریاس نے اس شرط سے مہلت دی کہ قربانی میں سے اسے بھی کچھ حصہ دیا جائے اس کے بعد اس کے دل میں خدا جانے کیا خیال آیا جس سے دمتریاس نے بیت المقدس کے لئے تصویریں بھیجیں اور یہ یہودیوں کو صلح کی درخواست پیش کرنے کا اچھا موقع ہاتھ آگیا۔ دمتریاس نے یہودیوں کی درخواست صلح کو قبولیت کا خلعت عطا کیا۔ ہرقانوس اس سے ملنے کے لئے گیا۔ تین سونے کے حقے دمتریاس کو ہدیۃً دیئے۔ دمتریاس بیت المقدس سے واپس آکر اپنے دارالحکومت کی درستی و انتظام میں مصروف ہو گیا اسی اثنا میں فارس اور روم میں جنگ ہو گئی دمتریاس تمام کاموں کو چھوڑ کر لشکر روم لے کر موقع جنگ پر پہنچ گیا اور ہرقانوس عید کی وجہ سے جنگ پر نہ جا سکا۔

ہرقانوس کا اہل رومہ پر حملہ

یہاں تک کہ ہرقانوس کو دمتریاس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی ہرقانوس نے موقع مناسب پا کر اپنے دشمنان اہل شام پر حملہ کر دیا۔ نابلس اور قلعات ادوم کو جو کوہ شراۃ میں تھے فتح کر کے ان پر جزیہ قائم کیا اور ان کے ختنے کرا دیئے۔ انہیں احکام توریت کی پابندی پر مجبور کیا اور اس ہیکل کو جسے سنبلاط سامری نے اسکندر کی اجازت سے بنایا تھا ویران کر دیا اور اپنے سرحدی بادشاہوں کو بزور و جبر اپنا مطیع کر لیا۔

ہرقانوس کی سرداران رومہ سے مصالحت

اس کے بعد روساء داعیان یہود کو رومہ کے منتظمین اور ارکین دولت کے پاس تجدید عہد کی غرض سے روانہ کیا اور تمام چیزوں کو واپس مانگا جنہیں انطیوخوش اور یونان بیت المقدس سے اٹھا لے گئے تھے رومہ کے سرداروں نے ہرقانوس کے اس فرمان کی تعمیل کی اور کمال خوشی سے عہد کی تجدید کی اور اس کو ملک الیہود (بادشاہ یہود) کے مبارک لقب سے مخاطب کیا۔

بنی حشمنائی کا پہلا بادشاہ

اس سے پہلے اس کے آباؤ اجداد کاہن کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو بادشاہ کے لقب سے ملقب کیا

اور عہدہ کہونت کو شاہی اختیارات میں شامل کرلیا یہ ملوک بنی حشمنائی کا پہلا بادشاہ ہے۔

سامرہ کی تسخیر القصہ ہرقانوس۔ اَرُوم کے قلعوں پر قبضہ حاصل کرکے شہر سامرہ (صبصطیہ) کی طرف گیا اور اسے بزورِ تیغ فتح کرکے اس کی شہرپناہ کو ویران اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر ڈالا۔

بنی اسرائیل کے فرقے ابن کریون کہتا ہے کہ یہودیوں میں ان دنوں تین فرقے تھے ایک فرقہ فقہار اور اہل قیاس کا تھا جنہیں وہ فروشیم (ربانیین) کہتے تھے دوسرا فرقہ ظاہریہ تھا جو کہ ظاہری الفاظ کتاب پر عمل کرتے تھے اور ان کو وہ صدوقیہ (قُراء) سے تعبیر کرتے تھے اور تیسرا فرقہ عُبّاد کا تھا جو دُنیاوی تعلقات قطع کرکے عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور یہ حسید کہلاتے تھے۔ ہرقانوس کے آباؤاجداد فرقہ ربانیین میں سے تھے۔ لیکن اس نے بذاتہ اپنا مذہب ترک کرکے قراء کا مذہب اختیار کرلیا تھا۔

ہرقانوس کی فرقہ ربانیین سے برہمی تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایک دن یہود کو ایک جلسہ خاص میں جمع کیا اور یہود سے مخاطب ہو کر بولا۔ "میں تم سے نصیحت کا خواستگار ہوں"۔ ربانیین کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید وہ حکومت وسلطنت سے دست کشی کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے ان میں سے بعض بول اُٹھے کہ "تمہارے لئے یہی نصیحت ہے کہ تم اپنے کو درجہ کہونت سے علیحدہ کرکے صرف حکومت کے رتبہ پر اکتفا کرو کیونکہ کہونت کی شرط تم میں پائی نہیں جاتی۔ تمہاری ماں زمانہ انطیوخوش سے قیدیوں (لونڈیوں) میں سے تھی"۔ ہرقانوس نے برہم ہو کر کہا "تم لوگ اپنے حاکم اور والی پر حکومت کیا چاہتے ہو میں آج سے اس مذہب کو چھوڑتا ہوں"۔ ہرقانوس نے یہ کہہ کر مذہب قراء اختیار کرلیا اور فرقہ ربّانیین میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر ڈالا۔ اسی وجہ سے یہود کے ان دونوں فرقوں میں جھگڑا پیدا ہوگیا اور ایک زمانہ دراز تک دونوں میں برابر لڑائی ہوتی رہی۔

ارستبلوس بن ہرقانوس ہرقانوس اپنی حکومت وسلطنت کے اکتیس برس پورے کرکے مرگیا

اس کے بعد اس کا بڑا لڑکا ارستبلوس تخت حکومت پر بیٹھا۔ ہرقانوس کے اس کے علاوہ دو لڑکے اور تھے ایک کا نام انطیقنوس تھا جسے ہرقانوس پیار کرتا تھا۔ اور دوسرے کو اسکندر کہتے تھے۔ ہرقانوس نے ناراض ہو کر اسے جبل الخلیل کی طرف جلاء وطن کر دیا تھا۔ جب ارستبلوس نے حکومت کے زینہ پر قدم رکھا تو اس نے اپنے بھائیوں کو اپنے باپ کا مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ اسکندر اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ انطقنوس نے معافی چاہی ارستبلوس نے اسے اپنے لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے لڑائیوں میں اسی کے جانے پہ اکتفا کیا اور تاج کہونت اتار کر تاج شاہی پہن لیا اس کے بعد انطقنوس نے ان لوگوں پر فوج کشی کی جو سرحدی مقامات پر رہتے تھے اور ارستبلوس کی فرماں برداری سے نکل گئے تھے چنانچہ ان سب کو بزور تیغ اطاعت و فرمانبرداری کے دائرہ میں کھینچ لیا۔

انطقنوس بن ہرقانوس کے خلاف سازش

اسی اثناء میں چند فتنہ پردازوں نے اس کے بھائی ارستبلوس سے اس کی شکایت کی اور اس کے کانوں کو انطقنوس کی شکایتوں سے بھر دیا۔ جب انطقنوس لڑائی سے واپس آیا تو اتفاق سے وہ زمانہ عید مظال کا تھا اور اس کا بھائی بیماری کی وجہ سے گھر سے باہر نہ آتا تھا، انطقنوس شاہی محل میں جانے سے کنارہ کر کے ثواب کی غرض سے ہیکل میں چلا گیا۔ فتنہ پردازوں نے ارستبلوس سے یہ جڑ دیا کہ انطقنوس ہیکل میں کہونت کا درجہ حاصل کرنے گیا ہے اور وہ تمہارے قتل کی فکر میں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس مسلح آئے گا۔ ارستبلوس نے یہ سنتے ہی اپنے جاں نثاروں اور ملازمین قصر سے یہ تاکید کر دی کہ اگر انطقنوس مسلح آئے تو فوراً بلا اجازت و اطلاع اس کی گردن بار بہ سر سے سبکدوش کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور فتنہ پردازوں کو اپنی کوشش میں کامیابی ہوئی۔

ارستبلوس کی پشیمانی و انتقال

کچھ عرصہ بعد ارستبلوس کو فتنہ پردازوں کی سازش اور فریب سے آگاہی ہوئی وہ اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور اور فرطِ غم سے اس درجہ اپنا سینہ پیٹا کہ اسے قذف الدم کا عارضہ ہو گیا اور اسی عارضہ میں ایک برس بعد مر گیا۔

اسکندر بن ہرقانوس

یہودیوں نے اس کے بھائی اسکندر کو قید سے نکالا، اس کی بیعت کی اور حکومت کی کرسی پر بٹھایا اس کے بعد اس سے عکا اور صیدا والوں نے بدعہدی کی۔ اہل غزہ قبرص کی طرف بڑھے اسکندر نے عکا پر پہونچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس عرصہ میں ملکہ قلوپطرہ (یادگار ملوک یونان) اور اس کے لڑکے ظیرو میں مخالفت ہو گئی۔ ظیرو جزیرہ قبرص کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا اہل عکا نے کہلا بھیجا کہ اس پر قبضہ لے لیں گے اگر اسکندر کے محاصرہ سے نجات حاصل ہو گئی۔ چنانچہ ظیرو لوٹ کر اسکندر کے ممالک کی طرف بڑھا اور جبل الجلیل پر اُتر کر ایک گروہ کثیر کو قتل کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے اردن پر حملہ آور ہوا۔

سرحدی امراء کی اطاعت

ان واقعات کے دوران میں اسکندر نے صیدا پر حملہ کر دیا اور اسے بزورِ تیغ فتح کر کے قدس شریف کی طرف واپس آیا سرحدی امراء نے اس کی اطاعت قبول کر لی، اس سے بغاوت کرنے والوں کا مزاج درست ہو گیا۔

ربانیین کی شورش و سرکوبی

اس کے بعد یہود میں پھر از سرِ نو فتنہ اس طرح برپا ہو گیا کہ عید مظال میں تمام یہودی مسجد میں جمع ہو کر کھا پی رہے تھے اور اسکندر بھی ان میں موجود تھا کچھ لوگ اس سے کسی قدر فاصلہ پر تیر اندازی کر رہے تھے اتفاق سے ربانیوں میں سے ایک کا تیر اسکندر کے قریب آ گرا۔ ربانیین اور قراء میں بحث ہوتے ہوتے جھگڑا ہونے لگا اور یہ جھگڑا اس قدر بڑھا کہ چھ برس تک فتنہ و فساد ختم نہ ہوا۔ ان فتنہ و فساد میں تقریباً پچاس ہزار ربانیین مارے گئے اور اسکندر قراء کا معین و مددگار رہا۔

دمتریاس اور اسکندر کی جنگ

ربانیین نے دمتریاس معروف بہ انطیوخوش کے پاس وفد (ڈپوٹیشن) روانہ کیا اور اسے مال و اسباب دینے کا وعدہ کیا۔ دمتریاس ان کے کہنے میں آ گیا اور ایک لشکر جرار لے کر نابلس کی طرف بڑھا۔ اسکندر نے اس کا مقابلہ کیا اور دمتریاس کو شکست دے کر اس کے بے شمار لشکریوں کو مار ڈالا۔ پھر واپس ہو کر ربانیوں کی طرف آیا اور ان پر بھی فتح حاصل کی۔ تقریباً تین سو ربانیین کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

دمتریاس کا قتل

اس کے بعد دمتریاس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور ان کے اکثر بلاد مقبوضہ کو فتح کر لیا۔ دمتریاس یہ سن کر ایک آخری کوشش اور اپنی قسمت آزمائی کی غرض

سے لڑائی کے میدان میں آیا لیکن اس کی تازہ کوششوں نے اسے کچھ بھی فائدہ نہ پہونچایا بالآخر شکست کھا کر بھاگا اسکندر نے اُسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ محاربہ ربانیین اور دمتریاس کے تین برس بعد بیت المقدس کی طرف لوٹا۔

اسکندر کی وفات

ان کامیابیوں سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا اور اسے ایک قوت حاصل ہوگئی اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور تین برس تک بیمار رہا بیماری کے دوران اسے بعض قلعوں کے محاصرہ کی ضرورت پیش آئی اس وجہ سے کہ ان قلعوں کے حکام نے اس سے سرتابی شروع کر دی تھی لیکن اتفاق زمانہ سے اسکندر کو اس کی موت نے ان قلعوں کے فتح کرنے کی مہلت نہ دی دورانِ محاصرہ میں وہ مر گیا اور مرتے وقت اپنی بیوی کو یہ وصیت کر گیا کہ تا زمان فتح، موت کا حال چھپایا جائے اور لاش بیت المقدس لے جا کر دفن کی جائے۔

ہرقانوس و ارستبلوس پسران سکندر

اسکندر کے مرنے کے بعد ربانیوں نے عام طور سے اس کے لڑکے کی طرف میلانِ خاطر ظاہر کیا اور جنہوں نے ابتداءً اختلاف کیا انہیں ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے اپنی رائے سے متفق کر لیا۔ اسکندر کے دو لڑکے تھے بڑے کا نام ہرقانوس تھا اور چھوٹے کو ارستبلوس کہتے تھے۔ یہ دونوں اسکندر کے مرنے کے وقت چھوٹے چھوٹے تھے جب یہ بڑے ہوئے تو ہرقانوس کہونت کے لئے منتخب کیا گیا اور ارستبلوس کو لشکر کی سپہ سالاری دی گئی لڑائی کا انتظام سپرد کیا گیا۔

ہرقانوس اور ارستبلوس میں اختلاف و مصالحت

ربانیوں نے اس کا ساتھ دیا اس نے عظیم الشان بادشاہوں سے خراج لیا اور ان کو اپنا مطیع کیا اس اثناء میں ربانیوں اور قراء میں پھر کسی قدر جھگڑا پیدا ہو گیا یہ فتنہ ختم کرنے کی غرض سے ارستبلوس کی ماں بیت المقدس سے روانہ ہوئی لیکن اس کی موت نے اس کی تمناؤں کا خون کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور اسی کے زمانہ میں ہوا۔ الغرض جب اس کے لڑکے ارستبلوس کو جو سپہ سالار لشکر تھا اس کے مرنے کی اطلاع ہوئی تو وہ قراء کو جمع کر کے ہرقانوس اور ربانیوں سے لڑنے کے لئے چلا اور ان کا بیت المقدس میں محاصرہ کر لیا۔ سردارانِ یہود اور بڑے

بڑے کاہن باہم صلح کرانے کی سعی کرنے لگے انجام کار اس پر صلح ہوئی کہ حکومت و سلطنت کا ارستبلوس مالک رہے اور ہرقانوس بدستور کہونت پر قائم رہے اس رائے کے قرار پاتے ہی فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور ارستبلوس کی حکومت مستقل ہو گئی۔

انطفتر ابو ہیرودس کچھ عرصہ بعد ہرقانوس اور ارستبلوس میں انطفتر ابو ہیرودس کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو گیا۔ انطفتر ابو ہیرودس اردن رؤسا بنی اسرائیل میں سے تھا جو عزیزہ کے ساتھ بابل سے جمع ہو کر آئے تھے۔ اس میں رعب و داب و دلیری کا قدرتی مادہ تھا اس کے پاس مال و اسباب اور بکثرت مویشی تھے اسکندر نے اُسے بلاد اُدوم (جبال شراۃ) کا حاکم کر دیا تھا۔ برسوں بلاد ادوم کا حاکم رہا وہیں سے اس نے اپنا نکاح کیا۔ جس سے چار لڑکے فیلکو۔ ہیرودس۔ فرودا۔ یوسف اور ایک لڑکی سلومت نامی پیدا ہوئی۔

انطفتر کی معزولی بعض کہتے ہیں کہ انطفتر بنی اسرائیل سے نہ تھا بلکہ وہ اہل ادوم سے تھا اور بنی حشمنائی کے خاندان میں پرورش پائی تھی۔ جب اسکندر مر گیا اور اس کی بیوی اسکندرہ حکومت کرنے لگی تو انطفتر جبال شراۃ کی حکومت سے معزول کر دیا گیا۔ انطفتر جبال شراۃ سے بیت المقدس چلا آیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عنانِ حکومت ارستبلوس کے ہاتھ میں آئی۔

انطفتر کی ریشہ دوانی ہرقانوس اور انطفتر میں مراسم اتحاد پہلے سے قائم تھے کچھ زمانہ بعد ارستبلوس اپنے بھائی ہرقانوس سے کشیدہ خاطر ہو گیا اس وجہ سے کہ اسے انطفتر کی چالاکیوں اور فریب سے آگاہی ہو گئی تھی۔ اس نے اس کے قتل کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور درپردہ ارستبلوس کے کاموں میں رخنہ اندازی کی فکر کرنے لگا اور لوگوں میں یہ ظاہر کرنے لگا کہ ارستبلوس۔ ہرقانوس اور اس کے ہمراہیوں سے کینہ رکھتا ہے اسے حکومت نہ دینی چاہیے ہرقانوس اس سے بدرجہا زیادہ حکومت و سرداری کے لائق ہے پھر انطفتر نے ہرقانوس کو یہ فقرہ دیا کہ ارستبلوس تیرے قتل کی فکر میں ہے جب ہرقانوس کے دماغ میں یہ خیال متمکن ہونے لگا تو انطفتر نے اس کے مصاحبوں سے سازش کر کے ارستبلوس کی طرف سے پورے طور سے بدظن کر دیا پھر بادشاہ عرب ہرخمہ کے پاس جانے کی رائے دی ہرخمہ اور ہرقانوس میں مراسم اتحاد پہلے سے تھے اس خیال سے

ہرقانوس اس کے پاس جانے پر آمادہ ہوگیا۔

ہرقانوس کی ہرثمہ سے امداد طلبی غرض دونوں عہد و پیمان کرکے ہرثمہ کے پاس جا پہنچے اور ہرثمہ کو ارستبلوس سے جنگ کرنے پر ابھار دیا۔ ارستبلوس اور ہرثمہ سے لڑائی ہوئی اثناء لڑائی میں ارستبلوس کے لشکریوں کا زیادہ حصہ ہرقانوس سے مل گیا ارستبلوس میدان جنگ سے بھاگ کر قدس شریف میں جا چھپا ہرقانوس اور ہرثمہ نے اس کا محاصرہ کرکے لڑائی برابر جاری رکھی۔

ہرقانوس کی عہد شکنی یہاں تک کہ عید الفطر کا زمانہ آگیا محصور یہودی لڑائی کی وجہ سے اپنے مذہبی رسوم کو ادا نہ کرسکتے تھے اس وجہ سے انہوں نے ہرقانوس کے مصاحبوں کے ذریعہ سے قیمتی تحائف پیش کرنا چاہے، جب اس نے اسے منظور کر لیا تو انہوں نے اس سے بدعہدی کی اور بعض ان لوگوں کو جو ارستبلوس اور اس کے ساتھیوں کے لئے دعا کر رہے تھے، مار ڈالا اس وجہ سے ان میں وبا پھیل گئی جس سے ایک عالم مرگیا۔

باغیوں کی سرکوبی و اطاعت ابن کریون کہتا ہے کہ ارمن بلاد دمشق و حمص و حلب میں تھے یہ سب روم کے مطیع تھے انہیں دنوں ان سب نے سرکشی کی۔ روم نے اپنے سپہ سالار فمقیوس کو ان کی بغاوت رفع کرنے کی غرض سے روانہ کیا فمقیوس نے اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر سکانوس کو مقرر کرکے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ارمن نے گھبرا کر اطاعت قبول کرلی پھر سکانوس اس کے بعد فمقیوس دمشق میں داخل ہوا۔ ارستبلوس نے قدس سے اور ہرقانوس نے مقام حصار سے اس پر لشکر کشی کی اور لڑائی چھیڑنے سے پہلے فمقیوس کے پاس مال اور تحائف روانہ کئے اس نے لینے سے انکار کیا اور ہرثمہ کو بیت المقدس میں داخل ہونے سے روک دیا اور بیت المقدس سے کوچ کرگیا۔ اس کے ہمراہ ہرقانوس و انطفتر بھی چلے گئے اور استبلوس اور اس کے تحائف بیت المقدس واپس آئے۔

فمقیوس اور انطفتر کے مابین سازش اس کے بعد انطفتر پھر فمقیوس کے پاس مال و تحائف لے کر گیا اس نے اس سے بدعہدی کی مجبور ہو کر انطفتر نے یہ چال اختیار کی اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ "میں ہرقانوس کاہن اعظم کا بظاہر مطیع رہوں گا تاکہ ارستبلوس کی طاقت کم ہو جائے"۔

فمقیوس نے الظفر کی رائے پسند کی اور کہا کہ میں بظاہر ارستبلوس کی موافقت کروں گا لیکن درحقیقت میں موقع اور وقت کا منتظر رہوں گا اور کامیابی کے بعد ہرقانوس کو بیت المقدس کی حکومت دونگا اس مشورے کے اگلے دن ہرقانوس اور ارستبلوس سپہ سالار فمقیوس کے پاس آئے اور ایک دوسرے کی شکایت کرنے لگے الظفر عام لوگوں کو جمع کر کے فمقیوس کے پاس لایا وہ لوگ ارستبلوس کی شکایت کرنے لگے فمقیوس نے ان لوگوں کی شکایتیں انصاف کے کانوں سے سُنیں اور ایک منصفانہ حکم صادر کیا۔

ارستبلوس کی مصالحت کی پیشکش

ارستبلوس کو اس کا حکم شاق گزرا وہ اس کے لشکرگاہ سے اٹھ کر چلا آیا اور بیت المقدس پہونچ کر قلعہ بندی کر لی۔

فمقیوس نے اس کا تعاقب کیا پہلے وہ اریحا میں اترا اس کے بعد قدس شریف کی طرف بڑھا۔ ارستبلوس نے فمقیوس سے اس شرط پر صلح کر لی کہ فمقیوس اس کے بھائی ہرقانوس کی مدد نہ کرے اور ارستبلوس ہیکل کے تمام جواہرات اور اسباب فمقیوس کو دے دے۔

فمقیوس کے افسر کا قتل

فمقیوس نے اس شرط کو مان لیا اور اس شرط کی تعمیل و تکمیل کی غرض سے اپنے ایک جنگی افسر کو اس کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ کیا کاہنوں نے ارستبلوس کو اس فعل سے روکا۔ عام لوگ اس سے برہم ہو گئے اور فمقیوس کے جنگی افسر اور اس کے بعض ہمراہیوں کو مار ڈالا اور باقی ماندہ کو بیت المقدس سے باہر نکال دیا۔

فمقیوس کا ہیکل پر قبضہ

فمقیوس کو یہودیوں کی اس حرکت سے ناراضگی پیدا ہو گئی اسی وقت اس نے دھاوے کا حکم دیا لیکن شہر پناہ کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے اندر نہ داخل ہو سکا باہر سے لڑتا رہا اور شہر کے اندر ارستبلوس اور ہرقانوس کے گروہوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ اثناء جنگ میں ایک یہودی نے شہر کا دروازہ کھول دیا فمقیوس بے خوف و خطر شہر میں داخل ہو گیا اور شاہی محل پر قبضہ کر کے ہیکل کا محاصرہ کر لیا اور آلات حصار کے ذریعہ ہیکل کے بعض برجوں کو منہدم کر کے بزور تیغ اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

فمقیوس کی مراجعت

جس وقت فمقیوس ہیکل میں داخل ہوا۔ لڑائی جاری رہنے کے باوجود کاہنوں کو عبادت کرتے ہوئے پایا۔

اس کے دل پر ایک ہیبت سی طاری ہو گئی۔ ہیکل کے

کے روبرو چپکا کھڑا رہ گیا۔ اس کے مال واسباب اور ذخائر کی طرف ہاتھ تک نہ بڑھایا۔ اور ان پر ہرقانوس کو حاکم اور سالانہ خراج مقرر کرکے رومہ کے جانب واپس ہوا اور وقت روانگی بہ نظر مزید احتیاط ہرقانوس اور انطغنر کی نگرانی کے لئے اپنے سپہ سالار سکانوس کو بیت المقدس چھوڑ آیا جس نے اس سے پیشتر دمشق اور بلاد ارمن کو فتح کیا تھا۔ ارستبلوس اور اس کے دو لڑکے پابہ زنجیر رومہ کو فمبوس کے ہمراہ روانہ ہو گئے باقی رہا تیسرا لڑکا اسکندر نامی زندہ روپوش ہو گیا۔

اسکندر کا بیت المقدس پر قبضہ

فمبوس جس وقت سرزمین شام طے کرتا ہوا اپنے وطن جا رہا تھا۔ اس وقت ہرقانوس اور انطغنر نے عرب پر روم کے مطیع کرنے کی غرض سے حملہ کر دیا۔ اسکندر نے میدان خالی دیکھ کر بیت المقدس کا رُخ کیا اہل قدس نے اس کا کمال خوشی سے خیر مقدم کیا اور اسے اپنا حاکم بنا لیا۔ اسکندر نے حکومت کی کرسی پر بیٹھتے ہی ہیکل کے ان برجوں کو درست کرایا جنہیں فمبوس نے منہدم کر دیا تھا۔ اس کی حکومت کچھ ایسی دل پسند ہوئی کہ ایک مخلوق اس کی مطیع ہو گئی اس اثناء میں ہرقانوس اور انطغنر واپس ہوئے اور اسکندر نے ان کا قدس شریف سے نکل کر چمکتی ہوئی تلواروں اور نوکدار نیزوں سے استقبال کیا ہرقانوس اور انطغنر کو اس واقعہ میں ناکامی ہوئی۔ اسکندر نے ان کے لشکر پر بہت سختی سے حملہ کرکے انہیں پسپا کر دیا۔

اسکندر کی امان طلبی

ہرقانوس اور انطغنر نے کیناؤس سپہ سالار روم سے مدد چاہی جو فمبوس کے بعد بلاد ارمن کا ناظم ہو کر آیا تھا وہ ان دونوں کی امداد کے لئے بلاد ارمن سے قدس شریف کی طرف آیا۔ اسکندر نے کمال مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا لیکن مقابلہ سے پہلے اس کے حصہ میں شکست لکھی جا چکی تھی اس کی تازہ کوششوں نے اسے کچھ فائدہ نہ پہونچایا وہ میدانِ جنگ سے شکست اٹھا کر قلعہ اسکندرونہ میں پناہ گزین ہوا۔ ہرقانوس نے قدس شریف پہونچ کر اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ کیناؤس سپہ سالار روم نے اسکندر کا تعاقب کیا اور قلعہ اسکندرونہ پر پہونچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اسکندر نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی جسے کیناؤس نے فوراً قبول کر لیا۔

ارستبلوس کا فرار و گرفتاری

انہیں لڑائیوں کے دوران ارستبلوس اپنے لڑکے انطفنوس کے ہمراہ قید خانہ رومہ سے نکل بھاگا اور ایک گروہ کثیر جمع کرکے کیناتوس کے مقابلہ پر آیا لیکن اس کی قسمت نے مدد نہ کی پہلی ہی لڑائی میں گرفتار ہوگیا کیناتوس نے اسے دوبارہ رومہ کے قید خانہ میں بھیج دیا چنانچہ وہ اسی قید خانہ میں اس زمانہ تک رہا جب تک کہ رومیہ پر قیصر کو غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ پھر کچھ عرصہ بعد جن دنوں روم کو قیصر کے مقابلہ کی ضرورت درپیش تھی اور فمقیوس رومہ کے باہر قیصر کی لڑائی کے لئے لشکر جمع کر رہا تھا۔

ارستبلوس کا خاتمہ

ارستبلوس دوبارہ قید خانہ سے نکل کھڑا ہوا اس مرتبہ اس کے ہمراہ چند سرداران لشکر بھی قید خانہ سے نکل آئے تھے۔ اس نے دوبارہ بارہ ہزار کی جمعیت سے ارمن اور یہود یہ فمقیوس کی اطاعت سے روکنے کی غرض سے حملہ کیا۔ فمقیوس نے انطفنتر کو اس کے مقابلہ اور گرفتاری کے بابت خطوط لکھے اس نے یہود کے چند آدمیوں کو ارستبلوس کی طرف روانہ کیا جنہوں نے بلاد ارمن میں چند دن بعد موقع پاکر ارستبلوس کو زہر دے دیا۔ اس کے بعد کیناتوس کی تحریک و تحریر سے شیخ (والی رومہ) نے ارستبلوس کے بقیہ لڑکیوں کو آزاد کر دیا۔

تلمائی شاہ مصر کی معزولی و بحالی

ابن کریون کہتا ہے کہ انہیں ایام میں اہل مصر نے اپنے بادشاہ تلمائی سے باغی ہو کر اسے تخت سے اتار دیا تھا اور روم کا خراج بند کر دیا تھا جس سے روم نے مصر پر فوج کشی کی اور انطفنتر نے بزور تیغ ان پر فتحیابی حاصل کرکے تلمائی کو دوبارہ حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس کی سلطنت کے کاروبار کو درست کیا۔ پھر کیناتوس بیت المقدس کی طرف واپس ہوا اور ہرقانوس کو قدس کی حکومت اور انطفنتر کو اس کی وزارت کا عہدہ دے کر رومہ واپس آیا۔

اموال ہیکل پر عرنبوس کا قبضہ

ابن کریون کہتا ہے کہ ان واقعات کے بعد فارس اور روم میں جھگڑا پیدا ہوگیا روم نے فارس کی لڑائی کی غرض سے سپہ سالار عرنبوس نامی کو روانہ کیا وہ جس وقت قدس شریف ہو کر گذرا اور ہیکل میں داخل ہوا کاہنوں سے ہیکل کا مال و اسباب طلب کیا عازر کاہن اعظم نے کہا۔ کیناتوس اور فمقیوس نے ہیکل کے ساتھ

کبھی ایسا کام نہیں کیا"۔ عرنبوس نے پہلے یہودیوں سے ہیکل کا مال نہ لینے کا اقرار کیا مگر جس وقت قابو پا گیا فوراً ہیکل کے تمام تحائف اور اسباب اور بادشاہوں کی نذریں اور جمیع آلات و ظروف جو ابتداء زمانہ عمارت سے اس وقت تک وقتاً فوقتاً آتے رہتے تھے لے لئے۔

رومی سپہ سالار کسنا کی کارگذاری اس کے بعد عرنبوس جنگ فارس پر چلا گیا فارس نے اُسے شکست دے کر تمام وہ چیزیں جو اس نے ہیکل سے لی تھیں چھین لیں اور بلاد ارمن، دمشق، حلب اور سان کے اطراف و جوانب پر قابض ہو گئے۔ اس واقعہ کی خبر جس وقت شاہ روم کو ہوئی کسنا نامی سپہ سالار کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ کسنا، ارمن کے بلاد مغلوبہ سے گزر کر قدس شریف کی طرف گیا۔ وہاں یہودیوں اور ہرقانوس اور انطغنر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی۔ کسنا، نے ہرقانوس اور انطغنر کی مدد کی جب ہرقانوس کو یہودیوں پر غلبہ حاصل ہو گیا تو لشکر فارس سے لڑنے کے لئے بڑھا اور سان کو پہلے ہی جنگ میں شکست دے کر روم کا مطیع بنا دیا۔ اور ان بائیس بادشاہوں کو جو روم سے باغی ہو گئے تھے پھر روم کا مطیع اور باجگذار بنایا مگر جب کسنا ان کے ملک سے واپس ہوا تو انہوں نے دوبارہ بد عہدی کی۔

یولیاس قیصر (جولیس سیزر) ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد قیاصرہ کا زمانہ شروع ہوا اور یولیاس روم کا حاکم ہوا چونکہ اس کی ماں حالت حمل میں مر گئی تھی اور یہ اس کا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا تھا۔ اس وجہ سے اسے لوگوں نے قیصر کا لقب دیا اور قیصر ان کی زبان میں کاٹنے والے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور یولیاس اسے اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ ماہ یولیہ میں پیدا ہوا تھا جو ان کا پانچواں مہینہ تھا اور یولیہ کے معنی پانچویں کے بھی ہیں اس سے پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ روم کی حکومت جمہوری تھی جس میں تین سو بیس ممبر اور ایک شیخ (صدر نشین) کے ذریعہ سے حکومت قائم تھی جب قیصر بڑا ہوا اور شیخ (صدر نشین) نے اس کی شجاعت و مردانگی کو اوروں سے بدرجہا زیادہ دیکھا تو وہ اس کو بھی بدستور قدیم لشکروں کا سپہ سالار کر کے ممالک غیر پر بھیجنے لگا۔ ایک مرتبہ اسے بلاد مغرب کی طرف روانہ کیا اس نے بلاد مغرب کو نہایت سہولت اور مردانگی سے فتح کیا اور جب وہاں سے واپس ہوا تو اس نے اپنے کو بادشاہ کے لقب

سے مشہور کیا۔

قیصر کی فتوحات روم کے ممبروں نے قیصر کو اس خطاب کے لینے سے منع کیا اور یہ وجہ بیان کی۔ کہ شروع زمانہ حکومت سے روم کی حکومت جمہوری ہے اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں ہے اس سے پہلے فمقیوس نے بلاد شرق کو فتح اور یہودیوں کو مطیع کیا تھا لیکن اس نے اس کی خواہش نہیں کی۔ قیصر یہ سن کر خاموش ہوگیا اور ایک روز موقع پاکر ممبران روم پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر کے تن تنہا روم کا بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے کو قیصر کے لقب سے مشہور کر کے فمقیوس پر بھی حملہ کر دیا یہ ان دنوں مصر میں تھا۔ قیصر نے اس پر فتح پائی اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور مصر سے واپسی کے وقت اس کے اطراف و جوانب میں فمقیوس کے جنگی افسروں کو پھیلا ہوا دیکھ کر ان پر بھی حملہ کر دیا اور بلاد ارمن کی طرف ہو کر گذرا۔

شاہ ارمن متروات کی اطاعت ارمن میں ان دنوں متروات بادشاہ حکومت کر رہا تھا اس نے قیصر کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے حکم سے ارمینوں کو لے کر ہرقانوس سے لڑنے کے لئے چلا۔ ہرقانوس بادشاہ یہود نے اس کا عسقلان میں مقابلہ کیا۔ ارمینوں کو شکست ہوئی۔ انطفتر اور یہودیوں کے لشکر نے فتحیابی کے ساتھ مصر پر قبضہ کر لیا۔ جب اس کی خبر قیصر کو ہوئی تو اس نے انطفتر کو بلا بھیجا۔ انطفتر، متروات کے ہمراہ قیصر کے دربار میں حاضر ہوا قیصر نے اس کے عذر سن کر اسے عہدہ ہائے جلیلہ دینے کا وعدہ کیا۔

انطقنوس بن ارستبلوس کا خاتمہ اس سے پہلے انطقنوس بن ارستبلوس نے قیصر سے مل کر ہرقانوس کی شکایتیں کی تھیں اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ہرقانوس نے اس کے باپ کو اس وقت قتل کیا ہے کہ جب اہل روم نے فمقیوس کو اس کی لڑائی پر روانہ کیا تھا۔ مگر انطقنوس کی شکایت سے کوئی برہمی نہ پیدا ہوئی ایک روز ہرقانوس اور انطفتر نے مل کر انطقنوس کو زہر دے دیا کچھ عرصہ بعد قیصر نے انطفتر کو اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر کے فارس کی لڑائی پر بھیج دیا۔

ہرقانوس اور انطفتر کی بحالی اس لڑائی میں انطفتر مختلف حالتوں میں مختلف مقامات پر طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہوتا رہا۔ مگر تمام مصائب سے بچتا ہوا جب

بلاد فارس سے واپس ہوا تو قیصر نے ہرقانوس اور انطفر کو بیت المقدس کی حکومت پر بحال کر کے واپس کر دیا۔ ہرقانوس ضعیفی کی وجہ سے لڑائیوں کے کام کا نہ رہا تھا۔ اس وجہ سے انطفر امور سلطنت میں پیش پیش ہو گیا اور اپنے ایک لڑکے فیلسلو کو بیت المقدس کا ناظم اور دوسرے لڑکے ہیرودس کو جبل الخلیل کا عامل مقرر کر دیا اور اسی طرح جب کوئی لڑکا انطفر کے خاندان کا بڑا ہوتا تھا تو اسے شام کے کسی صوبے کی حکومت دے دیتا تھا رفتہ رفتہ ہرقانوس کے تمام مقبوضہ علاقوں میں انطفر کے لڑکے پھیل گئے۔

خرقیا کا قتل

انہیں دنوں ایک سرحدی پہاڑی میں خرقیا نامی ایک شخص یہودیوں کا ایک گروہ لئے ہوئے سکونت پذیر تھا جو وقتاً فوقتاً موقع پا کر ارمن پر حملہ کر کے ان کا مال و متاع کو لوٹ لے جاتا تھا جب اس کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو ناظم بلاد ارمن سفیوس (قیصر کے چچا زاد بھائی) نے ہیرودس والی جبل خلیل سے خرقیا کی شکایت کی۔ ہیرودس نے ایک سریہ[1] خرقیا کی گوشمالی کے لئے بھیج دیا۔ اتفاق سے اس شبخون میں خرقیا گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا۔ ہیرودس نے سفیوس کو اس واقعہ سے مطلع کیا اس نے ہیرودس کا شکریہ ادا کیا اور تحائف بھیجے۔ مگر بیت المقدس کے یہودیوں کو ہیرودس کا یہ فعل نہایت شاق گزرا اور وہ لوگ جمع ہو کر ہرقانوس کے پاس آئے۔ اور ہیرودس کے ظلم کی شکایت کی اور اسے قصاص کے لئے مجلس حکام میں طلب کیا۔ چنانچہ اس قضیہ کے فیصلہ کرنے کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی جس میں یہودیوں کے ستر شیخ مقدمہ کی سماعت کے لئے جمع کئے گئے ہیرودس مسلح تیور چڑھائے ہوئے آیا۔ ہرقانوس ہیرودس کے چڑھے ہوئے تیور دیکھ کر گھبرا اٹھا اور مقدمہ کی سماعت اور اس کا فیصلہ ہونے سے قبل ہی مجلس برخواست کر دی۔ یہودی اس سے کشیدہ خاطر ہو گئے اور ہیرودس بلاد ارمن کی طرف چلا گیا سفیوس نے اسے اپنا مدار المہام بنا لیا۔

ہرقانوس کا قیصر سے تجدید معاہدہ

ان واقعات کے بعد ہرقانوس نے قیصر سے تجدید عہد کی درخواست کی قیصر نے اس کی درخواست کو قبولیت کا خلعت مرحمت کیا اور یہ حکم صادر کیا کہ اہل ساحل مابین صیدا و غزہ اپنا خراج بیت المقدس روانہ کیا کریں اور یہودیوں کو تمام وہ بلاد واپس دے دیئے جائیں جو اس سے پہلے ان کے قبضہ میں فرات اور اطراف لاذقیہ تک

[1] سریہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو شب کو مخالف کے لشکر پر شبخون مارتا ہے۔

تھے اور جنہیں بنی حشمنائی نے بزورِ تیغ دبالیا تھا وہ بھی انہیں واپس کر دیئے جائیں کیونکہ فمفتوس نے اس معاملہ میں ان پر سخت مظالم کئے تھے۔ یہ عہد نامہ تانبے کے پتروں پر زبان روم اور یونان میں لکھا گیا۔ اور صور و صیدا کی شہرپناہ کے دروازوں پر لٹکا دیا گیا اور ہرقانوس کی حکومت از سرِ نو قائم کر دی گئی۔

قیصر کا قتل ابن کریون کہتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد قیصر بادشاہ روم اور انطفتر وزیر ہرقانوس قتل کر ڈالے گئے۔ قیصر کے قتل کا یہ واقعہ پیش آیا کہ کیساوس نامی ایک سپہ سالاران فمفتوس سے ایک شخص نے بحالتِ غفلت اس پر حملہ کر کے ایک ہی وار سے اسے قتل کر ڈالا اور زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر لشکر جمع کر کے دریا عبور کیا اور بلاد اشیت کو فتح کرتا ہوا قدس شریف کی طرف گیا اہل قدس سے ستر سونے کے حصے طلب کئے چنانچہ انطفتر اور اس کے لڑکوں نے یہود سے لے کر پیش کئے پھر کیساوس بیت المقدس سے واپس ہو کر مقدونیہ کی طرف آیا اور وہیں مقیم رہا۔

انطفتر کا قتل انطفتر کے قتل کا یہ ماجرا گذرا کہ یہود کی خواہش کے مطابق کیساوس واپسی کے وقت اپنا ایک سپہ سالار ملیکا نامی بیت المقدس میں چھوڑ گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس سے اور انطفتر کو اس سے ناچاقی پیدا ہو گئی۔ ملیکا نے موقع پا کر چند یہودیوں کی سازش سے انطفتر کو زہر دے دیا۔ ہیرودس یہ واقعہ سن کر ہرقانوس کو قتل کرنے بیت المقدس آیا لیکن فیسلو نے اس قصد سے باز رکھا۔

ملیکا اور کیساوس کا قتل اس اثنا میں کیساوس مقدونیہ سے صور کی طرف چلا۔ ہرقانوس اور ہیرودس اس سے ملنے کے لئے گئے اس کے سپہ سالار ملیکا کے شکایت کی اور انطفتر کے قتل کے واقعات بیان کئے۔ کیساوس نے ملیکا کے قتل کا حکم دے دیا۔ ملیکا قتل کر ڈالا گیا۔ اس کے بعد کنیانوس برادر زادہ قیصر اور اس کا سپہ سالار انطیوس لشکر لے کر کیساوس سے لڑنے کے لئے نکلے۔ مقدونیہ کے قریب صف آرائی ہوئی کیساوس ناکامی کے ساتھ گرفتار کر کے قتل کر ڈالا گیا اور کینانوس نے اپنے چچا کی جگہ پر متمکن ہو کر اپنے کو اپنے چچا اوغشطش قیصر کے نام سے موسوم کیا۔

ہرقانوس کی اوغشطش سے تجدید معاہدہ کی درخواست اس فتح یابی کے بعد ہرقانوس

بادشاہ یہود نے کیناتوس کی خدمت میں کچھ تحائف روانہ کیے جس میں ایک تاج طلائی مرصع تھا اور تجدید عہد کی درخواست کی اور ان قیدیوں کی آزادی کا خواستگار ہوا جو زمانہ کیناتوس سے قید تھے اور ان رعایتوں کا طالب ہوا جو اس سے پہلے کیناتوس کے چچا قیصر نے یہود کو دے رکھی تھیں۔ اوغسطش قیصر نے ہرقانوس کی درخواستیں منظور کر لیں اس کے بعد انطیانوس کو ہمراہ لیے ہوئے بلاد ارمن دمشق اور حلب کی طرف گیا۔

کلبطرہ (قلوپطرہ)

کلبطرہ ملکۂ مصر نے (یہ ایک ساحرہ عورت تھی) قیصر سے ملاقات کی اور امن کی خواستگار ہوئی۔ قیصر نے اسے امن دے کر اسے اپنی زوجیت میں لے لیا اسی مقام پر چند لوگوں نے ہیرودس اور اس کے بھائی فسیلو کی شکایتیں کیں ہرقانوس نے ان کی تردید کی، انطیانوس نے شکایت کرنے والوں کی گرفتاری کا حکم دیا چنانچہ ان لوگوں میں سے اکثر گرفتار ہو کر قتل کر ڈالے گئے۔ ہیرودس اور اس کا بھائی فسیلو اپنے دارالحکومت واپس آیا اور اپنے باپ کے بدلے ہرقانوس کی سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ اس کے بعد انطیانوس نے بلاد فرس پر حملہ کر کے ان کے سرسبز میدانوں کو اپنے فتح مند گھوڑوں سے روندوایا، ان کے ملوک کو زیر وزبر کیا اور رومہ تک بزور تیغ فتح کر لیا۔

انطفنوس کا بیت المقدس پر حملہ

ابن کریون کہتا ہے کہ انہی واقعات کے اثناء میں انطفنوس یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ گیا اور یہ درخواست پیش کی کہ اگر اس کے چچا ہرقانوس کی حکومت چھین کر مجھے دی جائے اور ہیرودس اور اس کا بھائی فسیلو قتل کر ڈالے جائیں تو اس کے معاوضہ میں کئی سونے کے حصے اور آٹھ سو لڑکیاں رؤساء یہود کی خدمت کے لیے پیش کی جائیں گی۔ بادشاہ فارس، انطفنوس کی اس درخواست پر ایک جرار لشکر لے کر روانہ ہوا اور بلاد ارمن کو فتح کر لیا جو سپہ سالاران روم ملے انہیں قتل کر ڈالا اس کے بعد اپنے سپہ سالار کو اہل قدس کے لشکر کے ساتھ انطفنوس کی ہمراہی میں بیت المقدس میں نماز ادا کرنے اور ہیکل میں نذر و نیاز پہونچانے کے حیلہ سے روانہ کیا وسط شہر میں پہونچ کر ان لوگوں نے شہر کو لوٹنا اور لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ہیرودس اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر قصر ہرقانوس میں حفاظت کی غرض سے گھس گیا اور فسیلو قلعہ کو ان کے حملہ

سے بچاتا رہا۔ اگرچہ اس لڑائی صورت انطقنوس کے حق میں نتیجہ خیز دکھائی دیتی تھی۔ لیکن یہودیوں کے تیار ہو جانے سے انطقنوس اور سپہ سالار فارس کو جان کے لالے پڑ گئے۔

ہرقانوس کا انجام

مگر اس موقعہ پر انطقنوس کا ایک فقرہ چل گیا اور وہ یہ تھا کہ وہ لڑائی سے دست کش ہو کر شاہی محل کے قریب گیا اور ہرقانوس و ہیرودس کو فریب دینا شروع کیا ہرقانوس اور فسیلو تو اس کے فقرے میں آ گئے اور اس کے ہمراہ شاہ فارس کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے لیکن ہیرودس نے اس کی ایک بھی نہ سُنی برابر لڑتا رہا۔ سپہ سالار فارس اور انطقنوس نے مصلحتاً لڑائی موقوف کر دی اور فسیلو اور ہرقانوس کو لے کر شاہ فارس کی طرف روانہ ہوئے۔ جس وقت بلاد دامن میں شاہ فارس کے پاس پہنچے ہرقانوس اور فسیلو فوراً قید کر لئے گئے۔ فسیلو تو اسی شب کو مر گیا اور ہرقانوس پابہ زنجیر فارس کی طرف روانہ ہو گیا۔ انطقنوس کو ہرقانوس کی اس بے چارگی پر بھی رحم نہ آیا۔ اثناء راہ میں اس کے کان کٹوا ڈالے تاکہ کہونت کے قابل نہ رہے پھر شاہ فارس نے اپنے دارالحکومت پہونچ کر ہرقانوس کو آزاد کر دیا۔ یہاں تک کہ ہیرودس نے اُسے بُلا لیا۔ کما یاتی بعد۔

ہیرودس کی قیصر روم سے امداد طلبی

اس کے بعد شاہ فارس نے اپنا ایک سپہ سالار انطقنوس کے ہمراہ بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ہیرودس اس حال سے مطلع ہو کر اپنے اہل و عیال کو قلعہ میں اپنے بھائی یوسف کے پاس چھوڑ کر قدس شریف سے جبل شرات کی طرف چلا گیا اور وہاں سے پھرتا ہوا قیصر کے پاس جانے کی غرض سے مصر پہونچا۔ کلبطرہ ملکہ مصر نے اس کی بڑی عزت کی اور اسے کشتی پر سوار کرا کے رومہ کی طرف روانہ کیا۔ ہیرودس رومہ پہونچ کر انطیانوس کے ہمراہ اوغشطش قیصر کے دربار میں حاضر ہوا۔ شاہ فارس کے حملے اور بیت المقدس کے ناگہانی واقعات سے اسے مطلع کیا۔ اوغشطش نے اپنے دامان مرحمت سے اس کے آنسو پونچھے، تاج شاہی پہنایا اور رومہ میں بڑے تجمل و احتشام سے چاروں طرف پھرایا آگے آگے نقیب کہتے جاتے تھے۔ اوغشطش قیصر نے اسے بادشاہ بنایا ہے۔ اس کے بعد اوغشطش قیصر

نے ایک دربار خاص منعقد کیا اور شیوخ رومہ کے روبرو تانبے کے پتروں پہ شاہی فرمان ہیرودس کی بادشاہت کا لکھ دیا۔ ہیرودس کی بادشاہت کا یہی پہلا دن تھا۔

انطیانوس کی پیشقدمی اس کے بعد انطیانوس لشکر لے کر شاہ فارس کی طرف بڑھا۔ انطاکیہ کے قریب پہونچ کر ہیرودس اس سے علیحدہ ہو کر براہ دریا قدس شریف کی طرف انطقنوس سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ انطقنوس اس کی آمد کی خبر سُن کر بیت المقدس سے نکل کر جبال شرات کی طرف ہیرودس کے اہل وعیال کو گرفتار کرنے کے لئے بڑھا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں ہیرودس نے پہونچ کر انطقنوس سے لڑائی چھیڑ دی۔ یوسف موقع پا کر قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آیا اور انطقنوس پر دوسری طرف سے حملہ کر دیا۔ انطقنوس اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا۔ مجبور ہو کر لڑائی کے میدان سے پسپا ہو کر قدس شریف کی طرف بھاگا۔ اثناء راہ میں لشکر کا زیادہ حصہ کام آگیا۔

ہیرودس کا محاصرہ بیت المقدس ہیرودس نے بیت المقدس پہونچ کر محاصرہ کر لیا۔ انطقنوس نے سپہ سالاران لشکر روم سے سازش کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا کچھ عرصہ بعد انطیانوس سپہ سالار قیصر کی فارس پر فتحیابی کی خبر آئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کامیابی کے بعد واپس آ رہا ہے اور فرات عبور کر آیا ہے۔ ہیرودس یہ سُن کر اپنے بھائی یوسف کو سیسا سپہ سالار روم کے ساتھ بیت المقدس کے حصار پر چھوڑ کر انطیانوس کے استقبال کو روانہ ہوا۔

انطقنوس کی شکست جس وقت ہیرودس، دمشق پہونچا یہ خبر مشہور ہوئی کہ اس کا بھائی یوسف۔ حصار بیت المقدس میں انطقنوس کے سپہ سالار کے ہاتھوں مارا گیا اور سیسا سپہ سالار انطیانوس اور لشکر روم پسپا ہو کر دمشق آ رہا ہے ہیرودس اس متوحش خبر سُن کر لوٹ کھڑا ہوا اور انطقنوس کو پہلی ہی لڑائی میں شکست دے کر میدان جنگ سے بھگا دیا اور بیت المقدس تک اس کا تعاقب کرتا گیا۔

سیسا کا بیت المقدس پر قبضہ ان سب واقعات میں سیسا بھی ہیرودس کے ہمراہ

تھا یہ لوگ ایک مدت تک بیت المقدس کا محاصرہ کئے رہے بالآخر ایک روز چند لشکری شہر پناہ کی دیوار پہ کمند ڈال کر چڑھ گئے۔ نگہبانوں کو قتل کر کے دروازہ کھول دیا۔ ہیرودس اور سیسا نے شہر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ سیسا نے یہودیوں کے قتل پر ہاتھ بڑھانا چاہا مگر ہیرودس نے اس فعل سے یہ کہہ کر باز رکھا کہ "اگر تم میری قوم کو قتل کر ڈالو گے تو مجھے کس پر حاکم بناؤ گے"۔ غرض سیسا یہودیوں کے قتل سے باز رہا اور تمام مال غنیمت یہودیوں کو واپس کر دیا ہیرودس نے بیت المقدس میں تقرب کی نیت سے سونے کا ایک تاج رکھ دیا اور بہت سا مال نذر میں دیا۔

بنی حشمنائی کا زوال کامیابی کے بعد سپہ سالار سیسا، انطقنوس کو قید کر کے انطیانوس کی طرف روانہ ہوا۔ انطیانوس ان دنوں شام سے مصر آ گیا تھا۔ چنانچہ سیسا، انطیانوس سے مصر میں ملا اس کے بعد ہی ہیرودس بھی آ گیا اور باجازت انطیانوس، انطقنوس کو قتل کر کے مملکت یہود پر مستقل حکمران ہو گیا۔ انطقنوس کے مارے جانے سے بنی حشمنائی کی حکومت ختم ہو گئی۔ والبقاء للّٰہ وحدہٗ۔

باب ۱۶

امارت ہیرودس

درحقیقت ہیرودس کی اقبال مندی کا ستارہ اسی وقت سے اوج پر ہو چلا تھا جس وقت سے ہرقانوس پر شاہ فارس نے حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اسے اہل فارس گرفتار کر کے لے گئے تھے اور اس کے کان کاٹ ڈالے تھے۔ اس غرض سے کہ وہ کہونت سے محروم کر دیا جائے۔ چنانچہ یہود نے اسی وجہ سے اسے معزول کر دیا لیکن جس وقت ہیرودس۔ بیت المقدس کا حکمران ہوا ہرقانوس کو فارس سے بلا کر نہایت تعظیم و تکریم سے عزت کی کرسی پہ بٹھایا۔ ہرقانوس کی لڑکی اسکندرہ اسکندر کے عقد میں اور اس کی نواسی مریم نامی ہیرودس کے نکاح میں تھی۔

ہرقانوس کی شاہ عرب سے امداد طلبی کچھ عرصہ بعد ان دونوں کو ہیرودس کی طرف بدگمانی پیدا ہو گئی جب رفتہ رفتہ یہ خیال مستحکم ہو گیا کہ ہیرودس ہرقانوس کے قتل کی فکر میں ہے۔ تو اسکندرہ و مریم نے ہرقانوس کو اس سے آگاہ کر کے بادشاہ عرب کے پاس چلے جانے اور اس کے سایۂ امن میں جا کر پناہ گزین ہونے کا مشورہ دیا۔ ہرقانوس نے اس رائے سے اتفاق کرنے کے بعد ایک شخص کو خط لکھ کر شاہ عرب کی طرف روانہ کیا۔ اس شخص نے اس عداوت سے کہ ہرقانوس نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا ہرقانوس کے خط کو ہیرودس کے روبرو لے جا کر رکھ دیا۔ ہیرودس نے خط پڑھ کر واپس کر دیا اور یہ کہا کہ تم اس خط کو شاہ عرب کے پاس لے جاؤ اور جو کچھ وہ جواب دے اسے میرے پاس لاؤ۔ اس شخص نے ہیرودس کے حکم کی تعمیل کی شاہ عرب کا جواب اسے لا کر دے دیا۔ شاہ

عرب نے خط میں آدمیوں کے روانہ کرنے کا وعدہ کیا تھا اور مقام قیام متعین کر دیا تھا۔

بنی حشمنائی کا آخری تاجدار ہیرودس نے شاہ عرب کے آدمیوں کو اپنے ملازمین کے ذریعہ سے گرفتار کرا لیا۔ اور یہود کے شتمر شیوخ کو ایک جلسہ میں جمع کر کے ہرقانوس کو طلب کیا اور اس کے روبرو اس کا خط اور شاہ عرب کا جواب پڑھا اور دکھلایا۔ ہرقانوس سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا۔ اس پر جرم ثابت ہو گیا۔ جس کی پاداش میں ہیرودس نے ہرقانوس کو اسی وقت مار ڈالا جب کہ وہ اپنی عمر کے اسی مرحلے طے کر چکا تھا اور اس کی حکومت کو چالیس سال گزر چکے تھے۔ یہی ملوک بنی حشمنائی کا آخری بادشاہ تھا۔

اسکندر ابن ارستبلوس اسکندر ابن ارستبلوس کا ایک لڑکا ارستبلوس نامی نہایت حسین اور خوبصورت اپنی ماں اسکندرہ کی کفالت میں پرورش پا رہا تھا اور اس کی بہن ہیرودس کے عقد میں تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اسکندر کی ماں اور بہن کا دلی مقصود یہ تھا کہ اسکندر اپنے (نانا) ہرقانوس کی جگہ بیت المقدس کا کاہن مقرر کیا جائے۔ لیکن ہیرودس نے کہونت کو بنی حشمنائی سے منتقل کرنے کے خیال سے عام کاہنوں میں سے ایک شخص کو کاہن اعظم مقرر کر دیا یہ امر اسکندرہ بنت ہرقانوس اور اس کی لڑکی مریم زوجہ ہیرودس کو ناگوار گزرا چونکہ اسکندریہ اور ملکۂ مصر کلبطرہ میں مراسم اتحاد تھے اس وجہ سے اسکندرہ ملکۂ کلبطرہ کے توسط سے اس کے شوہر انطیانوس کی سفارش ہیرودس کے پاس لائی۔ ہیرودس نے یہ عذر پیش کیا کہ "کاہنین معزول نہیں کئے جاتے۔ بفرض تقدیر اگر ہم کاہنوں کے معزول کرنے کا خیال کریں گے تو ہمارے مذہب والے ہماری مخالفت کریں گے" اس کے بعد اسکندرہ نے انطیانوس کے سفیر سے سازش کر لی اور اسے تحائف دہارایا دے کر اس امر کا اقرار لے لیا کہ "وہ انطیانوس کو ہیرودس کے خلاف برانگیختہ کرے گا اور ارستبلوس کو اپنے پاس طلب کرے گا"

کاہن اعظم اسکندر بن استبلوس چنانچہ جب انطیانوس کا سفیر بیت المقدس سے واپس آیا تو اس نے انطیانوس کے کان بھرنے شروع کر دئے اور اسے ارستبلوس کے حسن و جمال کا ایسا گرویدہ کر دیا کہ اس نے ہیرودس سے ارستبلوس کو طلب کیا اور نہ بھیجنے

کی صورت میں ہیرودس کو اپنی ناراضی کی دھمکی دی۔ ہیرودس اس سے پہلے یہ انتظام کر چکا تھا کہ کاہن اول کو معزول کر کے ارستبلوس کو کاہن اعظم بنایا تھا، اس وجہ سے یہ معذرت پیش کی کہ "کاہن بیت المقدس چھوڑ کر سفر نہیں کر سکتا اور اگر میں اس امر پر راضی بھی ہو جاؤں گا تو یہود اس کی سخت مخالفت کریں گے"، اس کے بعد انطیانوس کو ارستبلوس کا خیال جاتا رہا پھر اس نے کوئی تحریک نہ کی۔

اسکندرہ کی گرفتاری و رہائی

ان واقعات سے ہیرودس درپردہ اسکندرہ بنت ہرقانوس کی نگرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد۔ اسکندرہ کا ایک خط ہیرودس کے ہاتھ آ گیا جو اس نے ملکہ کلبطرہ کے نام روانہ کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ "آپ دو کشتیاں چند آدمیوں کے ہمراہ ساحل یافا پر بھیج دیجئے۔ میں اپنی لڑکی کے ہمراہ دو تابوتوں میں بہ شکل میت نکل آؤں گی" ہیرودس یہ خط پا کر قبرستان میں ان تابوتوں کا منتظر رہا جب وہ تابوت اس کی طرف ہو کر گزرے اس نے ان کو گرفتار کر لیا اور پھر اسے معاف کر دیا۔

ارستبلوس کا خاتمہ

اس کے بعد اسے یہ معلوم ہوا کہ ارستبلوس نے عید مظال میں مذبح میں جا کر لباس قدس پہنا تھا اس سے عام لوگوں کا میل خاطر اس کی طرف زیادہ ہوا ہیرودس کو اس سے کشیدگی پیدا ہو گئی درپردہ وہ ارستبلوس کے قتل کی فکر کرنے لگا۔ جب ہیرودس ماہ نیسان میں اریحا گیا تو اپنے ہمراہیوں اور مصاحبوں کو وہیں طلب کیا ان میں ارستبلوس بھی تھا ارستبلوس کو اس وقت تک شاید یہ خیال بھی نہیں پیدا ہوا تھا کہ ہیرودس میرے قتل کی فکر میں ہے ورنہ وہ نہ ہیرودس کے ساتھ دریا میں نہانے کو اترتا اور نہ اسے ہیرودس کے غلام دریا میں ڈبو دیتے ہیرودس بظاہر ارستبلوس کے غرق ہو کر مرنے سے سخت رنجیدہ ہوا۔ بڑے تجسس سے لاش نکلوائی معقول طور سے تجہیز و تکفین کی بغرض ارستبلوس کی موت اس صورت سے سترہ برس کی عمر میں واقع ہوئی اور اسی وقت سے اسکندرہ اور اس کی لڑکی مریم زوجہ ہیرودس اور ہیرودس کی ماں بہنوں میں ناچاقی پیدا ہو گئی۔ باہم شکوہ و شکایت کے دروازے کھل گئے۔

انطیانوس اور اغسطش میں کشیدگی

ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد انطیانوس نے اغسطش قیصر سے بدعہدی کی اس وجہ سے کہ انطیانوس نے کلبطرہ سے عقد کر کے مصر پر قبضہ کر لیا تھا اور چونکہ یہ عورت ساحرہ تھی اس نے بزور سحر انطیانوس کو ان بادشاہوں کے قتل و قید اور ان کے ملک لینے پر آمادہ کیا جو روم کے مطیع اور باجگذار تھے۔ ان میں ہیرودس بھی تھا لیکن انطیانوس ہیرودس کے خلاف

اور غشطش قیصر کے خوف سے کوئی کارروائی نہ کرسکتا تھا کیونکہ اوغشطش قیصر، ہیرودس کی بڑی عزت کرتا تھا۔

ہیرودس کے خلاف سازش کچھ عرصہ بعد انطیانوس نے ہیرودس کو اوغشطش قیصر کے خلاف ابھار کر عہد شکنی پر آمادہ کر دیا اور اسے طلب کر کے عرب سے لڑنے کو بھیج دیا اور اس کے ہمراہ انتیاؤن سپہ سالار قلوبطرہ کو روانہ کیا اور اسے یہ ہدایت کر دی کہ میدان جنگ سے جس وقت لڑائی تیزی کے ساتھ ہو رہی ہو ہیرودس کو تنہا میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ آنا تاکہ ہیرودس کو اس کے مخالفین مار ڈالیں اور اگر یہ بھی بھاگ کھڑا ہوگا تو اس پر شکست کا الزام قائم کر کے تخت حکومت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ انتیاؤن سپہ سالار نے ایسا ہی کیا مگر ہیرودس ایک سخت اور خون ریز لڑائی کے بعد کامیاب ہو کر بیت المقدس کی طرف واپس ہوا اس کامیابی سے اطراف و جوانب کے سرحدی بادشاہوں نے مصالحت کرلی مگر عرب نے اطاعت قبول نہ کی۔ کچھ عرصہ بعد ہیرودس پھر عرب سے لڑنے کے لئے گیا اور ان پر برائے نام خراج مقرر کر کے واپس آیا۔

انطیانوس کا قتل انطیانوس نے جن دنوں میں ہیرودس کو عرب سے لڑنے کے لئے روانہ کیا تھا انہیں دنوں خود رومہ کی جانب چلا گیا تھا اور قیصر سے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ بالآخر پچھلی لڑائی میں اوغشطش قیصر نے انطیانوس کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اس کے بعد مصر کی طرف بڑھا۔

ہیرودس کی قیصر سے معذرت خواہی ہیرودس کو اس کی پیشقدمی سے سخت اندیشہ پیدا ہوا کیونکہ یہ انطیانوس کا مطیع تھا مگر اس کے باوجود اوغشطش قیصر کی ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے پہلے اپنی ماں اور بہن کو قلعہ شرات میں اپنے بھائی کے پاس اور اپنی بی بی مریم اور اس کی ماں اسکندرہ کو قلعہ اسکندرونہ میں اپنے بہنوئی یوسف کے پاس بھیج دیا اور اہل صور میں سے ایک شخص کو جس کا نام سوما تھا اپنی بیوی کے ہمراہ کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ اگر قیصر مجھے قتل کر ڈالے تو تم میری بیوی اور ساس کے قتل کرنے میں تاخیر نہ کرنا اس کے بعد کچھ تحائف اور ہدایا لے کر قیصر کی خدمت میں حاضر ہوا اوغشطش اس سے انطیانوس کا ساتھ دینے کی وجہ سے کشیدہ خاطر تھا۔ چنانچہ جب یہ قیصری دربار میں حاضر ہوا تو قیصر اسے تیز نگاہوں سے دیکھ کر طیش میں آگیا اور لپک کر اس کے سر سے تاج اتار لیا۔ مگر ہیرودس نے کہا اے قیصر میں انطیانوس کا مطیع و محب آپ کی عداوت

کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ عرب کی لڑائی کی وجہ سے میں نے اس سے مراسم پیدا کر لئے تھے اگر آپ میرا تاج اتار لیں گے تو کوئی شخص مجھے سرفراز نہیں کر سکتا اگر مجھے بحال رکھیں گے تو میں مشکور رہوں گا۔

کلبطرہ (قلوپطرہ) کا قتل قیصر اس تقریر سے خوش ہو گیا اور اسے نہایت عزت سے مہم مصر پر اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا اور جب ہیرودس نے مصر پر قبضہ حاصل کر کے کلبطرہ کو قتل کر ڈالا تو قیصر نے ہیرودس کو وہ تمام ممالک دے دیئے جو انطیا نوس کے قبضہ میں تھے۔ ان واقعات کے بعد ہیرودس اپنے دار السلطنت بیت المقدس کی طرف واپس آیا اور قیصر رومہ کی جانب چلا گیا۔

سوما صوری اور یوسف کی سازش کا انکشاف ابن کریون کا بیان ہے کہ ہیرودس کے بیت المقدس میں آنے کے بعد اس کے متعلقین قلعہ اسکندرونہ سے اپنے بہنوئی یوسف اور سوما صوری کے ہمراہ بیت المقدس آئے چونکہ انہوں نے ہیرودس کا رازدار ہرقانوس اور ارستبلوس کے واقعات قتل ہیرودس کی بیوی اسکندرہ سے کہہ دیئے تھے۔ اس وجہ سے وہ دونوں سوما صوری کی بے حد ممنون اور اس سے مانوس ہو رہی تھیں۔ پھر ہیرودس کی بہن نے اس کی بیوی مریم کو سوما صوری کے ساتھ متہم کیا لیکن ہیرودس کو اس امر کا یقین نہ ہوا۔ کیونکہ اولاً ان دونوں میں پہلے سے جھگڑا چلا آ رہا تھا اور ثانیاً ہیرودس کو اپنی بیوی کی پاک دامنی پر پورا پورا بھروسا تھا۔

یوسف اور سوما صوری کا قتل کچھ عرصہ بعد ہیرودس کو سوما صوری اور اس کے بہنوئی کی سازش سے آگاہی ہوئی تو اس کا وہ شبہ قوی ہو گیا جو اس کی بیوی کی طرف سے اس کی بہن نے پیدا کرنا چاہا تھا مگر تاہم تامل اور غور سے کام لیتا رہا یہاں تک کہ بعض عورتوں نے اس کی بہن کے اشارے سے یہ بیان کیا کہ "مریم تیرے کھانے میں سوما اور یوسف کی سازش سے زہر ملانا چاہتی ہے" ہیرودس نے اس کی خفیہ تحقیقات کی اور اس واقعہ کو صحیح پا کر اپنے بہنوئی یوسف اور سوما صوری کو اسی دن قتل کر ڈالا۔

مریم اور اسکندرہ کا خاتمہ اپنی بیوی کو پہلے تو چھوڑ دیا مگر پھر کچھ سوچ اور سمجھ کر اسے بھی مار ڈالا اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہوا اس کے بعد اسی قسم کی افواہی خبریں اس کی ساس اسکندرہ

کے نسبت بھی ٹھنی گئیں اس نے اسے بھی قید حیات سے آزاد کر کے دوسرے عالم میں پہنچا دیا۔ اور ادوم میں اپنے بہنوئی کی جگہ ایک دوسرے شخص کو مقرر کر گیا جس کا نام کرسوس تھا۔ اور اسی کے ساتھ اپنی بہن کا عقد کر دیا۔

کرسوس کا قتل کرسوس ادوم پہونچ کر دین موسوی سے منحرف ہو گیا اور اس طریقہ کو ترک کر دیا، جس کی تعلیم اسے ہرقانوس نے کی تھی اور اہل روم کو بت پرستی کی طرف مائل کر دیا۔ اور ہیرودس کی بہن کو طلاق دے دی۔ ہیرودس کی بہن اپنے بھائی کے پاس چلی آئی اور ان تمام واقعات سے اسے مطلع کیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ کرسوس کے پاس بنی حشمنائی کے وہ لوگ جمع ہو رہے ہیں جو بارہ برس سے سلطنت و حکومت کی خواہش کر رہے ہیں ہیرودس یہ سن کر سخت برہم ہوا اور اسی وقت ادوم کی طرف بڑھا اور وہاں پہونچ کر کرسوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

بنی حشمنائی کے سازشیوں کا قتل بنی حشمنائی کے ان لوگوں کو سر دربار طلب کر کے ان کے لئے سزائے موت تجویز کی جو کرسوس کے پاس ملک و سلطنت کی طمع میں جمع ہو رہے تھے ان کے علاوہ یہودیوں کے اور بھی چند نامی سرداروں اور رئیسوں کو قتل کیا جو اس کے خلاف کرسوس سے سازش رکھتے تھے اس واقعہ کے بعد ہیرودس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور لوگوں پر اس کا رعب چھا گیا۔

ہیرودس کے خلاف عوام میں ناراضگی اس کے بعد اس میں بھی بے دینی آ گئی۔ وصایاء توریت پر سستی سے عمل کرنے لگا۔ بیت المقدس کی شہر پناہ درست کرائی اور ایک مکان بنوا کر اس میں مختلف قسم کے صحرائی جانور چھوڑ دیئے کبھی کبھی ان جانوروں سے لڑنے کے لئے آدمی چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ عوام الناس کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ اہل دولت نے اس کے قتل کی فکر کی لیکن ناکام رہے ہیرودس چونکہ لوگوں کے حالات معلوم کرتا اور ان کا نگران رہتا تھا اس وجہ سے اس کی ہیبت عوام الناس کی نظروں میں دوچند بڑھ گئی۔ اس کے عہد حکومت میں یہودیوں میں سے ربانیوں کا بہت بڑا دور دورہ تھا اور گروہ عبادہ معروف بہ حسیدہ کو بھی اس کے کاموں میں دخل تھا اور ان کی مناحیم نامی پیشوائی کر رہا تھا۔ جس نے اس کے لڑکپن میں ہی حکومت و سلطنت کی پیش گوئی کی تھی اور اس کے قوم کے حق میں دعا کی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بیت المقدس میں قحط

اتفاق وقت سے جب ہیرودس کے زمانہ حکومت میں قحط پیدا ہوا اور خلق اللہ گرانی و غلہ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے بھوکوں مرنے لگی تو اس نے غلے کے ذخیرے کھول دیئے اور تمام اطراف وجوانب میں غلہ پھیلا دیا۔ قیصر نے بھی قحط کا حال سُن کر مصر اور روم کے اطراف سے بیت المقدس کی طرف غلہ بھیجنے کی منادی کرا دی اور براہ دریا کشتیاں غلے سے بھری ہوئیں بیت المقدس بھیجنے لگا۔ ہیرودس کو اس سے بہت تقویت مل گئی اور اس نے قحط کا نہایت معقول انتظام اور بندوبست کیا۔ بوڑھے، یتیم بچے، بیوہ عورتوں، مساکین، فقراء، محتاجین کے لیے روزانہ غلہ پہونچاتا رہا۔ اپنی قوم کے علاوہ دوسرے مذہب کے پچاس ہزار آدمیوں کو روزینہ کھانا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ قحط بالکل ختم ہوگیا اور تمام عالم میں اس کا ذکر نیک نامی سے ہونے لگا۔

بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر

ابن کریون کہتا ہے کہ جب اس کی حکومت مستقل ہوگئی اور اس کے غلبہ کو لوگوں نے تسلیم کرلیا تو اس نے بیت المقدس کو اس ہیئت و شکل پر بنانے کا ارادہ کیا جس صورت پر سلیمانؑ ابن داؤدؑ نے بنوایا تھا۔ کیونکہ جس وقت یہود کورش کی اجازت سے بیت المقدس واپس آئے تھے تو بیت المقدس بنانے کے لیے ایک مقدار معین کردی گئی تھی جو کہ سلیمان علیہ السلام کی حدود تک نہ پہنچی تھی۔ ہیرودس نے تعمیر کرانے سے پہلے آلات واسباب اور صناعین کو چھ برس کی مدت میں جمع کیا اور ایک ہزار کاہنوں کو قدس شریف کے گرد بٹھا دیا تاکہ کوئی اس میں نہ آنے پائے۔ اس کے بعد اس نے بیت المقدس کو منہدم کرا کر جناب سلیمان علیہ السلام کی تعمیر کے مطابق آٹھ برس کے عرصہ میں از سرنو بنوایا اور بعض مقامات پر جیسا اس کے دل نے چاہا کسی قدر اضافہ بھی کیا جب بیت المقدس بن کر تیار ہوگیا تو اس نے قربانیاں کیں اور مدتوں فقراء و مساکین کو کھانے کھلواتا رہا۔ یہ زمانہ اس کی حکومت کے بہترین زمانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

اسکندر اور ارستبلوس کی ہیرودس سے ناراضگی

ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہیرودس کو اس کی اولاد کے قتل میں مبتلا کیا اس طرح پر کہ مریم بنت اسکندرہ کے بطن سے اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام اسکندر اور دوسرے کا ارستبلوس تھا۔ یہ دونوں بھائی اپنی ماں کے قتل کے وقت روم میں رومی زبان سیکھ رہے تھے۔ جب یہ دونوں روم سے واپس آئے اور اپنی ماں کے مارے جانے کا حال سُنا تو انہیں اپنے باپ ہیرودس

سے کینہ پیدا ہو گیا۔ ہیرودس کا لڑکا ایک اور بھی تھا جو اپنے دادا انطفتر کے نام سے موسوم تھا اس کو اس کی ماں ارسیس نے مریم کی وجہ سے ایک دوسرے شہر میں ٹھہرا رکھا تھا۔ جب مریم قتل کر دی گئی اور ارسیس، ہیرودس کی آنکھوں میں زیادہ عزیز ہوئی تو اس کا لڑکا انطفتر قدس شریف آیا۔ ہیرودس نے اسے اپنا ولی عہد بنا لیا۔ اس نے مصلحتاً اپنے دونوں بھائیوں سے آمد و رفت اور مراسم برابر جاری رکھے اس خیال سے کہ یہ دونوں اپنے باپ کے قتل کرنے کی فکر میں تھے۔

اسکندر اور ہیرودس میں مصالحت کچھ عرصہ بعد ہیرودس ان دونوں سے ناراض ہو کر اوغطش قیصر کی طرف چلا اور اس کے ہمراہ اس کا لڑکا اسکندر بھی تھا۔ دونوں نے اوغطش قیصر سے ایک دوسرے کی شکایت کی مگر اس نے باہم صلح کرا دی۔ اس وجہ سے ہیرودس بیت المقدس واپس آیا اور اسے اپنے تینوں لڑکوں پر تقسیم کر دیا اور ان کو اور عام آدمیوں کو وصیت کی اور ان سے میل جول نہ رکھنے کا عہد لیا اس خوف سے کہ ان کے باہمی میل جول سے کوئی بات نہ پیدا ہو۔

انطفتر کی ریشہ دوانی انطفتر اس کے باوجود بظاہر اپنے دونوں بھائیوں سے ملا رہا اور در پردہ ان کے مخالف کارروائی کرتا رہا۔ اس معاملہ میں اس کا چچا قدودا اور اس کی پھوپھی سلومنت بھی شریک تھی اور اس کے باپ سے اس کے دونوں بھائیوں کی اس قدر شکایت کی کہ اس نے انہیں آزاد کر دیا۔

قدودا اور سلومنت کی سازش کا انکشاف جب اس خبر کی اطلاع ارسلاوش بادشاہ کفتور کو پہونچی جس کی لڑکی اسکندر کے عقد میں تھی تو وہ ہیرودس کے پاس آیا اور اس کو اس کے بھائی قدودا اور بہن سلومنت کی سازش سے مطلع کیا۔ ہیرودس پر جب یہ واقعات ظاہر ہوئے تو وہ اپنے بھائی سے ناراض اور اپنے دونوں لڑکوں اسکندر اور استبلوس سے راضی ہو گیا اور ارسلاوش کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد ارسلاوش اپنے شہر کو واپس آیا۔

اسکندر اور استبلوس کا قتل لیکن انطفتر اپنی کوششوں اور در پردہ ان کی مخالفت میں

مصروف رہا اور برابر اپنے باپ کو ان کی طرف سے برانگیختہ کرتا رہا یہاں تک کہ ہیرودس نے دوبارہ اسکندر اور ارستبلوس سے ناراض ہو کر انہیں قید کر دیا انطفتر اپنے ہمراہ روپیہ لے گیا۔ ارکین دولت کو انطفتر کا یہ فعل ناگوار گذرا۔ انطفتر نے ان کی بھی شکایت اپنے باپ ہیرودس سے کر دی۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ ان بعض ارکین دولت نے اسکندر کی سازش کے ذریعہ حجام سے تیری موت کی فکر کی ہے اور اس کے عوض اسے بہت سا مال واسباب دینے کے لئے کہا ہے۔ ہیرودس نے ارکین دولت کو اور ان کے خاندان والوں اور حجام کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اپنے دونوں لڑکوں اسکندر اور ارستبلوس کو قید کر کے مصطبہ پر پھانسی دے دی۔

اسکندر اور ارستبلوس کی اولاد سے حسن سلوک

اسکندر کے دو لڑکے بنت ارسلاوش کے بطن سے تھے ایک کا نام کوبان اور دوسرے کا نام اسکندر تھا اور ارستبلوس کے تین لڑکے اغرباس، ہیرودس، استر دبلوس تھے۔

ہیرودس اپنے لڑکوں کے قتل کے بعد بہت پشیمان ہوا اور ان کی اولاد پر حد سے زیادہ مہربان ہوا۔ کوبان بن اسکندر کا عقد اپنے بھائی قدودا کی لڑکی سے اور ارستبلوس کی لڑکی کا عقد انطفتر کے لڑکے سے کر دیا اور اپنے بھائی قدودا اور لڑکے انطفتر کو ان کی کفالت اور ان سے با سلوک پیش آنے کا تاکیدی حکم دیا۔ لیکن ان دونوں کو ہیرودس کا یہ حکم ناگوار گذرا چنانچہ انہوں نے اس حکم کی پابندی نہ کی اور موقعہ پا کر ہیرودس کو قتل کر ڈالنے کا باہم عہد و پیماں کر لیا۔

قدودا کی اسیری و خاتمہ

کچھ عرصہ بعد ہیرودس نے انطفتر کو اوغطش قیصر کے پاس کسی ضرورت سے بھیج دیا اس کے چلے جانے پر قدودا کی سازش اور ارادے سے آگاہی ہو گئی اس نے قدودا کو اس کے مکان میں قید کر دیا۔ قدودا قید میں بیمار ہو کر مر گیا۔

انطفتر کی سازش کا انکشاف

ہیرودس کو اس کے مرنے پر یہ معلوم ہوا کہ انطفتر اور قدودا نے ارسیس، انطفتر کی ماں کے روبرو باہم عہد و پیمان کیا تھا اور انطفتر کے خزانچی کے ذریعہ سے اس کے قتل کی فکر کی تھی۔ ہیرودس نے خزانچی کو طلب کر کے استفسار کیا۔ خزانچی نے تمام حال کہہ دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ تیرے قتل کے لئے مصر سے زہر منگوایا گیا تھا اور وہ اس وقت تک قدودا کی بیوی کے پاس موجود ہے۔ قدودا کی بیوی بھی شہادت کی غرض سے بلائی گئی۔ اس نے بھی اس امر کا اقرار

کیا اور یہ کہا کہ قدوروانے انتقال کے وقت اسے ضائع کرنے کی ہدایت کی تھی۔ میں نے تمام زہر ضائع کر دیا ہے البتہ اس میں سے کسی قدر باقی ہے۔ ہیرودس نے اس سے وہ زہر لے لیا اور انطفتر کو دربار قیصر سے طلب کیا۔ اثناء راہ سے انطفتر نے بھاگنا چاہا، مگر ہیرودس کے ملازمین نے اسے بھاگنے نہ دیا۔

انطفتر کا قتل

انطفتر جس وقت بیت المقدس میں پہونچا۔ ہیرودس نے ایک مجمع عام میں اسے بلایا اس جلسہ میں اوغطش کا سفیر اور اس کا کاتب نیقانوس بھی موجود تھا۔ یہ انطفتر کی نسبت ہیرودس کے ان دو لڑکوں سے زیادہ محبت رکھتے تھے جو اس سے پہلے قتل ہو چکے تھے۔ انطفتر پر ہیرودس کے قتل کی سازش کا الزام قائم کیا گیا اور شہادت دلائل سے وہ الزام پایۂ تصدیق و ثبوت کو پہونچایا گیا اور بقیہ زہر کا بعض جانوروں کو کھلا کر تجربہ کیا گیا۔ چنانچہ اس جرم میں انطفتر کو قید کر دیا گیا۔ ہیرودس بیمار ہوا اور اپنے کو قریب المرگ سمجھ کر اپنے کیے پر پشیمان اور نادم ہوا اور خودکشی پر آمادہ ہوا مگر اس کے ہم نشینوں اور بیوی نے اس فعل سے باز رکھا اس واقعہ سے محل سرائے شاہی سے ایک ایسا شور برپا ہوا جس کی آواز انطفتر کے کانوں تک پہونچی۔ انطفتر قید خانہ سے نکلنا چاہتا تھا مگر مخالفین نے اسے نکلنے نہ دیا اور اس کی اطلاع ہیرودس کو کر دی ہیرودس نے اُسی وقت اس کے قتل کا حکم دے دیا اس کے قتل کے پانچویں روز ستر برس کی عمر میں پینتیس سال حکومت کر کے خود بھی مر گیا انتقال کے وقت اپنے لڑکے ارکلاوش کو اپنا ولی عہد کر گیا۔

ارکلاوش کی جانشینی

ہیرودس کے مرنے کے بعد اس کا کاتب نیقانوس باہر آیا اور مجمع عام میں وہ عہد نامہ پڑھا جو ہیرودس نے ارکلاوش کی ولی عہدی کے بارے میں لکھا تھا اور ان لوگوں کو ہیرودس کی انگوٹھی دکھائی۔ لوگوں نے ارکلاوش کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ہیرودس کا جنازہ بڑی دھوم سے اٹھایا گیا اور نہایت اہتمام سے دفن کر دیا گیا۔

ارکلاوش کی روم میں طلبی و مراجعت

ارکلاوش نے تخت پر بیٹھتے ہی قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ جس سے اس کی حکومت مستقل ہو گئی۔ عوام الناس ہیرودس پر طعن و تشنیع کرنے لگے کچھ عرصہ بعد جب ارکلاوش انہیں قتل و تباہ کرنے لگا تو انہوں نے اس کی بھی مخالفت شروع کی۔ قیصر کے پاس اس کی شکایت لے کر گئے۔ قیصر نے ارکلاوش اور اس کے کاتب نیقانوس کو طلب کر کے ان کی شکایتیں پیش کیں۔ اس نے ان کے دعوے مسترد کر دیئے۔ روسائے روم نے ارکلاوش

کے بحال رکھنے کی رائے دی اس وجہ سے قیصر نے اسے حکومت پر بحال رکھا اور قدس شریف واپس کر دیا۔

ارکلاوش کی معزولی واسیری

ارکلاوش واپسی کے بعد یہودیوں سے بہت سختی سے پیش آنے لگا اور اپنے بھائی اسکندر کی بی بی سے عقد کر لیا حالانکہ اس کے بطن سے اس کی اولاد تھی۔ اسکندر کی بی بی عقد کرتے ہی مرگئی اور یہودیوں نے اس کی شکایت قیصر تک پہونچا دی۔ قیصر نے اپنا ایک سپہ سالار روم سے بیت المقدس روانہ کیا۔ اس سپہ سالار نے قیصر کے حکم کے مطابق ارکلاوش کو اس کی حکومت کے ساتویں برس قید کر کے روم بھیج دیا۔

انطیفس کے خلاف علماء یہود کا احتجاج

یہودیوں پر اس کے بھائی انطیفس کو حاکم بنایا یہ ارکلاوش سے زیادہ بدخصلت اور شریر تھا اس نے بھی اپنے بھائی فیلقوس کی بی بی سے عقد کر لیا۔ حالانکہ اس کے دو لڑکے اس کے بطن سے تھے۔ علماء یہود اور کاہنوں نے اس سے مخالفت کی جن میں یوحنا (یحییٰ) بن زکریا علیہ السلام بھی تھے جن کو اس نے ایک گروہ کے ساتھ قتل کر ڈالا۔ یہی نصرانیوں کے یہاں معمد کہلاتے ہیں کیونکہ انہوں نے بزعم نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اصطباغ (بتپسمہ) دیا تھا۔

طبریانوس کا یہودیوں پر ظلم و تشدد

اس کے زمانہ حکومت میں اوغطش قیصر کا انتقال ہوا۔ اس کی جگہ طبریانوس تخت حکومت پر بیٹھا۔ یہ نہایت بدمزاج، کمینہ خصلت تھا اس نے اپنے سپہ سالار البیلاس کو سونے کا ایک بت دے کر قدس شریف بھیجا تاکہ یہود اس کی پرستش کریں۔ یہودیوں نے اس بت کی پرستش سے انکار کیا اس پر بیلاس نے ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ یہودی جمع ہو کر اس کے مقابلہ پر آئے اور اسے مار بھگایا۔

انطیفس کی جلاوطنی

طبریانوس نے ایک ہزار لشکر دوسرے سپہ سالار کے ساتھ روانہ کیا جس نے انطیفس کو گرفتار کر کے طبریانوس کے پاس بھیج دیا اور اس نے انطیفس کو اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہاں جا کر مرگیا۔ اس کے بعد یہودیوں پر اغریپاس بن ارسطبلوس مقتول حکومت کرنے لگا۔

بیت المقدس میں قربان گاہ اور بت خانہ کی تعمیر

اسی کے زمانہ حکومت میں طبریانوس قیصر مرگیا۔ اور نیروش حکومت کی کرسی پر بیٹھا یہ ان سب

سے نیا وہ شریر تھا جو اس سے پیشتر گذر چکے تھے اس نے ایک مذبح (قربان گاہ) اور بت خانہ بنوایا۔ یہودیوں کے علاوہ باقی سب نے اس کے مذبح اور بت خانہ کی پرستش کی نبروش نے یہود کو زیر وزبر کرنے کے لئے اقیلو حکیم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اس نے یہود کو تنگ اور بے حد مجبور کیا۔ اسی اثناء میں اس کی بد افعالی اور بد کرداری سے اہل دولت نے دفعتہً نبروش پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور اس کی لاش کو جنگل میں سر راہ پھینک دیا جسے جنگلی کتوں نے کھالیا۔

قربان گاہ اور بت خانہ کا انہدام

نبروش کے بعد قلدیوش قیصر رومہ کے تخت حکومت پر بیٹھا اس نے افیلو حکیم کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ بیت المقدس گئے تھے واپس بلالیا اور نبروش کے بنائے ہوئے مذبح کو منہدم کرادیا اور اغریاس اپنی حکومت کے تینتسویں سال مرگیا۔

بلاد یہود اور ارمن میں طوائف الملوکی

اس کے بعد اس کا لڑکا اغریاس یہود پر بیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے زمانہ میں بلاد یہود اور ارمن میں طرح طرح کے فتنے و فسادات برپا ہوتے رہے رہزنی، سرقہ علانیہ ہونے لگا۔ وہاں دن دہاڑے شہر میں چلنے والے لوٹ لئے جانے لگے ایک دوسرے کو ذرا ذرا سی باتوں پر قتل کر ڈالتے تھے۔ شہر کے اکثر باشندے اس خوف سے شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ انہیں دنوں میں قلدیوس مرگیا اور اس کی جگہ فیلقوس حکومت کرنے لگا۔ فتنہ پردازوں نے ان یہودیوں کی جو قدس شریف سے نکل آئے تھے شکایت کی کہ یہ رومیوں کی مذمت اور برائی کرتے ہیں۔ اس نے ان آوارہ وطنوں کے قتل و غارت کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس نے ان کو نہایت ذلیل و خوار کیا اس زمانہ میں ان کا سب سے بڑا کاہن حنانی تھا۔ جس کا نام عازار تھا یہ بھی ان ہی لوگوں میں شامل تھا جو قدس شریف سے نکل آئے تھے اشرار کا ایک گروہ اس سے سازش کر کے بلاد یہود اور ارمن پر شب خون مارنے لگا اور ان کو لوٹ لیتا اور گرفتار کر کے قتل کرنا شروع کیا۔

فیلقوس کے سپہ سالار کا بیت المقدس سے اخراج

ارمن نے اس کی شکایت فیلقوس قیصر سے کی فیلقوس نے ایک سپہ سالار کو ان کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا اس نے بجائے ان کے بیت المقدس پہنچ کر یہودیوں پر ظلم وستم کرنا شروع کر دیا۔ یہودیوں نے فیلقوس

کے سپہ سالار کو بیت المقدس سے نکال دیا اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو مار ڈالا۔

فیلقوس کے سپہ سالار کی اغریاس سے ملاقات

فیلقوس کا سپہ سالار بھاگ کر مصر پہونچا اور یہاں اس نے اغریاس بادشاہ یہود سے ملاقات کی جب کہ وہ رومہ سے واپس آرہا تھا۔ فیلقوس کے سپہ سالار نے اس سے یہودیوں کی شکایت کی اور جب یہ بیت المقدس پہونچا تو یہودیوں نے فیلقوس کے سپہ سالار کے ظلم و جور کی شکایت کی اور اس کی مخالفت کا ارادہ ظاہر کیا۔ اغریاس نے انہیں نرمی کے ساتھ اس فعل سے باز رکھنا چاہا یہاں تک کہ اس کی خبر قیصر کے کانوں تک پہونچی پھر عازار عنائی نے موقع مناسب دیکھ کر ان رومیوں پر حملہ کر دیا جو اغریاس کے ہمراہ آئے تھے اور ان کو چن چن کر ان کے سپہ سالاروں کے ساتھ مار ڈالا۔

دمشق وقیساریہ کے یہودیوں کا قتل عام

یہ امر یہود کے سر کردہ لوگوں کو ناگوار گذرا۔ اس وجہ سے وہ سب کے سب جمع ہو کر عازار کی لڑائی کے خیال سے اغریاس کے پاس آئے یہ ان دنوں قدس شریف کے باہر پڑا ہوا تھا۔ اس نے ان سے تین ہزار جنگ آور سپاہی لڑائی کرنے کے لیے بھیجے۔ عازار اور یہودیوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ عازار نے ان کو شکست دے کر شہر سے باہر نکال دیا اور شاہی محل کو ویران کر کے اس کا سامان واسباب اور خزانہ لوٹ لیا۔ اغریاس اور کاہنین اور علماء اور شیوخ یہود، قدس شریف کے باہر پڑے رہ گئے اور جب انہیں یہ خبر پہونچی کہ ارمن نے دمشق اور اس کے اطراف اور قیساریہ میں یہود کو چن چن کر قتل کیا ہے تو یہ ان کے بلاد کی طرف بڑھے اور اطراف دمشق میں جو ارمنی ہاتھ آئے انہیں قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اغریاس قیصر کے پاس گیا اور اس کو اس واقعہ سے مطلع کیا اس نے اپنے اس سپہ سالار کو ارمن کی طرف جانے کو لکھا جو فارس سے لڑائی کرنے گیا تھا۔

رومی سپہ سالار اور عازار کی جنگ

چنانچہ سپہ سالار روم فارس پر فتح یابی حاصل کرنے کے بعد ارمن کے بلاد کی طرف بڑھا اس اثناء میں دوسرا فرمان اس مضمون کا صادر ہوا کہ ارمن سے اعراض کر کے اغریاس کے ہمراہ قدس شریف کی جانب روانہ ہوا اور جن شہروں پر ہو کر گزرا ان کو ویران کرتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ عازار سے بھڑ گیا۔ عازار کو پہلی لڑائی میں ناکامی ہوئی اس وجہ سے وہ شکست اٹھا کر قدس شریف چلا آیا اور سپہ سالار روم اور کیستاوالی

قیساریہ بیت المقدس کے باہر ٹھہرے رہے پھر عانذار نے یہودیوں کو جمع کر کے ان پر حملہ کیا۔ گسینا اور اغریباس لڑائی کے میدان سے ایسے بھاگے کہ انہوں نے قیصر کے پاس پہونچ کر دم لیا۔

قیصر کا بلاد یہود کی تاراجی کا حکم

اتفاق سے اسی وقت اس کا سپہ سالار اعظم اسبنانوس نامی بلاد مغرب سے اندلس فتح کر کے آیا تھا۔ قیصر نے اسے بلاد یہود پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور اسے یہودیوں کو نیست و نابود کرنے اور ان کے قلعوں کو مسمار اور ویران کرنے کا تاکیدی حکم دیا۔ اسبنانوس اور اس کا لڑکا طیطوش اور اغریباس بادشاہ یہود رومہ سے روانہ ہوئے اور انطاکیہ پہونچ کر اپنے لشکر کی ترتیب میں مصروف ہو گئے۔

یہودیوں کی دفاعی تیاریاں

یہود بھی ان کی آمد کی خبر سن کر تیار ہو گئے اور تین گروہ ہو کر تین طرف پھیل گئے۔ ان کے ہر گروہ کے ساتھ ساتھ ایک ایک کاہن تھا حنائی کاہن اعظم دمشق اور اس کے اطراف میں رہا اور اس کا لڑکا عانذار کاہن بلاد اروم میں رملہ تک اور یوسف ابن کریون کاہن طبریہ اور جبل الخلیل اور اس کے اطراف میں متعین کیا گیا اس کے علاوہ جو بلاد حدود مصر تک باقی رہے ان کی حفاظت کے لئے کاہنوں کو مقرر کر دیا۔ ہر ایک کاہن نے اپنے اپنے قلعوں کی فصیلیں درست کر کے لشکر مرتب کر لئے۔

یوسف بن کریون کی کارگزاری

سپہ سالار اسبنانوس انطاکیہ سے نکل کر بلاد ارمن کی طرف بڑھا اور اس طرف سے یوسف بن کریون نے طبریہ سے نکل کر اس کا مقابلہ کیا اہل طبریہ نے اس کی غیر موجودگی میں روم کی اطاعت قبول کر لی۔ یوسف یہ واقعہ سن کر سخت برہم ہوا اور لڑائی کے میدان سے طبریہ کی جانب چلا۔ جس قدر رومیوں کو پایا قتل کر ڈالا۔ اہل طبریہ نے ڈر کر اس سے معافی چاہی اس کے بعد اہل جبل الخلیل سے بھی یہی حرکت سرزد ہوئی اور اس کی خبر یوسف کو ہو گئی۔ یوسف نے ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کئے جو اہل طبریہ کے ساتھ کئے تھے پھر اسبنانوس چالیس ہزار رومیوں کو لے کر عکا سے یوسف بن کریون سے لڑنے کے لئے چلا۔ اغریباس بادشاہ یہود اور اروم کے سوا تمام ارمنی اس کے ہمراہ تھے کیونکہ اروم زمانہ ارقانوس سے یہود کے دشمنوں میں تھے غرض اسبنانوس نے یوسف بن کریون پر طبریہ پہونچ کر حملہ کیا لیکن پہلے ہی حملہ میں خود اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مجبور ہو کر صلح کا خواستگار ہوا۔ یوسف ابن کریون نے اہل قدس کے مشورہ پر اس کی درخواست کی مقبولیت کو موقوف رکھا

یوسف بن کریون کی گرفتاری و جاں بخشی

اس اثناء میں اسبنانوس کو ایک خارجی مدد پہونچ گئی اور اسے اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا اور دوبارہ قلعہ کے باہر سے لڑائی چھڑی جب یوسف بن کریون کے سپاہیوں کی تعداد کم ہو گئی۔ مجبور ہو کر یوسف نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ پچاس دن تک پانی نہ ملا آخر الامر ایک قلیل جماعت کے ساتھ یوسف قلعہ سے نکلا رومیوں نے اس کا آگا روکا اور اسبنانوس نے امان دے دی چنانچہ یوسف اس کی طرف مائل ہوا چاہتا تھا اور اسبنانوس کی قوم یوسف کے قتل کی کوشش میں تھی یوسف نے یہ رنگ دیکھ کر ان کی رائے سے اتفاق کر لیا اب وہ سب کے سب قتل ہو گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ تب یوسف اسبنانوس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ یہود نے اسے یوسف کے قتل پر ابھارا لیکن اسبنانوس نے اس سے انکار کیا اور اسے آزاد کر دیا اور اعمال طبریہ کو ویران اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر کے قیساریہ واپس آیا۔

یوحنان یہودی کی غارت گری

ابن کریون کہتا ہے کہ انہیں واقعات کے اثناء میں یہودیان قدس میں اس وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہو گیا کہ جبل الخلیل کے شہر کوشالہ میں ایک یہودی یوحنان نامی رہتا تھا اس کے پاس چند اوباش طبیعت یہودی جمع ہو گئے جن کی وجہ سے اس کی رہزنی اور قتل و غارت کی قوت بڑھ گئی۔ جس وقت روم نے کوشالہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اس وقت یوحنا قدس شریف چلا آیا اس سے ان شہروں کے اوباش طبیعت یہودیوں نے رسم دوستی پیدا کر لی۔ جس کو روم نے فتح کر لیا تھا۔ اس وجہ سے اس نے اہل قدس پر بے جا حکومت شروع کر دی۔ عنانی کاہن اعظم نے اس کی مخالفت کی اور اس کی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کرنا چاہا مگر شیوخ یہود نے عنانی کاہن کی رائے کی مخالفت کی اور یوحنان کو اس کی مخالفت سے یہودیوں کے قتل کرنے کا موقع مل گیا۔

یوحنان کی اروم سے امداد طلبی

یہودی جب اس کے ہاتھوں مارے جانے لگے تو وہ جمع ہو کر عنانی کاہن کے پاس گئے اور اس کے ساتھ ہو کر یوحنان سے لڑنے کے لئے نکلے۔ یوحنان نے قدس شریف میں قلعہ بندی کر لی۔ عنانی نے صلح کی درخواست کی مگر یوحنان انکار کر کے روم سے امداد کا خواستگار ہوا۔ اروم نے بیس ہزار جنگ آور سپاہیوں کو اس کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ عنانی شہر کی پناہ کی فصیلوں سے حملہ کرنے لگا ایک روز حالت غفلت میں باہر سے اروم کے

سپاہی ایک ناگہانی حملہ کر کے شہر میں گھس پڑے اور اندر سے یوحنان جدوجہد کر کے نکل آیا۔ اور اروم کے ساتھ ہو کر پانچ ہزار کو قتل کر ڈالا۔ امراء اور اہل دولت کا مال و اسباب لوٹ لیا اور ان شہروں پر بھی حملہ کر دیا جو رومیوں کے سایۂ امن و عاطفت میں تھے۔

عنانی کاہن کی اسبنانوس سے اعانت طلبی

عنانی مجبور ہو کر اسبنانوس اور اس کے لشکر سے اعانت طلب کی۔ چنانچہ اس نے قیساریہ سے یوحنان پر حملہ کیا جب نصف راہ پر پہونچا یوحنان بیت المقدس سے نکل کر پہاڑی گھاٹیوں میں جا چھپا۔ اسبنانوس نے تعاقب کر کے اس کے ہمراہیوں میں سے اکثر کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

بیت المقدس کی تاراجی

اس کے بعد بلاد اروم کی طرف گیا اور اسے فتح کر کے سبطیہ (بلاد سامرہ) پر کامیابی کا پھریرا اڑاتا ہوا اور اپنے مقبوضہ شہروں کو آباد کرتا ہوا قیساریہ کی جانب واپس ہوا تاکہ کچھ روز وہاں آرام کر کے بیت المقدس کی سیر کو آئے۔ اس اثنا میں یوحنان نے پہاڑی گھاٹیوں سے نکل کر شہر پر ایک عام خون ریزی کے بعد قبضہ کر لیا اور شہر کو جی بھر کر لوٹا۔

شمعون کا یہودیوں سے ناروا سلوک

ابن کریون کہتا ہے کہ یوحنان کے زمانہ عدم موجودگی میں شمعون نامی ایک شخص نے بھی چند روز کے لئے شہر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ اس کے پاس چور، اوباش طبیعت، آوارہ گرد بیس ہزار کے قریب جمع ہو گئے تھے۔ اہل اروم نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا مگر وہ شکست اٹھا کر واپس آیا اور اس نے شہر پر خاطر خواہ قبضہ کر لیا اور لوگوں کے مال و اسباب لوٹ لئے اور اس کے بعد جوش مردانگی میں آ کر اروم سے لڑنے گیا اس اثناء میں یوحنان نے پہونچ کر شہر پر قبضہ کر لیا جب وہاں سے واپس ہو کر آیا تو یوحنان کو شہر میں موجود پایا۔ تو اس نے اس کا محاصرہ کر کے لگاتار حملے شروع کر دیئے یوحنان کو ان لڑائیوں میں کامیابی ہوئی ایک بڑی مخلوق کو اس نے قتل کر ڈالا۔ عوام الناس نے شمعون سے پھر مدد چاہی یہ ان کی خواہش کے موافق مدد کرنے کے لئے گیا مگر ان کے ساتھ اس نے بدعہدی کی اور بدکرداری میں یوحنان سے بھی بڑھ گیا۔

اسبنانوس اور نطاوس کی جنگ

ابن کریون روایت کرتا ہے کہ اس کے بعد اسبنانوس کے کانوں تک یہ خبر پہونچی جب کہ وہ مضافات قیساریہ میں تھا کہ قیصر روم مر گیا ہے اور اس کی جگہ اہل رومہ نے ایک کمزور شخص نطاوس نامی کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا ہے بطارقہ یہ سن کر

سخت برہم ہوئے اور انہوں نے اسبنانوس کی حکومت پر اتفاق کر لیا۔ اسبنانوس اپنا نصف لشکر اپنے لڑکے طیطوش کے پاس چھوڑ کر رومہ کی طرف نطاوس سے لڑنے کی غرض سے گیا اور اُسے شکست دے کر قتل کر ڈالا پھر اسبنانوس اسکندریہ کی جانب گیا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہوا اور طیطوش قیساریہ میں آگیا۔

بیت المقدس میں بدامنی یہاں تک کہ جاڑے کی فصل تمام ہونے پر آگئی اور یہودیان قدس میں فتنہ فساد اور قتل اس درجہ بڑھ گیا کہ گلی کوچوں میں خون بہہ رہا تھا پھر کاہنوں کو مذبح میں قتل کیا۔ بقیہ جو لوگ تھے وہ مسجد میں جاکر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے کیونکہ تمام راستوں میں خون جاری تھا اور چھت پر سے لوگ راہ چلتوں کو پتھروں سے مارتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ یوحنان کو شمعون پر فتح یابی ہو گئی تھی اور یہ خبیث لوگوں کو تنگ کر رہا تھا۔

طیطوش کا محاصرہ بیت المقدس یہاں تک کہ جاڑے کی فصل گذر گئی تو طیطوش لشکر روم لے کر حملہ کے خیال سے بیت المقدس پہنچ کر شہر پناہ کے دروازہ پر اپنا خیمہ نصب کرا کے اپنے لشکر کے لئے قیام گاہ تجویز کرنے لگا اور اہل شہر کو صلح کا پیام دیا۔ مگر اہل شہر اس طرف متوجہ نہ ہوئے اس سے لڑنے کی غرض سے کمین گاہوں میں چھپ کر مقابلہ کیا۔ جس سے طیطوش کا غصّہ بے حد بڑھ گیا اس کے دوسرے روز شہر کے شرقی جانب جبل زیتون پر جاکر قیام کیا اور لشکر کی ترتیب اور آلات حصار فراہم کرنے میں مصروف ہوا۔

یہودیوں کی شدید مدافعت یہودیوں نے آپس میں اتفاق کر لیا اور باہمی جھگڑے دور کر کے اس سے لڑنے کے لئے نکلے مگر پسپا ہو کر بھاگے اور پھر لوٹ کر لڑے اور کامیابی حاصل کی اس کے بعد آپس میں پھر ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے اور باہم لڑنے لگے اس اثنا میں یوحنان نے قدس شریف میں عید الفطر کے روز داخل ہو کر کاہنوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا اور ایک گروہ کو مسجد کے باہر مارا۔ طیطوش نے موقع مناسب دیکھ کر حملہ کر دیا یہودیوں نے نہایت سختی سے اسے پسپا کر دیا اور اس کے لشکر گاہ تک تعاقب کرتے چلے آئے۔ طیطوش نے صلح کی غرض سے اپنے سپہ سالار نیقانور کو یہود کے پاس بھیجا۔ اتفاق سے اس کا ایک ایسا تیر لگا کہ یہ اپنے مقام ہی پر رہ گیا طیطوش اس کے مارے جانے سے سخت برہم ہوا اور اس نے چند لوہے کے ایسے برج بنوائے جو شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ میں تھے اور اس میں جنگ آور سپاہیوں کی ایک معقول تعداد مقرر کر کے لڑائی کے لئے نکلا۔ قضا کار یہود

نے ان برجوں پر قبضہ کر کے ان کو توڑ کر جلا دیا اور پھر لڑائی کے میدان میں اس سے لڑنے کے لئے آ موجود ہوئے۔ یوحنان نے قدس شریف پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے ساتھ چھ ہزار کی جمعیت تھی۔ اور شمعون کے ہمراہ دس ہزار یہود اور پانچ ہزار ادوم اور باقی یہود غازہ کی رکاب میں تھے۔

طیطوش کا بیت المقدس پر دوسرا حملہ

طیطوش نے دوبارہ حملہ کیا اور اس حملہ میں اس نے شہر پناہ کے ایک برج کو توڑ کر اس پر قبضہ کر لیا لیکن یہود نے پھر اسے درست کر لیا۔ لڑائی کا بازار بے حد گرم ہو گیا۔ طیطوش بذاتہ لڑتا رہا پھر اس کی تازہ کوششوں نے آلات کے ذریعے سے دوسرے برج کو منہدم کر دیا۔ یہود نے پھر اسے بنا لیا اور اس کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ اسی حالت سے چار روز گزر گئے۔ اس عرصہ میں طیطوش کی مدد کے لئے اطراف و جوانب سے لشکر آ گئے۔ یہود نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے۔ طیطوش نے لڑائی موقوف کر کے ان کو مصالحت کے لئے طلب کیا یہود نے اس سے انکار کیا۔

بیت المقدس کی ناکہ بندی

پانچویں روز خود طیطوش آیا اور اس نے یہود کو مخاطب کر کے صلح کی دعوت دی مگر اس کے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اتنے میں یوسف بن کریون آ گیا اور اس نے لوگوں کو سمجھایا اور ان کو رومیوں کے امن میں رہنے کی رغبت دلائی اور حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ طیطوش نے ان کے قیدیوں کو آزاد کر دیا اس سے اکثر یہود صلح کی طرف مائل ہو گئے لیکن ان کو ان رؤساء یہود نے روکا جو شہر سے خارج تھے اور ان یہودیوں کو قتل کرنے لگے جو رومیوں سے ملنے کو نکلتے تھے یہاں تک کہ شہر میں کوئی ان کا مخالف نہ رہا۔ طیطوش نے یہود کی اس سخت مزاجی سے تنگ آ کر بلا جدال و قتال محاصرہ جاری رکھا غلہ کی آمد و رفت روک دی جو لوگ اپنے مویشیوں کو لے کر چرانے کے لئے نکلتے تھے ان کو رومی قتل کر ڈالتے اور سولی دے دیتے تھے آخر کار طیطوش کو ان کی بے کسی پر رحم آیا اس نے ان کے قتل سے اپنے سپاہیوں کو منع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے بقیہ یہود پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا یہود نے نہایت استقلال سے جواب دینا شروع کیا۔

کاہنوں کا قتل

جب یہ لڑائی خوفناک اور سخت نظر آنے لگی اور بھوک حد سے بڑھ گئی تو متائی کاہن ادوم سے امن کا خواستگار ہوا (یہ وہی شخص ہے جس نے شمعون کو یوحنان کے مقابلہ پر قائم کیا تھا) شمعون نے اسے اور اس کے لڑکوں کو اور کاہنوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ ان

کے علاوہ اور ان علماء اور ائمہ کو تہ تیغ کیا جو روم سے امن کے خواستگار ہوئے تھے۔ عازر بن عنابی بھی اس رائے کا مخالف تھا لیکن وہ بیت المقدس سے نکل نہ سکا۔

محصورین کی دردناک حالت

اس محاصرہ اور کمیابی غلہ سے یہ نوبت پہنچی کہ اکثر یہود بھوک کی شدت سے مر گئے اور جانوروں کی کھالیں اور درختوں کے پتے اور مردہ کھانے لگے اس پر بھی جب پیٹ کی خواہش ختم نہ ہوئی تو بعضوں نے دوسرے کمزور آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا اسی زمانہ میں ایک عورت نے اپنے لڑکے کو کھالیا تھا جب اس کی اطلاع رؤساء یہود کو ہوئی تو ان کو اس حالت پر رحم آیا اور انہوں نے شہر سے یہود کو نکلنے کی اجازت دے دی۔ اجازت کا ہونا تھا کہ ایک گروہ شہر سے نکل کھڑا ہوا۔ ان میں سے اکثر کھانا کھاتے ہی مر گئے اور بعضوں نے چونکہ نکلتے وقت جواہرات اور سونا نگل لیا تھا اس وجہ سے رومی انہیں قتل کر کے ان کا پیٹ پھاڑ کر جواہرات اور سونا نکال رہے تھے۔

طیطوش کا بیت المقدس پر قبضہ

طیطوش کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے سپاہیوں کو منع کر دیا اور شہر پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے حملہ کر دیا۔ یہود میں تو یہ قوت ہی باقی نہ رہی تھی کہ اس کا مقابلہ کرتے اس نے شہر پناہ کے اس برج کو منہدم کر دیا جس میں یہود جمع ہو رہے تھے۔ تب یہود وہاں سے مسجد کی طرف بھاگے۔ قلعہ والوں نے تھوڑی دیر تک مقابلہ کیا لیکن طیطوش کی قسمت میں اس سے پہلے کامیابی لکھی جا چکی تھی ان یہودیوں کو بھی شکست ہوئی اور اس نے شہر پناہ کی دیواروں سے مسجد تک کی عمارتیں منہدم کرا دیں۔ ابن کریون اسی حالت میں ایک اونچے مقام پر کھڑا ہوا یہود کو روم کی اطاعت کی ترغیب دے رہا تھا۔ کاہنوں کی ایک جماعت طیطوش کے پاس آئی۔ اس نے انہیں امان دے دی۔

ہیکل کی تاراجی

چنانچہ بقیہ رؤساء یہود نے عوام الناس کو امان لینے سے روکا۔ اس وجہ سے طیطوش نے اسی عام خونریزی میں صبح کی، اور شام ہوتے ہوتے رومیوں نے مسجد پر قبضہ کر لیا یہ لڑائی کچھ دنوں تک جاری رہنے سے شہر پناہ منہدم ہو گئی۔ ہیکل کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ رومی لشکر کے محاصرہ سے اکثر یہود مر گئے اور بہتیرے بھاگ گئے۔ ہیکل میں رومیوں نے بتوں کو رکھا اس کے دروازوں پر آگ روشن کر دی۔ کاہنوں نے اپنے دین کو یوں خراب ہوتے دیکھ کر آگ میں جل کر اپنی جانیں دے دیں شمعون اور یوحنان یہود کی پہاڑیوں میں جا چھپے۔

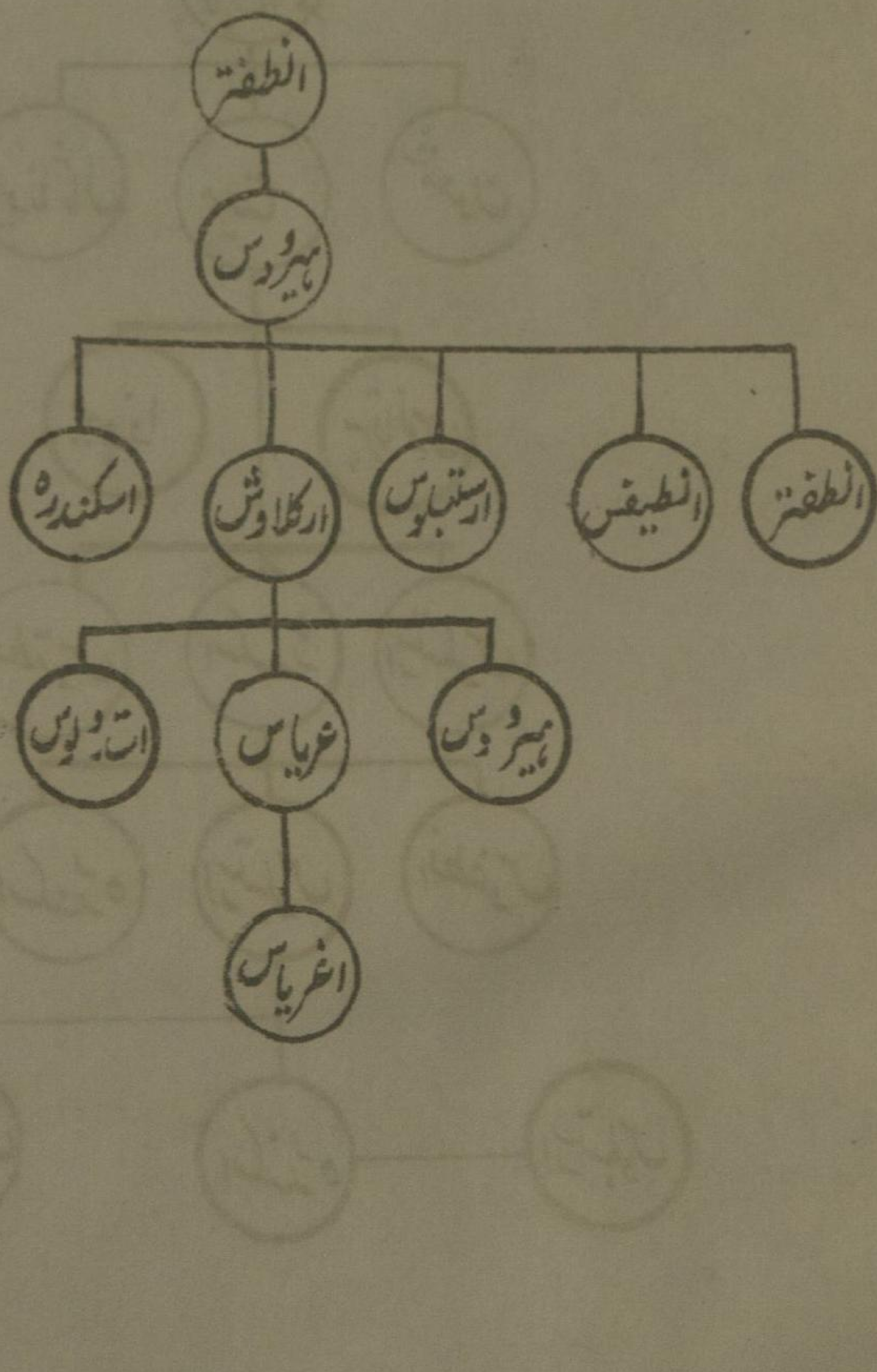
طیطوش کی مراجعت طیطوش نے انہیں امان دینی چاہی۔ لیکن انہوں نے اس رعایت کو منظور نہ کیا کچھ روز بعد راستہ کاٹ کر رات کے وقت بیت المقدس چلے آئے اور طیطوش کے ایک سپہ سالار کو قتل کر کے اپنے ٹھکانے پر چلے گئے اس کے بعد اس کے متبعین اس سے علیحدہ ہو گئے۔ یوحنان مجبوراً طیطوس کے دربار میں حاضر ہوا۔ طیطوش نے اسے قید کر لیا۔ یوشع کاہن مسجد کا اسباب (جس میں دو شمعدان اور ایک سونے کی میز تھی) لے کر اس کے پاس آیا۔ فخاص خازن ہیکل گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے بیت المقدس کے خزانہ کی کنجیاں طیطوش کو دے دیں۔ طیطوش تمام مال و اسباب اور خزانہ لے کر قیدیوں کے ہمراہ بیت المقدس سے کوچ کر گیا۔

مقتولین کی تعداد ابن کریون کہتا ہے کہ بروایت مناحیم (جو مقتولوں کے دفن کرانے پر متعین تھا) اس واقعہ میں ان مقتولوں کی تعداد جو دفن کی غرض سے شہر کے دروازے پر لائے گئے تھے ایک لاکھ پچیس ہزار آٹھ سو تھی۔ مناحیم کے علاوہ دوسروں کا یہ بیان ہے کہ ان لاشوں کے علاوہ جو گڑھوں میں ڈال دی گئی تھیں یا قلعہ کے باہر پھینکی گئی تھیں مقتولوں کی تعداد چھ لاکھ تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں ایک کروڑ ایک لاکھ قتل کئے گئے اور ایک لاکھ قید کر لئے گئے۔ جنہیں طیطوش منزل بہ منزل درندوں کو کھلاتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سب قیدی تمام ہو گئے اس واقعہ میں شمعون بھی مارا گیا مگر غزار بن عنان اس عام خونریزی سے بچ گیا۔ کیونکہ جس وقت شمعون نے مینتیا کاہن کو قتل کیا تھا اسی وقت یہ بیت المقدس سے نکل گیا تھا۔

امارت یہود کا خاتمہ بقیہ یہود کا یہ حال ہوا کہ جب طیطوش بیت المقدس سے نکل کر اس کے کسی گاؤں پر پہونچا اور اس کا محاصرہ کیا تو اسے یہود کے جمع ہونے کی خبر پہونچی اس نے ایک لشکر اپنے سپہ سالار ملیاس کے ہمراہ انہیں منتشر کرنے کی غرض سے بھیج دیا اس نے ایک مدت تک انہیں محاصرہ میں رکھا اس کے بعد وہ رومیوں کی طرف نکلا لڑائی ہوئی ان میں سے اکثر مارے گئے باقی رہا یوسف ابن کریون۔ اس کے اہل وعیال اس واقعہ میں مفقود ہو گئے۔ جن کے حالات سے بعد میں کچھ آگاہی نہ ہوئی۔ طیطوش نے اسے اپنے پاس رومہ میں رکھنا چاہا تھا لیکن اس نے عاجزی سے ارض مقدسہ میں رہنے کی خواہش ظاہر کی۔ طیطوش نے اس کی التجا قبول کر لی چنانچہ اسے روانگی کے وقت چھوڑ گیا۔ اسی وقت سے یہود کی حکومت کا بالکل خاتمہ ہو گیا ؛

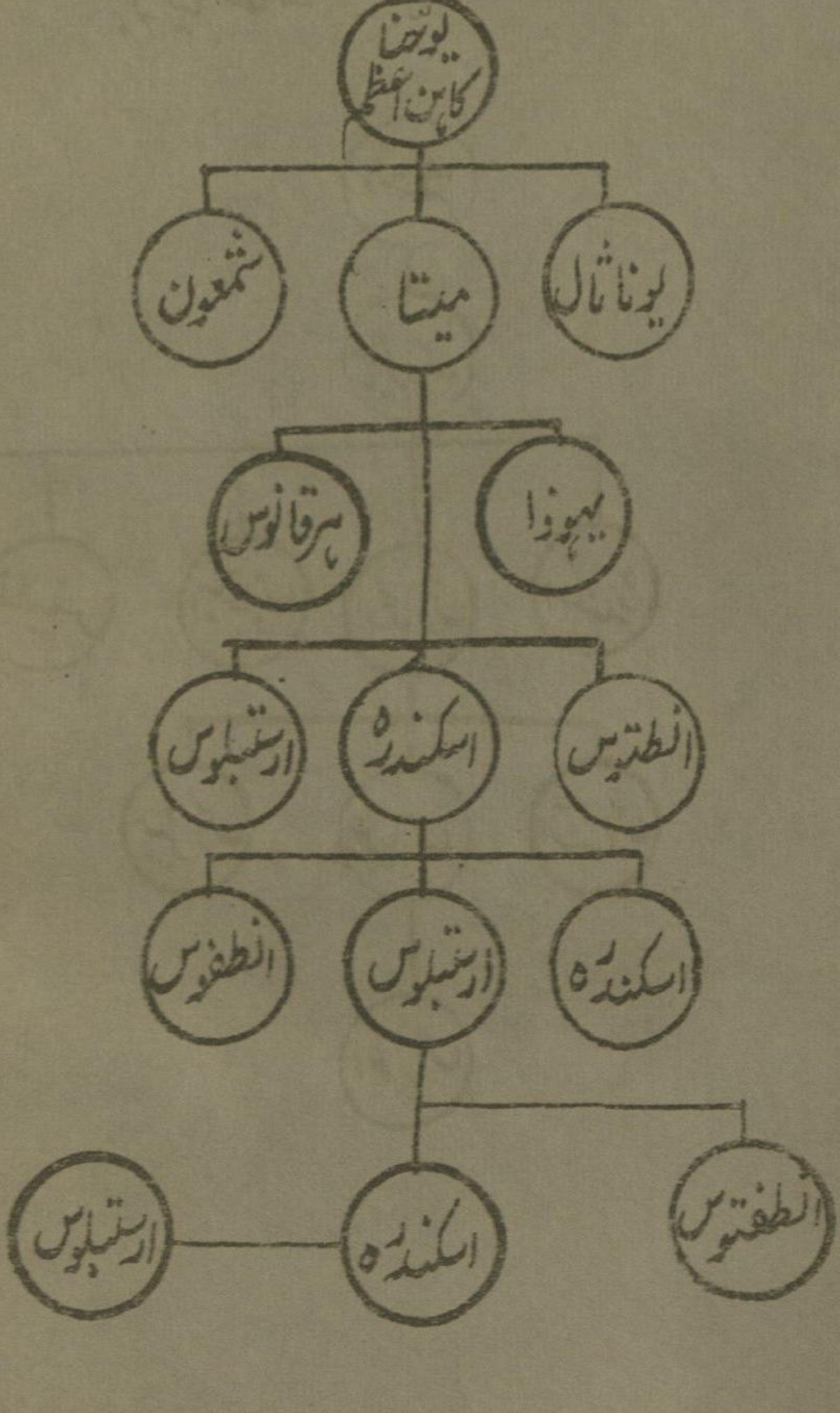
شجرۂ ملوک بنی ہیرودس

یہ ملوک بنی ہیرودس کا مورث اعلیٰ اور
ہرقانوس اخیری بادشاہ حشمنائی پر قابض
ہو گیا تھا۔



شجرہ ملوک بنی حشمنائی

یہ ملوک بنی حشمنائی کا مورث اعلیٰ اور نسل ہارونؑ سے تھا



تاریخ ابنِ خلدون

مکمل نو حصوں میں — اردو ترجمہ: علامہ حکیم احمد حسین الٰہ آبادی

قبل از اسلام حصہ اول ۵۰ — ۱۰

قبل از اسلام حصہ دوم ۵۰ — ۱۰

حصہ اول: رسولؐ اور خلفاءِ رسولؐ ۰ — ۱۵

حصہ دوم: خلافتِ معاویہؓ و آلِ مروان ۰۰ — ۱۵

حصہ سوم: خلافتِ بنو عباسؓ حصہ اول ۰ — ۱۱

حصہ چہارم: خلافتِ بنو عباسؓ حصہ دوم ۰۰ — ۱۱

حصہ پنجم: امیرانِ اندلس اور خلفاءِ مصر ۰ — ۱۵

حصہ ششم: غزنوی و غوری سلاطین ۰۰ — ۱۵

حصہ ہفتم: سلجوقی و خوارزم شاہی سلاطین ۰ — ۱۲

الگ الگ حصے بھی مل سکتے ہیں

نفیس اکیڈمی۔ بلاسس اسٹریٹ۔ کراچی!